



موسوعة
الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء السادس

إعداد



مركز رواد الترجمة

أحاديث الفضائل والآداب

لا تَقُلْ عليك السلام؛ فإن عليك السلام تحيَّة المَوْتَى

علیک السلام نہ کہو۔ علیک السلام سے تو مردوں کو سلام کیا جاتا ہے۔

١٢٧٢. الحديث:

عن أبي جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ -رضي الله عنه- قال: أتيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقلت: عليك السلام يا رسول الله. قال: «لا تَقُلْ عليك السلام؛ فإن عليك السلام تحيَّة المَوْتَى».

١٢٧٢. حدیث:

ابو جری الہجیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ !علیک السلام۔ آپ ﷺ نے فرمایا : علیک السلام نہ کہو۔ علیک السلام سے تو مُردوں کو سلام کیا جاتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن رجلا جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فسلم عليه بقوله: "عليك السلام يا رسول الله" فنهاه النبي صلى الله عليه وسلم أن يسلِّم بتلك الصفة، ومن كراهته لذلك لَمْ يَرُدَّ عليه السلام، وبَيَّن له أن هذه التحية: "تحية الموتى"، ثم بَيَّن له كيفية السلام المشروعة كما في الحديث الآخر، قُلْ: "السلام عليك". وقوله صلى الله عليه وسلم: "عليك السلام تحية الموتى" ليس معنى ذلك: أن هذه التحية تُلقى عند زيارة القبور؛ لأن الثابت عنه صلى الله عليه وسلم عند زيارة القبور أن يقول: "السلام عليكم أهل دار قوم مؤمنين.."، بل قال ذلك -عليه الصلاة والسلام- إشارة إلى ما جرت به عادة أهل الجاهلية في تحية الأموات.

اجمالی معنی:

مفہوم حدیث : ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا : ''علیک السلام یا رسول اللہ"۔ نبی ﷺ نے اسے اس انداز میں سلام کرنے سے منع کر دیا اور اس پر ناپسندیدگی کی وجہ سے اس کا جواب بھی نہ دیا۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اس طرح سے تو مُردوں کو سلام کیا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے سلام کرنے کا شرعی طریقہ بھی بتایا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "السلام علیک" کہو۔ آپ ﷺ کا فرمان کہ "ایسے تو مُردوں کو سلام کیا جاتا ہے" اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ زیارت قبور کے موقع پر ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ زیارت قبور کے موقع پر آدمی کو کہنا چاہیے "السلام علیکم اَہل دار قوم مؤمنین"۔ آپ ﷺ کے ایسا فرمانے کا مقصد اس طریقے کی طرف اشارہ کرنا تھا جو مُردوں کو سلام کرنے کے لیے اہلِ جاہلیت کے مابین رائج تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: أبو جُرَيٍّ جابر بن سليم الْهُجَيْمِيِّ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- السلام : السلامة من كل آفة ومكروه ، والجملة خبر بمعنى الدعاء والخطاب فيها للنبي صلى الله عليه وسلم .

فوائد الحديث:

١. الإنكار على المخالف مع بيان السبب.
٢. المسارعة لبيان الحكم الشرعي وعدم تأخيره.
٣. النهي عن التشبه بأهل الجاهلية.
٤. ابتداء السلام سنة ورده فرض إجماعًا.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الرياض نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا سنن الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ معالم السنن، تأليف: حمد بن محمد بن إبراهيم الخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ صحيح وضعيف أبي داود، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية القول المفيد على كتاب التوحيد-للعثيمين -الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية-الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (3770)

لا تَقُلْ: عليك السلامُ، عليك السلامُ تَحِيَّةُ الموتى، قل: السلامُ عليك

یوں نہ کہو کہ "علیک السلام"، کیونکہ "علیک السلام" سے تومُردوں کوسلام کیا جاتا ہے، اس کے بجائے "السلام علیک" کہو۔

١٢٧٣. الحديث:

عن أبي جرَيٍّ جابر بن سُلَيْمٍ -رضي الله عنه- قال: رأيت رجلا يصْدُرُ الناس عن رأيه، لا يقول شيئا إلا صدروا عنه، قلت: من هذا؟ قالوا: رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. قلت: عليك السلام يا رسول الله - مرتين - قال: «لا تقل: عليك السلام، عليك السلام تحية الموتى، قل: السلام عليك» قال: قلت: أنت رسول الله؟ قال: «أنا رسول الله الذي إذا أصابك ضُرٌّ فدعوته كشفه عنك، وإذا أصابك عام سَنَةٍ فدعوته أنْبَتَهَا لك، وإذا كنت بأرض قَفْرٍ أو فَلَاةٍ فَضَلَّتْ راحلتك، فدعوته ردها عليك» قال: قلت: اعْهَدْ إليَّ. قال: «لا تَسُبَّنَّ أحدا» قال: فما سَبَبْتُ بعده حُرًّا، ولا عبدا، ولا بعيرا، ولا شاة، «ولا تَحْقِرَنَّ من المعروف شيئا، وأن تكلم أخاك وأنت مُنْبَسِط إليه وجهك، إنَّ ذلك من المعروفِ، وارفعْ إزارك إلى نصف الساق، فإنْ أبيت فإلى الكعبين، وإياك وإسبال الإزار، فإنها من المَخِيلَةِ. وإنَّ اللهَ لا يحب المَخِيلَةَ؛ وإنِ امرُؤٌ شتمك وعَيَّرَكَ بما يعلم فيك فلا تُعَيِّرْهُ بما تعلم فيه، فإنّما وبال ذلك عليه».

درجة الحديث: صحيح

١٢٧٣. حدیث:

ابوجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام جابر بن سلیم ہے کہتے ہیں کہ (جب میں مدینہ آیا تو) میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کو قبول کرتے ہیں جب بھی وہ کوئی بات کہتا ہے لوگ اسی کو تسلیم کرتے ہیں، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر دو مرتبہ یہ کہا "علیک السلام" کہ آپ ﷺ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے رسول! رسول کریم ﷺ نے یہ سن کر کہا کہ "علیک السلام" نہ کہو، یہ مُردوں کا سلام ہے اس کے بجائے "السلام علیک" کہو! اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف و مصیبت پہنچے اور تم اسے پکارو تو وہ تمہاری تکلیف و مصیبت کو دور کرے، اگر تمہیں قحط سالی اپنی لپیٹ میں لے لے اور تم اسے پکارو تو وہ تمہارے لیے سبزہ (غلہ وغیرہ) اگادے اور اگر تم کسی بے آب وگیاہ زمین میں، یا کسی ایسے جنگل میں ہو جو آبادی سے دور ہو اور تم اپنی سواری گم کر بیٹھو اور پھر تم اسے پکارو تو وہ تمہاری سواری تمہارے پاس واپس بھیج دے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمادیجیے! آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو برا بھلا نہ کہو۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی کو برا بھلا نہیں کہا نہ آزاد کو، نہ غلام کو، نہ اونٹ کو اور نہ بکری کو (یعنی کسی انسان کو کیا برا کہنا، حیوانات کو بھی برا نہ کہا جیسا کہ عام لوگوں کی عادت ہوتی ہے)۔ کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جانو اور جب تم اپنے کسی بھائی سے ملاقات کرو تو خندہ پیشانی اختیار کرو (یعنی جب تم کسی سے ملو، تو اس سے تواضع اور خوش کلامی سے پیش آؤ تاکہ تمہارے اس حسن خلق کی وجہ سے اس کا دل خوش ہو) کیونکہ یہ بھی ایک نیکی ہے اور تم اپنی ازار (یعنی پاجامہ، لنگی وغیرہ) کو نصف پنڈلی تک اونچی رکھو، اگر اتنی اونچی رکھنا تمہیں پسند نہ ہو تو ٹخنوں تک رکھو مگر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے بچو! اس لیے کہ (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانا تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ نیز اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے اور تمہارے کسی ایسے عیب پر تمہیں عار دلائے جسے وہ جانتا ہے تو تم انتقاما اس کے کسی عیب پر جسے تم جانتے ہو اسے عار نہ دلاؤ کیونکہ اس کا گناہ اسے ہی ملے گا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال جابر بن سليم رضي الله عنه: أبصرت رجلا يرجع الناس إلى قوله، لا يقول لهم شيئا إلا فعلوه، فقلت لهم: من هذا، قالوا: هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت عليك السلام يا رسول الله، عليك السلام يا رسول الله، فقال صلى الله عليه وسلم: لا تقل عليك السلام فإنها تحية الموتى، ولكن قل: السلام عليك. فقلت: أأنت رسول الله، قال: نعم أنا رسول الله؛ أي: أنا الذي أرسله الله الذي إذا أصابك فقر ومصيبة فدعوته بتضرع وافتقار؛ رفع عنك ذلك الضرر، وإذا أصابك عام قحط لم تنبت الأرض فيه شيئا فدعوته؛ أوجد لك فيها النبات ونمَّاه لك، وإذا كنت في أرض ليس فيها ماء ولا ناس، وضاعت راحلتك فدعوته؛ ردها عليك.فقلت له: أوصني بما ينفعني، قال: لا تشتم أحدا. فما سببت بعد ذلك حرا ولا عبدا ولا بعيرا ولا شاة، ثم قال صلى الله عليه وسلم: ولا تترك شيئا من المعروف استصغارا له، ولا تحقر خطابك لأخيك وفي وجهك البشر له؛ فإن ذلك من المعروف، وارفع إزارك وغيره من الثياب إلى نصف الساق، فإن تركت فعل ذلك، فارفع إلى الكعبين؛ فلا جناح فيما بين الكعبين إلى نصف الساق، واحذر من إسبال الإزار فإنه من الكبر والعجب والله جل وعلا لا يحب ذلك، وإن أحد شتمك أو عيَّرك بما فيك من الذنوب والأفعال القبيحة، فلا تعيِّره بما فيه؛ إن عاقبة ذلك عليه يوم القيامة، وقد يعجل بعضه في الدنيا.

اجمالی معنی :

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے پاس لوگ آتے اور وہ جو کچھ وہ کہتا اس پر عمل کرتے ۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے ؟ انھوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں ۔ اس پر میں کہنے لگا کہ 'علیک السلام یا رسول اللہ، علیک السلام یا رسول اللہ'' ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : علیک السلام نہ کہو۔ یہ تو مردہ لوگوں کا سلام ہے ۔ اس کے بجائے ''السلام علیک'' کہو۔ میں نے پوچھا : کیا آپ اللہ کے رسول ہیں ؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں ۔ یعنی میں ہی ہوں جسے اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے ۔ وہ اللہ کہ اگر تمھیں کوئی تکلیف و مصیبت پہنچے اور تم اسے عاجزی و لاچاری کے ساتھ پکارو تو وہ تم سے وہ مصیبت دور کردے ۔ اور اگر خشک سالی آن پڑے اور زمین سے کچھ پیدا نہ ہو اور تم اسے پکارو تو وہ اس میں تمہارے لیے غلہ اگا کر بڑا کردے ۔ اگر تم کسی ایسی زمین میں ہو جہاں نہ پانی ہے اور نہ کسی انسان کا نام و نشان اور تم اپنی سواری گم کر بیٹھو اور پھر تم اسے پکارو تو وہ تمہاری سواری کو تم تک لوٹا دے ۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرما دیں جو میرے لیے سود مند ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا 'کسی کو برا بھلا مت کہو۔'' راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کسی کو برا بھلا نہیں کہا ۔ نہ کسی آزاد انسان کو اور نہ کسی غلام کو ۔ نہ اونٹ کو اور نہ بکری کو ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا 'کسی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر اسے نہ چھوڑو۔ اور چہرے کی بشاشت کے ساتھ اپنے بھائی سے ملنے کو ہیچ نہ جانو کیونکہ یہ بھی نیکی ہے ۔ اپنی ازار اور دیگر لباس کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھو۔ اگر ایسا نہ کرسکو تو پھر ٹخنوں تک اونچا رکھو۔ ٹخنوں اور نصف پنڈلی کے درمیان رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے ۔ اور اپنی ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تکبر اور خودپسندی کی علامت ہے اور اللہ کو یہ پسند نہیں ۔ اگر کوئی تمھیں برا بھلا کہے یا پھر تمھیں تمہارے گناہ اور برے افعال یاد دلا کر عار دلائے تو تم اس کی برائیوں کے ساتھ اسے عار مت دلاو۔ کیونکہ روز قیامت اس کا وبال اسی پر ہوگا اور ممکن ہے کہ اس کا کچھ حصہ دنیا میں بھی اس پر آجائے'' ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأبو داود وأحمد.

التخريج: أبو جُرَيٍّ جابر بن سليم الْهُجَيْمِيِّ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يصدر الناس عن رأيه : يقبلون قوله.
- ضر : أي: ضرر من فقر ومصيبة.
- كشفه : رفعه عنك.
- عام سَنَة : عام قحط لم تنبت الأرض فيه شيئا.

- أرض قفر : أرض لا ماء بها ولا ناس.
- فلاة : أرض لا ماء فيها.
- راحلتك : الراحلة من الإبل: البعير القوي على الأسفار والأحمال.
- اعهد إليَّ : أوصني بما أنتفع به.
- لا تسبن أحدا : لا تشتم أحدا.
- لا تحقرن من المعروف شيئا : لا تترك شيئا من أمور الخير استهانة بقدره.
- منبسط : مستبشر.
- إزارك : الإزار: ثوب يحيط بالنصف الأسفل من البدن.
- إسبال الإزار : إرخاؤه وإرساله أسفل الكعبين.
- المخيلة : الاختيال والكبر واحتقار الناس والعجب عليهم.
- وبال ذلك : نتيجته الوخيمة.

فوائد الحديث:

١. سرعة تنفيذ أحكام الله من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، واستجابتهم لرسول الله صلى الله عليه وسلم.
٢. وجوب التحاكم في الأمور كلها إلى الله ورسوله، وعدم جواز الخروج عليهما.
٣. يجوز في تحية الموتى قول عليك السلام والسلام عليكم، لكن جرت العادة أن عليك السلام تحية الموتى.
٤. جواز السؤال للتثبت لا للتعنت، فقد سأل الصحابي رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنت رسول الله؟
٥. أمور العباد كلها بيد الله الذي له الخلق والأمر.
٦. التذكير بنعم الله على العباد مدعاة لدوام الشكر.
٧. استحباب طلب النصيحة من أهلها.
٨. وجوب إخلاص النصح للمنصوح.
٩. حرمة السباب والشتم واللعن؛ لأنها ليست من صفات المؤمنين بل من صفات الشياطين.
١٠. عدم استصغار شيئا من شعائر الدين، أو استحقار أمر من المعروف.
١١. استحباب انبساط الوجه عند لقاء الإخوان، والتودد في الكلام عند مخاطبتهم.
١٢. استجابة الصحابة للرسول صلى الله عليه وسلم، والتزامهم بما يوصيهم ويرشدهم إليه.
١٣. إزرة المؤمن إلى نصف الساق، فإن أحب الإطالة؛ فإلى الكعبين ولا يزيد.
١٤. إسبال الإزار من الخيلاء، فالمسبل سواء قصد أم لم يقصد فقد وقع في المخيلة.
١٥. وجوب الستر على المسلمين، وعدم كشف عوراتهم.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة باحثين نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، إشراف حمد العمار -نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4952)

لا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلا الدِّيبَاجَ، وَلا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهِمَا؛ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ

ریشم و دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ہی ان سے بنی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ۔ یہ دنیا میں ان (کفار) کے لیے اور آخرت میں تمہارے لیے ہیں۔

١٢٧٤. الحديث:

عن حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «لا تلْبَسُوا الحرير ولا الديباج، ولا تشربوا في آنية الذهب والفضة ولا تأكلوا في صِحَافِهِمَا؛ فإنَّهَا لهم في الدنيا ولكم في الآخرة».

١٢٧٤. حدیث:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ریشم و دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ہی ان سے بنی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ۔ یہ دنیا میں ان (کفار) کے لیے اور آخرت میں تمہارے لیے ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- الرجال عن لُبس الحرير والديباج؛ لما في لبسهما للذكَر من الميوعة والتأنث، والتشبه بالنساء الناعمات المترفات. والرجل يطلب منه الخشونة والقوة والفتوة. كما نهى كُلًّا من الرجال والنساء عن الأكل والشرب في صِحَاف الذهب والفضة وآنيتهما؛ والحكمة كما قال -صلى الله عليه وسلم-: أن الأكل فيهما في الدنيا للكفار الذين تعجلوا طيباتهم في حياتهم الدنيا، واستمتعوا بها، وهي لكم -أيها المسلمون خالصة- يوم القيامة إذا اجتنبتموها؛ خوفاً من الله -تعالى- وطمعًا فيما عنده، فمنعًا من التشبه بهم وامتثالاً لأمر الله -تعالى- حُرِّمت. كما أن من لبس الحرير من الرجال في الدنيا فقد تعجل متعته؛ ولذا فإنه لن يلبسه في الآخرة، ومن تعجل شيئاً قبل أوانه بطريق محرم عوقب بحرمانه والله شديد العقاب.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے مردوں کو ریشم اور دیباج پہننے سے منع فرمایا کیوں کہ مرد کے اسے پہننے میں نزاکت اور زنخے پن کا اظہار ہوتا ہے اور نازک مزاج و عیش پرست عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے۔ جب کہ مرد میں خشونت، قوت اور مردانگی کی صفات ہونی چاہئیں۔ اسی طرح نبی ﷺ نے مرد و عورت دونوں کو سونے اور چاندی کی پلیٹوں اور برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔ اس ممانعت کی حکمت آپ ﷺ نے خود بیان کی کہ دنیا میں ان برتنوں میں کھانا کفار کے لیے ہے جو دنیاوی زندگی میں ہی اپنی من پسند اشیاء سے لطف اندوز ہو لیتے ہیں اور اگر تم اللہ کے خوف اور اس کے پاس جو نعمتیں ہیں ان کی چاہت میں ان کے استعمال سے پرہیز کرو گے تو روزِ قیامت یہ صرف اور صرف تمہارے لیے یعنی مسلمانوں کے لیے ہوں گی۔ چنانچہ کفار کی مشابہت سے بچنے اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں ان کا استعمال حرام ہے۔ اسی طرح جو مرد دنیا میں ریشم پہنتا ہے وہ پہلے ہی لطف اندوز ہو لیتا ہے اس لیے آخرت میں وہ اسے بالکل بھی نہیں پہن سکے گا۔ جو شخص وقت سے پہلے حرام طریقے سے کوئی چیز حاصل کر لے اس کی سزا یہ ہے کہ اسے اس چیز سے محروم کر دیا جائے۔ اور اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الحَرِيْر : وهو القماش المأْخُوذ من دُودِ الْقَز، ويُسمي الإبْرِيسَم وهُو مُحرَّم لبسه على الرجال.
- ولا الدِّيباج : الديباجُ: نوع من الحرير، وهو ما غَلُظ وثَخُن من ثياب الحرير.

• الصِّحَاف : جمع صَحفة، وهي وعاء متوسط الحجم يوضع فيه الطعام، دون القَصْعَة والصَّحفة تُشبِع الخمسة.

فوائد الحديث:

١. تحريم لبس الحرير والديباج على الذكور، والوعيد الشديد على من لبسه.

٢. يباح للنساء لبسُ الحرير، لكونهن في حاجة إلى الزينة للأزواج، وحِله للنساء، وتحريمه على الرجال، بإجماع العلماء.

٣. تحريم الأكل والشرب في صحاف الذهب والفضة وآنيتهما، للذكور والإناث؛ لكونهما للكفار في الدنيا، وللمسلمين في الآخرة.

٤. ألحق العلماء بالأكل والشرب سائر الاستعمالات، وجعلوا ذكر الأكل والشرب من باب التعبير بالغالب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيي النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (2985)

لا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ؛ فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ	ریشم نہ پہنو۔ اس لیے کہ جس نے دنیا میں اسے پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔
١٢٧٥. الحديث: عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: «لا تَلْبَسُوا الحَرِير؛ فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ في الدنيا لم يَلبَسه في الآخرة».	**١٢٧٥. حدیث:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "ریشم نہ پہنو۔ اس لیے کہ جس نے دنیا میں اسے پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث نهي عن لبس الحرير للرجال، وأن عقوبة لابسه أنه لا يلبسه في الآخرة؛ لأن الجزاء من جنس العمل.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں مردوں کے لیے ریشم پہننے کی ممانعت اور اس بات کا بیان ہے کہ اسے پہننے والے کی سزا یہ ہے کہ وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا کیوں کہ جزاء ویسی ہی ہوتی ہے جیسا عمل ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الحرير : نوع من المنسوجات والأقمشة، ويقال له الدمقسي والسيراء والستراء، وهو مأخوذ من دود القز وهو الحرير الطبيعي، وهناك نوع من القطن يسمى الكتان لين إلا أنه لا يحرم.
- في الآخرة : في الجنة.

فوائد الحديث:

١. يؤخذ من هذا الحديث تحريم لبس الحرير على الرجال.

٢. من لبس الحرير في الدنيا إن لم يعفُ الله عنه سيحرم من لبسه في الجنة ولو دخلها.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (2986)

لا تُقَارِنُوا، فإنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- نهى عن القِرَانِ، ثم يقولُ: إلا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرجلُ أَخَاهُ.	دو کھجوروں کوایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دو کھجوروں کوایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے۔ پھر فرمایا : سوائے اس صورت کے، جب اس کو کھانے والا شخص اپنے ساتھی سے (جو کھانے میں شریک ہے) اس کی اجازت لے لے۔

١٢٧٦. الحديث:

عن جَبَلَةَ بنِ سُحَيْمٍ، قال: أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مع ابنِ الزبيرِ؛ فَرُزِقْنَا تمرًا، وكان عبدُ اللهِ بنُ عمرَ -رضي الله عنهما- يَمُرُّ بنا ونحن نَأْكُلُ، فيقول: لا تُقَارِنُوا، فإنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- نهى عن القِرَانِ، ثم يقولُ: إلا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرجلُ أَخَاهُ.

١٢٧٦. حدیث :

جبلہ بن سحیم نے بیان کیا، کہ ہمیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سال قحط کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے ہمیں کھانے کے لیے کھجوریں دیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم کھجور کھاتے ہوتے تو وہ فرماتے کہ : دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے۔ پھر فرمایا : سوائے اس صورت کے، کہ جب اس کو کھانے والا شخص اپنے ساتھی سے (جو کھانے میں شریک ہے) اس کی اجازت لے لے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

عن جبلة بن سحيم قال: أصابنا عام قحط مع ابن الزبير -رضي الله عنهما-، فأعطانا تمرا، فكان ابن عمر -رضي الله عنهما- يمر بنا ونحن نأكل، فيخبرنا أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى أن يقرن الرجل بين التمرتين ونحوهما مما يؤكل أفرادا، إذا كان مع جماعة إلا بإذن أصحابه. فالشيء الذي جرت العادة أن يؤكل واحدة واحدة، كالتمر إذا كان معك جماعة فلا تأكل تمرتين في لقمة واحدة؛ لأن هذا يضر بإخوانك الذين معك، فلا تأكل أكثر منهم إلا إذا استأذنت، وقلت: تأذنون لي أن آكل تمرتين في آن واحد، فإن أذنوا لك فلا بأس. ملحوظة: في صحيح البخاري: فرزقنا بأربع فتحات، والفاعل ابن الزبير، والمعنى أعطانا، وفي رواية البيهقي: فرزقنا بضم الراء بالبناء للمجهول، ويحتمل الرازق الله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ :

جبلہ بن سحیم نے بیان کیا کہ ہمیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سال قحط کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے ہمیں کھانے کے لیے کھجوریں دیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم کھجور کھاتے ہوتے تو وہ فرماتے کہ نبی ﷺ دو کھجوروں اور ان کے مثل جن چیزوں کو ایک ایک کر کے کھایا جاتا ہے ایک ساتھ ملا کر لوگوں کے ساتھ کھانے سے منع فرمایا ہے، اِلّا یہ کہ اس کے ساتھی اس کی اجازت دیں تو کھایا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو عادتاً ایک ایک کھائی جاتی ہو جیسے کھجور، تو زیادہ لوگوں میں ایک لقمے میں دو دو کھجوریں نہ کھاؤ۔ اس لیے کہ یہ دوسرے بھائیوں کو تکلیف دینے کا باعث ہوگا۔ لہٰذا ان سے زیادہ نہ کھاؤ، اِلّا یہ کہ ان سے اجازت لے لو۔ ان سے کہو کہ کیا تم مجھے ایک ساتھ دو کھجوریں کھانے کی اجازت دیتے ہو؟ اگر وہ اس کی اجازت دے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں''۔ نوٹ : صحیح بخاری میں ہے : (فَرَزَقَنَا)، چاروں پر فتحہ کے ساتھ ہے اور فاعل ابن زبیر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں دیں۔ اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے : (فُرِزِقْنَا) راء کے پیش کے ساتھ مجہول کا صیغہ ہے، اس میں احتمال یہ ہے کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عام سنة : أي: عام قحط وجدب.
- القِران : هو أن يقرن بين التمرتين في الأكل.
- أخاه : المراد بالأخ هنا: رفيقه الذي اشترك معه في ذلك التمر.

فوائد الحديث:

١. الاجتماع على الطعام سنة ممدوحة، وفيه بركة بخلاف الفُرقة.
٢. جواز مراقبة العلماء لمن دونهم لتعليمهم السنة.
٣. تحريم ظلم الآخرين في الأكل والشرب وكافة شؤون الحياة.
٤. كراهة القران في الطعام من غير إذن لمن يأكل معهم لما فيه من ظلم لرفيقه.
٥. قال العلماء: إن كان يعلم رضا الشركاء بقرنه بينهما جاز، والنهي عن القرآن من حسن الأدب في الأكل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة، ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. كنوز رياض الصالحين، بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين, دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة، ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (4219)

لا تُكْثِرُوا الكلام بغير ذِكْرِ الله؛ فإن كَثْرَة الكلام بغير ذِكْرِ الله تعالى قَسْوَةٌ للقلب! وإن أَبْعَدَ الناس من الله القَلْبُ القَاسِي

"ذکرِ الٰہی کے سوا زیادہ باتیں نہ کرو، اس لیے کہ ذکرِ الٰہی کے علاوہ زیادہ باتیں دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل (والا انسان) ہے۔"

١٢٧٧. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تُكْثِرُوا الكلام بغير ذِكْرِ الله؛ فإن كَثْرَة الكلام بغير ذِكْرِ الله تعالى قَسْوَةٌ للقلب! وإن أَبْعَدَ الناس من الله القَلْبُ القَاسِي».

١٢٧٧. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ذکرِ الٰہی کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کرو، اس لیے کہ ذکرِ الٰہی کے علاوہ زیادہ باتیں دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل (والا انسان) ہے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن كثرة الكلام بغير ذكر الله تعالى، وذكر أنه مما يُقَسِّي القلب ويضفي عليه غشاوة، فلا تجده يتأثر بالموعظة، ولا يأتَمِرَ بمعروف ولا ينتهي عن منكر؛ لكثرة الغشاوة التي على قلبه، وذكر أن أبعد الناس عن الله أصحاب القلب القاسي. والحديث ضعيف، ولكن يغني عنه: (من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليسكت) متفق عليه، والأدلة في الحث على الذكر والتحذير من الغفلة كثيرة، فمعناه قد ورد في النصوص الصحيحة.

اجمالی معنیٰ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکرِ الٰہی کے علاوہ زیادہ باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ دل کو سخت کر دیتا ہے اور اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ پھر وہ وعظ و نصیحت سے متاثر نہیں ہوتا، نہ نیکی کو نیکی سمجھتا اور نہ برائی سے باز رہتا ہے، کیوں کہ اس دل پر بہت زیادہ پردہ پڑ چکا ہوتا ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور لوگ وہ ہیں جن کے دل سخت ہوتے ہیں۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن حدیث: "مَن كَانَ يُؤمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَومِ الآخِرِ، فَلْيَقُل خَيرًا أَوْ لِيَسْكُتْ" متفق علیہ (ترجمہ: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ چپ رہے۔) اس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ جبکہ ذکر پر ابھارنے اور غفلت سے متنبہ کرنے کے بارے میں دلیلیں بہت ہیں۔ لہٰذا اس حدیث کا مفہوم صحیح نصوص میں وارد ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قسوة للقلب : غِلَظُهُ وعدم تأثره بالمواعظ.

فوائد الحديث:

١. أن كثرة الكلام فيما لا فائدة فيه سبب لقسوة القلب والبعد عن رحمة الله.
٢. فيه إشارة إلى ذم الخلطة؛ فكثرة الكلام لا تنتج إلا عن كثرة مخالطة الناس.
٣. جواز الكلام في الأمور المباحة من غير إكثار.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. -ضَعيفُ التَّرْغِيب وَالتَّرْهِيب-المؤلف: محمد ناصر الدّين الألباني-مكتَبَة المَعارف لِلنَشْرِ والتوزيْع، الرياض - المملكة العربية السعودية-الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/ تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت –لبنان-الطبعة الرابعة عشرة. - الوابل الصيب من الكلم الطيب-المؤلف: ابن قيم الجوزية -تحقيق: سيد إبراهيم- دار الحديث - القاهرة - رقم الطبعة: الثالثة، ١٩٩٩ م.

الرقم الموحد: (3771)

لا تُمارِ أخاكَ, ولا تُمازِحْه, ولا تَعِدْهُ مَوعِداً فَتُخْلِفَه	اپنے بھائی سے مت جھگڑو، نہ اس سے ہنسی مذاق کرو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو، جس کی تم خلاف ورزی کرو۔
١٢٧٨. الحديث: عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «لا تُمارِ أخاكَ, ولا تُمازِحْه, ولا تَعِدْهُ مَوعِدًا فَتُخْلِفَه».	**١٢٧٨. حديث:** عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”اپنے بھائی سے مت جھگڑو، نہ اس سے ہنسی مذاق کرو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو، جس کی تم خلاف ورزی کرو“۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن المراء الذي يفعله الإنسان مع جليسه ليظهر له الخلل في كلامه أو العيب في رأيه، فهذا خلق ذميم، ونهى أيضا عن الإفراط في المزاح وهو يفضي إلى قسوة القلب، ويؤدي إلى الإيذاء، ويورث الأحقاد، ونهى أيضا عن إخلاف الوعد، وهذا أيضا مما يثير الأحقاد فإما ألا تعد، وإما أن تعد وتوفِّي بوعدك.	**اجمالی معنی:** اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لا تُمَارِ : المماراة هي الجدال.
- ولا تُمَازِحْه : المزاح هو المداعبة والهزل، والمراد: لا تمازح أخاك المسلم مزاحا يؤذيه.

فوائد الحديث:

١. عناية الإسلام بالألفة والمحبة بين المسلمين حيث جاء بما يزيد المحبة، والنهي عما يُسيء إليها.
٢. النهي عن المراء.
٣. النهي عن المزاح المؤذي، أما الدعابة اللطيفة فقد جاءت عن النبي -صلى الله عليه وسلم-، فهي جائزة.
٤. النهي عن إخلاف الوعد.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار الفلق، الرياض، الطبعة السابعة، ١٤٢٤هـ ضعيف الجامع الصغير وزيادته، للشيخ الألباني، دار النشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الثالثة: ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (5334)

لا تبدؤوا اليهود والنصارى بالسلام, وإذا لقيتموهم في طريق, فاضطروهم إلى أضيقه

یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب ان میں سے کسی سے تمہارا آمنا سامنا ہو جائے، تو اسے تنگ راستے کی جانب جانے پر مجبور کر دو۔

١٢٧٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تَبْدَؤوا اليهود والنصارى بالسَّلام، وإذا لَقِيتُمُوهُمْ في طريق، فاضْطَرُّوهُمْ إلى أَضْيَقِهِ».

١٢٧٩. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب ان میں سے کسی سے تمہارا آمنا سامنا ہو جائے، تو اسے تنگ راستے کی جانب جانے پر مجبور کر دو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن بدء أهل الكتاب بالسلام؛ وذلك لأن تسليمنا عليهم فيه نوع من الإكرام لهم؛ -والكافر ليس أهلا للإكرام، ولا بأس أن يقول للكافر ابتداءً كيف حالك، كيف أصبحت، كيف أمسيت؟ ونحو ذلك إذا دعت الحاجة إلى ذلك؛ لأن النهي عن السلام، وكذلك أمرنا أن لا نوسع لهم الطريق، فإذا قابل المسلم الكتابي في الطريق، فإن المسلم يُلجئه إلى أضيق الطريق، ويكون وسط الطريق وسعته للمسلم، وهذا عند ضيق الطريق، وحيث لا يتسبب في إلحاق الضرر بالكتابي، وجملة القول في ذلك: أن ما كان من باب البر والمعروف ومقابلة الإحسان بالإحسان قمنا به نحوهم لتأليف قلوبهم، ولتكن يد المسلمين هي العليا، وما كان من باب إشعار النفس بالعزة والكرامة ورفعة الشأن فلا نعاملهم به؛ كبدئهم بالسلام تحية لهم، وتمكينهم من صدر الطريق تكريمًا لهم.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ نے اہل کتاب کو سلام میں پہل کرنے سے منع فرمایا ہے؛اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں سلام کرنا دراصل ان کی عزت افزائی کا اظہار ہے اور کافر عزت و اکرام کا مستحق نہیں ہے۔ البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ ضرورت پڑنے پر، پہل کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ کیسے شام کی؟ وغیرہ۔ کیوں کہ ممانعت، سلام کرنے ہی کی ہے۔ اسی طرح ہمیں اس بات کا حکم فرمایا کہ ان کے لیے راستے میں کشادگی پیدا نہ کریں اور جب راستے میں مسلمان کا کسی یہودی یا نصرانی سے آمنا سامنا ہو جائے، تو مسلمان اس کو راستے تنگ ترین حصہ اپنانے پر مجبور کردے گا اور درمیانی اور کشادہ حصے پر مسلمان کا حق ہوگا۔ یہ راستہ تنگ ہونے کی صورت میں ہے۔ یہ عمل اس انداز میں ہو کہ اہل کتاب کو کسی قسم کا ضرر لاحق نہ ہو۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جن امور کا تعلق نیکی، بھلائی اور احسان کا بدلہ احسان کے ذریعے دینے سے ہو، ان امور میں ہم ان کے ساتھ تالیف قلب اور مسلمانوں کی برتری کے اظہار کے لیے بہتر معاملہ کریں گے۔ لیکن جب معاملہ عزت و اکرام نفس اور شان امتیاز کے اظہار سے تعلق رکھتا ہو، تو ہم ان کے ساتھ تعظیم و تکریم کا برتاؤ نہیں کریں گے۔ مثلا انھیں سلام کرنے میں پہل کرنا اور راستے کا نمایاں حصہ ان کے حوالے کرنا وغیرہ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فاضطروهم إلى أضيقه : أي: ألجئوهم أن يسيروا على حافة الطريق، وهذا عند الزحام.

فوائد الحديث:

١. لا يجوز للمسلم أن يبتدئ أحدًا من اليهود والنصارى بالسلام.

٢. يُفهم من النهي عن ابتدائهم أنه لا يُنهى عن رد السلام عليهم، وهذا ما صرحت به أحاديث أخرى، ففي الصحيحين عن أنس أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا سلم عليكم أهل الكتاب فقولوا: وعليكم".

٣. إذا قابل الكتابيُّ المسلمَ في الطريق فإن المسلم يُلجئه إلى أضيق الطريق، ويكون سعة الطريق للمسلم، وهذا عند الزحام، فإن خلت الطريق عن الزحمة فلا حرج، ويكون التضييق بحيث لا يوقع بهم ضررا.

٤. إظهار عزة المسلمين وصغار غيرهم، دون ظلم أو بذاءة في القول.

٥. التضييق على الكفار بسبب ما هم عليه من كفر بالله -تعالى-، قد يكون ذلك سببًا في إسلامهم؛ فينجوا من النار، إذا حملهم ذلك على معرفة السبب، وهذا عندما يكون المسلمون ملتزمون بكل أحكام دينهم، ومنها ما جاء في هذا الحديث.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. -توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام لعبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، ١٤٢٣ هـ -رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ -منحة العلام في شرح بلوغ المرام لعبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٣٢ هـ -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (5347)

لا تجعلوا بيوتكم قبورا، ولا تجعلوا قبري عيدا، وصلوا عليّ فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم

١٢٨٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تجعلوا بيوتكم قبورا، ولا تجعلوا قبري عيدا، وصلوا عليّ فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

نهى -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- عن إخلاء البيوت من صلاة النافلة فيها والدعاء وقراءة القرآن فتكون بمنزلة القبور؛ لأن النهي عن الصلاة عند القبور قد تقرر عندهم فنهاهم أن يجعلوا بيوتهم كذلك، ونهى عن تكرار زيارة قبره والاجتماع عنده على وجهٍ معتاد؛ لأن ذلك وسيلةٌ إلى الشرك، وأمر بالاكتفاء عن ذلك بكثرة الصلاة والسلام عليه في أي مكان من الأرض؛ لأن ذلك يبلغه من القريب والبعيد على حدّ سواء، فلا حاجة إلى التردد إلى قبره.

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ۔ مجھ پر درود بھیجو۔ تمہارا بھیجا گیا درود مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو۔

١٢٨٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ۔ مجھ پر درود بھیجو۔ تمہارا بھیجا گیا درود مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ گھروں کو نفل نمازوں، دعا اور قرآن کریم کی تلاوت سے خالی رکھا جائے اور اس طرح سے یہ گویا قبریں بن جائیں کیونکہ صحابہ کرام کو یہ تو معلوم تھا کہ قبروں پر نماز پڑھنا منع ہے چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں اس بات سے بھی منع فرمایا کہ وہ اپنے گھروں کو ہی ایسا بنا دیں جیسے قبریں ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی قبر مبارک کی بار بار زیارت اور اس پر جمع ہونے کو معمول بنا لینے سے منع فرمایا کیونکہ یہ شرک تک لے جانے کا ایک سبب ہے اور حکم فرمایا کہ آپ ﷺ پر کثرت کے ساتھ درود و سلام بھیجنے پر اکتفاء کیا جائے چاہے وہ زمین کے کسی بھی گوشے سے ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ تک یہ درود قریب و بعید ہر شخص کی طرف سے برابر طور پر پہنچتا ہے لہذا آپ ﷺ کی قبر پر بار بار آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- لا تجعلوا بيوتكم قبوراً : لا تعطّلوها من صلاة النافلة والدعاء والقراءة، فتكون بمنزلة القبور.
- ولا تجعلوا قبري عيداً : العيد: ما يعتاد مجيئه وقصده من زمان ومكان، أي: لا تتخذوا قبري محل اجتماع ترددون إليه وتعتادونه للصلاة والدعاء وغير ذلك.
- فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم : أي ما ينالني منكم من الصلاة يحصل مع قربكم وبعدكم من قبري فلا حاجة بكم إلى المجيء إليه والتردد عليه.

فوائد الحديث:

١. تحريم هجر البيوت من عبادة الله.
٢. سد الطرق المفضية إلى الشرك من الصلاة عند القبور والغلو في قبره -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بأن يجعل محل اجتماع وارتياد ترتب له زيارات مخصوصة.

٣. المنع من السفر لزيارة قبره -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.-
٤. حمايته -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- جناب التوحيد.
٥. أنه لا مزية للقرب من قبره -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.-
٦. مشروعية الصلاة والسلام عليه في جميع أنحاء الأرض.
٧. تحريم الصلاة في المقابر.
٨. تحريم جعل زيارة قبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عيدًا، بتكريره على وجه مخصوص في زمن مخصوص، وكذلك زيارة كل قبر.
٩. انتفاع الأموات بدعاء الأحياء.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد، للإمام محمد بن عبد الوهاب، تحقيق: د. دغش العجمي، مكتبة أهل الأثر, الطبعة الخامسة, ١٤٣٥هـ الجديد في شرح كتاب التوحيد، لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد, مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية. صحيح الجامع للألباني, المكتب الإسلامي, بيروت، بدون تاريخ.

الرقم الموحد: (3350)

لا تدعوا على أنفسكم؛ ولا تدعوا على أولادكم، ولا تدعوا على أموالكم، لا توافقوا من الله ساعة يسأل فيها عطاء فيستجيب لكم

نہ تم اپنے خلاف بددعا کرو اور نہ اپنے مال و اولاد پر۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا کا وقت اللہ کی طرف سے قبولیت کا ہو اور وہ تمہاری بددعا قبول کر لے۔

١٢٨١. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «لا تدعوا على أنفسكم؛ ولا تدعوا على أولادكم، ولا تدعوا على أموالكم، لا توافقوا من الله ساعة يُسأل فيها عطاءٌ فيستجيب لكم».

١٢٨١. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''نہ تم اپنے خلاف بددعا کرو اور نہ ہی اپنے مال و اولاد پر۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا کا وقت اللہ کی طرف سے قبولیت کا ہو اور وہ تمہاری بددعا قبول کر لے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يحذر الرسول -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث وينهى عن الدعاء على الأولاد والأموال، لأن الدعاء شأنه عظيم، قد يمضيه الله على العباد، لو وافق ساعة إجابة فيكون ضرره على صاحبه وما يتعلق به من أولاده وماله.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ اس حدیث میں اولاد اور اموال کے خلاف بدعا کرنے سے ڈرا اور اس سے منع فرما رہے ہیں کیونکہ دعاء ایک عظیم الشان عمل ہے اور اگر گھڑی قبولیت کی ہوئی تو اللہ تعالی بندوں کی دعا قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح سے دعا مانگنے والے اور اس کی اولاد اور مال کو نقصان پہنچتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أحكام الدعاء

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ساعة : الساعة في الأصل تطلق على معنيين، أحدهما : أن تكون عبارة عن جزء من أربعة وعشرين جزءًا هي مجموع اليوم والليلة، ثانيهما : جزء من أجزاء الوقت والحين وإن قل .

فوائد الحديث:

١. النهي عن الدعاء على النفس أو الأولاد أو المال بشيء من الضرر لئلا يصادف هذا الدعاء القبول.
٢. أن للأزمنة خواصاً يتقبل الله فيها الدعاء، فيتحرى المؤمن الساعات المباركة بالدعاء.
٣. يكون دعاء المسلم دعاء خير ورحمة وعافية، لا دعاء عذاب وهلاك.
٤. ينبغي على العبد أن يحرص على كلامه وعباراته، ويزنها قبل أن يخرجها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا يحي بن شرف النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى سعيد الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3231)

لا تصاحب إلا مؤمنًا، ولا يأكل طعامك إلا تقيٌّ	مومن کے سوا کسی کو ساتھی نہ بناؤ اور تمہارا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی اور نہ کھائے۔
١٢٨٢. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لاَ تُصَاحِب إِلاَّ مُؤْمِنًا، وَلاَ يَأْكُل طَعَامَكَ إِلاَّ تَقِي».	**١٢٨٢. حدیث:** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "مومن کے سوا کسی کو ساتھی نہ بناؤ اور تمہارا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی اور نہ کھائے"۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: أفاد حديث أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن الواجب على المسلم ملازمة أهل الصلاح في كل أحواله، ففي الحديث الحث على صُحبة المؤمنين، وهذا ما يتطلب البعد عن مصاحبة الكفار والمنافقين؛ لأن مصاحبتهم مضرةٌ في الدين فالمراد بالمؤمن أي عدد من المؤمنين. وأكَّد هذه الملازمة للصالحين بقوله: (ولا يأكل طعامك إلا تقي) أي: مُتورِّع يصرِف قوت الطعام إلى عبادة الله، والمعنى لا تطعم طعامك إلا تقيًّا، ويدخل في هذا أيضاً طعام الدعوة كالوليمة وغيرها، فينبغي أن يكون المدعو من أهل الإيمان والصلاح.	**اجمالی معنیٰ:** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مستفاد ہے کہ مسلمان پر واجب ہے کہ تمام حالات میں نیکوکاروں کو لازم پکڑے، اس حدیث میں اہلِ ایمان کی صحبت اختیار کرنے پر ابھارا گیا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ کفار اور منافقین سے دوری اختیار کی جائے، اس لیے کہ ان کی صحبت دین کے لیے نقصان دہ ہے۔ مومن سے مُراد اہلِ ایمان ہیں۔ (ولا یأکل طعامک اِلا تقی) کے جملے سے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید فرمائی یعنی متقی آدمی جو کھانے کو اللہ کی عبادت میں صرف کرے۔ مطلب یہ ہوا کہ اپنا کھانا صرف متقی شخص کو ہی کھلاؤ، اس میں دعوتِ ولیمہ وغیرہ بھی شامل ہے۔ مناسب یہی ہے کہ دعوت میں مدعو مومن اور نیکوکار لوگ ہوں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الزيارة والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي وأحمد.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لاَ تُصَاحِب إِلاَّ مُؤْمِنًا : أي: لا تجعل لك صديقًا إلا من أهل الاستقامة والصلاح، ويكون المراد منه أيضًا النهي عن مصاحبة الكفار والمنافقين.
- لا يَأْكُل طَعَامَكَ إِلاَّ تَقِي : أي: متورع بحيث يصرف قوة الطعام إلى عبادة الله وطاعته.

فوائد الحديث:

١. النهي عن موالاة الكفار ومودتهم ومصاحبتهم، وكذلك الفجّار لا يصاحبهم وتكون موالاتهم بقدر إيمانهم وبغضهم بقدر معصيتهم.
٢. الأمر بملازمة الأتقياء الأوفياء ومخالطتهم والحرص على دعوتهم في الولائم وغيرها.
٣. جواز الأكل من بيت الصديق.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير،

دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم، للعظيم آبادي، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤١٥هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن الترمذي، للإمام الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفورى، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. مشكاة المصابيح، للتبريزي، تحقيق الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٥ - ١٩٨٥.

الرقم الموحد: (3474)

لا تصاحبنا ناقة عليها لعنة	ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ چلے، جس پر لعنت کی گئی ہے
١٢٨٣. الحديث: عن أبي بَرْزَةَ نَضْلَةَ بن عبيد الأَسلمي -رضي الله عنه- قال: بينما جاريةٌ على ناقة عليها بعض مَتَاعِ القوم، إذ بَصُرَتْ بالنبي -صلى الله عليه وسلم- وتَضَايَقَ بهم الجبل فقالت: حَلْ، اللَّهُمَّ الْعَنْهَا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «لا تُصَاحِبْنَا ناقةٌ عليها لَعْنَةٌ».	**١٢٨٣. حديث:** ابوبرزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ ایک نوجوان لڑکی اونٹنی پر سوار تھی، اس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا، اچانک اس نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا، اس وقت لوگوں سے پہاڑ تنگ پڑ گیا تھا (غالباً دشوار گزار راستہ ہونے کی وجہ سے)۔ چنانچہ اس لڑکی نے کہا: حَلْ (اونٹ کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے کلمۂ زجر) اے اللہ! اس پر لعنت فرما! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہ رہے، جس پر لعنت کی گئی ہو''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كانت فتاة صغيرة السن على ناقة عليها بعض الأمتعة والأغراض، فرأت النبي -صلى الله عليه وسلم-، وقد تضايق بالقوم الذين فيهم النبي -صلى الله عليه وسلم- الجبل، فأرادت أن تسرع الناقة، فقالت لها: حل -وهي كلمة زجر للإبل- لتسرع في السير، ثم لعنتها، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: لا تسير معنا ناقة عليها لعنة.	**اجمالی معنیٰ:** ایک کم سن دوشیزہ ایک اونٹنی پر سوار تھی، جس پر کچھ ساز و سامان تھا۔ اس نے نبی ﷺ کو دیکھا، جب کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں کی وجہ سے پہاڑ تنگ ہو گیا تھا، تو اس نے اونٹنی کی رفتار کو تیز کرنا چاہا۔ اس نے اونٹنی سے کہا: حَلْ (اونٹ کو تیز رفتار کرنے کے لئے کلمۂ زجر) تاکہ تیز رفتاری سے چلنے لگے، پھر اس پر لعنت کر ڈالی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ چلے، جس پر لعنت کی گئی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو بَرْزَةَ نَضْلَةَ بن عبيد الأسلمي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَل : كلمة لزجر الإبل.
- جارية : الفتاة صغيرة السن.
- متاع القوم : كلمة تطلق على كل ما ينتفع به من عروض الدنيا، قليلها وكثيرها.

فوائد الحديث:

١. التحذير من اللعن.

٢. تجنب مصاحبة المبتدعين والفاسقين،لأنهم محل اللعنات.

المصادر والمراجع:

-1 رياض الصالحين للنووي، تحقيق : ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق.ط١ .٢٠٠٧م. ٢-صحيح مسلم، بتحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي/بيروت. ٣-نزهة المتقين شرح رياض الصاحين، شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين، مؤسسة الرسالة، ط ١. ١٩٨٧م. ٤-شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، مؤسسة ابن عثيمين الخيرية، مدار الوطن للنشر، الرياض، ط١٤٢٦هـ. ٥-كنوز رياض الصالحين، المجلس العلمي كنوز دار إشبيليا، الرياض، ط١. ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (6988)

لا تكونن إن استطعت أول من يدخل السوق، ولا آخر من يخرج منها، فإنها معركة الشيطان، وبها ينصب رايته

مقدور بھر کوشش کرو کہ بازار میں پہلے داخل ہونے والے اور بعد میں نکلنے والوں میں سے نہ بنو، کیوں کہ بازار شیطان کے فتنے کی جگہ ہے اور وہ وہاں اپنا جھنڈا نصب کرتا ہے۔

١٢٨٤. الحديث:

عن سلمان الفارسي -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السوق، ولا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ منها، فإنها مَعْرَكَةُ الشيطان، وبها يَنْصِبُ رايته". وفي رواية: "لا تَكُنْ أول من يدخل السوق، ولا آخر من يخرج منها، فيها باض الشيطان وفَرَّخ".

١٢٨٤. حدیث:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مقدور بھر کوشش کرو کہ بازار میں پہلے داخل ہونے والے اور بعد میں نکلنے والوں میں سے نہ بنو، کیوں کہ بازار شیطان کے فتنے کی جگہ ہے اور وہ وہاں اپنا جھنڈا نصب کرتا ہے"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ "بازار میں پہلے داخل ہونے والے اور بازار سے آخر میں نکلنے والے نہ بنو، اس لیے کہ بازار میں شیطان انڈے اور بچے دیتا ہے"۔ (یعنی وہ وہاں سکونت اختیار کرتا ہے)۔

درجة الحديث: صحيح، لكن الرواية الثانية ضعيفة

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

وصية النبي -صلى الله عليه وسلم- لسلمان -رضي الله عنه- وهي بمعنى الأمر، ألا يكون أول من يدخل الأسواق ولا آخر من يخرج منها؛ لأنها أبغض البلاد إلى الله، ويحصل فيها اختلاط بين الرجال والنساء، والنظرات المحرمة، والكلام المحرم وما أشبه ذلك، ولأن إبليس يزين للناس فيها فعل القبيح والمنكر، ففيها باض وفرخ، أي: استوطنها وأحبها.

اجمالی معنیٰ:

یہ سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی وصیت ہے جو کہ حکم کے معنیٰ میں ہے، کہ بازار میں سب سے پہلے نہیں داخل ہونا چاہیے اور نہ ہی بازار سے سب سے آخر میں نکلنا چاہیے اس لیے کہ بازار اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض جگہ ہے، بازار ہی میں مرد وزن کا اختلاط ہوتا ہے، حرام نگاہیں پڑتی ہیں، حرام گفتگو ہوتی ہے، اور اس لیے بھی کہ لوگوں کے لیے شیطان بازار میں قبیح اور منکر چیزوں کو مزین کرتا ہے، اس طرح شیطان بازار میں انڈے اور بچے دیتا ہے یعنی اسے اپنا مسکن اور اپنی پسندیدہ جگہ بناتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الطريق والسوق

راوي الحديث: رواه مسلم، والرواية الثانية رواها الطبراني والبيهقي في شعب الإيمان.

التخريج: سلمان الفارسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فيها باض الشيطان وفرخ : استوطنها وأحبها لكونه محل المعاصي من الغش، والخداع، والأيمان الكاذبة، والأفعال المنكرة ونحوها.
- معركة : موضع العراك والمقاتلة.

فوائد الحديث:

١. عدم المسارعة إلى أماكن الغفلة، كالسوق لما فيه من المفاسد.
٢. الأسواق هي الأماكن التي ينشط فيها الشيطان وأعوانه، وينشرون باطلهم ومنكراتهم ويتكاثرون.
٣. النهي عن الإطالة والمكث في الأسواق لغير حاجة؛ لما يترتب عليه من المفاسد.

المصادر والمراجع:

سلسلة الأحاديث الضعيفة، للشيخ الألباني. دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ/ ١٩٩٢ م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، الطبعة الأولى، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، الطبعة الأولى، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ رياض الصالحين للنووي،الطبعة الأولى، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ المعجم الكبير، للطبراني. المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة. الطبعة: الثانية. شعب الإيمان، للبيهقي. الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (4934)

لا تلاعنوا بلعنة الله، ولا بغضبه، ولا بالنار	آپس میں ایک دوسرے کے لیے نہ تو اللہ کی لعنت کی بددعا کرو اور نہ اللہ کے غضب کی اور نہ جہنم میں جانے کی بددعا کرو۔
١٢٨٥. الحديث: عن سمرة بن جندب -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تَلاعَنُوا بلعنة الله، ولا بغضبه، ولا بالنار»	**١٢٨٥. حدیث:** سمرہ بن جنب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ ”آپس میں ایک دوسرے کے لیے نہ تو اللہ کی لعنت کی بددعا کرو اور نہ اللہ کے غضب کی اور نہ جہنم میں جانے کی بددعا کرو“۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: ينهى الحديث الشريف المؤمنين على أن يدعو بعضهم على بعض بأنواع من الدعاء، وهي لعنة الله وغضب الله وبالنار، ذلك لعظم شأن هذه الأدعية عند الله -تعالى-.	**اجمالی معنیٰ:** یہ حدیث مومنوں کو اس بات سے منع کر رہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف طرح طرح کی بدعائیں کریں یعنی اللہ کی لعنت بھیجیں اور دوسرے پر اللہ کے غضب کے نزول اور اس کے دوزخ میں جانے کی دعا کریں کیونکہ اللہ کے ہاں یہ بددعائیں بہت بڑی ہیں۔ دلیل الفالحین (٨/٥٧)

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه الترمذي وأبو داود وأحمد.

التخريج: سَمُرة بن جُنْدَب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تلاعنوا : لا يلعن بعضكم بعضا، واللعن هو الطرد من رحمة الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الدعاء بلعنة الله أو غضبه أو النار لعظم شأن ذلك كله.

المصادر والمراجع:

-1 رياض الصالحين للنووي. تحقيق : ماهر الفحل.دار ابن كثير.دمشق.ط١ .٢٠٠٧م. ٢-سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. ٣-سنن أبي داود،لأبي داود السجستاني.تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد.دار الفكر. ٤-مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. ٥-نزهة المتقين شرح رياض الصاحين : شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين. مؤسسة الرسالة، ط١ ،١٩٨٧. ٦-كنوز رياض الصالحين .المجلس العلمي كنوز دار إشبيليا.الرياض.ط١. ٢٠٠٩م. ٧-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لابن علان.دار الكتاب العربي/بيروت. ٨-صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (6985)

لا يَجزي ولدٌ والدًا إلا أن يَجده مملوكًا، فيَشتريه فيُعتِقه	کوئی بھی بچہ اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتا ہاں (ایک صورت ہے) اگر وہ اسے کسی کی غلامی میں پائے تو اسے خریدے اور آزاد کردے۔
١٢٨٦. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لاَ يَجْزِي ولدٌ والدًا إلا أن يجده مملوكًا، فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ».	**١٢٨٦. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کوئی بھی بچہ اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتا ہاں (ایک صورت ہے) اگر وہ اسے کسی کی غلامی میں پائے تو اسے خریدے اور آزاد کردے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: لا يقوم ولد بما لأبيه عليه من حق ولا يكافئه بإحسانه به إلا أن يجده مملوكا فيشتريه ويعتقه.	**اجمالی معنیٰ:** کوئی بھی بچہ اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتا اور نہ ہی اس کے احسان کا بدلہ دے سکتا الّا یہ کہ اگر وہ اسے کسی کی غلامی میں پائے تو اسے آزاد کرا دے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يجزي : يكافئ.
- العتق : أعتق العبد:حرره فهو معتق.

فوائد الحديث:

١. عظيم حق الوالدين في الإسلام.

٢. ظاهر الحديث:أنه لا بد من التصريح بالعتق، ولكن هذا الظاهر غير مراد بل يُعتق الأب على الابن بمجرد الشراء،ولا يحتاج إلى تصريح بالعتق.

٣. إذا اشترى الولد أمه المملوكة عُتقت عليه بمجرد الشراء ولا يحتاج إلى تصريح بالعتق.

٤. لا يجوز للولد أن يسترق أبويه أو أحدهما، فإن حدث ذلك؛ فهو من أمارات الساعة ، ودلائل تغيير الزمان.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3775)

لا يَمُوتَنَّ أحدُكم إلا وهو يُحسنُ الظَّن بالله -عز وجل-	تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔
١٢٨٧. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-: أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قبل موته بثلاثة أيام، يقول: «لا يَمُوتَنَّ أحدُكم إلا وهو يُحسنُ الظَّنَّ بالله -عز وجل-».	**١٢٨٧. حدیث:** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی وفات سے تین دن قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الواجب على المسلم أن يعيش بين الخوف والرجاء، الخوف من غضب الله وسخطه، والرجاء لعفوه ورحمته، ولكنه عند الاحتضار يغلب جانب الرجاء ويزيد حسن ظنه بالله، ويرجو ويأمل رحمته وعفوه، حتى يكون ذلك مانعًا من القنوط من رحمة الله في تلك الساعة.	**اجمالی معنی:** مسلمان کو چاہیے کہ خوف اور امید کے درمیان زندگی گذارے، اللہ کے غیظ و غضب اور اس کی ناراضگی کا خوف، اور اس کی مغفرت اور رحمت کی امید ہو۔ مگر مرتے وقت وہ امید کے پہلو کو غالب رکھے، اس کا اللہ پر حسنِ ظن بڑھ جائے، اور وہ اس کی رحمت اور بخشش کی امید رکھے، تاکہ یہ اس گھڑی میں اللہ کی رحمت سے مایوسی کا شکار ہونے سے مانع ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يموتن : أي: يحرص على أن يأتيه الموت وهو على هذه الحال.
- يحسن الظن : يعتقد أنه يرحمه ويعفو عنه.

فوائد الحديث:

١. التحذير من اليأس والقنوط، والحث على الرجاء وخاصة عند الخاتمة.

٢. حرص النبي صلى الله عليه وسلم على إرشاد أمته، وشدة رأفته بها في جميع أحواله؛ حتى في مرض موته ينصح أمته ويدلها على مسالك النجاة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/ محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3779)

## لا يَمُوتُ لأحَدٍ من المسلمين ثلاثة من الوَلَد لا تَمسُّه النَّار إلا تَحِلَّة القَسَم	## جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، مگر قسم پوری کرنے کے لیے آگ پر سے گزرے گا
١٢٨٨. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يَمُوتُ لأحَدٍ من المسلمين ثلاثة من الوَلَد لا تَمسُّه النَّار إلا تَحِلَّة القَسَم».	**١٢٨٨. حديث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، مگر قسم پوری کرنے کے لیے آگ پر سے گزرے گا۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من مات له ثلاثة من الولد ذكورًا فقط أو إناثًا فقط أو من الذكور والإناث معًا، فإن الله -تعالى- يُحَرِّم جسده على النار، إذا صَبَر واحْتَسَب ورضِي بقضاء الله -تعالى- وقَدَره، إلا بِقَدْر إبرار القسم، وهو عبور الصراط؛ لقوله عز وجل: (وإن منكم إلا واردها) [مريم: ٧١].	**اجمالی معنی:** جس شخص کے تین بچے فوت ہوجائیں چاہے وہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں، تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کردے گا، بشرطیکہ وہ صبر سے کام لے، ثواب کی امید رکھے اور اللہ کی قضا وقدر پر راضی برضا رہے۔ اسے صرف اس قدر آگ چھوئے گی جس سے اللہ اپنی قسم کو پورا کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: (وإن منكم إلا واردها) [مریم: ٧١]. ترجمہ: تم میں سے ہر شخص کو اس (جہنم) پر سے گزرنا ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال الجوارح
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:
- تَحِلَّة القَسَم : أي يَمُرُّ على النار ليُحقق القَسَم الوارد في الآية: (وإن منكم إلا واردها كان على ربك حتما مقضيا).

فوائد الحديث:
١. المؤمن الذي يموت له ثلاثة أولاد، فيَحْتَسِب ويصبر، ويرضى بقضاء الله وقدره لا تمسه النار، وإن وروده على الصراط لا يؤذيه لظاها إن كان من أهل السعادة وإنما يجتازها كَلَمْحِ البَصَر.
٢. ما مِنْ أحد إلا سَيَمُر على الصِّراط المَنْصُوب على مَتن جهنم.

المصادر والمراجع:
-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8873)

لا يَنظر الرَّجل إلى عَوْرَة الرجل، ولا المرأة إلى عَوْرَة المرأة، ولا يُفْضِي الرَّجل إلى الرَّجل في ثوب واحد، ولا تُفْضِي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد

مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے اور نہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔

١٢٨٩. الحديث:

عن أبي سعيد -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يَنظر الرَّجل إلى عَوْرَة الرجل، ولا المرأة إلى عَوْرَة المرأة، ولا يُفْضِي الرَّجُل إلى الرَّجُل في ثوب واحد، ولا تُفْضِي المرأةُ إلى المرأةِ في الثوب الواحد».

١٢٨٩. حدیث:

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے اور نہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لا ينظر الرجل إلى عورة رجل آخر ولا تنظر المرأة إلى عورة المرأة هذا نهي للناظر وللناظرة أن ينظرا إلى عورة غيرهم، فلو قُدِّر أن امرأة انكشفت عورتها لحاجة، كما لو كشفت عورتها عند الطبيبة للعلاج وكانت أختها ترافقها فلا يجوز لها أن تنظر إلى عورة أختها، أو انكشفت من ريح أو غير ذلك فإن المرأة الأخرى لا تنظر إلى ما بين السرة والركبة، وعورة الرجل هي ما بين سرته وركبته، فلو انكشفت عورة الرَّجُل لحاجة أو من غير قصد، فلا يجوز للآخرين النظر إلى عورته، فإن وقع نظره على عورة أخيه فجأة وجب صرف نظره وعدم استدامته. "ولا يُفْضِي الرَّجُل إلى الرَّجُل في ثوب واحد، ولا تُفْضِي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد" والمعنى: لا تصل بشرة أحدهما إلى بشرة الآخر متجردين في ثوب واحد، فإن في مُبَاشرةِ أحدهما الآخر لمسُ عورةِ كل واحدٍ منهما صاحبه، ولمسُها كالنظر إليها، بل هو أشد في التحريم وأبلغ، وما قيل في حق الرَّجُل يقال في حق المرأة للنص.

اجمالی معنی:

کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو نہ دیکھے۔ اس میں دیکھنے والے کے لیے ممانعت ہے کہ وہ دیکھی جانے والی عورت کے ستر کو نہ دیکھے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی عورت کسی ضرورت کی بنا پر اپنا ستر کھولے مثلاً علاج کی غرض سے لیڈی ڈاکٹر کے سامنے ستر کھولنا، اب اس کی کوئی مسلمان بہن جو اس کے ساتھ ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بہن کا ستر دیکھے، یا اگر تیز ہوا اور آندھی کی وجہ سے کسی کا ستر کھل جائے تو کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنی بہن کے ران اور ناف کے درمیان دیکھے۔ اسی طرح مرد سے کہا گیا کہ کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے، مرد کا ستر ران و گھٹنے کے درمیان کا حصہ ہے۔ اگر کسی ضرورت سے مرد کا ستر ظاہر ہو جائے یا غیر اختیاری طور پر اس کا ستر کھل جائے تو کسی کے لیے اس کے ستر کو دیکھنا جائز نہیں۔ اگر کسی کی نظر اچانک اپنی کسی بھائی کے ستر پر پڑ جائے تو اس پر لازم ہے کہ فوراً اپنی نظر ہٹا لے۔ "ولا يُفضي الرَّجُل إلى الرَّجُل في ثوب واحد، ولا تُفضي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو لوگ ننگے حالت میں ایک کپڑے میں ایک دوسرے سے اپنا جسم نہ ملائیں۔ اس لیے کہ اس طرح دونوں جسم ملانے میں ایک دوسرے کا ستر چھوئے گا اور ستر کا چھونا ایسے ہی ہے جیسے اس کی طرف دیکھنا، بلکہ حرمت کے اعتبار سے چھونا دیکھنے سے زیادہ سخت ہے۔ جو کچھ مرد کے حق میں کہا گیا وہی عورت کے حق میں بھی ہے اس لیے کہ اس سلسلے میں نص وارد ہے۔ إكمال المعلم شرح مسلم (١٨٨/٢)، شرح رياض الصالحين (٣٦٤/٦، ٣٦٥)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الْخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عَورة : كل أَمْر يُستحى منه، وما أوجب الشرع ستره من الإنسان.
- يُفْضِي : الإفضاء: الانتهاء والوصول، والمراد هنا اللمس.
- في ثوب واحد : يضطجعا متجردين تحت ثوب واحد.

فوائد الحديث:

١. النهي عن النظر إلى العورات ولو مع اتحاد الجنس فضلا عن اختلافه.
٢. حرص الإسلام على طهارة المجتمع وإغلاق الطرق المؤدية للفواحش.
٣. تحريم النظر إلى عورة الرجل من سرته إلى ركبته، وعورة المرأة الحُرة بالنسبة إلى المرأة ومحارمها أن يظهر شيء زائد عما يظهر عادة في وقت مهنتها في البيت، وأما بالنسبة للرَّجُل الأجنبي فجميع بدنها عورة.
٤. تحريم مس عورة الغير، إلا لحاجة كمداواة ونحوها.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ إكمال المعلم بفوائد مسلم، تأليف: عياض بن موسى بن عياض، تحقيق: د/ يحي بن اسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8904)

لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مَسِيرَةَ يومٍ وليلةٍ ليس معها حُرْمَةٌ

کسی خاتون کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ ایک دن رات کا سفر بغیر کسی محرم کے کرے۔

١٢٩٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مَسِيرَةَ يومٍ وليلةٍ ليس معها حُرْمَةٌ».
وفي رواية: «لا تُسافر مَسِيرَةَ يومٍ إلا مع ذي مَحْرَمٍ».

١٢٩٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی خاتون کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ ایک دن اور رات کا سفر بغیر کسی محرم کے کرے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ”عورت ایک دن کا سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ ہی“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المرأة مظنة الشهوة والطمع، وهي لا تكاد تقي نفسها لضعفها ونقص عقلها، ومن ثَمَّ كان من الضروري، أن يخرج معها زوجها أو أحد محارمها؛ يصون عرضها ويحفظ كرامتها من أن يُعتدى عليها، ولهذا اشترطوا أن يكون المَحْرَم بالغًا عاقلًا؛ ليتحقق به المقصود. وناشدها الشارع في إيمانها بالله واليوم الآخر، إن كانت تحافظ على هذا الإيمان، وتنفذ مقتضياته، أن لا تسافر إلا مع ذي مَحْرَم.

اجمالی معنی:

عورت شہوت اور طمع کی آماجگاہ ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور عقلی ناپختگی کی وجہ سے کم ہی اپنے آپ کو بچا پاتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سفر میں اس کے ساتھ اس کا شوہر یا اس کا کوئی محرم ہو جو اس کی عزت و شرف کی حفاظت کرے اور اسے زیادتی سے بچائے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے شرط لگائی ہے کہ یہ محرم بالغ و عاقل ہو تا کہ اس کے ساتھ ہونے کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہو سکے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ اور یوم آخرت کے واسطے سے یہ تلقین دی کہ اگر وہ اس ایمان کی حفاظت کرتی ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے تو پھر اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب وأحكام السفر
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > واجبات العمرة
راوي الحديث: متفق عليه. قوله في عمدة الأحكام عن الرواية الثانية: (وفي لفظ البخاري) صوابه: مسلم.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تؤمن بالله : تصدق به مع قبول شرعه والانقياد له.
- اليوم الآخر : أي: يوم القيامة، وما به من الجزاء على الأعمال.
- مسيرة يوم : أي: مسافة تبلغ مسيرة يوم.
- حُرْمَةٌ : أي مَحْرَم، وهو: زوجها وكل من تحرم عليه على التأبيد، بقرابة أو رضاع أو مصاهرة.

فوائد الحديث:

١. تحريم سفر المرأة مسيرة يوم وليلة بلا محرم، ولو مع رفقة مأمونة.
٢. أن سفرها بلا محرم مخالف لمقتضى الإيمان بالله واليوم الآخر.
٣. أنه لا فرق بين المرأة الشابة والجميلة، وضدها، وسفر الحج وغيره.
٤. سقوط الحج عمن لم تجد محرما؛ لأنها لا تستطيع السبيل إليه شرعا.
٥. كمال الشريعة الإسلامية، وحرصها على صون الأعراض، ومنع الفساد.

٦. أن الإيمان بالله واليوم الآخر يستلزم الخضوع لشرع الله، والوقوف عند حدوده.
٧. استعمال الألفاظ الأقوى تأثيرًا على المخاطب.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4521)

لا يدخل الجنة خِبٌّ, ولا بخيل, ولا سَيِّئُ الـمَلَكَة	دھوکہ باز، کنجوس اور اپنے مملوک کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔
١٢٩١. الحديث: عن أبي بكر الصديق -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا يدخل الجنة خِبٌّ, ولا بخيل, ولا سَيِّئُ الـمَلَكَة».	**١٢٩١. حدیث:** ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "دھوکہ باز، کنجوس اور اپنے مملوک کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا"۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: لا يدخل الجنة الإنسان الخداع المحتال الذي لا يعيش إلا بالخديعة، ولا البخيل الذي لا يدفع ما يجب عليه من المال ونحوه، ولا من يسيء إلى مماليكه ومن تحت يده من العمال ونحوهم، والمقصود بعدم دخولهم الجنة الدخول الأولي الذي لا يسبقه عذاب، ولا يعني ذلك عدم دخولهم الجنة مطلقا إذا كانوا موحدين.	**اجمالی معنی:** جنت میں دھوکہ دہی کرنے والا اور حیلہ باز شخص داخل نہیں ہو گا، جس کی زندگی ہی دھوکہ بازی پر گزرتی ہے۔ اور نہ ہی کنجوس شخص جنت میں جائے گا، جو اپنے اوپر واجب الادا مال وغیرہ نہیں دیتا اور نہ ہی وہ شخص جنت میں جائے گا، جو اپنے مملوک غلام اور باندیوں اور اپنے ماتحت کام کرنے والوں سے برا سلوک کرتا ہے۔ ان کے جنت میں داخل نہ ہونے سے مراد عذاب کا سامنا کیے بغیر پہلے ہی موقع میں داخل ہونا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ جنت میں بالکل بھی داخل نہیں ہوں گے، بشرطے کہ یہ توحید پرست ہوں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو بكر الصديق -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- خِبّ : خَدّاع.
- سَيِّءُ الـمَلَكَة : الذي يسيء صحبة العبيد.

فوائد الحديث:

١. الخداع والبخل وسوء الملكة من كبائر الذنوب.

المصادر والمراجع:

الجامع الصحيح سنن الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، دار إحياء التراث العربي - بيروت، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، للشيخ الألباني، دار النشر: المكتب الإسلامي: بيروت - الطبعة : الثالثة : ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار الفلق - الرياض. الطبعة: السابعة، ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (5366)

لا يدخل الجنة قَتَّات	جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔
١٢٩٢. الحديث: عن حذيفة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يدخل الجنة قَتَّات».	**١٢٩٢. حدیث :** حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جنت میں چغل خور نہیں جائے گا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر -صلى الله عليه وسلم- بوعيد شديد على فاعل النميمة -نقل الكلام بين الناس بقصد الإفساد-، وهو أنه لا يدخل الجنة أي ابتداءً، بل يسبقه عذاب بقدر ذنبه، والقتات هو النمام، وفعله من الكبائر؛ لهذا الحديث.	**اجمالی معنیٰ :** اس حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ، چغل خوری ۔لوگوں کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے کے مقصد سے باتیں پھیلانا۔کرنے والے کو سخت ترین سزا کی وعید سنا رہے ہیں کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یعنی ابتدائی طور پر ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا، بلکہ اس سے قبل بقدر گناہ اس کو عذاب کا مزہ چکھایا جائے گا۔ "قتات" ہی کو "نمام" (چغل خور) کہتے ہیں۔ اس حدیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ عمل کرنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قَتَّات : هو الذي ينقل الكلام من شخص لشخص، أو أشخاص، بقصد الإفساد.
- الجنة : هي الدار التي أعدها الله لمن اطاعه، فيها من النعيم المقيم ما لا يخطر على بال.
- لا يدخل الجنة : أي لَا يدْخل الْجنَّة ابْتِدَاء وَقد يدْخل النَّار.

فوائد الحديث:

١. النميمة من كبائر الذنوب؛ لما يحصل فيها من الأثر السيء، والعاقبة الوخيمة.
٢. أن هذه الشريعة مبنية على كل ما يكون فيه التآلف بين المسلمين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (5368)

لا يدخل الجنة قاطع	قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
١٢٩٣. الحديث: عن جبير بن مطعم -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا يدخل الجنة قاطع».	**١٢٩٣. حدیث:** جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث دليل على تحريم قطيعة الرحم، وأن ذلك من كبائر الذنوب، ومعنى الحديث: نفي الدخول الذي لا يسبقه عذاب، وليس نفيا لأصل الدخول؛ لأن قاطع الرحم ليس كافرا تحرم عليه الجنة، بل مآله إلى الجنة قطعاً ما دام موحدا، لكنه دخول يسبقه عذاب بقدر ذنبه.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث قطع رحمی کے حرام ہونے اور اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ حدیث میں جس دخول کی نفی کی گئی ہے وہ ایسا دخول ہے جس سے پہلے عذاب نہ ہو۔ اس کا مفہوم یہ نہیں کہ جنت میں داخلہ بالکل ہی نہیں ہوگا۔ کیوں کہ قطع رحمی کرنے والا کافر نہیں ہوتا کہ اس پر جنت حرام ہو جائے، بلکہ اگر وہ موحد ہے تو اس کا مآل کار جنت ہوگا۔ تاہم جانے سے پہلے اسے اپنے گناہ کے بقدر عذاب بھگتنا ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل صلة الأرحام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جُبير بن مُطعم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قاطع : قاطع الرحم: الذي لم يصلها.

فوائد الحديث:

١. قطيعة الرحم كبيرة من كبائر الذنوب.

٢. خطورة قطيعة الرحم، وبيان أضرارها.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. تسهيل الالمام، للشيخ الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (5367)

لا يرد الدعاء بين الأذان والإقامة

١٢٩٤. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يُرد الدعاء بين الأذان والإقامة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أن من مواطن إجابة الدعاء الوقت الذي بين الأذان والإقامة، سواء كان في المسجد أو ليس فيه.

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔

۱۲۹٤. حدیث :

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی“ ۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

یہ حدیث شریف اس بات کی وضاحت کر رہی ہے کہ دعا کی قبولیت کے اوقات میں سے اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت بھی ہے، چاہے وہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أسباب إجابة الدعاء وموانعه

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. أن الدعاء بين الأذان والإقامة لا يرده الله تعالى، بل يقبله من فضله وكرمه.
٢. استحباب الدعاء في هذا الوقت، واغتنام النفحة الإلهية والكرم الرباني.
٣. لعل السبب في قبول الدعاء في هذا الوقت الفاضل، أن منتظر الصلاة في صلاة، فهو عند الله تعالى في صلاة، والدعاء في الصلاة لا يرد.
٤. استحباب التقدم إلى المسجد؛ لتحصيل هذا الوقت والاجتهاد فيه.
٥. قيدت الأحاديث إجابة الدعاء بأنه إذا كان بإثم أو قطيعة رحم، فهذا اعتداء في الدعاء، يأثم صاحبه، ولا يقبل دعاؤه.
٦. قال ابن القيم : الدعاء من أقوى الأسباب، فليس شيء أنفع منه، فمتى ألهم العبد الدعاء، حصلت الإجابة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي – بيروت. سنن أبي داود، للإمام أبي داود تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد _ الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. مشكاة المصابيح، للتبريزي، تحقيق الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت. الطبعة : الثالثة - ١٤٠٥ – ١٩٨٥. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي الرياض.

الرقم الموحد: (10634)

لا يشربَنَّ أحد منكم قائمًا	تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر ہر گز نہ پیے۔
١٢٩٥. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يشربَنَّ أحدٌ منكم قائما».	**١٢٩٥. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر ہر گز نہ پیے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث تضمن النهي عن أن يشرب الإنسان وهو قائم، وهذا النهي إذا لم تكن هناك حاجة للشرب قائما، وهو للكراهة.	**اجمالی معنی:** حدیث میں انسان کے کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کا ذکر ہے۔ یہ ممانعت اس وقت ہے جب کھڑے ہو کر پینے کی کوئی ضرورت نہ ہو اور یہ ممانعت بھی بطور کراہت ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قائما : واقفا.

فوائد الحديث:

١. كراهة الشرب قائما.

٢. هذه الكراهة تزول عند الحاجة، كوجود زحام مكان الشرب.

المصادر والمراجع:

تسهيل الالمام، للشيخ الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5349)

لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه, ثم يجلس فيه, ولكن تفسحوا, وتوسعوا

کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر اس کی جگہ بیٹھ جائے بلکہ (دوسروں کے لیے) کشادگی اور گنجائش پیدا کرو (تاکہ دوسرے لوگ بھی وہاں بیٹھ سکیں)۔

١٢٩٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يُقِيمُ الرجلُ الرجلَ من مَجْلِسِهِ, ثم يجلس فيه, ولكن تَفَسَّحُوا, وتَوَسَّعُوا».

١٢٩٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر اس کی جگہ بیٹھ جائے، البتہ (آنے والے کو مجلس میں) جگہ دے دیا کرو اور فراخی کر دیا کرو‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه أدبان من آداب المجالس: الأول: أنه لا يحل للرجل أن يقيم الرجل الآخر من مجلسه الذي سبقه إليه قبله ثم يجلس فيه. الثاني: أن الواجب على الحضور أن يتفسحوا للقادم حتى يوجدوا له مكانا بينهم، قال -تعالى-: "يأيها الذين آمنوا إذا قيل لكم تفسحوا في المجالس فافسحوا يفسح الله لكم".

اجمالی معنی:

اس حدیث میں آدابِ مجالس میں سے دو آداب کا ذکر ہے: اول: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا دے جو اس سے پہلے وہاں بیٹھا ہوا ہو اور پھر اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ دوم: حاضرین کے لیے واجب ہے کہ وہ نووارد کے لیے کچھ کشادگی پیدا کر دیا کریں تاکہ اپنے مابین اس کے لیے جگہ بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ)۔ (المجادلہ: ١١) ترجمہ: ’’اے مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کر دو اللہ تمہیں کشادگی دے گا‘‘۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الزيارة والاستئذان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ولكن تَفَسَّحوا وتَوَسَّعوا : أي: يفسح بعضكم لبعض في المجلس، أو ليقل الرجل لأهل المجلس: تَفَسَّحوا وتَوَسَّعوا.

فوائد الحديث:

١. من سبق إلى مجلس فهو أحق به ولا يجوز لأحد أن يقيمه.
٢. الواجب على الحضور أن يفسحوا للقادم قدر الوسع حتى يوجدوا له مكانا بينهم.
٣. شريعة الإسلام شريعة كاملة شاملة لكل ما يحتاج إليه الناس في دينهم ودنياهم، ولذا جاءت بمثل هذه الآداب الكريمة.

المصادر والمراجع:

تسهيل الالمام، للشيخ الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5350)

لا يلدغ المؤمن من جحر واحد مرتين

مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔

١٢٩٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يُلْدَغُ المؤمنُ من جُحْرٍ واحد مرتين».

١٢٩٧. حدیث :

ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاسکتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي الكريم -صلى الله عليه وسلم- أن المؤمن لا يصاب من مكان واحد مرتين، فينبغي أن يكون حازمًا حذرًا متيقظًا لا يؤتى من الغفلة فينخدع.

اجمالی معنی :

نبی کریم ﷺ ہمیں بتا رہے ہیں کہ مومن ایک جگہ سے دو دفعہ گزند نہیں اٹھاتا۔ چنانچہ اسے چاہیے کہ وہ محتاط، چوکنا اور بیدار مغز رہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ انجانے میں اسے آ لیا جائے اور وہ دھوکہ کھا جائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يلدغ : لا يلسع، والمراد:لا يصاب.
- من جحر واحد : من مكان واحد.

فوائد الحديث:

١. ليس من شيم المؤمن أن ينخدع من الغادر اللئيم المتمرد مرتين.
٢. وجوب أخذ المؤمن الحيطة والحذر حتى لا ينخدع بعدوه أو يؤتى من قبل نفسه ودنياه.
٣. توجيه من النبي صلى الله عليه وسلم للمؤمن أن يكون كَيِّسًا فَطِنا.
٤. فيه أدب شريف أدَّبَ به النبي - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أمته، ونبههم كيف يحذرون مما يخافون من سوء عاقبته.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج النيسابوري ،تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان البكري، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4928)

لا يمسكن أحدكم ذكره بيمينه وهو يبول ولا يتمسح من الخلاء بيمينه ولا يتنفس في الإناء	تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرتے وقت دائیں ہاتھ سے اپنے عضوِ مخصوص کو نہ پکڑے، اور نہ قضائے حاجت کے بعد اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے
١٢٩٨. الحديث: عن أبي قتادة الأنصاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: "لا يُمْسِكَنَّ أَحَدُكُم ذَكَرهُ بِيمِينِهِ وهو يبول، ولا يَتَمَسَّحْ من الخلاء بيمينه، ولا يَتَنَفَّس في الإناء".	**١٢٩٨. حدیث:** ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرتے وقت دائیں ہاتھ سے اپنے عضوِ مخصوص کو نہ پکڑے، اور نہ قضائے حاجت کے بعد اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- المسلمَ أن لا يمس ذكره حال بوله، ولا يزيل النجاسة من القبل أو الدبر بيمينه، وينهى كذلك عن التنفس في الإناء الذي يشرب منه لما في ذلك من الأضرار الكثيرة.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ حکم دے رہے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنے عضوِ مخصوص کو پیشاب کرتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ ہی نجاست کو آگے اور پیچھے کی شرم گاہ سے اپنے دائیں ہاتھ سے دور کرے۔ اسی طرح آپ ﷺ اس برتن میں سانس لینے سے منع فرما رہے ہیں جس سے انسان پانی پی رہا ہو کیونکہ اس میں بہت سے نقصانات ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا يُمْسِكَنَّ : لا يأخذنَّ.
- يَتَمَسَّح : يستجمر.
- من الخلاء : المراد هنا من البول والغائط.
- بيمينه : بيده اليمنى.
- ولا يَتَنَفَّس : أي لا يخرج نفسه في الإناء حال الشرب.
- الإناء : الوعاء الذي يشرب منه.

فوائد الحديث:

١. النهي عن مس الذكر باليمنى حال البول.
٢. النهي عن الاستنجاء باليمين.
٣. النهي عن التنفس في الإناء.
٤. اجتناب الأشياء القذرة، فإذا اضطر إلى مباشرتها، فليكن باليسار.
٥. بيان شرف اليمين وفضلها على اليسار.

٦. الاعتناء بالنظافة عامة، لاسيما المأكولات والمشروبات التي يحصل من تلويثها ضرر في الصحة.
٧. سُمُوُّ الشرع، حيث أمر بكل نافع، وحذر من كل ضار.
٨. كمال الشريعة الإسلامية وشمول تعاليمها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3079)

لا يمش أحدكم في نعل واحدة، ولِيُنْعِلهما جميعًا، أو ليخلعهما جميعًا	تم میں سے کوئی شخص ایک ہی جوتا پہن کر نہ چلے؛ یا تو دونوں جوتے پہن لے یا دونوں ہی اتار دے۔
١٢٩٩. الحديث: عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لا يمش أحدكم في نعل واحدة، لِيُنْعِلهما جميعًا، أو لِيَخْلَعْهُمَا جميعًا».	**١٢٩٩. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم سے کوئی شخص ایک ہی جوتا پہن کر نہ چلے؛ یا تو دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں ہی اتار دے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن المشي في نعل واحدة، فإما أن يلبس النعلين جميعا، أو يخلعهما جميعا ويكون حافيا، وهذا الأدب دليل من الأدلة على دقة الشريعة الإسلامية وشمولها لجميع مناحي الحياة.	**اجمالی معنی:** نبی کریم ﷺ نے ایک جوتے میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے آدمی یا تو دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں ہی اتار دے اور ننگے پیر چلے۔ یہ ادب اسلامی شریعت کی گہرائی و گیرائی اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا کمال درجہ احاطہ کرنے کے بارے میں پائے جانے والے دیگر دلائل میں سے ایک بڑی دلیل ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لينعلهما جميعا : يلبس النعلين في كلتا رجليه.
- ليخلعهما : أي ينزع رجليه من النعلين.

فوائد الحديث:

١. الإسلام كامل، ويدعو إلى الكمال، وجميل يحب الجمال؛ فإن مشي الإنسان في نعل واحدة، أو خفٍّ واحدة، ففيه مُثْلَةٌ وتشهير، ومخالفة للمعتاد؛ لذا نهى عن المشي في نعل واحدة، فإما أن ينعل الرجلين جميعًا، وإما أن يتركهما، ويكون حافيًا، وكان صلى الله عليه وسلم تارة ينتعل، وتارة يمشي حافيًا.

٢. النهي عن المشي في نعل واحدة، وهذا النهي عند جمهور العلماء للكراهة لا للتحريم.

٣. جواز لبس النعلين وعدمه.

٤. اهتمام الإسلام بالمظهر الطيب الموافق لجميل المروءة؛ لأن المشي بنعل واحدة يخالف سجية المشي، ولا يأمن من العثار.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام،محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. رياض الصالحين، للنووي، الطبعة الأولى، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ.

الرقم الموحد: (5369)

لا ينظر الله إلى من جر ثوبه خيلاء

اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا، جو اپنا کپڑا تکبر و غرور سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

١٣٠٠. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا ينظر الله إلى من جَرَّ ثوبه خُيَلَاءَ».

١٣٠٠. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : " اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا، جو اپنا کپڑا تکبر و غرور سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه وعيد شديد لمن جر ثوبه على الأرض تكبرا وترفعا على الخلق، بأن الله تعالى يُعرض عنه، ولا ينظر إليه نظرة رحمة، ولا ينفي هذا إثبات نظر الله العام لجميع الخلائق، ومن المعلوم تحريم إسبال الثياب مطلقا، ويشتد التحريم حين يكون ذلك تكبرا..

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ان افراد کو سخت ترین وعید سنائی گئی ہے، جو دنیا میں اپنی بڑائی اور دیگر مخلوق پر اپنی برتری ظاہر کرتے ہوئے اپنے کپڑے زمین پر لٹکائے پھرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اعراض کرلے گا اوران پر اپنی نظر رحمت و کرم نہیں ڈالے گا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی اپنی تمام مخلوقات پر عمومی نظر ڈالنے کے اثبات کی نفی نہیں ہوتی۔ واضح رہے کہ مطلقا کپڑوں کو لٹکانا حرام ہے اور یہ حرمت اس وقت اور بھی شدید ہوجاتی ہے جب اس عمل کو تکبر کے ساتھ کیا جائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خيلاء : الخُيَلاء: التكبُّر والعجب بالنفس.
- لا ينظر الله : لا ينظر يعني نظرة رحمة وعطف، وإن كان النظر العام شامل لكل أحد، لكن النظر الخاص -نظر الرحمة- ينتفي عن مثل هذا المتكبر.
- جرّ : سحب على وجه الأرض بسبب طول الإزار ونحوه.
- ثوبه : يشمل جميع الثياب.

فوائد الحديث:

١. تحريم إسبال الثياب مطلقا، ويشتد التحريم حين يكون ذلك تكبرا.
٢. هذا الحكم عام في الثياب والسراويل وغيرها.
٣. إثبات صفة النظر لله -سبحانه وتعالى.-
٤. الإسبال فيه مفاسد كثيرة، ومنها الوقوع في الإسراف، لأن الثوب الزائد على قدر لابسه يتسخ ويتمزق فهو داخل في الإسراف.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري ،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،

الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ توضيح الأحكام من بلوغ المرام ،البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح الفوزان، اعتناء عبد السلام السلمان، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٧. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ه فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه.

الرقم الموحد: (5370)

لا يؤمنُ أحدُكم حتى يحبَّ لأخيه ما يحبُّ لنفسِه	تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لئے کرتا ہے۔
١٣٠١. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يؤمنُ أحدُكم حتى يحبَّ لأخيه ما يحبُّ لنفسِه».	**١٣٠١. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لیے کرتا ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: على المؤمن كامل الإيمان أن يحب لأخيه المسلم ما يحب لنفسه، ومعنى هذه المحبة هي مواساته أخاه بنفسه في جميع الأمور التي فيها نفع، سواء دينية أو دنيوية، من نصح وإرشاد إلى خير وأمر بمعروف ونهي عن منكر، وغير ذلك مما يوده لنفسه، فإنه يرشد أخاه إليه، وما كان من شيء يكرهه وفيه نقص أو ضرر فإنه يبعده عنه.	**اجمالی معنیٰ:** متفق علیہ

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- لا يؤمن : يفسر هذا النفي رواية أحمد بلفظ (لا يبلغ عبد حقيقة الإيمان حتى يحب للناس ما يحب لنفسه من الخير) وكثيرا ما يأتي هذا النفي لانتفاء بعض واجبات الإيمان وإن بقي أصله.
- أحدكم : أحد هنا بمعنى واحد، أي الواحد منكم.
- لأخيه : أي: في الإسلام.
- ما يحب لنفسه : من الخير، والخير كلمة جامعة تعم الطاعات والمباحات الدينية والدنيوية، وتخرج المنهيات.

فوائد الحديث:

١. من خصال الإيمان أن يحب المرء لأخيه ما يحب لنفسه، ويستلزم ذلك أن يبغض له ما يبغض لنفسه.
٢. وجوب محبة المرء لأخيه ما يحب لنفسه، لأن نفي الإيمان عمن لا يحب لأخيه ما يحب لنفسه يدل على وجوب ذلك.
٣. جواز نفي الشيء لانتفاء كماله، لقوله: "لايُؤمِنُ أَحَدُكُم حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيْهِ".
٤. الأخوة في الله، فوق أخوة النسب فحقّها أوجب.
٥. تحريم كل ما ينافي هذه المحبة من الأقوال والأفعال كالغش والغيبة والحسد والعدوان على نفس المسلم أو ماله أو عرضه، ولكن لا يحرم الربح على المسلم في البيع بلا غبن ولا تدليس ولا كذب.
٦. ينبغي صياغة الكلام بما يحمل على العمل به، لأن من الفصاحة صياغة الكلام بما يحمل على العمل به، والشاهد لهذا قوله: "لأَخِيهِ"، لأن هذا يقتضي العطف والحنان والرّقة.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4717)

لأَكُونَنَّ بَوّابَ رسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلّم- اليَومَ، فجاءَ أَبُو بَكـر -رضِيَ الله عنْهُ- فَدَفَعَ البَابَ، فقُلتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فقُلتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبتُ، فَقُلْتُ: يَا رسُولَ الله، هَذَا أَبُو بكرٍ يَسْتَأْذِنُ، فقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ

میں آج رسول اللہ ﷺ کے دربان کی ذمہ داری سر انجام دوں گا۔ کچھ دیر کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے دروازے کو دھکیلا، تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ابو بکر!۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابو بکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔

١٣٠٢. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- أَنَّهُ تَوَضَّأَ في بيتِهِ، ثُمَّ خَرَج، فقَال: لأَلْزَمَنَّ رسُولَ الله -صلَّى الله علَيه وسلَّم- ولأَكُونَنَّ مَعَهُ يَومِي هَذا، فَجاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النبيِّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- فَقَالُوا وَجَّهَ هَاهُنَا، قال: فَخَرَجْتُ عَلَى أَثَرِهِ أَسأَلُ عنْهُ، حتَّى دخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، فَجَلَستُ عِندَ البَابِ حتَّى قَضَى رسُولُ الله -صلَّى الله عليه وسلّم- حَاجَتَهُ وَتَوَضَّأَ، فَقُمتُ إِلَيهِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوسَّطَ قُفَّهَا، وكَشَفَ عَنْ سَاقَيهِ وَدلَّاهُمَا فِي البِئرِ، فَسَلَّمتُ عليه ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَجَلَسْتُ عِند البَابِ، فقُلتُ: لأَكُونَنَّ بَوّابَ رسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلّم- اليَومَ، فجاءَ أَبُو بَكـر -رضِيَ الله عنْهُ- فَدَفَعَ البَابَ، فقُلتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فقُلتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبتُ، فَقُلْتُ: يَا رسُولَ الله، هَذَا أَبُو بكرٍ يَسْتَأْذِنُ، فقَالَ: «ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ» فَأَقْبَلْتُ حتَّى قُلتُ لأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُولُ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكرٍ حَتَّى جَلَسَ عَن يَمِينِ النبيِّ -صلَّى الله عليه وسلّم- مَعَهُ فِي القُفِّ، ودَلَّى رِجْلَيهِ فِي البِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلاَنٍ - يُرِيدُ أَخَاهُ - خَيرًا يَأْتِ بِهِ، فَإِذَا إِنسَانٌ يُحَرِّكُ البَّابَ، فقُلتُ: مَنْ هَذَا؟ فقَالَ: عُمَرُ بن الخَطَّابِ، فقُلتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئتُ إِلَى رسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- فَسَلَّمْتُ عَلَيهِ وقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: «ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ» فَجِئْتُ عُمَرَ، فَقُلتُ:

١٣٠٢. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور جب باہر آئے، تو ارادہ کیا کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اور آپ ﷺ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ وہ مسجد میں آئے اور نبی ﷺ کے بارے میں پوچھا، تو لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ ابو موسی اشعری کہتے ہیں: میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا، حتیٰ کہ (میں نے دیکھا کہ) آپ ﷺ بئر اریس میں داخل ہو گئے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا۔ جب آپ ﷺ قضاے حاجت کر چکے اور آپ ﷺ نے وضو بھی کر لیا، تو میں آپ ﷺ کی طرف گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی پنڈلیاں کھول رکھی ہیں اور انھیں کنویں میں لٹکایا ہوا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور پھر واپس آکر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ ﷺ کے دربان کی ذمہ داری سر انجام دوں گا۔ کچھ دیر کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے دروازے کو دھکیلا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ابو بکر!۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابو بکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں نے آکر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر نبی ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں ویسے ہی کنویں میں لٹکا لیے، جس طرح رسول اللہ لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا۔ میں واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ جو میرے پیچھے ہی آ رہا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کاش اللہ فلاں (یعنی ان کے بھائی) کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لے اور اسے یہاں تک لے آئے۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون ہیں؟ جواب ملا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے

أَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- بِالجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلّم- فِي القُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيهِ فِي البِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلتُ: إن يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيرًا - يعنِي أَخَاهُ- يَأتِ بِهِ، فَجَاءَ إِنسَانٌ فَحَرّكَ البَابَ، فقُلتُ: مَنْ هَذَا؟ فقَالَ: عُثمَانُ بنُ عَفَّان، فقُلتُ: عَلَى رِسْلِكَ، وَجِئتُ النبِيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- فَأَخبَرتُهُ، فقَالَ: «ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرهُ بِالجَنَّةِ مَعَ بَلوَى تُصِيبُهُ» فَجِئتُ، فقُلتُ: ادخُل وَيُبَشِّرُكَ رسُول الله - صلَّى الله عليه وسلَّم- بِالجَنَّةِ مَعَ بَلوَى تُصِيبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ القُفَّ قَدْ مُلِئَ، فَجَلَسَ وِجَاهَهُم مِنَ الشِقِّ الآخَرِ. قال سعيد بنُ الْمُسَيِّبِ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُم. وزاد في رواية: وَأَمَرَنِي رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- بِحِفظِ البابِ، وفيها: أَنَّ عُثمَانَ حِينَ بَشَّرَهُ حَمِدَ الله -تَعَالَى-، ثُمَّ قَالَ: اللهُ الْمُسْتَعَانُ.

ٹھہر جائیے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب دروازے پر کھڑے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت بھی دی ہے۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ اسی منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ میں پھر دروازے پر آ بیٹھا اور دل میں سوچا کہ کاش اللہ فلاں (یعنی ان کے بھائی) کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لے تو اسے یہاں لے آئے۔ اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا: تھوڑی دیر کے لیے رک جائیے۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں اجازت دے دو اور انھیں جنت کی بشارت کے ساتھ ساتھ اس آزمائش کے بارے میں بھی بتا دو، جو ان پر آئے گی۔ میں دروازے پر آیا اور میں نے ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے اور ساتھ ہی ایک آزمائش کے بارے میں بھی بتایا ہے، جو آپ پر آئے گی۔ وہ جب داخل ہوئے، تو دیکھا منڈیر پر جگہ نہیں ہے، اس لیے وہ دوسری جانب ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے (کہ وہ اسی طرح بنیں گی)۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ: "اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے دروازے کی نگہبانی پر مامور فرمایا"۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ: "جب انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بشارت دی، تو انھوں نے اللہ کی حمد بیان کی اور کہا: اللہ ہی وہ ذات ہے، جس سے مدد مانگی جا سکتی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء في حديث أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- أنّه في يوم من الأيام توضّأ في بيته وخرج يطلب النبي -صلى الله عليه وسلم- ويقول: لألزمن رسول الله - صلى الله عليه وسلم- يومي هذا، أي: أكون معه ذاهبا وآتيا. فخرج -رضي الله عنه- يطلب النبي -صلى الله عليه وسلم- فأتى المسجد؛ لأنَّ الرسول عليه الصلاة والسلام إمَّا في المسجد وإمَّا في بيته في مِهنة أهله، وإمَّا في مصالح أصحابه -عليه الصلاة

اجمالی معنی:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ایک دن انھوں نے گھر میں وضو کیا اور نبی ﷺ کی تلاش میں نکل پڑے۔ انھوں نے دل میں سوچا کہ میں آج رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا۔ یعنی آپ ﷺ جہاں بھی آئیں جائیں گے، میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہوں گا۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی تلاش میں نکلے اور مسجد آ پہنچے، کیونکہ آپ ﷺ یا تو مسجد میں ہوتے یا اپنے گھر میں اہل خانہ کا کام کاج کر رہے ہوتے یا پھر اپنے صحابہ کے کاموں میں مصروف ہوتے۔ جب مسجد میں انھیں آپ ﷺ نہ ملے، تو انھوں نے آپ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے "اریس" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ آپ ﷺ اس جانب

والسلام-، فلم يجده في المسجد فسأل عنه فقالوا: وجَّه هاهنا، وأشاروا إلى ناحية أريس وهي بئر حول قباء، فخرج أبو موسى في إثره حتى وصل إلى البئر، فوجد النبي -صلى الله عليه وسلم- هنالك فلزم باب البستان الذي فيه البئر -رضي الله عنه-. فقضى النبي -صلى الله عليه وسلم- حاجته وتوضأ ثم جلس -عليه الصلاة والسلام- متوسطا للقف أي حافة البئر، ودلَّى رجليه، وكشف عن ساقيه، وكان أبو موسى على الباب يحفظ باب البئر كالحارس لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فاستأذن أبو بكر -رضي الله عنه-، لكن لم يأذن له أبو موسى حتى يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال للنبي -صلى الله عليه وسلم-: هذا أبو بكر يستأذن، فقال: "ائذن له وبشِّره بالجنة"، فأذن له وقال له: يبشرك رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالجنة. وهذه بشارة عظيمة، يبشره بالجنة ثم يأذن له أن يدخل ليكون مع الرسول -صلى الله عليه وسلم-. فدخل ووجد النبي -صلى الله عليه وسلم- متوسطا القف فجلس عن يمينه؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- يعجبه التيامن في كل شيء، فجلس أبو بكر عن يمينه وفعل مثل فعل النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ دلَّى رجليه في البئر، وكشف عن ساقيه كراهة أن يخالف النبي -صلى الله عليه وسلم-، في هذه الجلسة. فقال أبو موسى -وكان قد ترك أخاه يتوضأ ويلحقه- إن يرد الله به خيرا يأت به، وإذا جاء واستأذن فقد حصل له أن يبشر بالجنة، ولكن استأذن الرجل الثاني، فجاء أبو موسى إلى الرسول -عليه الصلاة والسلام- وقال هذا عمر قال: "ائذن له وبشره بالجنة"، فأذن له وقال له: يبشرك رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالجنة. فدخل فوجد النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبا بكر على القف، فجلس عن يسار الرسول -عليه الصلاة والسلام- والبئر ضيقة، ليست واسعة فهؤلاء الثلاثة كانوا في جانب واحد. ثم استأذن عثمان وصنع أبو موسى مثل ما صنع من الاستئذان فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "ائذن له وبشره بالجنة مع بلوى تصيبه"، فأذن

تشریف لے گئے ہیں۔ یہ قبا کے گرد ونواح میں واقع ایک کنواں ہے۔ چنانچہ ابو موسی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے کنویں تک پہنچ گئے۔ انھیں وہاں نبی ﷺ مل گئے اور وہ اس باغ کے دروازے پر بیٹھ گئے، جس میں کنواں واقع تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ نبی ﷺ نے قضاے حاجت کے بعد وضو فرمایا اور پھر کنویں کی منڈیر یعنی کنویں کے کنارے کے درمیان میں بیٹھ گئے اور پنڈلیوں کو کھول کر اپنے پاؤں اس میں لٹکا لیے۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ کنویں کے دروازے پر رسول اللہ ﷺ کے پہرے دار کے طور پر موجود تھے۔ ایسے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی، لیکن ابو موسی رضی اللہ عنہ نے انھیں تب تک اجازت نہیں دی، جب تک انھوں نے نبی ﷺ کو نہ بتا دیا کہ ابو بکر اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انھیں آنے کی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی"۔ چنانچہ انھوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور ساتھ ہی انھیں بتایا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری تھی۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے انھیں بشارت بھی دی اور اندر آنے کی اجازت بھی، تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو جائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور دیکھا کہ نبی ﷺ منڈیر کے درمیان میں تشریف فرما ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور انھوں نے ویسا ہی کیا، جیسا آپ ﷺ نے کر رکھا تھا کہ اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لیے اور اپنی پنڈلیاں کھول لیں؛ کیوں کہ انھیں یہ گوارا نہ تھا کہ بیٹھنے کی اس ہیئت میں وہ نبی ﷺ کی مخالفت کریں۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ جب (آپ ﷺ کی تلاش میں) نکلے تھے، تو ان کا بھائی وضو کر رہا تھا اور اسے ان کے پیچھے ہی آنا تھا۔ انھوں نے سوچا کہ اگر اللہ ان کے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہوئے اسے بھی یہاں تک لے آئے، تو بہت اچھا ہوگا۔ تا کہ آنے پر وہ بھی اجازت طلب کرے اور اسے بھی جنت کی بشارت مل جائے۔ لیکن (ان کی بجائے) کسی اور شخص نے اجازت چاہی۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انھیں اجازت دے دو اور ساتھ ہی انھیں جنت کی بشارت بھی سنا دو"۔ چنانچہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے انھیں داخلے کی اجازت دے دی اور انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور دیکھا کہ نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ منڈیر پر بیٹھے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ کنواں تنگ تھا اور اتنا کھلا نہیں تھا۔ یہ تینوں ایک طرف تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی، تو ابو موسی رضی اللہ عنہ نے ویسا ہی کیا، جیسا پہلے اجازت مانگنے جانے پر کیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "انھیں اجازت دے دو، انھیں جنت کی بشارت کے ساتھ ساتھ ایک آزمائش کے

له وقال: يبشرك الرسول -صلى الله عليه وسلم- بالجنة مع بلوى تصيبك، فاجتمع في حقه نعمة وبلوى، فقال -رضي الله عنه-: الحمد لله، الله المستعان، على هذه البلوى، والحمد لله على هذه البشرى، فدخل فوجد القف قد امتلأ؛ لأنَّه ليس واسعا كثيرا فذهب إلى الناحية الأخرى تجاههم، وجلس فيها ودلى رجليه وكشف عن ساقيه. أوَّلها سعيد بن المسيب -أحد كبار التابعين- على أنها قبور هؤلاء؛ لأن قبور الثلاثة كانت في مكان واحد، فالنبي -صلى الله عليه وسلم- أبو بكر وعمر كلهم كانوا في حجرة واحدة، دُفِنُوا جميعا في مكان واحد، وكانوا في الدنيا يذهبون جميعا ويرجعون جميعا، ودائما يقول النبي -صلى الله عليه وسلم-: ذهبت أنا وأبو بكر وعمر، وجئت أنا وأبو بكر وعمر، فهما صاحباه ووزيراه، ويوم القيامة يخرجون من قبورهم جميعا، فهم جميعا في الدنيا والآخرة. فجلس عثمان -رضي الله عنه- تجاههم، وبشَّره -صلى الله عليه وسلم- بالجنَّة مع بلوى تصيبه، وهذه البلوى هي ما حصل له -رضي الله عنه- من اختلاف الناس عليه وخروجهم عليه، وقتلهم إيَّاه في بيته -رضي الله عنه-، حيث دخلوا عليه في بيته في المدينة وقتلوه وهو يقرأ القرآن، وكتاب الله بين يديه.

بارے میں بھی بتا دو، جوان پر آنے والی ہے"۔ چنانچہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں اور ایک آزمائش کے بارے میں بھی بتا رہے ہیں، جو آپ پر آنے والی ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے نعمت اور آزمائش دونوں اکٹھی تھیں۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "الحمدللہ، اس آزمائش پر اللہ ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے اور اس بشارت پر میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں"۔ جب اندر داخل ہوئے، تو دیکھا کہ منڈیر بھری ہوئی ہے، کیوںکہ وہ زیادہ کشادہ نہیں تھی۔ چنانچہ وہ ان کے سامنے دوسری طرف چلے گئے اور اس پر بیٹھ کر اپنے پاؤں لٹکا لیے اور پنڈلیوں کو کھول لیا۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، اس سے یہ تاویل لیتے ہیں کہ ان کی قبریں اس طرح سے ہوں گی؛ کیوںکہ ان تینوں کی قبریں ایک ہی جگہ پر تھیں۔ نبی ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سب ایک حجرے میں تھے اور سب ایک ہی جگہ دفن ہوئے۔ دنیا میں یہ لوگ (جہاں بھی آتے جاتے) اکٹھے آتے جاتے۔ نبی ﷺ ہمیشہ کہا کرتے تھے: "میں، ابو بکر اور عمر گئے۔ میں، ابو بکر اور عمر آئے"۔ یہ دونوں آپ ﷺ کے ساتھی اور وزیر تھے اور روزِ قیامت اپنی قبروں سے بھی یہ اکٹھے ہی اٹھیں گے۔ چنانچہ یہ دنیا اور آخرت میں ایک ساتھ رہیں گے۔ عثمان رضی اللہ عنہ ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ نبی ﷺ نے انھیں جنت کی بشارت کے ساتھ ساتھ انھیں پیش آنے والی ایک آزمائش کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ یہ آزمائش وہی تھی، جس میں لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف کے شکار ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے گھر میں آپ کو شہید کر دیا۔ لوگ مدینے میں واقع ان کے گھر میں گھس آئے۔ قرآن کریم عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا اور وہ اس کی تلاوت کر رہے تھے۔ اسی حالت میں ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها: البخاري: (ج٥/٨، ح٣٦٧٤) واللفظ له (ج٥/١٣، ح٣٦٩٥) (ج٩/٥٤، ح٧٠٩٧). مسلم: (ج٤/١٨٦٨، ح٢٤٠٣). الرواية الثانية: الزيادة الأولى: "وَأَمَرَنِي رسُول الله صلَّى الله عليه وسلَّم بِحِفظِ البابِ" أخرجها البخاري في صحيحه: (ج٩/٨٩، ح٧٢٦٢). وأما الزيادة الثانية: "أَنَّ عُثمَانَ حِينَ بَشَّرَهُ حَمِدَ الله تَعَالَى، ثُمَّ قَالَ: اللهُ الْمُسْتَعَانُ"، فقد أخرجها البخاري أيضا: (ج٨/٤٨، ح٦٢١٦).

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وَجَّهُ : أي: توجه.
- بِئْرَ أَرِيسٍ : بئر كان غربي مسجد قباء، والأريس في لغة أهل الشام: الفلاح.
- قَضَى حَاجَتَهُ : فرغ من حاجته من البول أو الغائط.
- قُفَّهَا : وهو المبني حول البئر.

- سَاقَيهِ : تثنية ساق، وهي ما بين الركبة والقدم.
- دلَّاهُمَا : أرخاهما وأنزلهما.
- عَلَى رِسْلِكَ : الرِّسل:الهينة والتأني، وعلى رسلك معناها: تمهل واتَّئِد.
- الشِقِّ الآخَرِ : الجانب الآخر.
- تَرَكْتُ أَخِي : أبو رهم.
- إن يُرِدِ به خَيرًا : أي لينعم بالحضور مع رسول الله والبِشَارة بالجنَّة.
- وِجاهَهُم : مقابلهم من الجانب الآخر.
- بلوى : بلية ومصيبة.
- فَأَوَّلْتُهَا : فسَّرت جلوسهم على الشكل الذي جلسوا عليه بشكل ما عليه قبورهم.

فوائد الحديث:

١. استحباب التبشير بالخير كما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث بشر أصحابه الثلاثة بالجنة.

٢. حرص الصحابة على ملازمة الرسول -صلى الله عليه وسلم.-

٣. بيان فضائل أبي بكر وعمر وعثمان -رضي الله عنهم- وأنهم من أهل الجنة.

٤. الحديث من دلائل النبوة؛ فقد أخبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عثمان -رضي الله عنهم- بما سيصيب فوقع ما أخبر به رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

٥. جواز رجاء الإنسان الخير لأهله وأخيه.

٦. اشتمل الحديث على آداب الاستئذان؛ منها:لابد من الاستئذان قبل الدخول على الناس، ينبغي أن يكون الاستئذان بحسن أدب، ذكر الاسم عند الاستئذان،فلا يدخل المستأذن حتى يؤذن له.

٧. جواز التبرع بخدمة الآخرين.

٨. استحباب الجلوس عن يمين المقيم في المكان؛ لأنها أشرف الجهات.

٩. جواز الجلوس إذا دخل مكانا حيث يجد فراغا.

١٠. تأويل سعيد بن المسيب -رحمه الله-، فأولتها قبورهم فيه وقوع التأويل في اليقظة، وهو ما يسمى الفراسة، ومراده اجتماع الصاحبين مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في الدفن، وانفراد عثمان عنهم في البقيع، وفي الحديث تأويل آخر وهو دخولهم بهذا الترتيب مؤول بترتيبهم بعده في الخلافة.

١١. الصبر على توقيع المصيبة، وحمد الله تعالى على السراء والضراء.

١٢. من استُعْمِل على أمر لاينبغي له التصرف بشيء إلا بإذن مُستعمِلِه.

١٣. حديث الآحاد الصحيح حجة بنفسه في العقيدة والأحكام الشرعية.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ه. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦ه. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3073)

لقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَظَلُّ اليومَ يَلْتَوِي ما يجدُ من الدَّقَلِ ما يَمْلأُ به بَطنه

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سارا دن بھوک سے بے قرار رہتے اور آپ ﷺ کو ردی کھجور بھی نہ ملتی کہ جس سے اپنا پیٹ بھر لیں۔

١٣٠٣. الحديث:

عن النعمان بن بشير -رضي الله عنهما- قال: ذكر عمرُ بن الخطاب -رضي الله عنه- ما أصَاب الناس من الدنيا، فقال: لقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَظَلُّ اليومَ يَلْتَوِي ما يَجدُ من الدَّقَلِ ما يَمْلأُ به بَطنه.

١٣٠٣. حدیث :

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ملنے والی دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کا ذکر کیا اور پھر کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سارا دن بھوک سے بے قرار رہتے اور آپ ﷺ کو ردی کھجور بھی نہ ملتی کہ جس سے اپنا پیٹ بھر لیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر عمر -رضي الله عنه- ما أصاب الناس من الدنيا لما فتح الله عليهم من الأمصار، وما جمعوا من الغنائم، فقال: لقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يلتوي من الجوع، وما يجد ما يملأ به بطنه حتى رديء التمر، لا يجد منه ما يسد به جوعه.

اجمالی معنیٰ :

جب اللہ تعالی نے مسلمانوں پر شہروں کو فتح کر دیا، لوگوں کو خوب دنیا ہاتھ آئی اور انہوں نے مالِ غنیمت جمع کیا اُسے ذکر کرتے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بھوک کی وجہ سے بے قرار رہتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ردی کھجور جیسی کوئی ایسی شے بھی نہ ملتی تھی جس سے آپ ﷺ اپنا پیٹ بھر سکتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: النعمان بن بشير-رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما أصاب الناس : حازوه وحصلوا عليه.
- من الدنيا : من المال والجاه وغير ذلك.
- يلتَوِي : ينثني ويَنْعَطِف على بطنه الشريف من الجوع.
- الدقل : التمر الرديء.

فوائد الحديث:

١. بيان ما كان عليه النبي عليه الصلاة والسلام من الزهد ولم يكن ذلك عن حاجة وفقر، وإنما كان ذلك زهدا في الدنيا وإيثارا للآخرة، وتعليما لأصحابه وأمته بأن لا ينغمسوا في الشهوات والملذات.

٢. ينبغي على الأصحاب والتلاميذ معرفة حال كبيرهم وعالمهم، فيتألمون لألمه ويفرحون لسروره كما كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د.ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د.مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي،

دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كشف المشكل، تأليف ابن الجوزي، دار الوطن.

الرقم الموحد: (4244)

لقد رأيت سبعين من أهل الصُّفَّةِ، ما منهم رجل عليه رداء

میں نے ستر (۷۰) اصحاب صفہ کو دیکھا جن میں سے کسی ایک کے بدن پر بھی چادر نہ تھی۔

١٣٠٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: لَقَد رَأَيت سبعين من أهل الصُّفَّةِ، مَا مِنهُم رَجُل عَلَيه رِدَاء، إمّا إِزَار، وإِمَّا كِسَاء، قد رَبَطوا في أعناقِهِم، فمنها ما يبلغُ نصف الساقين، ومنها ما يبلغ الكعبين، فَيَجْمَعُهُ بيده كَرَاهِيَةَ أن تُرى عورَتُه.

١٣٠٤. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا جن میں سے کسی ایک کے بدن پر بھی چادر نہ تھی، یا تو لنگی (تہہ بند) تھی، یا ایک ایسا کپڑا، جس کو گلے میں انہوں نے باندھ رکھا تھا۔ ان میں سے (لنگی، تہہ بند) کسی کے آدھی پنڈلی تک تھی، کسی کے ٹخنوں تک۔ اپنے ہاتھ سے وہ اس کو سمیٹے رہتے تھے تاکہ ستر نہ کھل جائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أهل الصفة هم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من المهاجرين الفقراء الذين تركوا ديارهم وأموالهم في مكة وهاجروا منها إلى المدينة بعد أن كانت أحب البلاد إليهم. وكان أهل الصفة أكثر من سبعين رجلا، والصفة سقيفة مظللة كانت موجودة في آخر مسجد النبي صلى الله عليه وسلم ينام تحتها هؤلاء الفقراء من المهاجرين. أما ثيابهم التي كانوا يرتدونها في الصيف وفي الشتاء فيخبرنا عنها أبو هريرة رضي الله عنه وقد كان أحد أصحاب الصفة فيقول: (ما منهم رجل عليه رداء إما إزار وإما كساء)، إذ إنه من أجل أن يلبس أحدهم رداء لا بد أن يلبس تحته إزارا فالرداء يقال عنه اليوم البدلة وكانت تسمى أيضا حُلة، وأبو هريرة يذكر أن أحدهم ما كان يلقى هذا الشيء، بل هو ثوب واحد يستر به نفسه من أعلى إلى أسفل يشبه ما يسمى اليوم الملاية القصيرة. قال أبو هريرة: (قد ربطوا في أعناقهم) أي: يربطها أحدهم في رقبته كما يربط الصبي ثوبه في رقبته؛ لأنه لا يكفيه الثوب الذي عليه أن يفصله ويلبسه، وإنما طرفه في رقبته رضي الله عنهم. ثم قال أبو هريرة: (فمنها ما يبلغ نصف الساقين) أي: أن الطول لهذا الثوب من المنكب إلى نصف الساقين، فلا يصل إلى الكعبين. ثم قال: (ومنها ما يبلغ الكعبين فيجمعه

اجمالی معنیٰ:

اہلِ صفہ نبی ﷺ کے وہ صحابہ ہیں جو غریب مہاجرین میں سے ہیں جنہوں نے اپنا گھر بار مکہ میں چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی باوجود اس کے کہ یہ ان کا محبوب ترین شہر تھا۔ اصحاب صفہ کی تعداد ستر افراد سے زیادہ تھی۔ صفہ ایک سایہ دار چبوترا تھا جو مسجد نبوی کے آخر میں بنا ہوا تھا جس کے نیچے فقیر مہاجرین سویا کرتے تھے۔ گرمیوں یا سردیوں میں جو ان کا لباس ہوتا تھا اس کے بارے میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ جو خود بھی اصحابِ صفہ میں سے تھے ہمیں بتا رہے ہیں کہ "کسی ایک کے بدن پر بھی چادر نہ تھی، یا تو لنگی (تہہ بند) تھی، یا ایک کپڑا"۔ کیونکہ اگر کوئی چادر باندھتا تو اس کے نیچے سے لنگی پہننی پڑتی۔ چادر سے مراد وہی ہے جسے آج کل جوڑا کہا جاتا ہے۔ ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کسی کے پاس بھی پورا جوڑا نہیں تھا بلکہ ایک ہی کپڑا ہوتا جس سے وہ اپنے آپ کو اوپر سے لے کر نیچے تک چھپایا کرتے تھے۔ یہ کپڑا ایک چھوٹی سی لنگی کے مانند ہوتا ہے۔ ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ "جس کو گلے میں انہوں نے باندھ رکھا تھا"۔ یعنی وہ اس کپڑے کو اس طرح سے اپنے گلے میں باندھے رکھتے جیسے کوئی بچہ اپنے گلے میں اپنا کپڑا باندھ لیتا ہے۔ ایسا وہ اس لیے کرتا کیونکہ وہ کپڑا اتنا زیادہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ اسے الگ الگ کر کے پہن سکتا۔ چنانچہ اس کا ایک کنارہ اس کی گردن میں ہوتا۔ اللہ تعالی ان سے راضی ہو۔ پھر ابوہریرۃ نے فرمایا: "وہ چادر کسی کے آدھی پنڈلی تک رہتی" یعنی اس کپڑے کی لمبائی صرف اتنی ہوتی کہ وہ نصف پنڈلی تک آتا تھا اور ٹخنوں تک نہیں پہنچتا تھا۔ پھر فرمایا "کسی کے ٹخنوں تک'' اور اپنے ہاتھ سے وہ اس کو سمیٹے رہتے تاکہ ستر نہ کھل جائے"۔ یعنی دورانِ نماز وہ اسے اپنے آپ پر اکٹھا کرتے رہتے کہ مبادا حالت رکوع و سجدہ میں ان کی شرم گاہ نہ کھل جائے۔ رضی اللہ تبارک و تعالی عنہم اجمعین۔

بيده كراهية أن ترى عورته) أي: أنه في أثناء الصلاة يلمه على نفسه حتى لا ترى عورته وهو راكع أو ساجد رضي الله تبارك وتعالى عنهم أجمعين. وهذا هو حال كثير من الصحابة رضي الله عنهم، فقد عاشوا على الفقر والحاجة ولم يركنوا إلى الدنيا وزينتها، حتى لما فتحت عليهم الدنيا لم ينشغلوا بها ، وظلوا على قناعتهم وزهدهم، حتى توفاهم الله تعالى.

اکثر صحابہ کی یہی حالت تھی۔ انہوں نے فقر اور ضرورت مندی میں اپنی زندگی گزار دی۔ دنیا اور اس کی زینت کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہوئے۔ اور جب دنیا ان پر کھلی (یعنی کشادگی آئی) تو تب بھی اس میں مصروف نہیں ہوئے بلکہ اپنی قناعت اور زہد پر قائم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے پاس بلالیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أهل الصفة : زهاد من الصحابة ؛ فقراء غرباء ، كانوا يأوون إلى صفة في آخر مسجد النبي صلى الله عليه وسلم ، وهي موضع مظلل كانت تأوي إليه المساكين.
- رداء : ما يستر أعالي البدن فقط من ثوب ونحوه.
- الإزار : ما يستر أسافل البدن فقط.
- الكساء : اللباس.
- عورته : العورة: الخلل والعيب في الشيء وكل بيت أو موضع فيه خلل يخشى دخول العدو منه وفي التنزيل العزيز {يقولون إن بيوتنا عورة وما هي بعورة إن يريدون إلا فرارا} وكل ما يستره الإنسان استنكافا أو حياء

فوائد الحديث:

١. جواز لبس الثوب الواحد.
٢. جواز المبيت في المسجد.
٣. زهد أهل الصفة وانقطاعهم للعلم والجهاد في سبيل الله.
٤. فيه دليل على أنه ليس من شرط صحة الصلاة ستر العاتقين.
٥. حرص المؤمن على ستر عورته.
٦. فضيلة الصحابة رضي الله عنهم، وصبرهم على الفقر، وضيق الحال، والاجتزاء من اللباس على ما يستر العورة، وقد أثابهم الله على ذلك فاستخلفهم في الأرض، ومكن لهم دينهم وبدلهم من بعد فقرهم غنى، ومن بعد خوفهم أمنا مع ما أعد الله لهم في الآخرة من الثواب في الجنة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين أ. د . حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العماردار كنوز اشبيليا - الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين-الشيخ: سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى١٤١٨هـ. شرح رياض الصالحين المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين دار الوطن للنشر، الرياض الطبعة: ١٤٢٦ هـرياض الصالحين للإمام النووي، تحقيق د. ماهر بن ياسين الفحل - دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م . - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. شرح رياض الصالحين المؤلف: الشيخ الطبيب أحمد حطيبة - مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية – http://www.islamweb.net دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة ١٤٢٥هـ.

الرقم الموحد: (3645)

لقد قُلْتِ كِلِمَة لو مُزِجَت بماء البحر لَمَزَجَتْهُ!

تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو وہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے

١٣٠٥. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قلت للنبي -صلى الله عليه وسلم-: حَسْبُك من صفية كذا وكذا. قال بعض الرُوَاة: تَعْني قَصِيرة، فقال: «لقد قُلْتِ كِلِمَة لو مُزِجَت بماء البحر لَمَزَجَتْهُ!» قالت: وحَكَيْتُ له إِنْسَانًا فقال: «ما أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وإن لي كذا وكذا».

١٣٠٥. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ کے لئے صفیہ کا ایسا ایسا ہونا ہی کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا کہ: ان کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو وہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے۔'' وہ کہتی ہیں: میں نے ایک شخص کی نقل اتاری تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں چاہے اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا مال ملے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن عائشة -رضي الله عنها- ذَكرت صفية -رضي الله عنها- في غيبتها بما يَعِيبُها ويُسِيءُ إليها، وهي: أنها قصيرة -رضي الله عنها-؛ وذلك من باب تحقيرها وتصغيرها أمام النبي -صلى الله عليه وسلم-، حملها على ذلك ما يكون عادة بين النساء من الغيرة، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: لو خالطت كلمتك ماء البحر لغَيَّرت من لونه وطعمه ورائحته؛ وذلك لعظمها وشدة خطرها. قالت: وحَكَيْتُ له إنسانا -أي: فَعَلت مِثْل فعله- تحقيرا له، فقال: ما يسرني أن أتحدث بِعَيْبه أو ما يَسرني أن أفعل مثل فعله أو أقول مثل قوله على وجه الانتقاص والاحتقار، ولو أُعْطِيت كذا وكذا من الدنيا.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی غیر موجودگی میں ان کے تعلق سے کچھ ایسی بات کہی جو انہیں عیب دار اور برا بنا دے، اور وہ یہ ہے کہ وہ پستہ قد ہیں، رضی اللہ عنہا۔ ایسا انہوں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیچا اور کمتر دکھانے کے لئے کیا، ان کی نسوانی غیرت نے انھیں اس بات کے کہنے پر اکسایا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری کہی ہوئی بات کو اگر سمندر کے پانی میں ملا دیا جایے تو وہ اس کا رنگ مزہ اور بو بدل ڈالے، اس کی خطرناکی اور بڑے نقصان کی وجہ سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری یعنی اس کو نیچا دکھانے کے لئے میں نے بھی ہو بہو ویسا ہی کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی کے عیب کو بیان کرنے سے خوشی نہیں ملتی، یا مجھے اس سے خوشی نھیں ملتی کہ کسی کو نیچا اور کمتر دکھانے کے لیے، ہو بہو اسی جیسا کروں یا ہو بہو اسی جیسا کروں، چاہے اس کے بدلے مجھے دنیا کا اتنا اور اتنا (مال) دے دیا جائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حسبك : كافيك.
- مزجت : خلطت.

- لمزجته : لخالطته مخالطة يتغير بها طعمه أو ريحه لشدة نتنها وقبحها.
- حكيت له إنسانا : فعلت مثل فعله أو قلت مثل قوله منتقصا.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث من أبلغ الزواجر في الغيبة.
٢. شدة تحريم الغِيْبة.
٣. وصف العيوب البدنية جزء من الغيبة.
٤. بيان شدة غَيرة الضَرائر بعضهن من بعض.
٥. تصغير شأن الدنيا وما فيها إذا قُورن برضا الله تعالى وعدم سخطه.
٦. أن تقليد الهيئات على سبيل التحقير والتنقيص من الغيبة المحرمة.
٧. أن الصحابة غير معصومين من الخطأ.
٨. عدم إقراره -صلى الله عليه وسلم- للمنكر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح الترغيب والترهيب للألباني، ط٥، مكتبة المعارف - الرياض. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي ، ط٣،مكتبة الإمام الشافعي - الرياض، ١٤٠٨هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي ، ط١، المكتبة التجارية الكبرى ، مصر، ١٣٥٦هـ. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (3705)

لقد كنت على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- غلامًا، فكنت أحفظ عنه، فما يمنعني من القول إلا أن هاهنا رجالا هم أسن مني	میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور میں آپ ﷺ سے (سن کر) یاد کرلیا کرتا تھا۔ (ان احادیث کو) بیان کرنے میں میرے لیے سوائے اس کے کوئی شے مانع نہیں ہوتی تھی کہ یہاں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں، جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔
١٣٠٦. الحديث: عن سمرة بن جندب -رضي الله عنه- قال: لقد كنت على عَهْدِ رسولِ الله -صلى الله عليه وسلم- غُلاما، فكنت أحفظ عنه، فما يمنعني من القول إلا أن هاهنا رِجَالًا هم أَسَنُّ مِنِّي.	**١٣٠٦. حدیث:** سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور میں آپ ﷺ سے (احادیث سن کر) یاد کر لیا کرتا تھا۔ (ان احادیث کو) بیان کرنے میں میرے لیے سوائے اس کے کوئی شے مانع نہیں ہوتی تھی کہ یہاں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں، جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر سمرة بن جندب -رضي الله عنه- أنه كان صغير السن في زمن النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكان يحفظ بعض أقواله -صلى الله عليه وسلم-، وما كان يمنعه من التحديث بها إلا أن هناك من هو أكبر منه سنا.	**اجمالی معنی:** سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں وہ کم سن تھے اور وہ آپ ﷺ کے بعض فرمودات کو ذہن نشین کر لیا کرتے تھے، جنھیں بیان کرنے سے انھیں بس یہ بات روکتی تھی کہ یہاں ان سے بڑی عمر کے لوگ موجود ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العالم والمتعلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سَمُرة بن جُنْدَب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عَهد رَسُول الله -صلى الله عليه وسلم- : زمن حياة رَسُول الله -صلى الله عليه وسلم-.
- غُلاما : الصغير في السن.
- فَمَا يَمنَعُنِي مِن القَول : أي: من التحديث.
- أَسَنُّ مِنِّي : أكبر سنًّا.

فوائد الحديث:

١. جواز حضور الصبيان مجالس الكبار ومجالس العلم.
٢. الغلام يَتَحَمَّل العلم في صِغَره.
٣. معرفة صحابة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لشرف كبارهم؛ فهم يعلمون أنهم على خير ما دام العلم يأتيهم عن أكابرهم.
٤. الأدب مع الكبار من أهل العلم.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3130)

لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ، سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ، وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ

اللہ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اس کا وہ اونٹ اچانک مل جائے جسے بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں گم کر بیٹھا ہو۔

١٣٠٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ، سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ، وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ». وفي رواية: «لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ، مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا، وقَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا، قَائِمَةً عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اللهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ! أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ».

١٣٠٧. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اس کا وہ اونٹ اچانک مل جائے جسے وہ بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں گم کر بیٹھا ہو''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''اللہ اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں اپنی سواری پر سفر کر رہا ہو کہ اس کی سواری اس سے گم ہو جائے اور اس کے کھانے پینے کا سامان بھی اسی پر ہو۔ وہ اس کے ملنے سے مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے آکر اس کے سائے میں لیٹ جائے اور اسے اپنی سواری کے مل جانے کی کوئی امید نہ رہے۔ ایسے میں اچانک اس کی سواری اس کے سامنے آ کھڑی ہو۔ اور وہ اس کی نکیل پکڑ کر فرط مسرت سے یوں کہہ بیٹھے کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب! یعنی خوشی کی شدت کی وجہ سے وہ غلطی سے ایسا کہہ دے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صلى الله عليه وسلم- أن الله أشد فرحًا برجوع عبده إليه بطاعته وامتثال أمره مخلصا من قلبه، من فرح أحدكم كان في أرض فلاة، ليس حوله أحد، لا ماء ولا طعام ولا أناس، وضاع بعيره، فجعل يطلبه فلم يجده، فذهب إلى شجرة ونام تحتها ينتظر الموت! قد أيس من بعيره، وأيس من حياته؛ لأن طعامه وشرابه على بعيره، والبعير قد ضاع، فبينما هو كذلك وجد بعيره فجأة عنده قد تعلق خطامه بالشجرة التي هو نائم تحتها، فبأي شيء يقدر هذا الفرح؟ هذا الفرح لا يمكن أن يتصوره أحد إلا من وقع في مثل هذه الحال! لأنه فرح عظيم، فرح بالحياة بعد الموت، ولهذا أخذ بالخطام، وقال: "اللَّهُمَّ أنت عبدي وأنا ربك"! أراد أن يثني على الله فيقول: "اللَّهُمَّ أنت ربي وأنا عبدك" لكن من شدة فرحه أخطأ.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت اور اس کا حکم بجا لا کر اخلاصِ قلب کے ساتھ اس کی طرف لوٹ آتا ہے تو اللہ اس بندے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی بے آگ وگیاہ چٹیل میدان میں ہو اور اس کے ارد گرد کوئی اور شخص نہ ہو، نہ کچھ کھانے پینے کی اشیاء ہوں اور نہ لوگ اور وہاں اس کا اونٹ گم ہو جائے۔ وہ اسے تلاش کرے لیکن اسے نہ ملے اور پھر ایک درخت کے نیچے جا کر سو جائے اور موت کا انتظار کرنا شروع کر دے۔ وہ اپنے اونٹ سے اور اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا ہو کیونکہ اس کے کھانے پینے کا سامان اس کے اونٹ پر ہی لدا تھا اور وہ گم ہو چکا ہے۔ وہ اسی حال میں ہو کہ اچانک اسے اس کا اونٹ مل جائے بایں طور کہ اس کی نکیل اس درخت کے ساتھ پھنسی ہو جس کے تلے وہ سو رہا تھا۔ اس شخص کی خوشی کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کا تصور صرف وہی کر سکتا جو خود کبھی اس قسم کی صورت حال سے گزرا چکا ہو۔ کیونکہ یہ بہت بڑی خوشی ہے۔ موت کے منہ میں جانے کے بعد اسے دوبارہ زندگی کی خوشی حاصل ہوئی اسی لیے اس نے نکیل پکڑ کر کہا کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں''۔ وہ چاہتا تھا کہ اللہ کی

تعریف بیان کرے اور یوں کہے : اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ لیکن خوشی کی شدت کی وجہ سے وہ غلطی کر بیٹھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو إدريس الخولاني -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أفرح : أشد فرحا.
- سقط على بعيره : عثر عليه من غير قصد.
- وقد أضله : ذهب منه بغير قصده، ولم يعرف موضعه.
- أرض فلاة : أرض واسعة لا نبات بها ولا ماء.
- راحلته : الراحلة ما يركبه المسافر من ناقة أو غيرها.
- انفلتت : تخلصت.
- أيس منها : يئس وانقطع رجاؤه.
- خطامها : الخطام: حبل من ليف أو شعر أو كتان يُجعل في أحد طرفيه حلقة ثم يشد في الطرف الآخر؛ حتى يصير كالحلقة ثم يقلد للدابة ثم يثنى على مخطمه، وهو: مقدم الأنف والفم.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الفرح لله -عز وجل- على ما يليق بجلال الله سبحانه.
٢. رحمة الله تعالى بعباده بقبول توبتهم، وحبه إياهم.
٣. الترغيب في التوبة والحث عليها.
٤. عدم المؤاخذة في الخطأ غير المتعمد.
٥. الحض على محاسبة النفس.
٦. جواز استعمال ضرب المثل لتقريب المعنى في التعليم، اقتداء بالنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٧. جواز القسم للتأكيد على ما فيه فائدة ومصلحة.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. -كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م. -تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. -المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4313)

لله تسعة وتسعون اسما، مائة إلا واحدا، لا يحفظها أحد إلا دخل الجنة، وهو وتر يحب الوتر

اللہ کے ننانوے، ایک کم سونام ہیں، جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہو گا، اور اللہ وتر (طاق) ہے، وتر کو پسند کرتا ہے

١٣٠٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- روايةً قال: «للهِ تسعةٌ وتسعون اسمًا، مائةٌ إلَّا واحدًا، لا يحفظُها أحدٌ إلَّا دخل الجنةَ، وهو وِترٌ يحبُّ الوِتر».

١٣٠٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ننانوے، ایک کم سونام ہیں، جس نے ان کی حفاظت کی (یعنی انہیں یاد کیا) وہ جنت میں داخل ہوگا، اور اللہ وتر (طاق) ہے، وتر کو پسند کرتا ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إن اللهَ تعالى له تسعة وتسعون اسمًا، لا يحفظها أحد إلَّا دخل الجنةَ، والمراد بالحفظ القراءة بظهر القلب، وقيل: معناه الإيمان بها، والعمل بها، والطاعة بمعنى كل اسم منها، ودعاء الله تعالى بها، وفي هذا الحديث إثبات هذه الأسماء، وليس فيه نفي ما عداها من الزيادة عليها، وإنما وقع التخصيص لهذه الأسماء لأنها أشهر الأسماء وأبينها معاني، وهذا بمنزلة قولك: إن لزيد مائة درهم أعدها للصدقة، فلا يدل ذلك على أنه ليس عنده من الدراهم أكثر من ذلك، وإنما يدل على أن الذي أعده للصدقة هذا، ويدل على هذا التفسير حديث ابن مسعود: «أسألك بكل اسم هو لك، سميت به نفسك، أو أنزلته في كتابك، أو علمته أحدا من خلقك، أو استأثرت به في علم الغيب عندك» فهذا يدل على أن لله أسماء لم ينزلها في كتابه حجبها عن خلقه. «وهو وتر» أي: الله واحد لا شريك له «يحب الوتر» يعني: يفضله في الأعمال وكثير من الطاعات ولهذا جعل الله الصلوات خمسًا، والطواف سبعًا، وندب التثليث في أكثر الأعمال، وخلق السموات سبعًا والأرضين سبعا وغير ذلك.

اجمالی معنی:

اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں جو کوئی شخص ان کی حفاظت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور حفاظت سے مراد زبانی پڑھنا ہے اور کہا گیا ہے کہ: اس کا مفہوم ان پر ایمان لانا، ان پر عمل کرنا اوران تمام اسماء حسنیٰ کے معانی کے مطابق فرمانبرداری کرنا ہے۔ اس حدیث میں ان ناموں کا اثبات ہے، ان ننانوے ناموں کے علاوہ جو زائد نام ہیں ان کا انکار نہیں۔ ان ناموں کا ذکر یہاں پر بطور خصوص ان کی شہرت اور معانی کے اعتبار سے واضح ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے آپ کہیں کہ زید کے پاس سو درہم ہیں جسے اس نے صدقہ کے لئے جمع کر رکھا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے پاس اس سے زائد دراہم نہیں ہیں، یہ جملہ صرف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس نے جو صدقہ کے لئے تیار کر رکھا ہے وہ یہ ہیں۔ اس تفسیر کی تائید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے (جس میں ہے کہ) ''میں تیرے ہر اس نام کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنی ذات کے لئے پسند فرمایا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا اپنی مخلوقات میں سے کسی کو سکھلا دیا یا اسے اپنے خزانۂ غیب میں مخفی رکھا ہے۔'' تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے اور بھی نام ہیں جن کو اپنی کتاب میں نازل نہیں فرمایا، اس کو اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھا۔ اور ''اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے'' یعنی اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور ''وہ وتر کو پسند کرتا ہے'' یعنی طاق کو بہت سارے اعمال وعبادات میں فضیلت دیتا ہے اور اسی ناطے اللہ نے نمازوں کی تعداد پانچ مقرر کی ہے اور طواف سات اور (اسی طرح) تین کو اکثر اعمال میں مستحب قرار دیا گیا ہے۔ آسمان سات پیدا کئے اور زمین بھی سات وغیرہ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- وِتر : واحد لَا شريك لَهُ في ذاته وأسمائه وصفاته.
- الجنة : الجنة هي الدار التي أعد الله فيها من النعيم ما لا يخطر على بال لمن أطاعه.
- رواية : أي عن النبي -صلى الله عليه وسلم.-

فوائد الحديث:

١. أشهر أسمائه تعالى هو الله؛ لإضافة الأسماء إليه، وقيل: هو الاسم الأعظم.

٢. إثبات هذه الأسماء، وليس فيه نفي ما عداها من الزيادة عليها، وإنما وقع التخصيص لهذه الأسماء لأنها أشهر الأسماء وأبينها معاني.

٣. الوتر وهو العدد المفرد، مفضَّل في الأعمال وكثير من الطاعات.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، لمحمود بن أحمد الحنفى بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. كشف المشكل من حديث الصحيحين، لجمال الدين أبي الفرج الجوزي، المحقق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن – الرياض.

الرقم الموحد: (10416)

لم يبقَ من النُّبوَّةِ إلا المُبَشِّرَاتُ	نبوت کے آثار میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے سوائے بشرات کے۔
١٣٠٩. الحديث: عن أبي هريرة ـ رضي الله عنه ـ قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لم يبقَ من النُّبوَّةِ إلا المُبَشِّرَاتُ» قالوا: وما المُبَشِّرَاتُ ؟ قال: «الرؤيا الصالحة».	**١٣٠٩. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "نبوت کے آثار میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے سوائے بشرات کے"۔ صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ بشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھے خواب"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يشير النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى أن الرؤيا الصالحة هي المبشرات، وهي من آثار النبوة الباقية بعد انقطاع الوحي، ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا الصالحة.	**اجمالی معنیٰ:** نبی ﷺ اس بات کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ نیک اور اچھے خواب خوش خبریوں میں سے ہیں اور یہ سلسلہ وحی کے منقطع ہوجانے کے بعد آثار نبوت میں سے ہے اور کوئی ایسا ذریعہ باقی نہ رہے گا جس سے آئندہ پیش آنے والی باتوں کی خبر ہو سکے ماسوا اچھے خوابوں کے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الرؤيا

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المبشرات : هي البشرى، وقد جاءت مفسرة في الحديث.
- الرؤيا : الرؤيا والحلم عبارة عما يراه النائم في نومه من الأشياء، لكن غُلِّبَت الرؤيا على ما يراه من الخير والشيء الحسن، وغلب الحلم على ما يراه من الشر والقبيح.

فوائد الحديث:

١. أن من الرؤى ما هو حق يطلع بها الله المؤمن على ما سيكون من خير وشر. وذكر المبشرات خاصة خرج مخرج الأغلب أو اكتفاء بها عما يقابلها من المنذرات.

٢. ما يراه العبد في منامه؛ فإما أن يكون رؤيا، وإما أن يكون حلمًا، والأول هو المراد هنا، والثاني من الشيطان.

٣. الرؤيا لا يراها إلا المؤمن، وقد تُرى له، وهي في كل حال متعلقة به، وهي إكرام من الله لعبده، وهي قليلة في غيره.

٤. الرؤيا جزء من أجزاء النبوة، بمعنى أن أول نبوة النبي صلى الله عليه وسلم كان يرى الرؤيا فتقع مثل فلق الصبح.

٥. لا وحي لأحد بعد وفاة النبي -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3795)

لما عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بقوم لهم أظْفَارٌ من نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجوهَهُمْ وَصُدُورَهُم فقلت: مَنْ هؤُلاءِ يا جِبْرِيل؟ قال: هؤلاء الذين يَأكُلُونَ لحُوم الناس، ويَقَعُون في أعْرَاضِهم

جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی عزتوں سے کھیلتے تھے۔

١٣١٠. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لما عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بقوم لهم أظْفَارٌ من نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُم فقلت: مَنْ هؤُلاءِ يا جِبْرِيل؟ قال: هؤلاء الذين يَأكُلُونَ لحُوم الناس، ويَقَعُون في أعْرَاضِهم!».

١٣١٠. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی عزتوں سے کھیلتے تھے“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لما صُعِد به إلى السماء في ليلة المعراج مَرَّ بقوم يَخْدِشُون أجسامهم بأظفارهم النحاسية، فتعجب من حالهم -صلى الله عليه وسلم- فسأل جبريل من هؤلاء ولماذا يفعلون بأنفسهم هذا الفعل، فأخبره جبريل؛ بأن هؤلاء من يغتابون الناس، ويقعون في أعراضهم، أي يسبونهم.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جب نبی ﷺ کو آسمان پر لے جایا گیا تو آپ ﷺ کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو اپنے تانبے سے بنے ناخنوں کے ذریعہ اپنے جسموں کو نوچ رہے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی اس حالت پر تعجب ہوا تو آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں اور وہ اپنے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ وہ ہیں جو لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے اور ان کی عزتوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عُرِجَ بِي : صُعِد بِي إلى السماء ليلة الإسراء والمِعْرَاج.
- يَخْمِشُونَ : يَخْدِشُون.
- يَأكُلُونَ لحُوم الناس : يغتابُونَهم.
- يَقَعُون في أعْرَاضِهم : يَسبُّونَهم.

فوائد الحديث:

١. التحذير الشديد من الغِيبة، وتشبيه المُغْتَاب بآكل لحوم البَشر، والسَاقط في المَهَاوي السحيقة.
٢. تحريم الغِيبة حيث شبهها بأكل لحوم الناس.
٣. إثبات معجزة الإسراء والمعراج، وأن الرسول صلى الله عليه وسلم رأى من آيات ربه الكبرى.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ. صحيح الترغيب والترهيب – الألباني، مكتبة المعارف – الرياض. كنوز رياض الصالحين، التحقيق برئاسة حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (4229)

لو أن لابنِ آدمَ واديًا من ذَهَبٍ أَحَبَّ أن يكونَ له واديانِ، ولَنْ يملأَ فَاهُ إلا الترابُ، ويَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ	اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو، تو چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول کرتا ہے

١٣١١. الحديث:

عن عبد الله بن عباس وأنس بن مالك وعبد الله بن الزبير وأبي موسى الأشعري -رضي الله عنهم- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لو أن لابنِ آدمَ واديًا من ذَهَبٍ أَحَبَّ أن يكونَ له واديانِ، ولَنْ يملأَ فَاهُ إلا الترابُ، ويَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ».

١٣١١. حدیث:

عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک اور عبداللہ بن زبیر اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو، تو چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه لو حصل لابن آدم واديا مملوءا من ذهب، لأحب من حرصه الذي هو طبعه أن يكون له واديان آخران، وأنه لا يزال حريصا على الدنيا حتى يموت ويمتلئ جوفه من تراب قبره.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ اگر ابن آدم کو سونے سے بھری ایک وادی مل جائے تو اپنی طبعی لالچ کی بنا پر وہ خواہش کرے گا کہ اس کے پاس دو اور وادیاں ہوں اور یہ کہ تا دم موت وہ دنیا کی چاہت میں گرفتار رہتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے اور اس کا پیٹ اس کی قبر کی مٹی سے بھر جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: حديث عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-: متفق عليه. حديث أنس بن مالك -رضي الله عنه-: متفق عليه. حديث عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما-: رواه البخاري. حديث أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه-: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه- أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه- عبد الله بن الزُّبير -رضي الله عنهما- عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- واديا من ذهب : ملء واد من ذهب.والوادي: كل منفرج بَين الْجبَال والتلال والآكام.
- ولن يملأ جوفه إلا التراب : أي: لا يزال حريصا حتى يموت ويمتلئ جوفه من تراب قبره.
- ويتوب الله على من تاب : الله يقبل توبة كل من تاب إليه.

فوائد الحديث:

١. شدة حرص الإنسان على جمع المال وغيره من متاع الدنيا.
٢. ذم الاستكثار من المال وتمني ذلك والحرص عليه.
٣. يقبل الله تعالى توبة من تاب من الصفات المذمومة.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة

(مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. - المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية.

الرقم الموحد: (4963)

لو أنكم توكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير، تغدو خماصا، وتروح بطانا

اگر تم اللہ پر ویسے بھروسہ کرتے ہوتے جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں ایسے رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ حال واپس آتے ہیں۔

١٣١٢. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «لو أنكم كنتم تَوَكَّلُون على الله حق تَوَكُّلِهِ لرزقكم كما يرزق الطير، تَغْدُو خِمَاصَاً، وتَرُوحُ بِطَاناً».

١٣١٢. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر تم اللہ پر ویسے بھروسہ کرو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں ایسے رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ حال واپس آتے ہیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يرشدنا هذا الحديث إلى أن نتوكل على الله تعالى في جميع أمورنا، وحقيقة التوكل: هي الاعتماد على الله عز وجل في استجلاب المصالح ودفع المضار في أمور الدنيا والدين؛ فإنه لا يعطي ولا يمنع ولا يضر ولا ينفع إلا هو سبحانه وتعالى، وأن على الإنسان فعل الأسباب التي تجلب له المنافع وتدفع عنه المضار مع التوكل على الله {وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ}، {وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ}،فمتى فعل العبد ذلك رزقه الله كما يرزق الطير التي تخرج صباحا وهي جياع ثم تعود مساءً وهي ممتلئة البطون.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کی طرف راہنمائی ہے کہ ہم اپنے تمام امور میں اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ دینی و دنیاوی مصالح کے حصول اور نقصان دہ اشیاء کے دفعیہ میں اللہ پر بھروسہ کیا جائے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی دیتا ہے اور نہ کوئی روک سکتا ہے اور اس کے سوا نہ کوئی نقصان دے سکتا ہے اور نہ کوئی نفع دینے کا اہل ہے۔ اور یہ کہ توکل کے ساتھ ساتھ انسان کو وہ اسباب ضرور اختیار کرنا چاہیئے جو منافع کے حصول اور نقصان دہ اشیاء کے دفعیہ کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ {وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ}۔ ترجمہ: ''جو اللہ پر توکل کرتا ہے، اس کے لئے وہ کافی ہو جاتا ہے''۔ {وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ} ترجمہ: ''توکل کرنے والوں کو اسی پر توکل کرنا چاہیئے''۔ جب بندہ یہ کرتا ہے تو اللہ اسے ایسے رزق دیتا ہے جیسے پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ کے ساتھ واپس آتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: تتمة الأربعين النووية لابن رجب.

معاني المفردات:

- توكلون : التوكل: اعتماد القلب على الله في طلب المصالح ودفع المضار مع فعل الأسباب المأذون فيها.
- حق توكله : بالاعتماد على الله عز وجل دون غيره في أمور الدنيا والآخرة، مع الإيمان بأنه لا يعطي ولا يمنع ولا ينفع سوى الله تعالى.
- تغدو : تذهب أول النهار.
- خماصا : خاوية البطون من الجوع.
- تروح : ترجع آخر النهار.
- بطانا : ممتلئة البطون.

فوائد الحديث:

١. فضيلة التوكل، وأنه من أعظم الأسباب التي يستجلب بها الرزق.
٢. التوكل لا ينافي النظر إلى الأسباب، فإنه أخبر أن التوكل الحقيقي لا يضاده الغدو والرواح في طلب الرزق.
٣. اهتمام الشريعة بأعمال القلوب؛ لأن التوكل عمل قلبي.
٤. التوكل على الله سبب معنوي في جلب الرزق ولا ينافيه فعل السبب الحسي.
٥. مشروعية التوكل على الله في كل المطالب، وهو من واجبات الإيمان، قال تعالى: {وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ}.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م. سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥هـ -سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨م. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (4721)

لو كان لي مِثْلُ أحدٍ ذهبًا، لسرني أن لا تمر عليَّ ثلاث ليالٍ وعندي منه شيءٌ إلا شيء أرْصُدُهُ لِدَيْنٍ

اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو میں یہ چاہوں گا کہ میرے اوپر تین راتیں اس حال میں نہ گزریں کہ میرے پاس اس (سونے) میں سے کوئی شے بچی پڑی ہو۔ سوا اس کے، جسے میں کسی قرض دینے کے لیے رکھ چھوڑوں۔

١٣١٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لو كان لي مِثْلُ أحدٍ ذهبًا، لسرني أن لا تمر عليَّ ثلاث ليالٍ وعندي منه شيءٌ إلا شيء أرْصُدُهُ لِدَيْنٍ».

١٣١٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو میں یہ چاہوں گا کہ میرے اوپر تین راتیں اس حال میں نہ گزریں کہ میرے پاس اس (سونے) میں سے کوئی شے بچی پڑی ہو۔ سوا اس کے، جسے میں کسی قرض دینے کے لیے رکھ چھوڑوں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لو كنت أملك من المال مقدار جبل أحد من الذهب الخالص لأنفقته كله في سبيل الله، ولم أبق منه إلا الشيء الذي أحتاج إليه في قضاء الحقوق، وتسديد الديون التي عليّ.

اجمالی معنی:

اگر میرے پاس احد پہاڑ کی مقدار کے برابر بھی خالص سونے کی شکل میں مال ہوتا ہے تو میں اس سارے کے سارے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتا اور کچھ نہ بچاتا ما سوا اس کے، جسے میں حقوق اور اپنے اوپر واجب الاداء قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ چھوڑتا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ للبخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أرصده : أعده أو أحفظه.

فوائد الحديث:

١. الحث على الإنفاق في وجوه الخير وفي حال حياة الإنسان وصحته.
٢. وجوب وفاء الدين وأنه مقدم على صدقة التطوع.
٣. جواز استعمال "لو" عند تمني الخير.
٤. زهد النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقد كان ينفق إنفاق من لا يخشى الفقر.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيلياء الطبعة الأولى : ١٤٣٠ هـ منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، المؤلف: حمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية عام النشر: ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ ١٩٧٧ م، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح

مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. صحيح البخاري، المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3850)

لو كانت الدنيا تَعدل عند الله جَناح بَعوضة، ما سقى كافرا منها شربة ماء

اگر دنیا اللہ کے ہاں مچھر کے پَرکے برابر بھی حیثیت رکھتی تو وہ کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔

١٣١٤. الحديث:

عن سهل بن سعد الساعدي ـرضي الله عنه- قَالَ رَسُول اللَّه -صَلّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «لو كانت الدنيا تَعدل عند الله جَناح بَعوضة، ما سَقى كافرا منها شَرْبَة ماء».

١٣١٤. حدیث:

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو وہ کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث بيان حَقَارة الدنيا عند الله وأنه لا قيمة لها، ولو كان لها أدنى قيمة عند الله تعالى ما سقى منها كافرًا شربة ماء، فضلا عن تنعمه بها وتلذذه بطيباتها، لذا كانت الدنيا هينة عند الله تعالى، بخلاف الآخرة، فإنها دار نعيم مقيم لأهل الإيمان خالصة لهم من دون الكفار، لذا ينبغي على أهل الإيمان أن يدركوا حقيقة هذه الدنيا وأن لا يركنوا إليها، فإنها دار ممر لا دار قرار، فيأخذون منها ما يتزودن به لآخرتهم التي هي دار القرار. قال تعالى: (وما أوتيتم من شيء فمتاع الحياة الدنيا وزينتها وما عند الله خير وأبقى أفلا تعقلون، أفمن وعدناه وعدًا حسنًا فهو لاقيه كمن متعناه متاع الحياة الدنيا ثم هو يوم القيامة من المحضرين) [القصص: ٦٠ ، ٦١].

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اللہ کے ہاں دنیا کی حقارت کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے ہاں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر اللہ کے ہاں اس کی تھوڑی سی بھی قیمت ہوتی تو کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا، چہ جائیکہ کافر کو اس دنیا میں نعمتوں سے نوازتا اور اس کو اس دنیا کی خوش گوار اشیاء سے لطف اندوز ہونے دیتا۔ اسی لیے دنیا اللہ کے ہاں حقیر ہے بخلاف آخرت کے کہ یہ خالص مومنوں کے حق میں دائمی نعمتوں کا گھر ہے کفار کے مقابلے۔ اسی لیے اہلِ ایمان پر لازم ہے کہ اس دنیا کی حقیقت کو پہچانیں اور اس کی طرف مائل نہ ہوں، اس لیے کہ یہ گزرگاہ ہے رہنے کی جگہ نہیں۔ چنانچہ یہاں سے اتنا ہی لیں جتنا کہ اپنی آخرت سنوار سکیں جو ان کا ہمیشگی کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ * أَفَمَن وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ''۔ [القصص: ٦٠ ، ٦١]۔ ترجمہ: اور تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ صرف دنیوی زندگی کا سامان اور اسی کی رونق ہے، ہاں اللہ کے پاس جو ہے وہ بہت ہی بہتر اور دیرپا ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے، کیا وہ شخص جس سے ہم نے نیک وعدہ کیا ہے جسے وہ قطعاً پانے والا ہے مثل اس شخص کے ہو سکتا ہے؟ جسے ہم نے زندگانیٔ دنیا کی کچھ یونہی سی منفعت دے دی پھر بالآخر وہ قیامت کے روز پکڑا باندھا حاضر کیا جائے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تعدل: تساوي.

- بعوضة : صغار البق.

فوائد الحديث:

١. هوان الدنيا على الله وسقوطها عنده وكذلك طُلَّابها الذين أصبحت أكبر هممهم ومبلغ عملهم.

٢. قيمة الدنيا بأن تجعل طريقاً للدار الآخرة ومستنبتاً للأعمال الصالحة.

٣. جواز ضرب المثل لتقريب المعنى للسامع.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين أ. د . حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار - دار كنوز اشبيليا ـ الطبعة الأولى : ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين - الشيخ: سليم بن عيد الهلالي - دار ابن الجوزي. نزهة المتقين - د . مصطفى سيعد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة ، بيروت - الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ ١٩٧٧ م الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين - المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين - الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض الطبعة: ١٤٢٦ هـ رياض الصالحين د. ماهر بن ياسين الفحل - الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح مسلم- مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري - المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. سنن الترمذي- المؤلف: محمد بن عيسى الترمذي، أبو عيسى - تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر - الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. صحيح وضعيف سنن الترمذي - المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني- مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان - المؤلف: عبد الرحمن بن ناصر بن عبد الله السعدي - المحقق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق - الناشر: مؤسسة الرسالة -الطبعة: الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠ م.

الرقم الموحد: (3695)

لو يَعلمُ المؤمنُ ما عند الله من العقوبة، ما طَمِع بِجَنَّته أحدٌ، ولو يَعلمُ الكافرُ ما عند الله من الرحمة، ما قَنَط من جَنَّته أحد

"اگر مومن یہ جان لے کہ اللہ کے یہاں کس قدر عذاب ہے، تو کوئی اس کی جنت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر یہ جان لے کہ اللہ کی رحمت کس قدر ہے، تو کوئی اس کی جنت سے ناامید نہ ہو۔"

١٣١٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لو يعلمُ المؤمنُ ما عند الله من العقوبة، ما طَمِع بِجَنَّتِهِ أحدٌ، ولو يَعلمُ الكافرُ ما عند الله من الرَّحمة، ما قَنَطَ من جَنَّتِهِ أحدٌ».

١٣١٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر مومن یہ جان لے کہ اللہ کے یہاں کس قدر عذاب ہے، تو کوئی اس کی جنت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر یہ جان لے کہ اللہ کی رحمت کس قدر ہے، تو کوئی اس کی جنت سے ناامید نہ ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه الجمع بين الرجاء والخوف، وأن المؤمن لو علم ما أعده الله من العقوبة سواء في الدنيا أو في الآخرة، وسواء كانت العقوبة للكفار أم للعصاة فإن هذا سيجعله يخاف ويحذر ولا يتوانى في عمل الصالحات ولا يتساهل في الوقوع في المحرمات خوفًا من عقوبة الله -تعالى-، ولو اقتصر علمه على العقوبة ولم يعرف رحمة الله لكان سببا في قنوطه مع كونه مؤمنا، وفي المقابل لو علم الكافر ما أعده الله من النعيم والثواب للمؤمنين لطمع في رحمة الله، ولو اقتصر علم المؤمن على هذه الرحمة لما قنط من رحمته، لكن عليه أن يجمع بين الرجاء والخوف، قال -تعالى-: (نبئ عبادي أني أنا الغفور الرحيم، وأن عذابي هو العذاب الأليم).

اجمالی معنی:

اس حدیث امید و خوف کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مؤمن اگر جان لے کہ اللہ نے کس قدر عذاب تیار کر رکھا ہے، چاہے دنیا میں ہو یا آخرت میں، اور چاہے کافروں کے لیے ہو یا نافرمانوں کے لیے، تو وہ خوف کا پیکر بن جائے گا، نیک کاموں میں سستی نہیں برتے گا، اور سہل پسندی کا شکار ہو کر حرام کاموں میں ملوث نہیں ہوگا۔ اگر اس کا علم عذاب تک محدود رہا اور اللہ کی رحمت سے واقف نہ ہو سکا، تو وہ صاحب ایمان ہونے کے باوجود مایوسی کا شکار ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اگر کافر یہ جال لے کہ اللہ نے ایمان والوں کے لیے کس قدر ثواب اور نعمتیں تیار کر رکھی ہیں تو اللہ کی رحمت کی لالچ کرنے لگے، اور اگر مؤمن کا علم اس رحمت الہی پر محدود رہ جائے، تو وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ لیکن ایک مؤمن کو چاہیے کہ امید اور خوف دونوں کو اپنے دل میں بسائے رکھے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "نبئ عبادي أني أنا الغفور الرحيم، وأن عذابي هو العذاب الأليم"۔ ترجمہ: میرے بندوں کو بتا دو کہ میں بخشش کرنے والا اور رحمتوں والا ہوں اور میرا عذاب بڑا دردناک ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قَنَطَ : يَئِسَ يَأسًا شديدا.
- المؤمن : هو من التزم قول اللسان وعمل القلب وأعمال الجوارح

فوائد الحديث:

١. الحث على الخوف من عقاب الله تعالى، والأمل في ثوابه ومغفرته ورضوانه.
٢. لا ينبغي للعبد أن يركن لعمله ويغتر به وكذلك لا يترك العمل أملا بسعة رحمة الله ومغفرته.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د .حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن - د. مصطفى البغا - محي الدين مستو - علي الشرجبي - محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦هـ رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3908)

ليس الشديد بالصُّرَعة، إنما الشديد الذي يملك نفسه عند الغضب	طاقتور وہ نہیں جو پہلوان ہو بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔
١٣١٦. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ليس الشديد بالصُّرَعة، إنما الشديد الذي يملك نفسه عند الغضب».	**١٣١٦. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”طاقتور وہ نہیں جو پہلوان ہو بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: القوة الحقيقية ليست هي قوة العضلات والجسد، وليس الشديد القوي هو الذي يصرع غيره من الأقوياء دائمًا، وإنما القوي الشديد بحق هو الذي جاهد نفسه وقهرها حينما يشتد به الغضب؛ لأن هذا يدل على قوة تمكنه من نفسه وتغلبه على الشيطان.	**اجمالی معنی:** حقیقی قوت عضلات اور جسم کی قوت نہیں ہے اور نہ ہی طاقت ور وہ شخص ہوتا ہے جو لوگوں کو ہمیشہ پچھاڑ دے۔ بلکہ حقیقی طاقت ور تو وہ ہے جو غصے کی شدت میں اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرکے اسے قابو کرلے۔ کیونکہ یہ اس کے اپنے نفس پر کنڑول اور شیطان پر غلبے کی دلیل ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الشديد : القوي في بدنه
- الصُّرَعة : هو القوي الذي يصرع الناس

فوائد الحديث:

١. فضيلة الحلم، قال تعالى "وإذا ما غضبوا هم يغفرون"
٢. مجاهدة النفس عند الغضب أشد من مجاهدة العدو
٣. تغيير الإسلام لمفهوم القوة الجاهلي إلى أخلاق كريمة تبني شخصية مسلمة متميزة؛ فأشد الناس قوة هو من ملك زمام نفسه وفطمها عن شهواتها
٤. وجوب الابتعاد عن الغضب؛ لما فيه من الأضرار الجسمية والنفسية والاجتماعية
٥. الغضب صفة بشرية تنصرف بأمور منها مَسْك النفس

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط ١ ١٤٢٨ه. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5351)

ليس الغِنَى عن كَثْرَة العَرَض، ولكن الغِنَى غنى النفس	امیری سامان کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ حقیقی امیری تو دل کی امیری کا نام ہے۔
١٣١٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ليس الغِنَى عن كَثْرَة العَرَض، ولكن الغِنَى غنى النفس».	**١٣١٧. حدیث:** ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "امیری سامان کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ حقیقی امیری تو دل کی امیری کا نام ہے‘‘۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: بين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن حقيقة الغِنى ليس بكثرة المال، وإنما الغِنى الحقيقي غِنى النفس، فإذا استغنى المرء بما أوتي وقنِع به ورضي ولم يحرص على الازدياد ولا يلحَّ في الطلب، كان من أغنى الناس.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ امیری اصل میں کثرت مال کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی امیری تو دل کی امیری ہوتی ہے۔ جب بندہ اس مال پر اکتفاء اور قناعت کر لے جو اسے دیا گیا ہو اور اسی پر راضی ہو جائے اور مزید کی حرص اس میں نہ رہے اور نہ ہی وہ بہت زیادہ اس کی تلاش میں لگے تو وہ امیر ترین شخص بن جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العرض : المال، وهو بفتح العين والراء

فوائد الحديث:

١. فيه بيان حقيقة الغنى.

٢. الحث على الرضا بما قسمه الله تعالى، وعدم الحرص على الازدياد لغير حاجة والتطلع لما في أيدي الآخرين.

٣. الغنى النافع الممدوح هو غنى النفس؛ لأنها إذا استغنت عما في أيدي الناس وقنعت بما قسمه الله لها كفت عن المطامع، وحفزت صاحبها إلى معالي الأمور ومكارم الأخلاق.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3852)

ليس المسكين الذي ترده التمرة والتمرتان، ولا اللقمة واللقمتان إنما المسكين الذي يتعفف

مسکین وہ نہیں، جسے ایک دو کھجوریں یا ایک دو لقمے ہی واپس لوٹا دیتے ہیں، بلکہ مسکین تو وہ ہے، جو سوال نہیں کرتا۔

١٣١٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أَنَّ رسُولَ اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- قَالَ: «لَيسَ المِسْكِين الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَة والتَّمْرَتان، وَلا اللُّقْمَةُ واللُّقْمَتان، إِنَّمَا المِسْكِين الَّذِي يَتعَفَّف».

١٣١٨. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مسکین وہ نہیں، جسے ایک دو کھجوریں یا ایک دو لقمے ہی واپس لوٹا دیتے ہیں، بلکہ مسکین تو وہ ہے، جو سوال نہیں کرتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يُوضح هذا الحديث حقيقة المسكنة، وأن المسكين الممدوح من المساكين الأحق بالصدقة والأحوج بها هو المتعفف، وإنما نفى -صلى الله عليه وسلم- المسكنة عن السائل الطوَّاف؛ لأنه تأتيه الكفاية، وقد تأتيه الزكاة فتزول خصاصته، وإنما تدوم الحاجة فيمن لا يسأل ولا يعطف عليه فيعطى.

اجمالی معنی :

یہ حدیث مسکنت کی حقیقت واضح کر رہی ہے کہ مساکین میں سے قابل تعریف، صدقے کا حق دار اور اس کا ضرورت مند وہ ہے، جو سوال نہیں کرتا۔ گھوم پھر کر مانگنے والے شخص سے آپ ﷺ نے مسکنت کی نفی کی؛ کیوں کہ اس تک بقدر کفایت سامان وغیرہ پہنچتا رہتا ہے۔ بعض اوقات اسے زکوٰۃ مل جاتی ہے، جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ ضرورت تو اس شخص کی باقی رہتی ہے، جو مانگتا نہیں ہے اور بطور شفقت اسے کوئی کچھ دیتا بھی نہیں ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ليس المِسْكِين : المراد بهذا النفي ليس المحتاج الممدوح الأحق بالصدقة، والمسكين أشد حاجة من الفقير؛ لأن المسكين لا يملك شيئا بخلاف الفقير، فيملك نصابا غير تام يلبي حاجته.
- الَّذِي يَتَعَفَّف : يترك سؤال الناس مع فقره وحاجته.
- ولا يُفْطَنُ بِهِ : لا يُعْلَم، ولا يُتَنَبَّه له.
- يُغنِيه : يكفيه عن سؤال الغير.

فوائد الحديث:

١. ذم المسألة.
٢. الحض على التعفف، قال تعالى مادحا أهل التعفف: "يحسبهم الجاهل أغنياء من التعفف."
٣. المَسْكَنة صفة تُمدح إذا لازَمَتها العِفَّة عن السؤال، والصبر على الشِدَّة، والرِضى بما قسم الله.
٤. مدح الحياء في كل الأحوال والأحيان، وأنه لا يأتي إلا بخير.
٥. استحباب التحَرّي لِوضع الصدقة فيمن صفته التعفُّف دون الإلحاح أو التعريف.
٦. جواز التصدُّق ولو باليسِير: كالتَّمرة أو اللُّقمة؛ فإنَّها وِقاية من النار.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3141)

ليس المؤمن بالطَّعَّان ولا اللعَّان ولا الفاحش ولا البذيء

مومن طعنہ مارنے والا، لعنت کرنے والا، بے حیاء اور فحش گو نہیں ہوتا ہے۔

١٣١٩. الحديث:

الحديث الأول: عن ابن مسعود مرفوعًا: «ما من شيء في الميزان أثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ. وإن الله يُبْغِض الفاحش البَذِيء». الحديث الثاني: عن أبي الدرداء مرفوعًا: «ليس المؤمن بِالطَّعَّان، ولا اللَّعَّان، ولا الفاحش، ولا البَذِيء».

١٣١٩. حدیث:

پہلی حدیث : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "(قیامت کے دن) میزان میں خوش خلقی سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی اور یقیناً اللہ تعالیٰ بے حیا اور فحش گو سے سخت نفرت کرتا ہے"۔ دوسری حدیث : ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مومن طعنہ مارنے والا، لعنت کرنے والا، بے حیا اور فحش گو نہیں ہوتا ہے''۔

درجة الحديث:

الحديث الأول: صحيح الحديث
الثاني: صحيح

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

الحديث الأول: في الحديث فضيلة حسن الخلق، وهو كف الأذى، وبذل الندى، وطلاقة الوجه، وأنه ليس هناك في الأعمال أعظم ثقلًا في ميزان العبد يوم القيامة. وأن الله -تعالى- يبغض من كان بهذا الوصف السيء، وهو أن يكون فاحش القول بذيء الكلام . الحديث الثاني: فيه أنه ليس من صفات المؤمن الكامل الإيمان أن يكون كثير القدح والعيب والوقوع في أعراض الناس، وليس من صفاته أن يكون كثير الشتم واللعن، فلا يكون طعانا يطعن في الناس بأنسابهم أو بأعراضهم أو بشكلهم وهيئاتهم أو بآمالهم؛ بل إن قوة إيمانه تحمله على التحلي بمكارم الأخلاق، والبعد عن سيئها.

اجمالی معنیٰ:

پہلی حدیث میں خوش خلقی کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور دوسروں کو تکلیف دینے سے باز رہنے، بہت زیادہ فیاضی اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنے کا نام خوش خلقی ہے اور قیامت کے دن بندہ کے میزان میں ان اعمال سے بھاری کوئی اور عمل نہ ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (بے حیائی اور فحش گوئی کی) اس بری صفت سے سخت نفرت کرتا ہے کہ وہ بدکلام اور فحش گو ہو۔ دوسری حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ کمال درجے کا ایمان رکھنے والے کی یہ صفات نہیں ہوتیں کہ وہ بہت زیادہ طعن و تشنیع کرنے والا، عیب جو اور لوگوں کی عزت و ناموس کے ساتھ کھلواڑ کرتا ہو اور نہ ہی یہ صفات ہوتی ہیں کہ وہ بہت زیادہ گالی گلوچ اور لعنت وملامت کرنے والا ہو۔ چنانچہ وہ لوگوں کے حسب و نسب یا ان کی عزت و آبرو پر طعنہ زنی کرنے والا یا ان کی صورتوں اور ہیئتوں میں عیوب نکالنے والا یا ان کی امیدوں و تمناؤں کے ساتھ کھلواڑ کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ایمان کی مضبوطی، اس کو اعلیٰ اخلاق کے زیور سے آراستہ ہونے اور برے اخلاق سے دور رہنے پر آمادہ کرتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: الحديث الأول رواه أبو داود والترمذي لكنه عند أبي داود مختصرًا. والحديث الثاني رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-
أبو الدَّرْدَاء -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الفاحش : هو الذي يأتي السيء من قول أو فعل.
- البذيء : البذاءة: قبح الكلام وبذاءة اللسان، والسفه والفحش وإن كان صادقًا.

- الطعان : كثير السب والعيب للناس.
- اللعان : كثير اللعن للناس.
- ليس المؤمن : أي الكامل في الإيمان.

فوائد الحديث:

١. إثبات الميزان الحقيقي يوم القيامة، الذي توزن به أعمال العباد.

٢. أن الله -تعالى- يبغض الفاحش في قوله.

٣. النهي عن هذه الخصال القبيحة، وأنها ليست من صفات المؤمن الكامل الإيمان.

٤. فضيلة حسن الخلق؛ لأَنه يورث لصاحبه محبة الله، ومحبة عباده، وأعظم ما يوزن يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود-المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد-الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي-تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، الطبعة الأولى، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، الطبعة الأولى، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. رياض الصالحين للنووي، الطبعة الأولى، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (5371)

(دنیا کی چیزوں میں سے) ابن آدم کا حق سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس کے لیے ایک گھر ہو جس میں وہ زندگی بسر کر سکے اور اتنا کپڑا ہو جس سے وہ اپنا ستر ڈھانپ سکے اور روٹی اور پانی کے لیے برتن ہوں جن سے وہ کھانے پینے کا جتن کر سکے (یا روکھی روٹی اور پانی ہو)۔	ليس لابن آدم حقٌّ في سِوَى هذه الخِصال: بيتٌ يسكنُه، وثوبٌ يُواري عَوْرتَه، وجِلْفُ الخُبزِ والماء
۱۳۲۰. حدیث: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "(دنیا کی چیزوں میں سے) ابن آدم کا حق سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس کے لیے ایک گھر ہو جس میں وہ زندگی بسر کر سکے اور اتنا کپڑا ہو جس سے وہ اپنا ستر ڈھانپ سکے اور روٹی اور پانی کے لیے برتن ہوں جن سے وہ کھانے پینے کا جتن کر سکے (یا روکھی روٹی اور پانی ہو)۔"	**١٣٢٠. الحديث:** عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ليس لابن آدم حقٌّ في سِوَى هذه الخِصال: بيتٌ يسكنُه، وثوبٌ يُواري عَوْرتَه، وجِلْفُ الخُبزِ والماء».
حدیث کا درجہ: ضعیف	**درجة الحديث:** ضعيف
اجمالی معنی: اگرچہ حدیث ضعیف ہے تاہم اس میں مسلمان کو اس بات پر ابھارا گیا ہے کہ وہ اس دنیوی زندگی میں بقدر کفایت یعنی رہائش کے لیے ایک گھر، بھوک مٹانے کے لیے روٹی اور پانی اور اس قدر کپڑے پر انحصار کرے جس کی اسے اپنی تن پوشی اور ظاہری خوشنمائی کے لیے ضرورت ہو۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ آسائشِ نفس میں شمار ہوتا ہے نہ کہ اس کے حقوق میں۔ اس میں انسان کو اس بات کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ وہ زائد از ضرورت مال کے حصول میں مصروف نہ ہو جو ہو سکتا ہے کہ اسے اللہ تعالی کی عبادت سے روکنے کا سبب بن جائے۔	**المعنى الإجمالي:** في هذا الحديث -مع ملاحظة ضعفه- حث للمسلم على الاقتصار على حد الكفاية في هذه الحياة الدنيا من بيت يسكنه وخبز وماء يسدان جوعته, وثوب يستر ما يحتاج إلى ستر جسمه وكمال مظهره, وما سوى ذلك فهو من حظوظ النفس لا من حقوقها. وهذا حث للإنسان على عدم الانشغال الزائد بالمال الذي يمكن أن يكون سببًا في صده عن عبادة الله -تعالى-.

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ليس لابن آدم حق : أي ما يستحقه الإنسان لاحتياجه إليه في الاتقاء من الحرّ والبرد وستر بدنه وسد جوعته.
- الخصال : جمع خَصلة, وهي الصفة المتأصلة في النفس.
- يواري : يستر.
- عورته : التعبير بمواراة العورة مبالغة في الاكتفاء بالضروري.
- الجِلْف : الخبز ليس معه إدام, وقيل: غليظ الخبز، نقل النووي عقب الحديث قول الترمذي: (سمعت أبا داود سليمان بن سالم البَلخي، يقول: سمعت النَّضر بن شُميل، يقول: الجِلفُ: الخبز ليس معه إدام، وقال غيره: هو غَليظُ الخبز، وقال الهروي: المراد به هنا وعاء الخبز، كالجَوالِق والخُرْجِ، والله أعلم)، والجوالق والخرج أواني.

فوائد الحديث:

١. الزهد في الدنيا والاقتصار على حد الكفاف.

٢. بيان حرص الإنسان على المال.

٣. بيان أن ما يحرص عليه الإنسان من حظوظ الدنيا فانٍ, وما يقدمه للأخرة باقٍ.

٤. أن من أساليب الدعوة: النفي والإثبات.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤م. - تطريز رياض الصالحين, فيصل بن عبد العزيز النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧ه – ١٩٨٧م, الطبعة: ١٤. - النهاية في غريب الحديث والأثر، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد ابن الأثير، المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. - رياض الصالحين، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل رئيس قسم الحديث - كلية العلوم الإسلامية - جامعة الأنبار، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. -سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين، دار النشر: دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م.

الرقم الموحد: (3191)

ليس من عبد يقع في الطاعون فيمكث في بلده صابرا محتسبا يعلم أنه لايصيبه إلا ما كتب الله له إلا كان له مثل أجر الشهيد

جو شخص طاعون کے مرض میں مبتلا ہوا اور صبر اور اجر و ثواب کی نیت رکھتے ہوئے وہ اپنے علاقے میں ہی مقیم رہا، یہ یقین رکھا کہ اسے صرف وہی تکلیف پہنچے گی، جو اللہ نے اس کے لیے لکھ رکھی ہے، تو اسے شہید کے اجر کے مساوی اجر ملے گا۔

١٣٢١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أَنَّها سَأَلَت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الطَّاعُون، فَأَخبَرَها أَنَّه كَان عَذَابًا يَبعَثُه الله تعالى على من يشاء، فَجَعَلَه الله تعالى رحمَة للمؤمنين، فليس من عبدٍ يقع في الطَّاعُون فَيَمكُث فِي بَلَدِه صَابِرًا مُحتَسِبًا يعلَم أَنَّه لايُصِيبُه إِلاَّ مَا كتَب الله له إلا كان له مِثلُ أجرِ الشَّهيد.

١٣٢١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ یہ ایک عذاب تھا، جسے اللہ تعالی جس پر چاہتا، نازل کر دیتا۔ تاہم ایمان والوں کے لیے اللہ تعالی نے اسے رحمت بنا دیا۔ چنانچہ جو شخص بھی طاعون کے مرض میں مبتلا ہوا اور صبر اور اجر و ثواب کی نیت رکھتے ہوئے وہ اپنے علاقے میں ہی مقیم رہا، اس یقین کے ساتھ کہ اسے صرف وہی تکلیف پہنچے گی، جو اللہ نے اس کے لئے لکھ رکھی ہے، تو اسے شہید کے اجر کے مساوی اجر ملے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في حديث عائشة -رضي الله عنها- أنها سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الطاعون، فأخبرها أن الطاعون عذاب يرسله الله سبحانه وتعالى على من يشاء من عباده. وسواء كان الطاعون معيناً أم كان وباء عاما مثل الكوليرا وغيرها؛ فإن هذا الطاعون عذاب أرسله الله عز وجل، ولكنه رحمة للمؤمن إذا نزل بأرضه وبقي فيها صابراً محتسباً، يعلم أنه لا يصيبه إلا ما كتب الله له، فإن الله تعالى يكتب له مثل أجر الشهيد، ولهذا جاء في الحديث الصحيح عن عبد الرحمن بن عوف -رضي الله عنه- أنه قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه، وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فراراً منه". إذا وقع الطاعون بأرض فإننا لا نقدم عليها؛ لِأَنَّ الإقدام عليها إلقاء بالنفس إلى التهلكة، ولكنه إذا وقع في أرض فإِنَّنا لا نخرج منها فراراً منه، لأنك مهما فررت من قدر الله إذا نزل بالأرض فإن هذا الفرار لن يغني عنك من الله شيئاً؛ لأنه لا مفر من قضاء الله إلا إلى الله. وأما سر نيل

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ طاعون ایک عذاب ہے، جسے اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، نازل کر دیتا ہے۔ چاہے یہ معین طاعون ہو یا پھر عام وبا ہو، جیسے ہیضہ وغیرہ؛ طاعون اللہ عز و جل کا بھیجا ہوا عذاب ہے۔ لیکن یہ مؤمن کے لیے رحمت ہے، بایں طور کہ یہ کسی کے علاقے میں پھیل جائے اور وہ صبر کا دامن تھام کر، اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے، اس یقین کے ساتھ اسی علاقے میں رہے کہ اسے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے، جو اللہ نے اس کے لیے لکھ رکھی ہے، تو اللہ تعالی اس کے لیے شہید کے برابر اجر لکھ دیتا ہے۔ اسی لیے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تمھیں یہ معلوم ہو کہ کسی جگہ طاعون پھیلا ہوا ہے، تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی علاقے میں طاعون پھیل جائے اور تم وہاں ہو، تو اس سے بچنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو"۔ جب کسی جگہ طاعون پھیل چکا ہو، تو وہاں ہم نہیں جائیں گے؛ کیوں کہ وہاں جانا اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ تاہم جب وہ کسی علاقے میں پھیل چکا ہو، تو اس سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے ہم وہاں سے نہیں نکلیں گے۔ کیوں کہ اللہ کی طرف سے مقدر کردہ شے جب زمین پر نازل ہو جائے، تو آپ اس سے جتنا بھی بھاگ لیں، آپ کا یہ

درجة الشهداء للصابر المحتسب على الطاعون: هو أن الإنسان إذا نزل الطاعون في أرضه فإن الحياة غالية عنده، سوف يهرب، يخاف من الطاعون، فإذا صبر وبقي واحتسب الأجر وعلم أنه لن يصيبه إلا ما كتب الله له، ثم مات به، فإنه يكتب له مثل أجر الشهيد، وهذا من نعمة الله -عز وجل-.

بھاگنا اللہ کے مقابلے میں آپ کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا؛ کیوں کہ اللہ کی قضا سے سوائے اس کی ذات کے اور کوئی مفر نہیں ہے۔ طاعون پر صبر کرنے والے اور اجر و ثواب کی امید رکھنے والے شخص کو شہدا کا درجہ حاصل ہونے کا راز یہ ہے کہ جب انسان کے علاقے میں طاعون پھیلتا ہے، تو اس کے لیے جان قیمتی ہوتی ہے، اس وجہ سے وہ اس سے بھاگ اٹھے گا اور طاعون سے خوف زدہ ہو جائے گا۔ تاہم اگر وہ صبر کرے، وہیں مقیم رہے اور اجر کی امید رکھے اور یقین کر لے کہ اسے صرف وہی مصیبت لاحق ہوگی، جسے اللہ نے اس کے لیے لکھ رکھا ہے اور پھر اس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جائے، تو اس شخص کے لیے شہید کے مساوی اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ اللہ عز و جل کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الطاعون : مرض وبائي سريع الانتشار، وقيل: بثر مؤلم يخرج غالبا في الآباط، مع حرارة شديدة واسوداد ما حوله وخفقان القلب والقيء، وقيل: إنه كل وباء عام يحل بالأرض فيصيب أهلها ويموت الناس منه.
- على من يشاء : أي من كافر أو عاص بارتكاب الكبيرة، أو إصرارا على صغيرة.
- محتَسَبًا : راجيا للأجر والثواب من الله -تعالى.-

فوائد الحديث:

١. أصل الطاعون عذاب ورجز على الأمم السابقة.
٢. رحمة الله بهذه الأمة الإسلامية وما خصَّها الله من خير فقد جعل الله ما كان عذاباً لغيرها رحمة بها.
٣. الأجر على ما يصيب العبد من هم وحزن وغم وأذى خاص بأهل الإيمان دون غيرهم.
٤. لا يقتصر أجر الشهيد على من مات في الحرب، وإنما يشمل أناسا كثيرين.
٥. من مات بالطاعون صابرا محتسبا كان له أجر الشهيد.
٦. من مات مطعونا أو مبطونا -بسبب مرض في البطن- أو غريقا أو النفساء ممن عدَّهم الإسلام في زمرة الشهداء لا يعاملون معاملة شهيد الحرب بل لهم أجر الشهداء.
٧. إذا وقع الطاعون بأرض والعبد فيها، فلا يجوز له الخروج منها، بل عليه أن يبقى فيها محتسبا راضيا بأمر الله وقدره.
٨. حرص الإسلام على محاصرة الأمراض الخبيثة والمعدية وعدم انتشارها، وهذا هو مبدأ "الحجر الصحي".

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

الرقم الموحد: (3161)

ليس من نفسٍ تقتل ظلمًا إلا كان على ابن آدم الأول كِفْلٌ من دمها؛ لأنه كان أول من سن القتل	جو شخص بھی ظلما قتل کردیا جاتا ہے، اس کے قتل کے گناہ کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی جاتا ہے؛ کیونکہ قتلِ ناحق کی ریت اسی نے ڈالی تھی۔

١٣٢٢. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعًا: «ليس مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلماً إِلاَّ كان على ابنِ آدَمَ الأَوَّل كِفْلٌ مِن دمِهَا؛ لِأَنَّه كان أَوَّل مَن سَنَّ القَتْلَ».

١٣٢٢. حدیث :

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو شخص بھی ظلما قتل کردیا جاتا ہے، اس کے قتل کے گناہ کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی جاتا ہے؛ کیونکہ قتلِ ناحق کی ریت اسی نے ڈالی تھی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يحكي هذا الحديث سبب تَحمُّل أحد ابني آدم تَبِعَات الدِّماء التي تُهدَر بعده، قيل: إن اسم القاتل قابيل، والمقتول: هابيل، ولكنه لم يرد بأسانيد صحيحة، وقابيل قتل أخاه هابيل حسدا له، فهما أول قاتل ومقتول من ولد آدم؛ فيتحمَّل قابيل نصيبًا من إثم الدماء التي تسفك من بعده؛ لأنه كان أول من سنَّ القتل؛ لأنَّ كل من فعله بعده مُقتدٍ به.

اجمالی معنیٰ :

یہ حدیث اس سبب کو بیان کررہی ہے، جس کی وجہ سے آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں سے ایک پر، اس کے بعد بہائے جانے والے ہر ناحق خون کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قاتل کا نام قابیل اور مقتول کا نام ہابیل تھا؛ تاہم صحیح روایات میں ایسی کوئی تصریح نہیں آئی ہے۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں یہ سب سے پہلے قاتل اور مقتول تھے۔ چنانچہ قابیل کے بعد جو بھی ناحق خون کیا جاتا ہے، اس کے گناہ کا ایک حصہ قابیل کے کھاتے میں جاتا ہے؛ کیونکہ اسی نے قتل کی ریت ڈالی تھی اور اس کے بعد آنے والا ہر شخص ایک یا زیادہ واسطوں سے اسی کی اقتدا کرتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ابنِ آدَمَ : ابن آدم المذكور: هو قاتل أخيه، وهما المذكوران في قوله تعالى: "واتل عليهم نبأ ابني آدم بالحق". قيل: إن اسمه قابيل، والمقتول: هابيل، ولكنه لم يرد بأسانيد صحيحة.
- كفل : الكِفل النصيب.
- سن القتل : أول من فعله.

فوائد الحديث:

١. حرمة القتل بغير الحق.
٢. الترغيب في المحافظة على الأنفس.
٣. الترهيب من سن السنة السيئة.
٤. أن من كان قدوة في الشر كان له مثل أوزار من اقتدى به، ومن كان قدوة في الخير كان له مثل أجور من اقتدى به.
٥. الترهيب من الدعوة إلى الشر بالقول أو الفعل.

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3445)

ليس منا من لم يرحم صغيرنا، ويعرف شرف كبيرنا

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کے شرف و فضل کو نہیں پہچانتا

١٣٢٣. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ليس منا من لم يَرحمْ صغيرنا، ويَعرفْ شَرَفَ كبيرنا».

١٣٢٣. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے : ’’وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کے شرف و فضل کو نہیں پہچانتا ۔‘‘

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ليس من المسلمين المتمسكين بالسنة الملازمين لها من لا يرحم الصغير من المسلمين فيشفق عليه ويحسن إليه ويلاعبه، ومن لا يعرف للكبير ما يستحقه من التعظيم والإجلال، ولفظة (ليس منا) من باب الوعيد والتحذير، ولا يعني خروج الشخص من الإسلام.

اجمالی معنی:

وہ شخص پابندِ سنت مسلمانوں میں سے نہیں جو مسلمانوں میں سے چھوٹے پر رحم اور شفقت نہیں کرتا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک اور کھیل کود نہیں کرتا، اور جو یہ نہیں جانتا کہ بڑا شخص کس تعظیم اور عزت کا مستحق ہے۔ "ہم میں سے نہیں ہے" کا لفظ وعید اور تنبیہ کے باب سے ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لَيسَ مِنَّا : أي ليس من أهل سنتنا وهدينا.
- مَنْ لَمْ يَرْحَم صَغِيرَنَا : أي: الصغير من المسلمين بأن يشفق عليه ويرحمه ويحسن إليه ويلاعبه.
- وَيَعْرَف شَرَفَ كَبيرِنا : أي: بما يستحقه من التعظيم والإجلال والاحترام.

فوائد الحديث:

١. استحباب الرحمة بصغار المسلمين وذلك بالشفقة عليهم والإحسان لهم.
٢. استحباب تعظيم الكبار وإجلالهم وتبجيلهم.
٣. الوعيد لمن لا يرحم الصغير، ولا يجل الكبير، وذوي القدر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر، ١٣٩٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود ،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن

التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3083)

ليسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير

چھوٹا بڑے کو، راہ گیر بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

١٣٢٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: "لِيُسَلِّمِ الصغيرُ على الكبيرِ، والمارُّ على القاعدِ، والقليلُ على الكثيرِ" وفي رواية: "والراكبُ على الماشي".

١٣٢٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''چھوٹا بڑے کو، راہ گیر بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يفيد الترتيب المندوب في حق البَداءة بالسلام، فذكر أربعة أنواع فيها: الأول: أن الصغير يسلم على الكبير؛ احتراما له. الثاني: أن الماشي ينبغي له البدء بالسلام على القاعد؛ لأنه بمنزلة القادم عليه. الثالث: أن العدد الكثير هو صاحب الحق على القليل، فالأفضل أن يسلم القليل على الكثير. الرابع: أن الراكب له مزية بفضل الركوب، فكان البَدْءُ بالسلام من أداء شكر الله على نعمته عليه.

اجمالی معنی:

حدیث سے سلام کی ابتدا کرنے کے بارے میں مستحب ترتیب کا پتہ چلتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل چار انواع کا ذکر فرمایا: اول: چھوٹا بڑے کے احترام میں اُسے سلام کرے۔ دوم: پیدل چلنے والے کو چاہیے کہ وہ بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرنے میں پہل کرے کیونکہ وہ اس کے پاس آنے والے کی طرح ہے۔ سوم: جو لوگ زیادہ تعداد میں ہوں ان کا کم تعداد والوں پر حق ہے۔ چنانچہ افضل یہ ہے کہ کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ چہارم: سوار کو سوار ہونے کی وجہ سے خصوصیت حاصل ہے۔ سوار کا سلام میں پہل کرنا اللہ کی اس پر نعمت کا شکر ادا کرنے کے مترادف ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. ترتيب البدء بالسلام على الوجه المشروح.
٢. هذا الترتيب مستحب، وليس بلازم.
٣. الحديث خاص بالتلاقي في الطريق ونحوه، أما حينما يقدم عليه فإن القادم يسلم مطلقا صغيرا كان أو كبيرا، قليلا أو كثيرا، راكبا أو غيره.
٤. مراعاة منازل الناس ومراتبهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (5352)

لئن كنت كما قلت، فكأنما تُسِفُّهُمْ الْمَلَّ ، ولا يزال معك من الله ظهير عليهم ما دمت على ذلك

اگر تم ویسے ہی ہو، جیسا تم نے بتایا ہے، توگویا تم انھیں گرم گرم راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس حالت پر رہو گے، اللہ کی طرف سے تمھارے ساتھ ایک مددگار متعین رہے گا۔

١٣٢٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رجلا قال: يا رسول الله، إن لي قَرابَة أَصِلهم ويقطعوني، وأحسن إليهم ويُسيئُون إليَّ، وأَحْلَمُ عنهم ويجهلون عليَّ، فقال: «لئن كنت كما قلت، فكأنما تُسِفُّهُمْ الْمَلَّ، ولا يزال معك من الله ظهير عليهم ما دمت على ذلك».

١٣٢٥. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، جن کے ساتھ میں صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا رویہ رکھتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ تحمل سے کام لیتا ہوں جب کہ وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اگر تم ویسے ہی ہو، جیسا تم نے بتایا ہے، توگویا تم انھیں گرم گرم راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس حالت پر رہو گے، اللہ کی طرف سے تمھارے ساتھ ایک مددگار متعین رہے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

حدَّث أبو هريرة -رضي الله عنه- أنَّ رجلا قال للنبي -صلى الله عليه وسلم-: "إن لي قرابة أصلهم ويقطعوني، وأحسن إليهم ويسيئون إلى، وأحلم عليهم ويجهلون علي"، يعني: فماذا أصنع؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "لئن كنت كما قلت فكأنما تسفهم الملَ، ولا يزال لك من الله تعالى ظهير عليهم ما دمت على ذلك" يعني ناصر، فينصرك الله عليهم ولو في المستقبل. والمل: الرماد الحار، وتسفهم: يعني تلقمهم إياه في أفواههم، وهو كناية عن أن هذا الرجل منتصر عليهم. وليس الواصل لرحمه من يكافئ من وصله، ولكن الواصل حقيقة هو الذي إذا قطعت رحمه وصلها، هذا هو الواصل حقا، فعلى الإنسان أن يصبر ويحتسب على أذية أقاربه وجيرانه وأصحابه وغيرهم، فلا يزال له من الله ظهير عليهم، وهو الرابح، وهم الخاسرون، وفقنا الله وإياكم لما فيه الخير والصلاح في الدنيا والآخرة.

اجمالی معنی :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا : "میرے کچھ رشتہ دار ہیں، جن کے ساتھ میں صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا رویہ رکھتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ تحمل سے کام لیتا ہوں، جب کہ وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔" یعنی ایسے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اگر تم ویسے ہی ہو، جیسا تم نے بتایا ہے، توگویا تم انھیں گرم گرم راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس حالت پر رہو گے، اللہ کی طرف سے تمھارے ساتھ ایک مددگار متعین رہے گا۔" یعنی نصرت کرنے والا تمھارے ساتھ رہے گا۔ اللہ تعالی ان کے مقابلے میں تمھاری مدد کرے گا، اگرچہ مستقبل میں ہی ہو۔ "المل" کے معنی ہیں : گرم راکھ۔ "تسفھم" کے معنی ہیں : تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ یہ تعبیر اس بات سے کنایہ ہے کہ یہ شخص ان پر فتح یاب ہوگا۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہوتا، جو صلہ رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو در حقیقت وہ ہوتا ہے، جس سے قطع رحمی کی جائے، پھر بھی صلہ رحمی کرے۔ یہی شخص ہے، جو حقیقی طور پر صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ صبر سے کام لے اور اپنے عزیزو اقارب، ہم سایوں اور ساتھیوں وغیرہ سے، اسے جو تکلیف پہنچے، اس پر اللہ سے ثواب کی امید رکھے۔ اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک معاون متعین رہے گا۔ وہ نفع یاب ہو گا۔ جب کہ یہ لوگ

خسارے میں ہوں گے۔ اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو اس بات کی توفیق دے، جس میں ہماری دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی مضمر ہو۔ شرح رياض الصالحين لابن عثيمين :(ج٣/٦١٣-٦١٤)

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل صلة الأرحام

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أحلم : أصبر وأصفح ، والحلم : الأناة.
- يجهلون علي : يسيئون إلي.
- تسفهم : تطعمهم.
- المل : الرماد الحار، وهو تشبيه لما يلحقهم من الإثم بما يلحق آكل الرماد الحار من الألم.
- ظهير : ناصر ومعين.

فوائد الحديث:

١. مقابلة الإساءة بالإحسان مظنة رجوع المسيء إلى الحق ، كما قال تعالى : (ادفع بالتي هي أحسن فإذا الذي بينك وبينه عداوة كأنه ولي حميم)[فصلت: ٣٤]
٢. ما عاقبت من عصا الله فيك بمثل أن تطيع الله فيه.
٣. امتثال أمر الله سبب عون الله للعبد المؤمن.
٤. قطيعة الرحم ألم وعذاب في الدنيا ، وإثم وشدة حساب في الآخرة
٥. ينبغي على المسلم أن يحتسب في عمله الصالح، ولا يقطعه أذى الناس وقطيعتهم عن عادته الطيبة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م.
صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3863)

مَرّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ، فقالَ: واللهِ لأُنَحِّيَنَّ هَذَا عَنِ المسلمينَ لَا يُؤْذِيهِمْ، فَأُدْخِلَ الجَنَّةَ

ایک آدمی راستے میں پڑے درخت کی ایک شاخ کے پاس سے گزرا اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے ضرور ہٹاؤں گا تاکہ یہ مسلمانوں کو تکلیف نہ دے۔ اس نیکی کی وجہ سے وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔

١٣٢٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لقد رأيت رجلا يَتَقَلَّبُ في الجنة في شجرة قطعها من ظهر الطريق كانت تؤذي المسلمين». وفي رواية: «مر رجل بغصن شجرة على ظهر طريق، فقال: والله لأُنَحِّيَنَّ هذا عن المسلمين لا يؤذيهم، فَأُدْخِلَ الجنة». وفي رواية: «بينما رجل يمشي بطريق وجد غصن شوك على الطريق فأَخَّرَهُ فشكر الله له، فغفر لهُ».

١٣٢٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک شخص کو جنت میں اس وجہ سے گھومتے پھرتے دیکھا کہ اس نے بیچ راہ میں اُگے ایک درخت کو کاٹ کر ہٹا دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دے رہا تھا۔ ''ایک اور روایت میں ہے کہ: ایک شخص کا راہ گزر میں پڑی درخت کی ایک شاخ کے پاس سے گزر ہوا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے ضرور ہٹاؤں گا تاکہ یہ مسلمانوں کو تکلیف نہ دے۔ اس نیکی کی وجہ سے وہ جنت میں داخل کر دیا گیا''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص راستے میں چلا جا رہا تھا۔ اسے راستے میں ایک شاخ پڑی ہوئی ملی۔ اس نے اسے دور ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدردانی کرتے ہوئے اس کی بخشش کر دی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلًا في الجنة يتنقل فيها بسبب شجرة قطعها كانت تؤذي المسلمين. ومن روايات الحديث: دخل رجل الجنة وغفر الله له بسبب غصن أزاله عن طريق المسلمين، سواء كان هذا الغصن من فوق، يؤذيهم من عند رؤوسهم، أو من أسفل يؤذيهم من جهة أرجلهم؛ أبعده ونحاه، فشكر الله له ذلك، وأدخله الجنة.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے جنت میں ایک آدمی کو گھومتے پھرتے دیکھا اس وجہ سے کہ اس نے ایک ایسے درخت کو کاٹ کر ہٹا دیا تھا جو مسلمانوں کو تکلیف دے رہا تھا۔ حدیث کی کچھ دیگر روایات میں ہے کہ ایک آدمی جنت میں گیا اور اسے اللہ تعالیٰ نے ایک ٹہنی کو مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دینے کے سبب بخش دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ٹہنی اوپر سے (لٹک کر) ان کے سروں پر لگ کر انہیں تکلیف دے رہی ہو یا پھر نیچے سے ان کے پاؤں کی جانب سے ان کے لیے اذیت کا باعث بن رہی ہو۔ بہر حال اس آدمی نے اسے ایک طرف کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدردانی فرمائی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: الرواية الأولى: رواها مسلم. الرواية الثانية: رواها مسلم. الرواية الثالثة: متفق عليها.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتقلب : يتحول فيها من مكان لآخر يتنعم بملاذها.
- في شجرة : بسبب شجرة.
- قطعها من ظهر الطريق : أي: عن الطريق، أو ما ظهر منه.

- لأُنحين : لأُزِيلَنَّ.
- لا يؤذيهم : أي: إرادة ألا يؤذيهم
- فشكر الله له : قبل عمله ذلك، وأثنى عليه.

فوائد الحديث:

١. فضل إزالة ما يؤذي الناس في مرورهم من الطريق، والحث على فعل كل ما ينفع المسلمين ويبعد عنهم الضرر.

٢. الإسلام دين النظافة وحماية البيئة والسلامة العامة.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (6469)

مَرَرْتُ على رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وفي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فقال: يا عبدَ اللهِ، ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَرَفَعْتُهُ ثم قال: زِدْ، فَزِدْتُ، فما زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ، فقال بعضُ القَوْمِ: إلى أين؟ فقال: إلى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ میری ازار لٹک رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ! اپنی ازار اونچی کرو" میں نے اسے اوپر اٹھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اور اٹھاؤ" میں نے اور اٹھائی، میں اپنی ازار اٹھاتا اور اس کا خیال کرتا رہا یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے کہا کہاں تک اٹھائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "آدھی پنڈلیوں تک"۔

١٣٢٧. الحديث:

عن ابنِ عمرَ -رضي الله عنهما-، قال: مَرَرْتُ على رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وفي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فقال: «يا عبدَ اللهِ، ارْفَعْ إِزَارَكَ» فَرَفَعْتُهُ ثم قال: «زِدْ» فَزِدْتُ، فما زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ، فقال بعضُ القَوْمِ: إلى أين؟ فقال: إلى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ.

١٣٢٧. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ میری ازار لٹک رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ! اپنی ازار اونچی کرو" میں نے اسے اوپر اٹھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اور اٹھاؤ" میں نے اور اٹھائی، میں اپنی ازار اٹھاتا اور اس کا خیال کرتا رہا یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے کہا کہاں تک اٹھائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "آدھی پنڈلیوں تک"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن ابن عمر -رضي الله عنه- قال: مررت على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وفي إزاري إسبال، فقال: يا عبد الله ارفع إزارك، فرفعته إلى الكعبين أو قريب منهما، ثم قال: زِد في الرفع؛ لكونه أطيب وأطهر، فزدت حتى بلغت به أنصاف الساقين، وما زلت أقصدها بعد ذلك؛ اعتناء بالسنة وملازمة للاتباع، فقال بعض القوم: إلى أين كان انتهاء الرفع المأمور به، قال: إلى أنصاف الساقين.

اجمالی معنیٰ:

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس سے گزرا، میرا ازار لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! اپنی ازار اونچی کرو، تو میں نے ٹخنوں تک یا اس کے قریب قریب اپنی ازار اونچی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور اونچی کرو، اس لیے کہ یہ زیادہ پاکیزگی اور طہارت کا باعث ہے۔ میں نے اور اونچی کرلی، یہاں تک کہ آدھی پنڈلیوں تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ آپ ﷺ کی سنت اور آپ کی اتباع میں اس کا اہتمام کرتا تھا۔ لوگوں میں سے کسی نے پوچھا کہ کہاں تک اٹھانے کا حکم ہے؟ فرمایا آدھی پنڈلیوں تک۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إزاري : الإزار: ثوب يحيط بالنصف الأسفل من البدن.
- استرخاء : انبساط.
- أتحراها : أقصدها.

فوائد الحديث:

١. فضل عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-، ومزيد اعتنائه بالسنة، وملازمته التأسي برسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

٢. الأفضل في الإزار أن يكون إلى نصف الساق.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5458)

مَنْ أَكَلَ طَعَامًا، فقال: الحمدُ للهِ الذي أَطْعَمَنِي هَذَا، وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ له ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

جس نے کھانا کھایا اور پھر اس نے کہا : ''الحَمدُ لِلهِ الذي أَطعَمَنِي هذا، وَرَزَقَنِيهِ مِن غَيرِ حَولٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ''۔ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھلایا اور بغیر کسی کد وکاوش کے مجھے یہ عنایت کیا''۔ اسے کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

١٣٢٨. الحديث:

عن معاذ بن أنس -رضي الله عنه- مرفوعًا: «مَنْ أَكَلَ طَعَامًا، فقال: الحمدُ للهِ الذي أَطْعَمَنِي هَذَا، وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ له ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

١٣٢٨. حدیث :

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کھانا کھایا اور پھر اس نے کہا : ''الحَمدُ لِلهِ الذي أَطعَمَنِي هذا، وَرَزَقَنِيهِ مِن غَيرِ حَولٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ''۔ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھلایا اور بغیر کسی کد و کاوش کے مجھے یہ عنایت کیا''۔ اسے کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

ينبغي للإنسان إذا أكل أكلا أن يحمد الله سبحانه وتعالى، وأن يقول: "الحمد لله الذي أطعمني هذا ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة". أشار به إلى طريقتي التحصيل للطعام، فإن القوي يأخذ ظاهرًا بقوته، والضعيف يحتال على تحصيل قُوته، فأشار بالذكر المذكور أن حصول ذلك بمحض الفضل من الله تعالى لا دخل في ذلك لغيره سبحانه.

اجمالی معنی :

انسان کو چاہیے کہ جب وہ کھانا کھا چکے تو اللہ سبحانہ وتعالی کی حمد بیان کرے اور کہے : ''الحَمدُ لِلهِ الذي أَطعَمَنِي هذا، وَرَزَقَنِيهِ مِن غَيرِ حَولٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ''۔ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھلایا اور بغیر کسی کد و کاوش کے مجھے یہ عنایت کیا''۔ ان الفاظ کے ذریعے آپ ﷺ نے کھانے کے حصول کے دو طریقوں کی طرف اشارہ فرمایا کہ طاقت ور بظاہر اپنی طاقت کے بل بوتے پر اسے حاصل کرتا ہے اور ضعیف اس کے حصول کے لیے کوئی نہ کوئی حیلہ اختیار کرتا ہے۔ ان الفاظ کے ذکر کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ سب محض اللہ کے فضل کی بدولت ہے اس میں اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی اور کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: معاذ بن أنس الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحمد : نقيض الذم، وهو الثناء.
- حول : أي: لا تحول من حال إلى حال ولا حيلة.
- من ذنبه : أي: الصغائر.

فوائد الحديث:

١. استحباب حمد الله تعالى في آخر الطعام مع التضرع إلى الله تعالى؛ لأنه هو المنعم والرازق، وليس للإنسان فيه نصيب من الفضل.
٢. بيان أجر الحامد لله تعالى بتكفير ذنوبه الصغائر.
٣. بيان عظيم فضل الله تعالى على عباده فقد فتح باب الرحمة ومجازاتهم بعظيم كرمه.
٤. تحصيل الرزق لا يكون بقوة العبد بل بفضل الله تعالى.

٥. أمور العباد كلها من الله عز وجل، وليست بحولهم وقوتهم ومع كل هذا إن شكروه زادهم فضلا وخيرا.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (5431)

مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ	اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی۔
١٣٢٩. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللهُ عَلَيْهِ».	**١٣٢٩. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يفيد الحديث أن الله -سبحانه وتعالى- يقبل التوبة من عبده المذنب ما لم تطلع الشمس من مغربها؛ لأنها نهاية وقت قبول التوبة وهي من علامات الساعة الكبرى.	**اجمالی معنیٰ:** حدیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے گنہ گار بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا رہتا ہے جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہوجائے۔ کیونکہ یہ توبہ کی قبولیت کے وقت کا اختتام ہوگا اور یہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من تاب : رجع عن المعصية.
- تاب الله عليه : أي: قَبِلَ توبته.

فوائد الحديث:

١. الله تعالى يقبل التوبة من عباده تفضلا منه إذا كانت مستجمعة لشروطها، ومن شروطها: أن تقع من التائب قبل طلوع الشمس من مغربها.
٢. الله- سبحانه وتعالى- يقبل توبة العبد وإن تأخرت، لكن المبادرة بالتوبة هي الواجب.
٣. بقي من شروط التوبة: - الندم على الذنب. - العزم على عدم العودة إليه. - الإقلاع والترك للذنب. - إن كان لآدمي حق أن يعيده لصاحبه.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ -المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4797)

مَنْ ترك اللباسَ تَوَاضُعًا لله، وهو يقدر عليه، دعاه اللهُ يومَ القيامةِ على رُؤُوسِ الخَلَائِقِ حتى يُخَيِّرُهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا

جو شخص اللہ کے حضور تواضع اختیار کرتے ہوئے قیمتی لباس چھوڑ دیتا ہے، حالاں کہ وہ اسے پہن سکتا ہو، تو روز قیامت اللہ اسے یہ اختیار دینے کے لیے سب کے سامنے بلائے گا کہ وہ جنتی لوگوں کے لباس میں سے جس لباس کو چاہے، پہن لے۔

١٣٣٠. الحديث:

عن معاذ بن انس -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ ترك اللباسَ تَوَاضُعًا لله، وهو يقدر عليه، دعاه اللهُ يومَ القيامةِ على رُؤُوسِ الخَلَائِقِ حتى يُخَيِّرُهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا».

١٣٣٠. حدیث:

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کے حضور تواضع اختیار کرتے ہوئے قیمتی لباس چھوڑ دے، حالاں کہ وہ اسے پہن سکتا ہو، تو روز قیامت اللہ اسے یہ اختیار دینے کے لیے سب کے سامنے بلائے گا کہ وہ جنتی لوگوں کے لباس میں سے جس لباس کو چاہے، پہن لے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

من ترك لبس الرفيع من الثياب تواضعا لله وتركا لزينة الحياة الدنيا، ولم يمنعه من ذلك عجزه عنه دعاه الله يوم القيامة على رؤوس الخلائق تشريفا له، حتى يخيره من أي زينة أهل الجنة يريد أن يلبسها.

اجمالی معنی:

اسے امام ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: معاذ بن أنس الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تواضعا : تذللا وخشوعا.
- حلل : جمع حلة: الثوب الجيد الجديد غليظا أو رقيقا، والمراد: الزينة في الجنة.
- من ترك اللباس : أي الرفيع والنفيس من الثياب، تركها وهو قادر عليها، وليس المراد التعري فإنه محرم في الشريعة إلا عند التخلي والتداوي وإتيان الزوجة.

فوائد الحديث:

١. فضل التواضع في اللباس، وعدم الترفع والتكبر فيه على الآخرين.
٢. الذي يترك اللباس تواضعا لا بخلًا أو إظهارا للزهد، كان له الأجر المنصوص عليه.
٣. شرط ترك اللباس تواضعا أن يكون زهدا في الدنيا وعدم انشغاله بزينتها.
٤. لو عزم أحد على أنه لو كان قادرا على اللباس لأعرض عنه تواضعا أثيب على نيته.
٥. تكفل الله عز وجل بتزيين من ترك الزينة من أجله.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين،

للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير، للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت.

الرقم الموحد: (5432)

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"جو شخص اپنے بھائی کی عزت (اس کی غیر موجودگی میں) بچائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے بچائے گا"۔

١٣٣١. الحديث:

عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

١٣٣١. حدیث:

ابوالدرداء - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کی عزت (اس کی غیر موجودگی میں) بچائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے بچائے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث فضيلة من دافع عن عرض أخيه المسلم، فإذا أغتابه أحد الحاضرين في مجلس، فإنه يجب عليك الدفاع عن أخيك المسلم، وإسكات المغتاب، وإنكار المنكر، أما إذا تركته فإن هذا يعتبر من الخذلان لأخيك المسلم, ومما يدل على ان المراد بذلك في غيبته حديث أسماء بنت يزيد، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "من ذب عن لحم أخيه بالغيبة كان حقا على الله أن يعتقه من النار". رواه أحمد وصححه الألباني.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی عزت وآبرو کا دفاع کرتا ہے۔ یعنی جب کسی مجلس میں کوئی شخص اس کی غیبت کرتا ہے، تو تم پر لازم ہے کہ تم اس کا دفاع کرو اور غیبت کرنے والے کو خاموش اور بُرائی کا انکار کرو۔ لیکن اگر آپ اس کا دفاع کرنا چھوڑ دیں تو اسے اپنے مسلمان بھائی کو رسوا کرنا شمار ہوگا۔ یہ دفاع اس کی غیر موجودگی میں ہونے پر اسماء بنت یزید - رضی اللہ عنہا - کی حدیث دلالت کرتی ہے جس کو انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے اس کا گوشت کھانے سے باز رکھے (یعنی اس کے سامنے اگر کوئی شخص مسلمان بھائی کی برائی اور غیبت کر رہا ہو تو اس کو اس حرکت سے روکے) تو اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے گا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو الدَّرْدَاء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَنْ رَدَّ : أي من دفع عنه وحفظه في غيبته.
- عِرْضِ أَخِيهِ : العرض هو ما يُمْدَح به الإنسان أو يذم.

فوائد الحديث:

١. هذا الثواب خاص في حال عدم وجود أخيك المسلم الذي أُغتيب
٢. أن الجزاء من جنس العمل، فمن رد عن عرض أخيه رد الله عنه النار
٣. إثبات النار، وإثبات يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (جـ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله

أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5514)

مَنْ ضَرب غُلامًا له حَدًّا لم يأته، أو لَطَمَه فإن كَفْارَتَه أن يُعْتِقَه	"جس نے اپنے غلام کو کسی ناکردہ جرم کی پاداش میں مارا یا اسے طمانچہ رسید کیا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کردے۔"
١٣٣٢. الحديث: عن ابن عمر -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من ضرب غلاما له حدا لم يأته، أو لَطَمَه، فإن كفارته أن يعتقه».	**١٣٣٢. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جس نے اپنے غلام کو کسی ناکردہ جرم کی پاداش میں مارا یا اسے طمانچہ رسید کیا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کردے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من ضرب غلامًا مملوكًا له بلا ذنب يستحق معه العقوبة و لم يفعل الغلام ما يُوجب حَدَّه فإن كفَّارة تلك المعصية أن يُعْتِقَه.	**اجمالی معنی:** جس نے اپنے غلام کو بغیر کسی ایسے گناہ کے مارا، جس پر وہ عقوبت کا حق دار ہو اور اس نے کوئی ایسا جرم نہ کیا ہو، جس پر وہ مستوجب سزا ہوتا ہو، تو اس معصیت کا کفارہ یہ ہے کہ وہ شخص اس غلام کو آزاد کردے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَدًّا : الحدُّ: الذَّنب المقتضي للعقوبة.
- لَطَمَه : ضربه بيده على وجهه.
- كَفارَتَه : الكَفَّارة: العمل الذي يَسْتُرُ الذَّنب ويَمْحُوه.
- يعتقه : العتق هو تحرير الرقاب يعني أن يكون هناك إنسان مملوك فيخلصه سيده ويجعله حرًّا.

فوائد الحديث:

١. الحثُّ على الرفق بالمماليك، وحسن صحبتهم.
٢. جواز إقامة الحدّ على المملوك من قبل سيده إذا كان الحد جلدًا.
٣. عِتق المملوك كفَّارة على ضَربه.
٤. اهتمام الإسلام بحقوق الإنسان قبل التشريعات الغربية.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين- تأليف محمد العثيمين-الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض-الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8895)

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يوم مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

جس نے "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" سو مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

١٣٣٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يومٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

١٣٣٣. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے (سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ) سو مرتبہ پڑھا، اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث دليل على فضل هذا الذكر المشتمل على التسبيح بهذه الصيغة، وأن من أتى بذلك فإن الله يمحو خطاياه مهما بلغت من الكثرة ولو كانت مثل رغوة البحر في الكثرة، فضل من الله لعباده الذاكرين. وهو من أذكار الصبح لما في هذا الحديث: "في يوم"، ومن أذكار المساء أيضًا، لحديث أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "من قال: حين يصبح وحين يمسي: سبحان الله وبحمده، مائة مرة، لم يأت أحد يوم القيامة، بأفضل مما جاء به، إلا أحد قال مثل ما قال أو زاد عليه" رواه مسلم.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس ذکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے جو تسبیح کے اس صیغہ پر مشتمل ہے، جو یہ ذکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا خواہ وہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اگرچہ اس کے گناہ کثرت میں سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ کا ذکر کرنے والے بندوں کے لیے اس کا فضل ہے۔ یہ صبح کے اذکار میں سے ہے اس لیے کہ حدیث میں ''فی یوم'' کا لفظ ہے، اسی طرح شام کے اذکار میں سے بھی ہے جیسا کہ ابوہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔کی اس روایت میں ہے: "من قال: حين يصبح وحين يمسي: سبحان الله وبحمده، مائة مرة، لم يأت أحد يوم القيامة، بأفضل مما جاء به، إلا أحد قال مثل ما قال أو زاد عليه" جو شخص بوقتِ صبح یا شام ''سبحان اللہ وبحمدہ'' سو بار کہے گا، اُس سے بہتر توشۂ قیامت کے دن کوئی اور لے کر نہیں آئے گا۔ ''صرف وہی لے کر آئے گا'' یا ''اُس جیسا کوئی اور نہیں لائے گا'' کا اضافہ بھی کیا ہے (اس میں راوی کو شک ہے)۔ امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سُبْحَانَ اللَّهِ : التسبيح: هو التنزيه، معناه تنزيهاً لك يارب عن كل نقص في الصفات أو في مماثلة المخلوقات.
- وبِحَمْدِهِ : التحميد: هو ذكر أوصاف المحمود الكاملة وأفعاله الحميدة مع محبته وتعظيمه.
- حُطَّتْ : مُحيت، ووُضعت، وأُزيلت بالعفو والمغفرة.
- زَبَدِ الْبَحْرِ : رغوته عند هيجانه، والمراد الكثرة.

فوائد الحديث:

١. فضل هذا الذكر المشتمل على تسبيح الله، وتنزيهه عما لا يليق به من النقائص والعيوب.
٢. ظاهر الحديث أن هذا الأجر يحصل لمن قالها في اليوم سواء أقالها متوالية أم متفرقة، أم بعضها في النهار وبعضها الآخر في الليل.

٣. في قوله: (من قال...) رد على من قال العبد مجبور على فعله ولا اختيار له.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5516)

مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ

جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمات کہے : [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اس کا یہ عمل اس شخص کی طرح ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کیے۔''

١٣٣٤. الحديث:

عن أبي أيوب -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ».

١٣٣٤. حدیث :

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ''جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمات کہے : [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اس کا یہ عمل اس شخص کی طرح ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کیے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث دليل على فضل هذا الذكر لما فيه من الإقرار بالتوحيد، وأن من قاله عشر مرات عارفاً عاملاً بمقتضاه صار له من الأجر مثل أجر من أعتق أربعة من المماليك من ذرية إسماعيل بن إبراهيم -عليهما الصلاة والسلام-.

اجمالی معنی :

یہ حدیث اس ذکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ اس میں توحید باری تعالیٰ کا اقرار پایا جاتا ہے، اور یہ کہ جس شخص نے اس ذکر کو اس کے معانی کو سمجھتے ہوئے اور اس کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے دس مرتبہ کہا تو اس کے لیے اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے والے شخص کی طرح اجر و ثواب ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو أيوب الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. فضيلة هذا الذكر المتضمن كلمة التوحيد التي هي أساس الإسلام.
٢. انفراده سبحانه وتعالى بالألوهية والملك والحمد.
٣. من فوائد الحديث: أن الله له الملك المطلق، والحمد المطلق، وأن قدرته عامة لكل شيء.
٤. أنه ليس في هذا الذكر زيادة "يحي ويميت."
٥. قوله في الحديث "عشر مرات" ظاهره يفيد أنه لا فرق بين أن يأتي بها متتابعة أو متفرقة.
٦. في الحديث جواز أن يكون بعض العرب رقيقا إذا جرى عليهم سبب الرق.
٧. فضل العرب على غيرهم، لأنهم هم ولد إسماعيل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5517)

مَنْ لَا يَرْحَم لَا يُرْحَمْ!

جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا!

١٣٣٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قَبَّلَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- الحسَنَ بنَ عليٍّ -رضي الله عنهما-، وعنده الأَقْرَعُ بنُ حَابِسٍ، فقال الأَقْرَعُ: إنَّ لي عَشَرَةً من الوَلَدِ ما قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إليهِ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فقال: «مَنْ لَا يَرْحَم لَا يُرْحَمُ!».

١٣٣٥. حديث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا!"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قبَّل الحسن بن علي وعنده الأقرع بن حابس التميمي جالساً، فقال الأقرع: إنَّ لي عشرة من الولد ما قبَّلتُ منهم أحداً، فنظر إليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثم قال: "من لا يرحم لا يُرحَم"، وفي رواية: "أَوَ أملك أن نزع الله من قلبك الرحمة" أي ماذا أصنع إذا كان الله قد نزع من قلبك عاطفة الرحمة؟ فهل أملك أن أعيدها إليك؟.

اجمالی معنیٰ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے دس بچے ہیں اور میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔ ایک دوسری روایت میں ہے: "اَوَ اَملک اَن نزع اللہ من قلبک الرحمۃ" یعنی اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحیمانہ جذبات کو سلب کر لیا ہے، تو میں کیا کر سکتا ہوں! کیا میں انھیں تمھیں دوبارہ لوٹا سکتا ہوں؟

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من لا يرحم : أي: من لا يرحم الناس.والرحمة من الخلق بمعنى التلطف.
- لا يُرحم : أي: لا يرحمه الله، والرحمة صفة فعلية تليق بجلال الله -تعالى- وليست كرحمة المخلوقين.

فوائد الحديث:

١. تقبيل الأبوين لأولادهما مشروع مستحب.
٢. العطف على الصغير دلالة الرحمة والشفقة عليه.
٣. من أسباب رحمة الله للناس التراحم بينهم.
٤. الجزاء من جنس العمل؛ فمن لا يَرحم لا يُرحم.
٥. فيه دلالة على جفاء الأعراب سكان البادية.
٦. فيه أن الشرع لا يؤخذ بالعقل، إنما بالوحي والاتباع.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (5440)

مَنْ لا يَرْحَمُ النَّاسَ لا يَرْحَمُهُ اللهُ	جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا۔
١٣٣٦. الحديث: عن جرير بن عبد الله -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ لا يَرْحَمِ النَّاسَ لا يَرْحَمْهُ اللهُ».	**١٣٣٦. حدیث :** جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: الذي لا يرحم الناس لا يرحمه الله عز وجل، والمراد بالناس: الناس الذين هم أهل للرحمة كالمؤمنين وأهل الذمة ومن شابههم، وأما الكفار الحربيون فإنهم لا يرحمون، بل يقتلون لأن الله تعالى قال في وصف النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه (أشداء على الكفار رحماء بينهم) (الفتح: ٢٩).	**اجمالی معنی :** جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ عزّ وجلّ بھی رحم نہیں کرتا یہاں لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو رحم کیے جانے کے اہل ہیں جیسے مومن اور ذمی وغیرہ۔ جب کہ کافر حربی تو وہ رحم کے مستحق نہیں ہیں بلکہ انہیں تو قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں فرمایا : (أَشدّاء على الكفارِ رحماءُ بينهم)(الفتح : ٢٩)۔ ترجمہ : ''وہ کفار کے لیے سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں''۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من لا يرحم الناس : الرحمة من الخلق بمعنى اللطف ولين الجانب.
- لا يرحمه الله : لا ينال رحمة الله وهي صفة حقيقية له سبحانه على معناها الظاهر على ما يليق بجلاله.

فوائد الحديث:

١. خص الناس بالذكر اهتماما بهم؛ وإلا فالرحمة مطلوبة لسائر المخلوقات.
٢. الرحمة خُلق عظيم حرص الإسلام على تعزيزه في النفس البشرية.
٣. التراحم بين الناس سبب في رحمة الله لهم.
٤. إثبات رحمة الله وهي صفة حقيقية له سبحانه على معناها الظاهر على ما يليق بجلاله.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ.نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5439)

مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، أَوْ لِيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ؛ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ منها بِشَيْءٍ	جو شخص ہماری مسجدوں یا ہمارے بازاروں میں سے کہیں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیے کہ انہیں تھامے رکھے یا پھر اپنی ہتھیلی سے ان کے پھلوں (پیکان) کو پکڑے رکھے تاکہ مسلمانوں میں سے کسی کو ان سے کچھ گزند نہ پہنچے۔
١٣٣٧. الحديث: عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «من مرَّ في شيء من مساجدنا، أو أسواقنا، ومعه نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، أو لِيَقْبِضْ على نِصَالِهَا بكفِّه؛ أنْ يصيب أحدا من المسلمين منها بشيء».	**١٣٣٧. حدیث:** ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص ہماری مسجدوں یا ہمارے بازاروں میں کہیں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیے کہ انہیں پکڑے رکھے یا پھر اپنی ہتھیلی سے ان کے پھلوں (پیکان) کو پکڑے رکھے تاکہ مسلمانوں میں سے کسی کو ان سے کچھ گزند نہ پہنچے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من مر في المساجد والأسواق وأماكن اجتماع المسلمين ومعه سلاح من نبل وغيره، فإنه يمسك به ويحكم قبضته عليه جيدا؛ لئلا يصيب به أحدا من المسلمين.	**اجمالی معنی:** جو شخص مساجد، بازاروں یا ایسی جگہوں سے گزرے جہاں مسلمان اکٹھے ہوتے ہوں اور اس کے پاس تیر وغیرہ کے ہتھیار ہوں، تو وہ انہیں پکڑے رکھے اور اچھی طرح سے مضبوطی کے ساتھ ان پر گرفت رکھے تاکہ یہ کسی مسلمان کو نہ لگ جائیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الطريق والسوق

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نَبْلٌ : السهام العربية.
- نِصالها : النِّصال: الحديدة التي في رأس السهم.
- مساجدنا : المكان المهيأ للصلوات الخمس.

فوائد الحديث:

١. رحمة النبي صلى الله عليه وسلم بالمسلمين وشفقته عليهم.
٢. حرص الإسلام على أمن المسلم وعدم أذيته، ولو بجُرح يسير؛ تعظيما لحرمته؛ وإعلاء لمنزلته.
٣. أدب حمل السلاح في الإسلام.
٤. جواز حمل السلاح في المسجد أو السوق ما لم يترتب على حمله مضرة.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة باحثين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر:

دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه.

الرقم الموحد: (5442)

جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔	مَنْ يُرِدْ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ
١٣٣٨. حدیث : معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے“۔	**١٣٣٨. الحديث:** عن معاوية بن أبي سفيان -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من يُرِدِ الله به خيرا يُفَقِّهْهُ في الدين».
حدیث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی : جسے اللہ تعالیٰ نفع اور بھلائی سے نوازنا چاہتا ہے اسے شرعی احکام کا عالم اور اس میں بصیرت والا بنا دیتا ہے۔	**المعنى الإجمالي:** من أراد الله به نفعاَ وخيرًا يجعله عالمًا بالأحكام الشرعية ذا بصيرة فيها.

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل العلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: معاوية بن أبي سفيان -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يفقهه : أي يجعله عالمًا بالأحكام الشرعية.

فوائد الحديث:

١. في الحديث دليل على عظمة التفقه في الدين والحث عليه.
٢. أن الفقه له إطلاقان: العلم بالأحكام الشرعية التفصيلية، من أدلتها التفصيلية، والثاني العلم بدين الله تعالى مطلقًا أصول الإيمان، وشرائع الإسلام، وحقائق الإحسان، ومعرفة الحلال والحرام.
٣. يستفاد من الحديث أيضا أن من أعرض عن الفقه في الدين فإن الله تعالى لم يرد به خيرا.
٤. من حرص على العلم فإن الله يحبه؛ لأن الله أراد له الخير بتوفيقه للعلم والفقه في الدين.
٥. أن الفقه في الدين يُحمد، أما الفقه في غير الدين فلا يحمد ولا يذم، إلا إذا كان وسيلة لمحمود فيحمد، وإن كان وسيلة للمذموم فيذم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط. دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5518)

مَن خَافَ أَدْلَجَ، ومَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ المَنْزِلَ، أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللهِ غَالِيَةٌ، أَلَا إِنّ سِلْعَةَ اللهِ الجَنَّةُ

جسے (دشمن کے حملہ آور ہونے کا) خوف ہوتا ہے وہ اولین شب ہی میں سفر پر نکل پڑتا ہے اور جورات کے ابتدائی حصے ہی میں سفر کا آغاز کر دیتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ کا سودا گراں قیمت ہے، جان لو کہ اللہ کا سودا جنت ہے۔

١٣٣٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ خَافَ أَدْلَجَ، ومَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ المَنْزِلَ، أَلَا إِنّ سِلْعَةَ اللهِ غَالِيَةٌ، أَلَا إِنّ سِلْعَةَ اللهِ الجَنَّةُ».

١٣٣٩. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ''جسے (دشمن کے حملہ آور ہونے کا) خوف ہوتا ہے وہ اولین شب ہی میں سفر پر نکل پڑتا ہے اور جورات کے ابتدائی حصے ہی میں سفر کا آغاز کر دیتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ کا سودا گراں قیمت ہے، جان لو کہ اللہ کا سودا جنت ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من خاف الله تعالى فليبتعد من المعاصي وليجتهد في طاعته سبحانه؛ فالمتاع التي عند الله غالية، وهي الجنة التي لا يليق بثمنها إلا بذل النفس والمال.

اجمالی معنی:

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ گناہوں سے دور رہے اور خوب اچھی طرح اللہ کی اطاعت گزاری میں لگ جائے۔ اللہ کے پاس جو سامان ہے وہ بہت قیمتی ہے اور وہ جنت ہے اور اس کی قیمت سوائے جان و مال خرچ کرنے کے کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من خاف : أي: من البيات خارج المنزل.
- أدلج : ذهب وسار في أول الليل.
- غالية : رفيعة القيمة.

فوائد الحديث:

١. الحث على الاهتمام بالطاعة، والمبادرة إلى الخلاص من المعصية، والإكثار من البذل والمال والنفس قدر ما يليق بالجنة للحصول عليها.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (5434)

مَن نَفَّسَ عن مؤمنٍ كُرْبَةً من كُرَبِ الدُّنيا نَفَّسَ اللّٰهُ عنه كُرْبَةً من كُرَبِ يومِ القِيَامَة، ومن يَسَّرَ على مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عليه في الدُّنيا والآخرةِ، ومن سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ في الدُّنيا والآخرةِ

جس نے کسی مومن کی دنیاوی مصیبت کو دور کیا، اللہ تعالی قیامت کے مصائب میں سے اس کی کسی بڑی مصیبت کو دور کردے گا۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا۔

١٣٤٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وآله وسلم- قال: «مَن نَفَّسَ عن مؤمنٍ كُرْبَةً من كُرَبِ الدُّنيا نَفَّسَ اللّٰهُ عنه كُرْبَةً من كُرَبِ يومِ القِيَامَة، ومن يَسَّرَ على مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عليه في الدُّنيا والآخرةِ، ومن سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ في الدُّنيا والآخرةِ، واللّٰهُ في عَوْنِ العَبْدِ ما كَانَ العبدُ في عَوْنِ أَخِيهِ، ومن سَلَكَ طَرِيقًا يَلتَمِسُ فِيهِ عِلمًا سَهَّلَ اللّٰهُ له به طريقًا إلى الجنةِ، وما اجْتَمَعَ قَوْمٌ في بيتٍ من بيوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كتابَ اللّٰهِ ويَتَدَارَسُونَهُ بينهم إلا نَزَلَتْ عليهم السَّكِينَةُ وغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وحَفَّتْهُمُ الملائِكَةُ، وذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِندَهُ، ومَن بَطَّأَ به عمله لم يُسرِع به نَسَبُهُ».

١٣٤٠. حديث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مومن کی دنیا کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کردی، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کردے گا۔۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ برابر بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔ جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ جب کوئی قوم اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور اسے آپس میں پڑھتی پڑھاتی ہے، تو ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے، (اللہ تعالیٰ کی) رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ اور جس کا عمل اسے پیچھے کردے، اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جاسکتا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يفيدنا هذا الحديث الشريف: أن من فرج كربة عن مسلم، أو سهل أمرا متعسرا عليه، أو ستر عليه هفوة أو زلة فإن الله يجازيه من جنس أعماله التي نفع بها، وأن الله -تعالى- يعين العبد بتوفيقه في دنياه وآخرته حينما يساعد أخاه المسلم على أموره الشاقة عليه، وأن من سلك طريقا حسيا كالمشي إلى مجالس الذكر أو مجالس العلماء المحققين العاملين بعلمهم يريد التعلم، أو سلك الطريق المعنوي المؤدي إلى حصول هذا العلم كمذاكراته ومطالعته وتفكيره وتفهمه لما يُلقى عليه من العلوم النافعة وغير ذلك، فمن سلك هذا الطريق بنية صالحة صادقة وفقه الله للعلم النافع المؤدي إلى الجنة، وأن المجتمعين في بيت من

اجمالی معنی:

یہ حدیث ہمیں بتا رہی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان سے کسی مصیبت کو دور کرتا ہے یا پھر اس کی کسی مشکل کو آسان کرتا ہے یا پھر اس کی کسی لغزش یا غلطی کی ستر پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اس کے ان اعمال ہی کی جنس سے بدلہ دے گا جن سے اس نے دوسروں کو نفع پہنچایا ہے اور یہ کہ جب بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی اس کے مشکل کاموں میں مدد کرتا ہے تو اللہ بھی دنیا و آخرت میں اپنی توفیق کے ذریعہ اس کی مدد کرتا ہے اور یہ کہ جو نیکی کی کسی حسی راہ پر چلتا ہے جیسے مجالسِ ذکر یا باعمل علماء و محققین کی مجلس کی طرف علم سیکھنے کے لیے جاتا ہے یا پھر معنوی طور پر ایسے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے جو اسے اس علم تک لے جاتا ہے جیسے اس کا یاد کرنا، مطالعہ کرنا، غور و فکر کرنا اور اسے جو نفع بخش علوم سکھائے جائیں ان کا سیکھنا وغیرہ، جو بھی شخص خالص نیت کے ساتھ اس راہ پر گامزن ہوتا ہے اللہ تعالی اسے علم نافع کے حصول کی توفیق دے دیتا ہے جو اسے جنت تک لے جاتا ہے۔ اور یہ کہ

بيوت الله لتلاوة القرآن العزيز ومدارسته يعطيهم الله من الطمأنينة وشمول الرحمة وحضور الملائكة والثناء عليهم من الله في الملأ الأعلى، وأن الشرف كل الشرف بالأعمال الصالحة لا بالأنساب والأحساب.	جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن کریم کی تلاوت اور اسے پڑھنے پڑھانے کے لیے جمع ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالی اطمئنان اور کلی رحمت سے نوازتا ہے، فرشتے ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں اور ملا اعلی میں اللہ کی طرف سے ان کی تعریف ہوتی ہے اور یہ کہ شرف کا دار و مدار صرف اور صرف نیک اعمال پر ہے نہ کہ حسب اور نسب پر۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل العلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- نفَّس : أزال، وفرج.
- كربة : شدة عظيمة، وهي ما أهم النفس، وغم القلب.
- ومن يسر على معسر : بإنظاره إلى الميسرة، أو بإعطائه ما يزول به إعساره، أو بالوضع عنه إن كان غريما.
- يسر الله عليه : أموره ومطالبه.
- ومن ستر مسلما : لم يُعرف بأذى، أو فساد، بأنْ عَلِمَ منه وقوع معصية ولم يخبر بها أحدا.
- ستره الله في الدنيا والآخرة : بألا يعاقبه على ما فرط منه.
- من سلك طريقا : بالمشي بالأقدام إلى مجالس العلم، ويتناول أيضا الطريق المعنوي: كالحفظ والمذاكرة والمطالعة والتفهم.
- يلتمس : يطلب.
- علمًا : شرعيًّا، قاصدًا به وجه الله -تعالى.-
- سهل الله له طريقا إلى الجنة : بتيسير ذلك العلم الذي طلبه والعمل بمقتضاه. وتسهيل طريق الجنة الحسي يوم القيامة وهو الصراط.
- بيوت الله : المساجد.
- السكينة : الطمأنينة والوقار.
- غشيتهم الرحمة : شملتهم من كل جهة.
- حفتهم الملائكة : أحاطت بهم بحيث لا يدعون للشيطان فرجة يتوصل منها للذاكرين.
- وذكرهم الله : أثنى عليهم.
- فيمن عنده : من الملائكة.
- بطأ : قصر، لفقد بعض شروط الصحة أو الكمال.
- لم يسرع به نسبه : لم يُلْحِقْهُ برتب أصحاب الأعمال الكاملة: لأن المسارعة إلى السعادة بالأعمال لا بالأحساب.

فوائد الحديث:

١. فضل قضاء حاجات المسلمين ونفعهم بما تيسر من علم أو جاه أو مال أو إشارة أو نصح أو دلالة على خير أو إعانة بنفسه أو بوساطته أو الدعاء بظهر الغيب.

٢. الترغيب في التيسير على المعسر.

٣. الحث على عون العبد المسلم وأن الله -تعالى- يعين المعين حسب إعانته لأخيه.

٤. الحث على طلب العلم.

٥. الحث على الاجتماع على كتاب الله -عزّ وجل- وقراءته ومذاكرته.

٦. أن الجزاء إنما رتبه الله على الأعمال لا على الأنساب.

٧. أن شرف النسب مع صلاح العمل قد يوجب اختصاصًا في بعض أحكام الشرع لا في زيادة الثواب، كالإمامة العظمى، فالأولى بها قريش، ومثل ما خصَّ به بنو هاشم من الأحكام كتحريم الصدقة عليهم.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية، لاسماعيل الأنصاري. مكتبة الإمام الشافعي- الطبعة الأولى. ١٤١٥ه- ١٩٩٥م - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. - الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤ه/١٩٨٤م. شرح الأربعين النووية محمد بن صالح بن محمد العثيمين دار الثريا للنشر.

الرقم الموحد: (4801)

ما الدنيا في الآخرة إلا مِثْل ما يجعل أحدكم أُصْبُعَهُ في اليَمِّ، فلينظر بِمَ يَرْجع

آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر (نکال کر) دیکھے کہ وہ سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لائی ہے!

١٣٤١. الحديث:

عن المُسْتَوْرِدِ بن شَدَّاد -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما الدنيا في الآخرة إلا مِثْل ما يجعل أحدكم أُصْبُعَهُ في اليَمِّ، فلينظر بِمَ يَرْجع!».

١٣٤١. حدیث:

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر (نکال کر) دیکھے کہ وہ سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لائی ہے!"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أنك إذا أردت أن تعرف حقيقة الدنيا بالنسبة للآخرة، فضع إصبعك في البحر، ثم ارفعها، ثم انظر بماذا ترجع؟! لا ترجع بشيء، مقارنة بالبحر، وهذا معنى الدنيا بالنسبة إلى الآخرة في قصر مدتها وفناء لذاتها ودوام الآخرة ودوام لذاتها ونعيمها إلا كنسبة الماء الذي يعلق بالأصبع إلى باقي البحر. وقال تعالى: (فما متاع الحياة الدنيا في الآخرة إلا قليل)، [التوبة: ٣٨]. فجميع ما أوتيه الخلق من نعيم الدنيا وملاذها، يتمتع بها العبد وقتاً قصيراً، محشواً بالمنغصات، ممزوجاً بالمكدرات، ويتزين به الإنسان زماناً يسيرا للفخر والرياء، ثم يزول ذلك سريعا، ويعقب الحسرة والندامة: (وما أوتيتم من شيء فمتاع الحياة الدنيا وزينتها وما عند الله خير وأبقى أفلا تعقلون)،[القصص: ٦٠]. فما عند الله من النعيم المقيم، والعيش الهني، والقصور والسرور خير وأبقى في صفته وكميته، وهو دائم أبدًا.

اجمالی معنی:

مفہوم حدیث: اگر آپ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں تو اپنی انگلی کو سمندر میں ڈال کر اٹھائیں اور پھر دیکھیں کہ وہ کتنا پانی واپس لے کر آتی ہے؟ سمندر کے مقابلے میں، وہ اپنے ساتھ کچھ بھی واپس لے کر نہیں آئے گی۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت یہی ہے۔ دنیا کے قلیل الدت ہونے اور اس کی لذتوں کے فانی ہونے کی آخرت کے دوام اور اس کی لذتوں اور نعمتوں کی ابدیت کے ساتھ وہی نسبت ہے، جو انگلی میں لگ جانے والے پانی کی نسبت بقیہ سمندر کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: "فما متاع الحياة الدنيا في الآخرة إلا قليل" (التوبۃ: ٣٨) ترجمہ: دنیاوی زندگی کا سازوسامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ مخلوق کو دنیا کی جو کچھ بھی لذتیں اور نعمتیں دی گئی ہیں، ان سے بندہ ایک مختصر وقت کے لیے لطف اندوز ہوتا ہے جو مکدرات سے بھرا ہوتا ہے۔ فخر اور ریاکاری کے لیے انسان تھوڑے عرصے کے لیے ان سے زیب وزینت اختیار کرتا ہے، پھر یہ سب کچھ جلد ہی فنا ہو جاتا ہے اور محض حسرت و ندامت باقی رہ جاتی ہے: (وما أوتيتم من شيء فمتاع الحياة الدنيا وزينتها وما عند الله خير وأبقى أفلا تعقلون)[القصص: ٦٠]. ترجمہ: اور تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ صرف زندگی دنیا کا سامان اور اسی کی رونق ہے، ہاں اللہ کے پاس جو ہے وہ بہت ہی بہتر اور دیرپا ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟ اللہ کے پاس جو دائمی نعمتیں اور خوشگوار زندگی، محلات اور خوشیاں ہیں وہ اپنی کیفیت و مقدار کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور زیادہ پائیدار اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: المُسْتَوْرِدِ بن شَدَّاد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اليم : البحر.
- بما يرجع : بأي شيء يرجع.

فوائد الحديث:

١. بيان حقيقة الدنيا أمام نعيم الآخرة ، وأن نسبة نعيم الدنيا وزمانها إلى نعيم الآخرة ليس إلا مثل نسبة الماء اللاصق بإصبع أحدكم إذا غمسها في البحر.

٢. الدنيا لا تخدع عاقلا وإنما تغر من كان جاهلا ، فمتاعها في الآخرة قليل.

٣. حسن تعليم النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه وذلك بضرب الأمثال المقربة للمقصود.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ. د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن - د. مصطفى البغا - محي الدين مستو - علي الشرجبي - محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. موسوعة فقه القلوب، المؤلف: محمد بن إبراهيم بن عبد الله التويجري، الناشر: بيت الأفكار الدولية. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحي بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (3876)

ما أكرم شاب شيخا لسنه إلا قيض الله له من يكرمه عند سنه

جو جوان کسی بوڑھے کا اس کے بڑھاپے کی وجہ سے احترام کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے لوگوں کو مقرر فرما دے گا، جو اس عمر میں (یعنی بڑھاپے میں) اس کا احترام کریں۔

١٣٤٢. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيخًا لِسِنِّه إِلاَّ قَيَّضَ الله لَهُ مَنْ يُكرِمُه عِندَ سِنِّه».

١٣٤٢. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو جوان کسی بوڑھے کا اس کے بڑھاپے کی وجہ سے احترام کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے لوگوں کو مقرر فرما دے گا، جو اس عمر میں (یعنی بڑھاپے میں) اس کا احترام کریں“۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث من الأحاديث التي أكَّدت على وجوب احترام وتوقير الصغير للكبير، وقد تضافرت عليه أدلة كثيرة على الترغيب في هذا الخلق الاجتماعي العظيم، وربَّى عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- أصحابه -رضي الله عنهم- حتى صار في قلوبهم وعقولهم. والحديث يعطي المخاطب شعورا بأن إكرام هذا الشيخ إكرام لنفسه، وأن هذا الإكرام من الشاب للمُسِن سبب في أن يوكل به من يكرمه عند تقدمه في السن.

اجمالی معنیٰ:

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: راه الترمذي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَا أَكْرَم : ما وَقَّر واحترم.
- شَيخًا : داخلا في سن الشيخوخة بعد الخمسين.
- لِسِنِّه : لأجل سنه.
- إلاَّ قَيَّضَ : هيَّأ وقدَّر.

فوائد الحديث:

١. استحباب مساعدة الضعفاء من الشيوخ.
٢. الأخلاق الكريمة من الدين.
٣. لا يضيع المعروف عند الله.
٤. أن الجزاء من جنس العمل.

٥. طول عمر المكرِم حتى يبلغ ذلك السن.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفورى، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للألباني، ط١، دار المعارف، الرياض، ١٤١٢هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3134)

ما زالت الملائكة تظله بأجنحتها

ابھی تک فرشتوں نے ان پر اپنے پروں سے سایہ کر رکھا ہے۔

١٣٤٣. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: جِيءَ بأبي إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- قد مُثِّل به، فوُضِع بين يديه؛ فذهبت أكشف عن وجهه فنهاني قومي، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «ما زالت الملائكة تظله بأجنحتها».

١٣٤٣. حدیث:

جابر بن عبداللہ -رضی اللہ عنہما- روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: میرے والد (کی لاش) کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اس حال میں کہ ان کا مثلہ کر دیا گیا تھا۔ انہیں آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ میں نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانا چاہا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "ابھی تک فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جيء بوالد جابر وهو عبد الله بن عمرو بن حرام الأنصاري -رضي الله عنه- إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، وذلك يوم أحد وقد مثل الكفار بقتلى المسلمين، بتشويه أجسامهم، فوضع بين يديه فأراد جابر أن يكشف عن وجهه متوجعاً له مما مثل به الكفار فنهاه قومه عن ذلك فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: ما زالت الملائكة تظله بأجنحتها تشريفاً له وتكريماً.

اجمالی معنی:

جابر رضی اللہ عنہ کے والد یعنی عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری جابر بن عبداللہ -رضی اللہ عنہما- (کی لاش) کو جنگ احد کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ کفار نے مسلمانوں کے مقتولین کے جسموں کو بگاڑ کر ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ انہیں آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ کفار نے ان کا جو مثلہ کیا تھا اس پر دکھی ہو کر جابر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ وہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹائیں لیکن ان کی قوم والوں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ نبی ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: فرشتوں نے ان کی تعظیم و تکریم میں ابھی تک ان پر اپنے پروں سے سایہ کر رکھا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- جيء بأبي: أتي به، وذلك يوم أحد.
- مُثِّل به: شوِّهت معالم خلقته من قبل الكفار حينما استشهد.
- فذهبت أكشف عن وجهه: فأردت أن أكشف وجهه متوجعاً له مما مَثَّل به الكفار.
- تُظلُّه بأجنحتها: ترفرف عليه بأجنحتها تشريفاً له.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر -رضي الله عنهما.-
٢. أنَّ الله اختار لنبيه صلى الله عليه وسلم أفضل الخَلْق.
٣. للشهيد مكانة خاصة عند الله.
٤. لا يشترط لكل أحد من أهل الميت النظر إليه خاصة إذا خشي عليه.
٥. أنَّ من أساليب الدعوة الترغيب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري دار طوق النجاة المصورة عن السلطانية، تحقيق محمد زهير الناصر ،الطبعة الأولى١٤٢٢. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ ه بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ ه.

الرقم الموحد: (6390)

ما سُئل رسول الله - صلى الله عليه وسلم- شيئا قطُّ، فقال: لا

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے جواب میں "نہیں" فرمایا ہو

١٣٤٤. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: ما سُئل رسول الله - صلى الله عليه وسلم- شيئا قطُّ، فقال: لا. وعن أنس -رضي الله عنه- قال: ما سئل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على الإسلام شيئا إلا أعطاه، ولقد جاءه رجل، فأعطاه غنما بين جبلين، فرجع إلى قومه، فقال: يا قوم، أسلموا فإن محمدا يعطي عطاء من لا يخشى الفقر، وإن كان الرجل ليسلم ما يريد إلا الدنيا، فما يلبث إلا يسيرا حتى يكون الإسلام أحب إليه من الدنيا وما عليها.

١٣٤٤. حدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے (جواب میں) ''نہیں'' فرمایا ہو۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ سے اسلام لانے پر کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے وہ ضرور دی۔ (ایک دفعہ) آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا تو آپ ﷺ نے دو پہاڑوں کے درمیان موجود ساری بکریاں اسے دے دیں۔ وہ واپس اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا: اے میری قوم والو! اسلام قبول کرلو، کیوں کہ محمد (ﷺ) اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جسے فقر کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یقیناً ایک آدمی صرف دنیا حاصل کرنے کی غرض سے اسلام قبول کرتا، لیکن تھوڑا ہی عرصہ گزرتا کہ اسلام اسے دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- ما سأله أحدٌ شيئا من أمور الدنيا، قال له: (لا) مَنْعًا للعطاء، بل إن كان عنده أعطاه، أو قال له ميسوراً من القول، امتثالا لأمر الله -تعالى- في قوله: (وأما السائل فلا تنهر)، [الضحى: ١٠]. وروى البخاري في الأدب المفرد، عن أنس، أنه -صلى الله عليه وسلم-: "كان رحيما، فكان لا يأتيه أحد إلا وعَدَه وأَنْجَزَ له إن كان عنده"، وحسنه الشيخ الألباني في التعليقات على الأدب المفرد (ص ١٤٥). وعن أبي هريرة -رضي الله عنه-، أن رجلا أتى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فبعث إلى نسائه فقلن: ما معنا إلا الماء، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "من يَضُمُّ أو يُضِيفُ هذا" رواه البخاري برقم: (٣٧٩٨). وفي البخاري أيضاً برقم(٢٠٩٣): عن سهل بن سعد -رضي الله عنه-، قال: جاءت امرأة ببردة... قالت: يا رسول الله إني نَسَجْتُ هذه بيدي أَكْسُوكَهَا، فأخذها النبي -صلى الله عليه وسلم- محتاجا إليها، فخرج إلينا وإنها

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: ایسا کبھی نہ ہوا کہ نبی ﷺ سے کسی نے دنیوی امور میں سے کچھ مانگا ہو اور آپ ﷺ نے "نہیں" کہہ کر دینے سے انکار کر دیا ہو۔ بلکہ اگر وہ چیز آپ ﷺ کے پاس ہوتی تو آپ ﷺ اسے ضرور دے دیتے یا پھر اس مانگنے والے کو اللہ کے حکم "وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" [الضحى: ١٠]۔ (ترجمہ: اور سوال کرنے والے کو نہ جھڑکیں۔) کی تعمیل میں کوئی اچھی بات کہہ دیتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: ''نبی ﷺ بہت شفیق تھے۔ آپ ﷺ کے پاس جو بھی شخص (کوئی چیز مانگنے کے لئے) آتا تو آپ ﷺ اس سے دینے کا وعدہ کر لیتے اور اگر آپ ﷺ کے پاس وہ چیز ہوتی تو دے دیتے۔ شیخ البانی نے "التعليقات على الأدب المفرد" (ص: ١٤٥) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کے پاس (اس کا کھانا منگانے کے لئے) ایک آدمی کو بھیجا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو اس کو اپنے ساتھ لے جائے؟ یا یہ فرمایا کہ: کون ہے جو اس کی مہمان نوازی کرے؟'' اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ٣٧٩٨) نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری (حدیث نمبر: ٢٠٩٣) میں

إزاره، فقال رجل من القوم: يا رسول الله، اكْسُنِيهَا، فقال: "نعم"، فجلس النبي -صلى الله عليه وسلم- في المجلس، ثم رجع، فَطَوَاهَا ثم أرسل بها إليه، فقال له القوم: ما أحسنت، سألتها إياه، لقد علمت أنه لا يَرُدُّ سائلا، فقال الرجل: والله ما سألته إلا لتكون كفَنِي يوم أموت، قال سهل: فكانت كفَنُه". فهذا هو حاله -صلى الله عليه وسلم- مع من سأله، فإن كان عنده أعطاه إياه ولو كان للنبي -صلى الله عليه وسلم- حاجة به وإن لم يكن عنده اعتذر له أو وعَدَهُ إلى حين أو شَفَعَ له عند أصحابه، وهذا من جوده وكرمه وحسن أخلاقه -صلى الله عليه وسلم-.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : ایک عورت آپ ﷺ کے پاس ایک چادر لے کر آئی... اس نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول! میں نے یہ آپ کو پہنانے کے لیے اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ نبی ﷺ نے اسے لے لیا اور آپ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ آپ ﷺ ہمارے پاس آئے تو وہ چادر آپ ﷺ کی تہ بند تھی۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا : اے اللہ کے رسول! آپ اسے مجھے پہنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ٹھیک ہے۔ نبی ﷺ اس مجلس میں (کچھ دیر) تشریف فرما رہے۔ پھر واپس چلے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر آپ ﷺ نے اس آدمی کے پاس بھیج دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا : تم نے اچھا نہیں کیا، تم نے یہ چادر آپ ﷺ سے مانگ لی حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ کسی مانگنے والے کو منع نہیں کرتے ہیں۔ اس پر وہ آدمی کہنے لگا : اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ سے صرف اس لیے مانگا کہ میری وفات کے دن یہ میرا کفن بن جائے۔ سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہی چادر اس کا کفن بنی۔ آپ ﷺ کا مانگنے والے کے ساتھ یہی رویہ ہوا کرتا تھا۔ اگر وہ چیز آپ ﷺ کے پاس ہوتی تھی تو آپ ﷺ اسے عنایت کر دیتے تھے اگرچہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت ہی ہوتی۔ اور اگر وہ آپ ﷺ کے پاس نہیں ہوتی تو پھر آپ ﷺ مانگنے والے سے معذرت کر لیتے یا پھر کسی اور وقت کا اس سے وعدہ کر لیتے یا پھر اس کے لیے اپنے صحابہ سے سفارش کر دیتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا جود و کرم اور حسن اخلاق تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > كرمه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
أَنَس بن مالك -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يخشى : الخشية هي الخوف المقرون بالعلم.

فوائد الحديث:

١. جواز سؤال الإمام.
٢. مزيد كرم رسول الله صلى الله عليه وسلم وحسن خلقه، وأنه لا يرد سائلاً وأن عطاءه كان عطاء من لا يخشى فقراً، ولا يحرص على دنيا ثقة بالله سبحانه وتعالى.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي. تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، تأليف: عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢٠هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر:

دار إحياء التراث العربي – بيروت. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3885)

ما سمعت عمر -رضي الله عنه- يقول لشيء قط: إني لأظنه كذا، إلا كان كما يظن	میں نے جب بھی عمر رضی اللہ عنہ کو (کسی مسئلے میں رائے دیتے ہوئے) یہ کہتے سنا کہ "میرے خیال میں یہ ایسے ہے تو وہ بات ویسے ہی نکلتی جیسے آپ کا خیال ہوتا"۔
١٣٤٥. الحديث: عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: ما سمعت عمر -رضي الله عنه- يقول لشيء قَطُّ: إني لأظنه كذا، إلا كان كما يظن.	**١٣٤٥. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: میں نے جب بھی عمر رضی اللہ عنہ کو (کسی مسئلے میں رائے دیتے ہوئے) یہ کہتے سنا کہ میرے خیال میں یہ ایسے ہے تو وہ بات ویسے ہی نکلتی جیسے آپ کا خیال ہوتا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان الصحابة يرون عمر يحكم على أمور لا تكون ظاهرة واضحة لغيره من الناس، ثم لما تتضح تلك الأمور يظهر أنَّ حكم عمر عليها قبل ظهورها كان موافقا لما وقعت وظهرت في الواقع.	**اجمالی معنی:** صحابہ کا مشاہدہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایسے امور میں رائے دیتے جو لوگوں کے لئے ظاہر اور واضح نہیں ہوتے تھے تاہم جب وہ واضح ہوتے تو پتہ چلتا کہ ان کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی عمر رضی اللہ عنہ جو رائے دے چکے ہیں وہ ظاہر ہونے والی حقیقت کے بالکل موافق ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إلا كما كان يظن : يأتي موافقا لظنه.

فوائد الحديث:

١. فضل عمر -رضي الله عنه- وفراسته وبيان قوة توقعه وشدة ذكائه.وهذا من فضل الله عليه؛ فإن الله تعالى يمنح عبده الصالح مثل ذلك.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -عمدة القاري شرح صحيح البخاري، بدر الدين العيني، دار إحياء التراث العربي – بيروت، بدون تاريخ.

الرقم الموحد: (3473)

ما عَابَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ	رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ ﷺ کو وہ اچھا لگتا تو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے تھے۔
١٣٤٦. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: ما عاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- طعاما قط، إن اشتهاه أكله، وإن كرهه تركه.	**١٣٤٦. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ ﷺ کو وہ اچھا لگتا تو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے تھے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: لم يعب النبي -صلى الله عليه وسلم- أبدا فيما مضى طعاما، ولكنه إن اشتهاه أكله وإلا تركه ولا يعيبه.	**اجمالی معنیٰ:** نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ ﷺ کو وہ اچھا لگتا تو کھا لیتے وگرنہ چھوڑ دیتے اور اس میں عیب نہیں نکالتے تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما عاب : أي: ما جعله ذا عيب.
- طعاما : ما يطعمه من مأكول ومشروب.
- اشتهاه : اشتهى الشيءَ: اشتدت رغبته فيه.
- قط : أي: في زمن من الأزمنة.

فوائد الحديث:

١. ينبغي أن لا يعب المسلم طعامًا تأسيا برسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

٢. في مدح الطعام دليل الرغبة، وفي ذمه دليل احتقار النعمة.

٣. حسن خلق الرسول -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنه لم يعب طعاما قط.

٤. بيان حسن الأدب؛ لأن المرء قد لا يشتهي طعاما ويشتهيه غيره.

٥. في تعييب الطعام كسر لقلب صاحبه، وفي مدحه الثناء على الله -سبحانه وتعالى-, وجبر لقلب صاحبه.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4966)

ما على الأرض مسلم يدعو الله تعالى بدعوة إلا آتاه الله إياها، أو صرف عنه من السوء مثلها، ما لم يدع بإثم، أو قطيعة رحم

روئے زمین پر موجود کوئی بھی مسلمان اللہ سے کوئی بھی دعا مانگے تو اللہ تعالی اسے اس کی مراد عنایت کر دیتے ہیں یا پھر اس کے بدلے میں اس طرح کی کوئی مصیبت اس سے ٹال دیتے ہیں بشرطیکہ کہ وہ کسی گناہ یا قطعِ رحمی کی دعا نہ کرے۔

١٣٤٧. الحديث:

عن عبادة بن الصامت -رضي الله عنه- و أبي سعيد الخدري-رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما على الأرض مسلم يدعو الله تعالى بدعوة إلا آتاه الله إياها، أو صرف عنه من السوء مثلها، ما لم يَدْعُ بإثم، أو قطيعة رحم»، فقال رجل من القوم: إذا نُكثِر قال: «اللهُ أكثر». وفي رواية أبي سعيد زيادة: «أو يَدَّخر له من الأجر مثلها».

١٣٤٧. حدیث:

عبادہ بن صامت - رضی اللہ عنہ - اور ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر موجود کوئی بھی مسلمان اللہ سے کوئی بھی دعا مانگے تو اللہ تعالی اسے اس کی مراد عنایت کردیتا ہے یا پھر اس کے بدلے میں اس طرح کی کوئی مصیبت اس سے ٹال دیتا ہے بشرطیکہ کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ: پھر تو ہم بہت زیادہ دعا کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ اور زیادہ دے گا۔ ابو سعید - رضی اللہ عنہ - کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: "یا پھر وہ اس کے مثل اجر اس کے لیے محفوظ رکھ چھوڑتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يرغب كل مسلم أن يكون على صلة بربه -عز وجل-، قولاً وعملاً، والدعاء الصادر من قلب صادق متعلق بمحبة الله -عز وجل-، تفتح له أبواب السماء، ويستجيب له الله -عز وجل- الذي يجيب المضطر إذا دعاه، ويكشف السوء، فالدعاء لا يضيع، فهو إما أن يستجاب ويحصل المطلوب أو أن يمنع الله به من السوء بقدره، أو يدخر له من النفع مثله وما عند الله من الخير أكثر مما يطلب الناس ويسألون.

اجمالی معنی:

حدیث ہر مسلمان کو ترغیب دے رہی ہے کہ وہ وہ قول و عمل کے ساتھ اپنے رب سے تعلق جوڑے رکھے اور یہ کہ ایسی دعا جو ایسے دل سے صادر ہو جو سچا ہو اور اللہ کی محبت سے منسلک ہو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ جو مجبور و بے کس کی دعا کو سنتا ہے اسے قبول کرتا ہے اور مصیبت کو دور کردیتا ہے۔ چنانچہ دعا ضائع نہیں ہوتی۔ یا تو اس شخص کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور اسے اس کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے یا پھر اس کے بقدر اللہ تعالی اس کی کسی مصیبت کو ٹال دیتا ہے یا پھر اس کے مساوی نفع کو اس کے لیے محفوظ رکھ چھوڑتے ہیں۔ اللہ کے پاس جو خیر ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جسے لوگ مانگتے اور طلب کرتے ہیں۔ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري: (ج ٤/ ١٥٣٧-١٥٣٨)، شرح رياض الصالحين لابن عثيمين: (ج ٦/ ٥٤)

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > آداب الدعاء

راوي الحديث: رواه الترمذي، وبالزيادة رواه أحمد.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِت -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إذاً نكثر: نكثر الدعاء بغير إثم ولا قطيعة رحم.

• الله أكثر : أكثر إحساناً مما تسألون.
• صرف : منع.
• يدخر : يجعل.

فوائد الحديث:

١. دعوة المسلم مستجابة لا ترد لكن بشروطها وآدابها؛ لذلك ينبغي على العبد أن لا يستعجل بالإجابة.
٢. دعوة المسلم تحت ثلاثة أمور: أ- الإجابة، ب- التأخير ودفع البلاء عنه بقدرها، ج- ادخارها ليوم القيامة فيثيبه عليها.
٣. خزائن الله ملأى ويداه مبسوطتان لا ينقصها سؤال العباد، وما عنده لا ينفد مهما كثر الطلب وألح السائل.
٤. استحباب الإلحاح في الطلب؛ لأن في ذلك إظهار التضرع والفاقة والعجز لله -تبارك وتعالى.-
٥. استحباب السؤال الكثير؛ فإن الله لا يتعاظم عليه شيء.
٦. لا تجاب الدعوة المقترنة بإثم أو قطيعة رحم.

المصادر والمراجع:

.1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. ٢. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. ٣. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. ٤. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. ٥. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. ٦. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٧. صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨ه. ٨. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. ٩. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. ١٠. صحيح الترغيب والترهيب للألباني، ط٥، مكتبة المعارف – الرياض. ١١. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ، وآخرون، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ.

الرقم الموحد: (5100)

ما لكم ولمجالس الصُّعُدَاتِ؟ اجتنبوا مجالس الصُّعُدَاتِ

١٣٤٨. الحديث:

عن أبي طلحة زيد بن سهل -رضي الله عنه- قال: كُنَّا قعودا بالأَفْنِيَةِ نتحدَّث فيها فجاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقام علينا، فقال: «ما لكم ولمجالس الصُّعُدَاتِ؟ اجتنبوا مجالس الصُّعُدَاتِ». فقُلنا: إنما قَعَدْنَا لغير ما بأس، قَعَدْنَا نتذاكَر، ونتحدث. قال: «إما لا فأدُّوا حقها: غَضُّ البَصَر، ورَدُّ السلام، وحُسْن الكلام».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو طلحة -رضي الله عنه- أنهم كانوا قعودًا عند فِنَاءِ دار، وهي الأماكن المتسعة عند البيوت ويتحدثون في أمورهم، "فجاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقام علينا" أي أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أقبل عليهم ووقف عندهم ونهاهم -صلى الله عليه وسلم- عن الجلوس في الطرقات. قالوا: "إنما قَعَدْنَا لغير ما بأس، قَعَدْنَا نتذاكر، ونتحدث" أي أن جلوسنا هنا يا رسول الله لا لأمر فيه بأس شرعًا، بل جلوسنا هنا لأمر مباح وهو أننا نتذاكر ونتحدث فيما بيننا. قال: "إما لا فأدُّوا حقَها" أي فإن أبيتم ترك هذه المجالس، فأدوا حقها وفي الرواية الأخرى: "إن أبيتم إلا المجلس فأعطوا الطريق حقه"، وفي الرواية الأخرى: "سألوه وما حقُّ الطريق" فقال لهم: "غَضُّ البَصَر، وردُّ السلام، وحُسْن الكلام"، وفي الرواية الأخرى: "غضُّ البصر وكفُّ الأذى وردُّ السلام والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" والمعنى إن أبيتم إلا الجلوس في الطرقات، فإن الواجب عليكم أن تُؤَدُّوا ما هو واجب عليكم، فبين لهم -صلى الله عليه وسلم- سبب النهي عن الجلوس في الطرقات وذلك أن الإنسان قد يتعرض للفتن بحضور النساء الشواب، وخوف ما يلحق من ذلك من النظر إليهن

تم لوگوں کو کیا ہوا ہے جو راستے میں مجلسیں جمائے بیٹھے رہتے ہو؟ راستوں میں مجلسیں جمانے سے بچو۔

١٣٤٨. حدیث:

ابو طلحہ زید بن سہل - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ ہم لوگ کھلی جگہوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے تھے، آپ ﷺ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر فرمایا: "تم لوگوں کو کیا ہوا ہے جو راستے میں مجلسیں جمائے بیٹھے رہتے ہو؟ راستوں میں مجلسیں جمانے سے بچو"۔ ہم نے عرض کیا ہم کسی نقصان کی غرض سے نہیں بیٹھے، ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر بیٹھنا ہی ہے تو راستہ کا حق آنکھیں نیچی کر کے اور سلام کا جواب دے کر اور اچھی گفتگو سے ادا کرو"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

ابو طلحہ - رضی اللہ عنہ - بتا رہے ہیں کہ وہ گھر کے صحن میں بیٹھے تھے۔ فِناء گھر کے قریب کھلی جگہ کو کہتے ہیں، اس میں بیٹھ کر اپنے معاملات کے بارے میں باتیں کررہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور ہمیں راستوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا "اِنما قَعَدْنَا لغیر ما بَأس، قَعَدْنَا نتذاکر، ونتحدث" یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ ہم یہاں کسی غیر شرعی کام کے لیے نہیں بیٹھے، بلکہ جائز کام کے لیے بیٹھے ہیں، یہاں بیٹھ کر ہم اپنے خصوصی معاملات کے بارے میں بات چیت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اِما لا فأدُّوا حقها" یعنی اگر تم ان مجلسوں کو چھوڑ نہیں سکتے تو ان کا حق ادا کرتے رہو۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں "اِن اَبَیتم اِلا المجلس فأعطوا الطریق حقہ" اور ایک اور روایت کے الفاظ ہیں "سألوہ وما حقُّ الطریق" یعنی صحابہ نے پوچھا کہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظریں جھکانا، سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کرنا۔ دوسری روایت میں ہے: نظریں جھکانا، تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔ مطلب یہ کہ اگر تمہیں لامحالہ راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرنا تمہارے اوپر لازم ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے راستوں میں بیٹھنے سے ممانعت کا سبب بتلایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بسا اوقات انسان کو فتنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے عورتوں کا سامنے آنا اور انہیں دیکھنے کا خوف اور اس کی وجہ سے فتنے میں پڑنا، اسی طرح اللہ اور مسلمانوں کے ایسے حقوق کا پیش ہونا جن کی ادائیگی گھر میں ہونے کی صورت میں لازم نہیں آتی، کیونکہ وہ اکیلا ہوتا ہے یا اپنی ضروری کاموں میں مشغول ہوتا ہے، ان کھلے راستوں

والفتنة بسببهن، ومن التعرض لحقوق الله وللمسلمين بما لا يلزم الإنسان إذا كان في بيته وحيث ينفرد أو يشتغل بما يلزمه، ومن رؤية المنكر، فيجب عليه في هذه الحال أن يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر، فإن ترك ذلك فقد تعرض لمعصية الله. وكذلك هو يتعرض لمن يَمُر عليه ويسلِّم، وربما كثر ذلك عليه فيعجز عن ردِّ السلام على كل مَار، وردُّه فرض، فيأثم والمرء مأمور ألا يتعرض للفتن، ولا يلزم نفسه ما لعله لا يقوم بحقه فيه.

میں بُرائیوں پر بھی نظر پڑے گی، اس وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اگر اسے چھوڑے گا تو اللہ کی نافرمانی لازم آئے گی۔ اسی طرح گزرنے والے کو سلام کرنا بھی لازم آئے گا، بسا اوقات لوگوں کی کثرت کی وجہ سے بیٹھنے والا سلام کرنے اور اس کا جواب دینے سے عاجز ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہوگا اور انسان کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ فتنوں سے بچے اور ان میں پڑنے سے اپنے آپ کو بچائے، اس لئے کہ اپنے نفس پر ان چیزوں کو لازم نہ کرے جن کا حق ادا کرنا اس کے لیے ممکن نہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الطريق والسوق

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو طلحة الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأَفْنِيَة : جمع فناء وهو المكان المُتَّسع أمام البيت.
- فقام علينا : وقف علينا.
- الصُّعُدَات : الطُرقات.
- لغير ما بأس : البَأس: المانع والحرج، والمعنى: أن قعودنا هنا لمباح لا لأمر فيه بأس شرعا.

فوائد الحديث:

١. إباحة الجلوس في حافات الطرق، بشرط أداء حق الطريق والتأدب بالآداب الإسلامية، وهي: غضُّ البصر، ردُّ السلام، كفُّ الأذى، والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.
٢. النهي عن إتيان الأماكن التي يتعرض فيها للفتن.
٣. النهي عن تضييق الطريق على المسلمين.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ إكمال المعلم بفوائد مسلم، تأليف: عياض بن موسى بن عياض، تحقيق: د/ يحي بن اسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع - الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8896)

ما ملأ آدميٌّ وعاءً شرًّا من بطن، بحسب ابن آدم أكلات يقمن صلبه، فإن كان لا محالة، فثلث لطعامه، وثلث لشرابه، وثلث لنفسه

کسی انسان نے اپنے پیٹ سے بُرا برتن کبھی نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند نوالے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھیں اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو ایک تہائی حصہ (پیٹ) کھانے کے لیے، ایک تہائی حصہ پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے مختص کردے۔

١٣٤٩. الحديث:

عن المِقْدَام بن مَعْدِي كَرِبَ -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «ما مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا من بطن، بِحَسْبِ ابن آدم أُكُلَاتٍ يُقِمْنَ صُلْبَه، فإن كان لا مَحَالَةَ، فَثُلُثٌ لطعامه، وثلث لشرابه، وثلث لِنَفَسِهِ».

١٣٤٩. حدیث:

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی انسان نے اپنے پیٹ سے بُرا برتن کبھی نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند نوالے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھیں اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو ایک تہائی حصہ (پیٹ) کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے مختص کردے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يرشدنا النبي الكريم -صلى الله عليه وسلم- إلى أصل من أصول الطب، وهي الوقاية التي يقي بها الإنسان صحته، وهي التقليل من الأكل، بل يأكل بقدر ما يسد رمقه ويقويه على أعماله اللازمة، وإن شر وعاء مُلئ هو البطن لما ينتج عن الشبع من الأمراض الفتاكة التي لا تحصى عاجلا أو آجلا باطنا أو ظاهرا، ثم إن الرسول -صلى الله عليه وسلم- قال: إذا كان الإنسان لابد له من الشبع، فليجعل الأكل بمقدار الثلث، والثلث الآخر للشرب، والثلث للنفس حتى لا يحصل عليه ضيق وضرر، وكسل عن تأدية ما أوجب الله عليه في أمر دينه أو دنياه.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ ہمیں طبی اصول میں سے ایک اصول کی طرف رہنمائی فرما رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا پرہیز ہے جس سے انسان اپنی صحت کی حفاظت کر سکتا ہے اور وہ ہے کھانے میں کمی کرنا۔ بلکہ انسان کو چاہیے کہ وہ اتنا کھائے جس سے اس کی سانس باقی رہ سکے اور جو اسے ضروری کام نمٹانے کی قوت فراہم کرے۔ سب سے گندہ برتن جسے بھرا گیا ہو وہ پیٹ ہے کیونکہ خوب سیر ہو کر کھانے سے مہلک قسم کے امراض جنم لیتے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے کچھ تو فوری پیدا ہوتے ہیں اور کچھ تاخیر سے اور کچھ باطنی ہوتے ہیں اور کچھ ظاہری۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر انسان کو سیر ہو کر کھانا ہی ہو تو پھر ایک پیٹ کے ایک تہائی حصے کو کھانے کے لیے اور ایک تہائی کو پینے کے لیے مخصوص کر دے اور ایک تہائی کو سانس لینے کے لیے چھوڑ دے تا کہ کوئی تنگی اور نقصان نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس پر جو دینی اور دنیاوی امور فرض کیے ہیں ان کی ادائیگی میں اُسے کوئی سستی لاحق نہ ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذَمُّ الهوى والشّهوات

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: المِقْدَام بن مَعْدِي كَرِبَ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- وعاء : الإناء الذي يوضع فيه الشيء.
- بحسب ابن آدم : يكفيه لسد الرمق، وإمساك القوة.
- لقيمات : جمع لقيمة، تصغير لقمة.

- يقمن صلبه : ظهره ليتقوى على الطاعة.
- فإن كان لا محالة : لا بد من التجاوز عما ذكر فلتكن أثلاثا.
- فثلث لطعامه : أي جعل ما يأكله من الطعام ثلث ما يدخل بطنه.
- وثلث لشرابه : مشروبه يجعله له.
- وثلث لنفسه : بالتحريك يدعه له ليتمكن من التنفس، ويحصل له نوع صفاء ورقة.

فوائد الحديث:

١. عدم التوسع في الأكل والشرب، وهذا أصل جامع لأصول الطب كلها، لما في كثرة الشبع من الأمراض والأسقام.

٢. فيه شاهد لما اختص به النبي -صلى الله عليه وسلم- من جوامع الكلم.

٣. الغاية من الأكل، وهي حفظ الصحة والقوة وبهما سلامة الحياة.

٤. ذم الشبع، وذلك إذا كان دائماً أو غالباً.

٥. لملء البطن من الطعام أضرار بدنية ودينية، قال عمر -رضي الله عنه - "إياكم والبطنة، فإنها مفسدة للجسم ومكسلة عن الصلاة."

٦. الأكل من حيث الحكم على أقسام: واجب، وهو ما به تُحفظ الحياة ويؤدي تركه إلى ضرر. جائز، وهو ما زاد على القدر الواجب ولا يُخشى ضرره. مكروه، وهو ما يُخشى ضرره. محرم، وهو ما يُعلم ضرره. ومستحب، وهو ما يُستعان به على عبادة الله وطاعته وقد أجمل ذلك في الحديث في ثلاث مراتب :أ- ملء البطن. ب- أكلات أو لقيمات يقمن صلبه. ج- قوله : "ثلث لطعامه وثلث لشرابه وثلث لنفسه" هذا كله إذا كان جنس المأكول حلالاً.

٧. الحديث قاعدة من قواعد الطب، وحيث إن علم الطب مداره على ثلاثة أصول: حفظ القوة والحمية والاستفراغ، فقد اشتمل الحديث على الأولين منها، كما في قوله تعالى : " وكلوا واشربوا ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين."

٨. كمال هذه الشريعة حيث اشتملت على مصالح الإنسان في دينه ودنياه.

٩. من علوم الشريعة أصولُ الطب وأنواعٍ منه، كما جاء في العسل والحبة السوداء.

١٠. اشتمال أحكام الشريعة على الحكمة، وأنها مبنية على درء المفاسد وجلب المصالح.

١١. شهوة الأكل سبب للمعصية، وهي التي كانت لآدم، ولعل هذا هو السر في التعبير بـ (ابن آدم) تذكيراً وتحذيراً.

١٢. إثبات الأسباب.

١٣. إطلاق اسم الشر على سببه، فسبب الشر شر، كما أن سب الخير خير.

المصادر والمراجع:

-جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم، لابن رجب الحنبلي، نشر: مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: السابعة، ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م. -التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م. -سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨م. -مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالةالطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م -إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4723)

ما من قَوْمٍ يَقُومُونَ من مجلس لا يَذْكُرُونَ الله تعالى فيه، إلا قاموا عن مثل جِيفَةِ حمار، وكان لهم حَسْرَةً

جو لوگ کسی مجلس سے اٹھیں اور اس مجلس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو ان کا وہاں سے اٹھنا ایسے ہے جیسے وہ مردہ گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس (روزِقیامت) ان کے لیے حسرت ہوگی۔

١٣٥٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما من قوم يقومون من مجلس لا يذكرون الله -تعالى- فيه، إلا قاموا عن مثل جيفة حمار، وكان لهم حسرة».

١٣٥٠. حديث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس سے اٹھیں اور اس مجلس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو ان کا وہاں سے اٹھنا ایسے ہے جیسے وہ مُردہ گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس (روزِقیامت) ان کے لیے حسرت ہوگی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن من جلسوا في مجلس لم يذكروا الله -تعالى- فيه فحالهم كمثل حال الذي يجلس في مائدة ضيافتها جِيفَةُ حمار، التي هي غاية في النتانة والقذارة، ويقوم عن ذلك المجلس كمن يقوم عن هذه الجيفة، وهذا مثال للتفريط في ذكر الله، فيتندمون أشد الندم على ما فرطوا في أوقاتهم وأضاعوها فيما لا نفع فيه. فينبغي على المسلمين: أن يحرصوا كل الحرص على أن تكون مجالسهم طاعة وعبادة وأن يفروا من مجالس اللهو كما يفرون من النتانة والقذارة، فإن الإنسان مسؤول عن أوقاته، ومحاسب عليها، فإن كان خيرا فخير وإن كان شرا فشر.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو وہ اس شخص کی مانند ہیں جو کسی دستر خوان پر بیٹھے اور بطور ضیافت اس کے سامنے مردہ گدھا ہو جو بہت ہی بدبودار اور گندا ہو۔ اس مجلس سے اٹھنے والے اس مردہ گدھے کے پاس سے اٹھنے والے شخص کی طرح ہیں۔ یہ اللہ کے ذکر میں کوتاہی کرنے کی مثال ہے۔ یہ لوگ اپنے اوقات کے استعمال کرنے میں جس کوتاہی کے مرتکب ہوئے اور انہیں جن بے سود کاموں میں صرف کیا اس پر یہ بہت زیادہ نادم ہوں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ پوری کوشش کریں کہ ان کی مجالس نیکیوں اور عبادات پر مشتمل ہوں اور یہ کہ وہ ایسی مجالس جن میں لغویات کا دور دورہ ہو سے ایسے بھاگیں جیسے وہ بدبو اور گندگی سے دور بھاگتے ہیں۔ کیونکہ انسان سے اس کے اوقات کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس سے ان کا حساب لیا جائے گا۔ اگر اسے اچھائی میں (بتایا) تو اس کا انجام بہتر ہوگا اور اگر اسے برائی میں لگایا تو پھر اس کا انجام بھی بُرا ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قَوْمٌ : يطلق على الرجال خاصة، لكن هنا يشمل النساء.
- جِيفَةُ حمار : أي : جُثَّةُ حمار ميت مُنْتِنَة.
- حسرة : ندامة.

فوائد الحديث:

١. التحذير من الغفلة عن ذكر الله والتنفير منها.

٢. بذكر الله تطيب المجالس وتطمئن القلوب.

٣. كل وقت لا يشغل بطاعته عاقبته الحسرة والندامة يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة.

الرقم الموحد: (3910)

ما نقص مال عبد من صدقة، ولا ظلم عبد مظلمة صبر عليها إلا زاده الله عزا، ولا فتح عبد باب مسألة إلا فتح الله عليه باب فقر

کسی بندے کا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ اس ظلم وزیادتی پر صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جس شخص نے اپنے نفس پر سوال کا دروازہ کھولا (یعنی بلا ضرورت مانگا)، اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر وافلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

١٣٥١. الحديث:

عن أبي كبشة عمرو بن سعد الأنماري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ثلاثة أقسم عليهن، وأحدثكم حديثا فاحفظوه: ما نقص مال عبد من صدقة، ولا ظلم عبد مظلمة صبر عليها إلا زاده الله عزا، ولا فتح عبد باب مسألة إلا فتح الله عليه باب فقر -أو كلمة نحوها- وأحدثكم حديثا فاحفظوه»، قال: «إنما الدنيا لأربعة نفر: عبد رزقه الله مالا وعلما، فهو يتقي فيه ربه، ويَصِلُ فيه رحمه، ويعلم لله فيه حقا، فهذا بأفضل المنازل. وعبد رزقه الله علما، ولم يرزقه مالا، فهو صادق النية، يقول: لو أن لي مالا لَعَمِلْتُ بعمل فلان، فهو بنيته، فأجرهما سواء. وعبد رزقه الله مالا، ولم يرزقه علما، فهو يخبط في ماله بغير علم، لا يتقي فيه ربه، ولا يصل فيه رحمه، ولا يعلم لله فيه حقا، فهذا بأخبث المنازل. وعبد لم يرزقه الله مالا ولا علما، فهو يقول: لو أن لي مالا لعملت فيه بعمل فلان، فهو بنيته، فوزرهما سواء».

١٣٥١. حدیث:

ابو کبشہ عمرو بن سعد انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین باتیں ہیں، جن کی حقانیت وصداقت پر میں قسم کھاتا ہوں اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں جسے تم یاد رکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا؛ بندے کا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ (دوسری بات یہ کہ) جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ اس ظلم وزیادتی پر صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جس شخص نے اپنے نفس پر سوال کا دروازہ کھولا (یعنی بلا ضرورت مانگا)، اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔-یا اسی طرح کی کچھ بات کہی-اور ایک بات میں تم سے کہتا ہوں، تم اسے یاد رکھنا"۔ فرمایا: "یہ دنیا بس چار آدمیوں کے لیے ہے۔ ایک تو وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال وزر بھی عطا کیا اور علم کی دولت سے بھی نوازا۔ پس وہ اپنے مال ودولت کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے۔ اس کے ذریعہ اپنے قرابت داروں اور عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ کا حق ادا کرتا ہے۔ یہ شخص سب سے بلند مرتبے والا ہے۔ دوسرا وہ بندہ ہے، جسے اللہ نے علم دیا۔ مال ودولت محروم رکھا۔ مگر اس کی نیت سچی ہے۔ وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا، تو میں فلاں شخص جیسا کام کرتا۔ ایسے شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا اور ان دونوں کا اجر برابر ہوگا۔ تیسرا بندہ وہ ہے، جسے اللہ نے صرف مال دیا اور علم سے محروم رکھا۔ وہ علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنے مال کے بارے بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے مال کے سلسلے میں نہ تو اپنے رب سے ڈرتا ہے، نہ قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں موجود اللہ کے حق کا پاس و لحاظ رکھتا ہے۔ یہ مرتبے کے لحاظ سے سب سے گھٹیا شخص ہے۔ چوتھا شخص وہ ہے، جسے اللہ نے نہ تو مال دیا اور نہ ہی علم۔ وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح کام کرتا۔ اس کا معاملہ اس کی نیت کے مطابق ہوگا اور ان دونوں کا گناہ برابر ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ثلاث خصال حلف النبي -صلى الله عليه وسلم- عليها، وحدثهم بحديث آخر, أما الخصال الثلاث فهي: ١- ما نقص مال عبد من صدقة. أي: بركته من أجل إعطاء صدقة. ٢- ولا ظُلِمَ عبد مظْلمَة فصبر عليها إلا زاده الله بها عزاً. أي مظلمة ولو كان متضمناً لنوع من المذلة إلا أعزه الله بها ويذل الظالم. ٣- ولا فتح عبد على نفسه باب سؤال الناس لا لحاجة وضرورة بل لقصد غنى وزيادة إلا أفقره الله بأن فتح له باب احتياج آخر أو سلب عنه ما عنده من النعمة. ثم ذكر أن الدنيا لأربعة أصناف: ١- عبد رزقه الله مالا وعلما، فهو يتقي بأن يصرف هذا المال في مصرفه الصحيح، وبعمل بعلمه، ويَصِلُ رحمه، فهذا بأفضل المنازل. ٢- عبد رزقه الله علما، ولم يرزقه مالا، فهو صادق النية، يقول: لو كان لي مال لَعَمِلْتُ مثل عمل العبد الأول، فهو بنيته، فأجرهما سواء. ٣- عبد رزقه الله مالا، ولم يرزقه علما، فهو يخبط في ماله بغير علم، لا يتقي فيه ربه، ولا يصل فيه رحمه، ولا يعلم لله فيه حقا، فهذا بأخبث المنازل. ٤- عبد لم يرزقه الله مالا ولا علما، فهو يقول: لو كان لي مال لعملت فيه مثل عمل العبد الثالث، فهو بنيته، فوزرهما أي إثمهما سواء.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتوں پر قسم اٹھائی اور صحابہ کو ایک اور بات بھی بتائی۔ تین خصلتیں یہ ہیں: ١۔ بندے کا مال صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا۔ یعنی صدقہ دینے کی وجہ سے اس کی برکت میں کمی نہیں ہوتی۔ ٢۔ جب کسی بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے، تو اللہ تعالی اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ اگر اس ظلم میںکچھ بے عزتی بھی شامل ہو تو اللہ تعالی اسے عزت بخشتا ہے اور ظالم کو ذلیل کرتا ہے۔ ٣۔ جب کوئی شخص بلا ضرورت لوگوں سے، صرف مال و دولت میں اضافے کے لیے مانگنا شروع کردیتا ہے، تو اللہ تعالی اسے فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کے لیے کسی اور ضرورت کا دروازہ کھول دیتا ہے یا اس سے کوئی نعمت چھین لیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔ جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو كبشة عمرو بن سعد الأنماري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ثلاثة : أي: ثلاث خصال.
- مَظلمة : هي ما يطلبه عند الظالم.
- نفر : ما بين الثلاثة إلى العشرة.

فوائد الحديث:

١. جواز الحلف على الشيء لتأكده أو نزع شبهة في قلب السامع دون أن يستحلف.
٢. الحث على الصبر وتحمل الشدائد وعدم رد الظلم بمثله.
٣. من ترك شيئاً لله وهو قادر عليه جزاه الله خيراً بعمله
٤. يظهر أثر العفو والصفح عزاً ورفعة وكرامة في الدنيا والآخرة.
٥. التحذير من المسألة لغير حاجة وأنها تفتح باب فقر.

٦. بيان أقسام أهل الدنيا.

٧. الحض على العلم والعمل مع الإخلاص فيهما.

٨. الحث على صلة الأرحام.

٩. المال بلا علم يؤدي إلى التهلكة والعلم بلا خوف من الله يؤدي إلى غضب الله -تعالى.-

١٠. المرء يثاب على الإرادة الجازمة وإن عجز عن القيام بالفعل.

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي), تأليف: محمد بن عيسى الترمذي, تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م صحيح الجامع وزيادته, تأليف: محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, تأليف: علي بن سلطان محمد الملا الهروي القاري, الناشر: دار الفكر, ط١ عام ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (5833)

ما يَسُرُّنِي أن عندي مثل أُحُدٍ هذا ذهبًا تمضي عليَّ ثلاثة أيام وعندي منه دينارٌ، إلا شيء أرصده لِدَيْنٍ، إلا أن أقولَ به في عباد الله هكذا وهكذا وهكذا

مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، پھر مجھ پر تین دن گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی موجود ہو، ماسوا اس شے کے جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال کر رکھ لوں۔ اس کے سوا جتنا کچھ بھی ہو میں اسے اللہ کے بندوں میں اس طرح، اس طرح اور اس طرح تقسیم کردوں

١٣٥٢. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- قال: كنت أمشي مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في حَرَّةٍ بالمدينة، فاستقبلنا أُحُدٌ، فقال: «يا أبا ذر» قلت: لبيك يا رسول الله. فقال: «ما يَسُرُّنِي أن عندي مثل أُحُدٍ هذا ذهبًا تمضي علي ثلاثة أيام وعندي منه دينارٌ، إلا شيء أرصده لِدَيْنٍ، إلا أن أقولَ به في عباد الله هكذا وهكذا وهكذا» عن يمينه وعن شماله ومن خلفه، ثم سار، فقال: «إن الأكثرين هم الأَقَلُّونَ يوم القيامة إلا من قال بالمال هكذا وهكذا وهكذا» عن يمينه وعن شماله ومن خَلفه «وقليل ماهم». ثم قال لي: «مكانك لا تَبْرح حتى آتيك» ثم انطلق في سوادِ الليل حتى تَوارى، فسمعت صوتًا، قد ارتفع، فَتَخَوَّفْتُ أن يكون أحدٌ عَرض للنبي -صلى الله عليه وسلم- فأردت أن آتيه فذكرت قوله: «لا تَبْرَحْ حتى آتيك» فلم أَبْرَحْ حتى أتاني، فقلت: لقد سمعت صوتًا تَخَوَّفْتُ منه، فذكرت له، فقال: «وهل سمعته؟» قلت: نعم، قال: «ذاك جبريل أتاني فقال: من مات من أُمتك لا يُشرك بالله شيئًا دخل الجنة»، قلت: وإن زنى وإن سرق؟ قال: «وإن زنى وإن سرق».

١٣٥٢. حدیث:

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینے کے ایک حرے (کالے پتھر والی زمین) پر چلا جا رہا تھا کہ ہمارے سامنے احد پہاڑ آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر!“ میں نے جواب دیا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، پھر مجھ پر تین دن گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی موجود ہو، ماسوا اس شے کے جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال کر رکھ لوں۔ اس کے سوا جتنا کچھ بھی ہو میں اسے اللہ کے بندوں میں اس طرح، اس طرح اور اس طرح تقسیم کردوں۔“ اپنے دائیں، بائیں اور پیچھے کی طرف (اشارہ کیا)۔ پھر آپ ﷺ چل دیے اور فرمایا: ”زیادہ مال و دولت والے ہی روز قیامت (اجر و ثواب میں) بہت کم ہوں گے، ماسوا اس شخص کے جس نے مال کو اس طرح، اس طرح اور اس طرح اپنے دائیں، بائیں اور پیچھے خرچ کیا ہوگا، لیکن ایسا کرنے والے کم ہی ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنی اس جگہ سے تب تک نہ ہٹنا جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں۔“ پھر آپ ﷺ رات کے اندھیرے میں چل دیے یہاں تک کہ اوجھل ہو گئے۔ پھر میں نے ایک بلند آواز سنی۔ مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں کوئی شخص نبی ﷺ کو نقصان پہنچانے کے درپے تو نہیں ہو گیا۔ میں نے آپ ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا لیکن مجھے آپ ﷺ کا فرمان یاد آ گیا کہ ”میرے آنے تک اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔“ چنانچہ میں وہاں سے نہ ہٹا یہاں تک کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے کہا: ”میں نے ایک آواز سنی تھی جس کی وجہ سے مجھے خوف لاحق ہو گیا تھا۔ میں نے ساری بات آپ ﷺ کو بتا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے وہ آواز سنی تھی؟“ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبریل علیہ السلام تھے جو میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا: آپ کی امت کا جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔“ میں نے پوچھا: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ فرمایا: اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔“

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: يخبر أبو ذر رضي الله عنه- أنه كان يمشي مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في حَرَّةٍ ذات حجارة سود بالمدينة، فاستقبلهم أُحُدٌ الجبل المعروف فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: ما يسرني، أي: لا يفرحني، أن عندي مثل أُحُدٍ هذا ذهبًا فيمر علي ثلاثة أيام وعندي منه شيء، ولا دينار واحد، إلا شيئًا أرصده لدين، فلو كنتُ أملك من المال مقدار جبل أحدٍ من الذهب الخالص لأنفقته كله في سبيل الله، ولم أبق منه إلا الشيء الذي أحتاج إليه في قضاء الحقوق، وتسديد الديون التي علي، وما زاد على ذلك، فإنه لا يسرني أن يمضي علي ثلاثة أيام وعندي منه شيء. وهذا يدل على أن النبي -صلى الله عليه وآله وسلم- من أزهد الناس في الدنيا؛ لأنه لا يريد أن يجمع المال إلا شيئًا يرصده لدين، وقد توفي -صلى الله عليه وسلم- ودرعه مرهونة عند يهودي في شعير أخذه لأهله. ولو كانت الدنيا محبوبة إلى الله -عز وجل- ما حرم منها نبيه -صلى الله عليه وسلم-، فالدنيا ملعونة ملعون ما فيها إلا ذكر الله وما والاه وعالمًا ومتعلمًا، وما يكون في طاعة الله -عز وجل- . ثم قال: "إن الأكثرين هم الأقلون يوم القيامة" يعني: المكثرون من الدنيا هم المقلون من الأعمال الصالحة يوم القيامة؛ لأن الغالب على من كثر ماله في الدنيا الاستغناء والتكبر والإعراض عن طاعة الله؛ لأن الدنيا تلهيه، فيكون مكثرًا في الدنيا مقلًّا في الآخرة. وقوله: "إلا من قال بالمال هكذا وهكذا وهكذا" يعني صرف المال في سبيل الله -عز وجل-، ثم قال: "وقليل ما هم" والمعنى أن من ينفق ماله في سبيل الله قليلٌ. ثم قال: (من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة وإن زنى وإن سرق) وهذا لا يعني أن الزنى والسرقة سهلة، بل هي صعبة، ولهذا استعظمها أبو ذر وقال: وإن زنى وإن سرق؟ قال: (وإن زنى وإن سرق). وذلك؛ لأن من مات على الإيمان وعليه معاص من

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ میں کالے پتھروں والی زمین (حرہ) پر چلے جا رہے تھے کہ سامنے احد پہاڑ آ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھے یہ بات بالکل پسند نہ ہوتی کہ مجھ پر تین دن گزر جائیں۔'' یعنی یہ بات مجھے خوش نہیں کرتی کہ تین دن گزر جائیں اور اس میں سے میرے پاس کچھ بچا رہے ماسوا اس شے کے جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال کر رکھ لوں۔ یعنی اگر میرے پاس احد پہاڑ کے بقدر خالص سونا ہوتا تو میں وہ سارا کا سارا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ چھوڑتا سوائے اس شے کے جس کی مجھے حقوق پورا کرنے اور قرضوں کی ادائیگی کے لئے ضرورت ہوتی۔ اور جو کچھ اس سے زائد ہوتا تو میں اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ تین دن گزر جائیں اور اس میں سے کچھ بھی میرے پاس باقی رہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کو دنیا میں بالکل بھی رغبت نہیں تھی کیونکہ آپ ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ مال جمع کریں سوائے اس شے کے جسے آپ ﷺ قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال رکھتے۔ نبی ﷺ کی جب وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس کچھ جَو کے بدلے رہن میں رکھی ہوئی تھی جسے آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ کے لیے لیے تھے۔ اگر اللہ عز و جل کے نزدیک دنیا محبوب ہوتی تو اللہ تعالی اپنے نبی ﷺ کو اس سے محروم نہیں رکھتا۔ لیکن ''دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر اور اس سے متعلق چیزوں کے اور سوائے عالم اور متعلم کے۔'' اور ان کاموں کے جو اللہ کی اطاعت گزاری میں ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا : ''زیادہ مال و دولت والے ہی روز قیامت (اجر و ثواب میں) بہت کم ہوں گے'' : یعنی جن کے پاس دنیا کی کثرت ہوگی قیامت کے دن ان کے پاس نیک اعمال کی کمی ہوگی۔ کیونکہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس کے پاس دنیا کے مال کی کثرت ہو جاتی ہے وہ استغنا اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اللہ کی اطاعت سے روگردانی کرنے لگتا ہے کیونکہ دنیا اسے غفلت میں ڈال دیتی ہے چنانچہ وہ دنیا میں تو بہت مال والا ہوتا ہے لیکن آخرت میں تہی دامن ہوگا۔ آپ ﷺ کا فرمان : ''جس نے اس طرح، اس طرح اور اس طرح دیا'' یعنی مال کو، اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا : ''اور ایسے لوگ کم ہی ہیں'' : یعنی جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہ بہت کم ہیں۔ پھر فرمایا : ''جو بھی اس حال میں مر گیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری

كبائر الذنوب؛ فإن الله يقول: (إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء) [النساء : ٤٨]، قد يعفو الله عنه ولا يعاقبه، وقد يعاقبه، ولكن إن عاقبه فمآله إلى الجنة؛ لأن كل من كان لا يشرك بالله ولم يأت شيئًا مكفرًا؛ فإن مآله إلى الجنة، أما من أتى مكفرًا ومات عليه، فهذا مخلد في النار وعمله حابط؛ لأن المنافقين كانوا يقولون للرسول -عليه الصلاة والسلام-: (نشهد إنك لرسول الله) [المنافقون: ١]، وكانوا يذكرون الله ولكن لا يذكرون الله إلا قليلا ويصلون ولكن (وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى) [النساء: ١٤٠] ومع ذلك فهم في الدرك الأسفل من النار. فدل على الزهد في الدنيا، وأن الإنسان لا ينبغي أن يعلق نفسه بها، وأن تكون الدنيا بيده لا بقلبه، حتى يقبل بقلبه على الله -عز وجل-؛ فإن هذا هو كمال الزهد، وليس المعنى أنك لا تأخذ شيئًا من الدنيا؛ بل خذ من الدنيا ما يحل لك، ولا تنس نصيبك منها، ولكن اجعلها في يدك ولا تجعلها في قلبك، وهذا هو المهم.

کرے۔'' اس سے یہ مراد ہر گز نہیں کہ زنا اور چوری بہت ہلکے گناہ ہیں بلکہ یہ بہت ہی بڑے گناہ ہیں۔ اسی لیے تو ابو ذر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت بڑی لگی اور انہوں نے پوچھا کہ "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔'' ایسا اس وجہ سے ہے کہ جو شخص حالت ایمان میں مرجاتا ہے اور اس پر کبیرہ گناہ ہوتے ہیں تو (ایسے لوگوں کے بارے میں) اللہ تعالی کا فرمان ہے: [إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ] (النساء: ٤٨)۔ ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' ہوسکتا ہے کہ اللہ اس شخص کو معاف کر دے اور اسے عذاب (بھی) نہ دے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے عذاب دے، تاہم اگر عذاب دے گا بھی تو بالآخر وہ جنت میں ہی جائے گا کیونکہ ہر وہ شخص جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور نہ ہی اس نے کسی کفریہ بات کا ارتکاب کیا ہو وہ بالآخر جنت میں جائے گا۔ البتہ جس نے کسی کفریہ عمل کا ارتکاب کیا، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور اس کا عمل رائیگاں جائے گا۔ کیونکہ منافقین رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے: [نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ] (المنافقون: ١) ترجمہ: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' وہ اللہ کا ذکر تو کرتے تھے لیکن بہت کم اور نماز تو پڑھتے تھے لیکن: [وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ] (النساء: ١٤٢) ترجمہ: ''اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔'' اس کے باوجود وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ یہ حدیث دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کی دلیل ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو اپنا دل اس دنیا کے ساتھ نہیں لگانا چاہیے اور یہ کہ دنیا اس کے ہاتھ میں ہو، دل میں اس کی جگہ نہ ہو۔ تاکہ وہ اپنے دل کے ساتھ اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو۔ یقینا یہی کمال زہد ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ اس دنیا میں سے کچھ بھی نہ لیں، بلکہ جو چیز آپ کے لیے حلال ہو وہ لیں اور اس میں سے اپنا حصہ نہ بھولیں لیکن اسے اپنے ہاتھ میں رکھیں، اپنے دل میں اسے جگہ نہ دیں۔ اور یہی اہم بات ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل التوحيد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَرَّة المدينة : الحَرَّة: الأرض ذات حجارة سود كأنها أحرقت. وحرة المدينة: موقع بظاهر المدينة تحت وَاقِم.
- أُحُدٌ : جبل أحمر بينه وبين المدينة قرابة ميل من شماليها.
- أَرْصُدُهُ : أعده أو أحفظه.
- قال بالمال : فعل بالمال هكذا، أي أنفقه ولم يكنزه

- سواد الليل : أي : ليلة قد غاب فيها القمر.
- لا تَبْرَحْ : لا تترك مكانك.
- تَوَارى : أي غاب شخصه.
- عَرَض : تعرض له بسوء.
- القيامة : هو اليوم الذي يبعث فيه الناس ويحاسبون.
- جبريل : أحد الملائكة العظام، بل هو أفضل الملائكة فيما نعلم؛ لشرف عمله؛ لأنه يقوم بحمل الوحي من الله إلي الرسل عليهم الصلاة والسلام،
- لبيك : إجابة لك.

فوائد الحديث:

١. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- مع أصحابه وعدم ترفعه على أحد منهم.

٢. حسن أدب أبي ذر -رضي الله عنه- مع رسول الله -صلى عليه وسلم-، وشدة حرصه على سلامته من كل مكروه.

٣. جواز حفظ المال لصاحب دين غائب أو لأجل وفاء دين مؤجل حين يحل، وأن وفاء الدين مقدم على صدقة التطوع.

٤. وجوب الاهتمام بالدين، والحرص على قضائه والمسارعة إلى تسديده وتقديمه على الإنفاق والصدقة في سبيل الله، لأن تسديد الديون أولى.

٥. حث أصحاب الأموال على الإنفاق في سبيل الله؛ لأن الأكثرين هم الأقلون يوم القيامة.

٦. لا يكره وجود المال مادام صاحبه ينفق منه في سبيل الله.

٧. استجابة الصحابة -رضي الله عنهم- لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعدم مخالفته.

٨. جواز الأخذ بالقرائن، وهذا ظاهر في قول أبي ذر: فسمعت صوتًا ارتفع، فتخوفت أن يكون أحد عرض للنبي -صلى الله عليه وسلم-، ثم إخباره الرسول بذلك وسكوته -صلى الله عليه وسلم.-

٩. صحة المراجعة في العلم بما تقرر عند الطالب في مقابلة ما يسمعه مما يخالف ذلك لأنه تقرر عند أبي ذر من الآيات والآثار الواردة في وعيد أهل الكبائر بالنار وبالعذاب فلما سمع أن من مات لا يشرك دخل الجنة استفهم عن ذلك بقوله وإن زنى وإن سرق واقتصر على هاتين الكبيرتين؛ لأنهما كالمثالين فيما يتعلق بحق الله وحق العباد.

١٠. لا ينبغي الإلحاح في المراجعة، ومن فعل ذلك جاز للشيخ زجره بما يليق به كزجر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأبي ذر، كما في بعض الروايات بقوله: "وإن رغم أنف أبي ذر".

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري ؛ عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج /أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف- حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية ١٤١٠ هـ- ١٩٩٠ م - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز.

الرقم الموحد: (3916)

ما يُصيب المسلم من نَصب، ولا وصَب، ولا هَمٍّ، ولا حَزن، ولا أَذى، ولا غَمٍّ، حتى الشوكة يُشاكها إلا كفر الله بها من خطاياه

ایک مسلمان کو جو بھی تھکان، مرض، پریشانی، صدمہ، تکلیف یا غم پہنچتا ہے حتی کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

١٣٥٣. الحديث:

عن أبي سعيد وأبي هريرة -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ما يُصيب المسلم من نَصب، ولا وصَب، ولا هَمٍّ، ولا حَزن، ولا أَذى، ولا غَمٍّ، حتى الشوكة يُشاكها إلا كفر الله بها من خطاياه».

١٣٥٣. حدیث:

ابوسعید اور ابوہریرہ - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تھکان، مرض، پریشانی، صدمہ، تکلیف یا غم پہنچتا ہے حتی کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أن ما يُصاب به المسلم من أمراض وهموم وأحزان وكروب ومصائب وشدائد وخوف وجزع إلا كان ذلك كفارة لذنوبه وحطا لخطاياه. وإذا زاد الإنسان على ذلك: الصبر والاحتساب، يعني: احتساب الأجر، كان له مع هذا أجر. فالمصائب تكون على وجهين: تارة : إذا أُصيب الإنسان تذكر الأجر واحتسب هذه المصيبة على الله، فيكون فيها فائدتان: تكفير الذنوب، وزيادة الحسنات. وتارة يغفل عن هذا ، فيضيق صدره، ويصيبه ضجر أو ما أشبه ذلك، ويغفل عن نية احتساب الأجر والثواب على الله، فيكون في ذلك تكفير لسيئاته، إذًا هو رابح على كل حال. فإما أن يربح تكفير السيئات، وحط الذنوب بدون أن يحصل له أجر؛ لأنه لم ينو شيئًا ولم يصبر ولم يحتسب الأجر، وإما أن يربح شيئين: تكفير السيئات، وحصول الثواب من الله عز وجل كما تقدم. ولهذا ينبغي للإنسان إذا أُصيب ولو بشوكة، فليتذكر احتساب الأجر من الله على هذه المصيبة، حتى يؤجر عليها، مع تكفيرها للذنوب. وهذا من نعمة الله سبحانه وتعالى وجوده وكرمه، حيث يبتلي المؤمن ثم يثيبه على هذه البلوى أو يكفر عنه سيئاته. تنبيه:

اجمالی معنی:

مفہوم حدیث: مسلمان کو جو بھی امراض، پریشانیاں، دکھ، کرب، مصائب و تکلیفات اور خوف وگھبراہٹ پہنچتے ہیں وہ اس کے گناہوں کا کفارہ اور اس کی غلطیوں کو مٹانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ مزید برآں اگر انسان ان پر صبر کرے اور اجر کی امید رکھے تو اسے ان پر اجر بھی ملتا ہے۔ مصیبتیں دو طرح کی ہوتی ہیں: بعض اوقات جب مصیبت آتی ہے تو انسان اجر کو ذہن میں لاتے ہوئے اس مصیبت پر اللہ تعالی سے ثواب کا خواستگار ہوتا ہے۔ اس میں دو فائدے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور دوسرا نیکیاں بڑھتی ہیں۔ بعض اوقات انسان کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ تنگ دل اور کبیدہ خاطر تو ہوتا ہے تاہم اس کی نیت میں یہ نہیں ہوتا کہ اس سے اللہ کی طرف سے اسے اجر و ثواب ملے گا۔ اس میں بھی اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر حال میں وہ فائدے میں رہتا ہے۔ چنانچہ یا تو بغیر کسی اجر کے صرف اس کی خطائیں معاف ہوتی ہیں اور گناہ مٹتے ہیں کیوں کہ اس نے نہ تو کسی شے کی نیت کی تھی اور نہ ہی صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھی تھی۔ یا پھر اسے دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں یعنی اس کی خطائیں بھی معاف ہوتی ہیں اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا اسے اللہ عزوجل کی طرف سے ثواب بھی ملتا ہے۔ اس لیے انسان کے لیے مناسب یہ ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آئے چاہے کانٹا ہی چبھے تو وہ اس مصیبت پر اللہ سے ثواب کی امید رکھے تاکہ گناہوں کے معاف ہونے کے ساتھ ساتھ اسے اس مصیبت پر اجر بھی مل جائے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت اور اس کے جود و کرم کا مظہر ہے۔ اللہ تعالی مومن شخص کو کسی ابتلاء و آزمائش میں ڈالتا ہے اور پھر اسے اس آزمائش پر یا تو اجر دیتا ہے یا اس کے گناہ معاف کرتا ہے۔ تنبیہ:

الحط للخطايا يحصل للصغائر، دون الكبائر التي لا ترفعها إلا التوبة النصوح.	معافی صرف صغیرہ گناہوں کی ہوتی ہے نہ کہ کبیرہ گناہوں کی جو صرف سچی توبہ سے ہی دور ہوتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل التوحيد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الْخُدْرِي -رضي الله عنه- أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الوصب : المرض .
- النصب : التعب.
- الأذى : هو كل ما لا يلائم النفس.
- الغم : هو أبلغ من الحزن، يشتد بمن قام به، حتى يصير بحيث يغمى عليه.
- يشاكها : تشكه ، وتدخل في جسده.
- خطاياه : ذنوبه.
- المسلم : المسلم هو من التزم لله بشريعة النبي صلّى الله عليه وسلّم فقط ظاهرا وباطنا.

فوائد الحديث:

١. فيه أن الأمراض وغيرها من الابتلاءات، التي تُصيب المؤمن: تُطهره من الذنوب والخطايا وإن قلت.
٢. فيه البشارة العظيمة للمسلمين ؛ فإنه ما من مسلم إلا ويُصاب بهذه المصائب.
٣. فيه رفع الدرجات بهذه الأمور وزيادة الحسنات.
٤. تكفير الذنوب مقصورٌ على بعضها ، وهي الصغائر ، أما الكبائر فلا بد من إحداث توبة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ. د . حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج /أبو زكريا يحيى بن شرف النووي: دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3701)

مثل الذي يَذْكُر رَبَّهُ والذي لا يَذْكُره مثل الحيِّ والميِّت

اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اسے یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ شخص کی سی ہے۔

١٣٥٤. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مثل الذي يذكر ربه والذي لا يذكره مثل الحي والميت» وفي رواية: «مثل البيت الذي يُذْكَرُ الله فيه، والبيت الذي لا يُذْكَرُ الله فيه، مثل الحيِّ والميِّت».

١٣٥٤. حديث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اسے یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔ ایک اور روایت میں ہے : "اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے اور جس میں اللہ کو یاد نہیں کیا جاتا ہے زندہ اور مردہ کی طرح ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الذي يَذْكر الله -تعالى- قد أحيا الله قلبه بذكره وشرح له صدره، فكان كالحي بسبب ذكر الله -تعالى- والمداومة عليه، بخلاف من لا يَذْكر الله -تعالى-، فهو كالميت الذي لا وجود له. فهو حيٌّ ببدنه ميتٌ بقلبه. وهذا مَثَل ينبغي للإنسان أن يعتبر به وأن يَعْلَم أنه كلما غَفَل عن ذكر الله عز وجل، فإنه يقسو قلبه وربما يموت قلبه والعياذ بالله. قال -تعالى-: (أومن كان ميتا فأحييناه وجعلنا له نورا يمشي به في الناس كمن مثله في الظلمات ليس بخارج منها) الآية [الانعام: ١٢٢]

اجمالی معنی :

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > فوائد ذكر الله عز وجل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أن ترك الذِّكْر يُشْبِه الموت، إذ أن تركه يُورث الغفلة المُبعدة عن فعل الخير، فيقل النَّفع أو ينعدم، وهذا يُشْبِه الميت من عدم الانتفاع به

٢. الحديث دليل على أن الذكر حياة الروح كما أن الروح حياة الجسد.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري ،عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4177)

مرَّ علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ونحن نُعالج خُصًّا لنا

اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم اپنی جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے

١٣٥٥. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- قال: مرَّ علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ونحن نُعالج خُصًّا لنا، فقال: «ما هذا؟» فقلنا: قد وَهَى، فنحن نُصلحه، فقال: «ما أرى الأمر إلا أَعْجَل من ذلك».

١٣٥٥. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم اپنی جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کیا ہے؟" ہم نے کہا کہ یہ (گھر) کمزور ہو گیا تھا، ہم اس کو ٹھیک کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تو معاملے (موت) کو اس سے بھی زیادہ قریب دیکھ رہا ہوں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث : أن النبي صلى الله عليه وسلم مر بعمرو بن العاص وهو يصلح ما قد فسد من بيته أو يعمل فيه لتقويته. وفي رواية لأبي داود : "وأنا أطين حائطا لي" فقال: "ما أرى الأمر إلا أعجل من ذلك" يعني: أن الأجل أقرب من أن تصلح بيتك خشية أن ينهدم قبل أن تموت وربما تموت قبل أن ينهدم، فإصلاح عملك أولى من إصلاح بيتك. والظاهر أن عمارته لم تكن ضرورية، بل كانت ناشئة عن أمل في تقويمه، أو صادرة عن ميل إلى زينته، فبين له أن الاشتغال بأمر الآخرة أولى من الاشتغال بما لا ينفع في الآخرة.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ: پیغمبر ﷺ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے گھر کا وہ حصہ ٹھیک کر رہے تھے جو خراب ہو گیا تھا یا وہ اسے مضبوط کر رہے تھے۔ ابوداوَد کی ایک روایت میں "وأنا أطين حائطا لي" کے الفاظ ہیں یعنی میں گھر کی ایک دیوار لیپ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں معاملہ اس سے بھی جلدی دیکھ رہا ہوں۔ یعنی تم اپنی موت کے آنے سے پہلے گھر کے گرنے کے خوف سے اس کے مرمت میں مصروف ہو۔ لیکن موت اس سے بھی زیادہ قریب ہے، ہوسکتا ہے گھر کے گرنے سے پہلے ہی تمہاری موت آجائے۔ اس لئے تمہارا اپنے عمل کی اصلاح کرنا اپنے گھر کو درست کرنے سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گھر کی تعمیر کا متعلقہ کام ضروری نہیں تھا، بلکہ وہ گھر کو اور مضبوط کرنے کی امید یا اس کی زینت کی خاطر تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اُخروی امور میں مصروف ہونا ایسے کام میں مصروف ہونے سے بہتر ہے جو آخرت میں نفع بخش نہیں ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: راوه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نعالج خصاً لنا : نصلح بيتا لنا، والخُصُّ: بيت من شجر أو قصب.
- وَهَى : ضعف.
- الأمر : الأجل.
- أعْجَل من ذلك : أسرع من ذلك.

فوائد الحديث:

١. جواز معالجة البيت وإصلاحه إذا فسد ووهى وتعرض للسقوط.
٢. ينبغي على الإمام أن يتفقد أحوال رعيته، ويحثهم على ما فيه نجاتهم في الدنيا والآخرة.
٣. جواز السؤال عن أمرٍ ظاهره لا يعنيه إذا ترتب عليه علم أو مصلحة.
٤. بيان سرعة انقضاء الدنيا.
٥. على الإنسان أن يضع الموت نصب عينيه، وأن يعتقد أنه أقرب شيء إليه.
٦. على الإنسان أن لا يشتغل من الدنيا بما يشغله عن الآخرة وينسيه مصيره المحتوم.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى : ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، الرسالة، بيروت الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ١٩٧٧ م الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ١٩٨٧م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي المؤلف: أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. سنن ابن ماجه، المؤلف: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن أبي داود، المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، المؤلف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى بـ (الكاشف عن حقائق السنن)، المؤلف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، المحقق: د. عبد الحميد هنداوي الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة - الرياض)، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م. التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ، المؤلف: محمد بن إسماعيل الكحلاني ثم الصنعاني، المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م.

الرقم الموحد: (4205)

من أحبَّ أن يُبْسَطَ عليه في رزقه، وأن يُنْسَأَ له في أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رحمه

١٣٥٦. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «من أحبّ أن يُبْسَطَ عليه في رزقه، وأن يُنْسَأَ له في أَثَرِهِ؛ فَلْيَصِلْ رحمه».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث حث على صلة الرحم، وبيان بعض فوائدها بالإضافة لتحقيق رضا الله -تعالى-، فإنها سبب أيضا للثواب العاجل بحصول أحب الأمور إلى العبد، وأنها سبب لبسط رزقه وتوسيعه، وسبب لطول العمر. وظاهر الحديث قد يتعارض عند بعض الناس مع قوله -تعالى-: «ولن يؤخر الله نفسا إذا جاء أجلها»، فالجواب أنَّ الأجل محدد بالنسبة إلى كل سبب من أسبابه، فإذا فرضنا أن الشخص حدد له ستون عاما إن وصل رحمه وأربعون إن قطعها؛ فإذا وصلها زاد الله في عمره الذي حدد له إذا لم يصل.

جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کر دی جائے، تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔

١٣٥٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کر دی جائے، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کیا کرے“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں صلہ رحمی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوش نودی کے حصول کے ساتھ ساتھ اس کے بعض دیگر فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے؛ کیوں کہ یہ عمل دنیوی منفعتوں کے حصول کا بھی سبب ہے، اس سے بندے کو اس کے پسندیدہ امور حاصل ہوتے ہیں؛ اس کی روزی میں فراخی وکشائش پیدا ہوتی ہے اور اس کی عمر دراز کر دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک بظاہر یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے متعارض ہے: "وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا" (سورة المنافقون: ١١) (ترجمہ: اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہر گز مہلت نہیں دیتا) اس کا جواب یہ ہے کہ موت کا وقت، اس کے تمام اسباب کے ساتھ متعین ومقرر ہے، اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ اگر فلاں شخص صلہ رحمی کرے، تو اس کی عمر ساٹھ سال ہوگی اور اگر قطع رحمی کرے، تو چالیس سال۔ اب اگر وہ صلہ رحمی کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی اس عمر میں اضافہ فرمائے گا، جو اس کے لیے صلہ رحمی نہ کرنے کی صورت میں مقرر کی گئی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُبْسَط : يوسّع.
- يُنْسَأ : يُؤخر.
- أثره : الأثر الأجل.
- فليصل رحمه : صلة الرحم: الإحسان إلى الأقربين سواء بالزيارة أو الإكرام البدني أو بالمال عند حاجته وغير ذلك بحسب العرف.

فوائد الحديث:

١. الحث والحرص على صلة الرحم.

٢. صلة الرحم سبب قوي جعله الله في سعة رزق الواصل وطول عمره.
٣. الجزاء من جنس العمل، فمن وصل رحمه بالبر والإحسان، وصله الله في عمره ورزقه.
٤. إثبات الأسباب؛ لأن الرسول -عليه الصلاة والسلام- أثبت سببًا -وهو: صلة الرحم- ومسببًا -وهو: طول الأجل وسعَة الرزق.-

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة،الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـصحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ،مكة ، مكتبة الأسدي ، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ. تطريز رياض الصالحين،فيصل بن عبد العزيز بن المبارك ، المحقق: د. عبد العزيز الزير آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م - الأدب النبوي لمحمد عبد العزيز بن علي الشاذلي الخَوْلي، ط٤، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (5372)

من أنْفَق زوْجَيْن في سَبيل الله نُودِي من أبْوَاب الجنَّة، يا عبد الله هذا خَيْرٌ، فمن كان من أهل الصلاة دُعِي من باب الصلاة، ومن كان من أهل الجِهاد دُعِي من باب الجِهاد

جواللہ کے راستے میں دوہری چیز خرچ کرے گا اسے جنت کے دروازوں پر سے پکار پکار کر کہا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے۔ پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا

١٣٥٧. الحديث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه- مرفوعاً: «من أنْفَق زوْجَيْن في سَبيل الله نُودِي من أبْوَاب الجنَّة، يا عبد الله هذا خَيْرٌ، فمن كان من أهل الصلاة دُعِي من باب الصلاة، ومن كان من أهل الجِهاد دُعِي من باب الجِهاد، ومن كان من أهل الصيام دُعِي من باب الرَّيَّانِ، ومن كان من أهل الصَّدَقة دُعِي من باب الصَّدَقة» قال أبو بكر -رضي الله عنه-: بأبي أنت وأمي يا رسول الله! ما على من دُعِي من تلك الأبواب من ضَرورة، فهل يُدْعَى أحَدٌ من تلك الأبواب كلِّها؟ فقال: «نعم، وأرْجُو أن تكون منهم».

١٣٥٧. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ کے راستے میں دوہری چیز خرچ کرے گا اسے جنت کے دروازوں پر سے پکار پکار کر کہا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے۔ پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ دار ہوگا اسے "باب ریان" سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ دینے والا ہوگا اسے صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا"۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ بتائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟" آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من تصدق بشيئين من أي شيء مثل المأكولات أو الملبوسات أو المركوبات أو النقود، ابتغاء رضوان الله نادته الملائكة من أبواب الجنَّة مُرَحِّبة بقدومه إليها، وهي تقول: لقد قدمت خيرا كثيرا تثاب عليه اليوم ثَوابا كبيرا. فالمكثرون من الصلاة ينادون من باب الصلاة، ويدخلون منه، والمكثرون من الصدقة ينادون من باب الصدقة، ويدخلون منه، والمكثرون من الصوم تستقبلهم الملائكة عند باب الرَّيَّان داعية لهم بالدخول منه، ومعنى الرَّيان: الذي يَروي من العطش؛ لأن الصائمين يمتنعون عن الماء فيصابون بالعطش ولاسيما في أيام الصيف الطويلة الحارة، فيجازون على عطشهم بالري الدائم في الجنة التي يدخلون إليها من ذلك الباب. فلما سمع أبو

اجمالی معنی:

جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے کسی بھی شے کو بطور صدقہ دوہرا خرچ کیا چاہے وہ کھانے کی شے ہو، لباس ہو، یا سواری یا پھر رقوم ہوں تو فرشتے اسے جنت میں خوش آمدید کہتے ہوئے اس کے دروازوں پر سے اسے پکار پکار کر کہیں گے: "تم نے بہت نیکیاں آگے بھیجیں جن پر تمہیں آج بہت زیادہ ثواب ملے گا"۔ چنانچہ جو لوگ کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے انہیں نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا اور وہ اس سے داخل ہوں گے۔ جو کثرت سے صدقہ دیتے تھے انہیں صدقے کے دروازے سے پکارا جائے گا اور وہ اس سے داخل ہوں گے اور جو کثرت سے روزے رکھتے تھے ان کا فرشتے "باب ریان" پر استقبال کریں گے اور انہیں اس میں سے داخل ہونے کی دعوت دیں گے۔ "الریان" کا معنی ہے جو پیاس بجھا کر سیر کردے۔ چونکہ روزہ دار پانی کے استعمال سے رکے رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے انہیں پیاس لگتی ہے خاص طور پر گرمی کے طویل اور گرم دنوں میں چنانچہ اس پیاس کو برداشت کرنے کے بدلے میں جنت میں ان کو ہمیشہ کے لئے سیر کر دیا جائے گا

بكر -رضي الله عنه- هذا الحديث، قال: يا رسول الله: "بأبي أنت وأمي من دخل من هذه الأبواب لا نقص عليه ولا خسارة"، ثم قال: "فهل يُدْعى أحدٌ من تلك الأبواب كلها"، فقال -صلى الله عليه وسلم-: "نعم وأرجو أن تكون منهم".

جس میں وہ اس دروازے سے داخل ہوں گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو سنا تو کہنے لگے : "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، جو ان دروازوں میں سے داخل ہوا اسے نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ خسارہ"۔ پھر انہوں نے پوچھا : "کیا کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں پر سے بلایا جائے گا؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں اور مجھے امید ہی کہ تم انہی لوگوں میں سے ہو گے"۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَنْفَق زَوْجَيْن : أي: أنفق شيئين من أي صنف من أصناف المال من نوع واحد.
- الرَّيَّانِ : اسم باب من أبواب الجنَّة، خُصَّ الصائمون بالدخول منه.
- ضَرورة : نقص خسارة.
- أَرْجُو أن تكون منهم : أتوقع أن تكون منهم، قال العلماء: الرجاء من الله ومن نبيه صلى الله عليه وسلم واقع، وإنما قال النبي صلى الله عليه وسلم : " أَرْجُو " تأدبًا مع الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل أبي بكر الصديق _ رضي الله عنه _ ، وأنه تجتمع له أعمال البر، فيدعى من جميع أبواب الجنة تكريما له.
٢. جواز الثناء على الإنسان في وجهه، إذا لم يَخَفْ عليه العُجب.
٣. بيان أن للجنة أبواب تقوم عليها الملائكة
٤. من العباد من يُدعى من كل هذه الأبواب
٥. جواز فِدَاء النبي _ صلى الله عليه وسلم _ بالأب والأم.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف- حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية، ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م.

الرقم الموحد: (4187)

من تَسَمَّع حديث قوم, وهم له كارهون, صُبَّ في أذنيه الآنُكُ يوم القيامة

جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کے لیے کان لگائے، جو اسے پسند نہیں کرتے، تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

١٣٥٨. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «من تَسَمَّع حديث قوم وهم له كارهون؛ صُبَّ في أذنيه الآنُكُ يوم القيامة».

١٣٥٨. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کے لیے کان لگائے، جو اسے پسند نہیں کرتے، تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث الوعيد الشديد لمن يستمع حديث قوم وهم لا يحبون أن يسمع حديثهم، وهو من الأخلاق السيئة التي هي من كبائر الذنوب، والجزاء من جنس العمل؛ لأنه لما تَسَمَّعَ بأذنه عُوقِب فيها، وهو أنه يُلقى في أذنه الرصاص المذاب، وسواء كانوا يكرهون أن يسمع لغرض صحيح أو لغير غرض؛ لأن بعض الناس يكره أن يسمعه غيره؛ ولو كان الكلام ليس فيه عيب أو محظور ولا فيه سب، ولكن لا يريد أن يسمعه أحدٌ.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ان لوگوں کے خلاف سخت وعید وارد ہوئی ہے، جو ایسے لوگوں کی گفتگو کان لگا کر سنتے ہیں، جو اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی گفتگو سنیں۔ دراصل یہ عمل ان بدترین اخلاق میں سے ہے جن کا شمار، کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ چوں کہ اصول یہ ہے کہ عمل کا بدلہ اسی کی جنس سے دی جائے؛ اس لیے اس نے جن کانوں کے ذریعے بہ تکلف لوگوں کی گفتگو سنی، انھیں کانوں میں اس کو عذاب دیا جائے گا اور ان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ نیز اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گفتگو کرنے والے کسی صحیح غرض کی بنا پر بات سننے دینے کو ناپسند کرتے ہوں یا بلا کسی سبب؛ کیوں کہ بعض لوگوں کو یہ بات گراں گزرتی ہے کہ کوئی ان کی بات سنے؛ چاہے گفتگو میں کسی قسم کا عیب یا حرام بات اور کوئی سبب نہ بھی ہو، لیکن پھر بھی ان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی ان کی بات نہ سنے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الزيارة والاستئذان

راوي الحديث: رواه البخاري. ملحوظة: لفظ البخاري: "من استمع إلى حديث قوم"، و"من تَسَمَّعَ" رواه الخرائطي في مساويء الأخلاق (ح٧٢٠).

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الآنُك : الرصاص المذاب.
- القيامة : هو اليوم الذي يبعث فيه الناس ويقومون لرب العالمين للحساب.
- من تسمَّع : من اجتهد في سماع حديث قوم.
- صُبَّ : سُكب.

فوائد الحديث:

١. تحريم سماع حديث من يكره استماع حديثه.
٢. تُعرف الكراهة إما بالتصريح، أو بدلائل الأحوال.
٣. مفهوم الحديث أن من تسمع إلى حديث قوم وهم يُسَرُّون باستماعه فلا شيء عليه.

٤. الجزاء من جنس العمل.
٥. تحريم الاطلاع على عورات الناس من الأماكن المرتفعة فهو أشد من الاستماع.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ. رياض الصالحين، محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣.

الرقم الموحد: (5374)

من تَكَفَّلَ لي أن لا يسأل الناس شيئًا، وأَتَكَفَّلُ له بالجنة؟

کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا اور میں اسے جنت کی ضمانت دوں؟۔

١٣٥٩. الحديث:

عن ثوبان -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من تَكَفَّلَ لي أن لا يسأل الناس شيئًا، وأَتَكَفَّلُ له بالجنة؟» فقلت: أنا، فكان لا يَسأل أحدًا شيئًا.

١٣٥٩. حدیث:

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا (کوئی چیز نہیں مانگے گا) اور میں اسے جنت کی ضمانت دوں؟“، ثوبان نے کہا کہ میں (ضمانت دیتا ہوں)، چنانچہ وہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن من التزم للنبي -صلى الله عليه وسلم- ترك سؤال الناس أموالهم أو الاستعانة بهم في قضاء شؤونه مما قل أو كثر، ضمن له -عليه الصلاة والسلام- الجنة؛ ذلك لأن ترك سؤال المخلوقين فيه توكل على الله ودليل على قوة الرَّجاء والثقة بالله -تعالى-، فكان جزاؤه أن يدخله الله -تعالى- الجنة. بعد أن سمع ثوبان -رضي الله عنه- هذا الحديث، التزم للنبي -صلى الله عليه وسلم- أن لا يسأل الناس شيئا، حتى جاء عنه -رضي الله عنه- كما في رواية ابن ماجه: "أنه كان يقع سَوْطُه وهو راكب فلا يقول لأحدٍ ناولنيه حتى ينزل فيأخذه". وفاء بالعهد الذي قطعه على نفسه مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-
.

اجمالی معنی:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے نبی ﷺ کے لیے لوگوں سے ان کے اموال مانگنا اور اپنے معاملات کے نپٹانے میں ان سے مدد مانگنا چھوڑ دے خواہ یہ مانگنا تھوڑی چیز کا ہو یا زیادہ کا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے جنت کی ضمانت دی ہے۔ اس لیے کہ مخلوق سے نہ مانگنے میں اللہ کی ذات پر توکل ہوگا اور یہ اللہ کی ذات پر اعتماد اور اللہ سے قوی امید وابستہ رکھنے کی علامت ہے۔ چنانچہ اس کا بدلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آپ ﷺ سے سننے کے بعد نبی ﷺ سے یہ وعدہ کیا کہ وہ لوگوں سے کچھ بھی نہیں مانگیں گے، چنانچہ ابن ماجہ کی روایت میں ان کے بارے میں منقول ہے کہ یہ سوار ہوتے ان کا کوڑا گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے کہ مجھے میرا کوڑا دیدو، بلکہ خود اتر کر لے لیتے۔ یہ اس عہد کی پاسداری ہے جو انہوں نے آپ ﷺ سے کر کے اسے اپنے اوپر لازم کیا تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والنسائي وابن ماجه.

التخريج: ثوبان مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تَكَفَّلَ : التزم وتعهد .

فوائد الحديث:

١. الحث على عدم سؤال الناس، والاعتماد على النفس في قضاء الحوائج.
٢. فضيلة ثوبان -رضي الله عنه-.
٣. حرص الصحابة على الالتزام بعهودهم، فقد ثبت عن ثوبان في رواية ابن ماجه: أنه كان يقع سَوْطُه وهو راكب فلا يقول لأحدٍ ناولنيه حتى ينزل فيأخذه.

٤. تربية النفس وتهذيبها على الاستغناء عن الناس.
٥. الترغيب بالجنة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. السنن الصغرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ. سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د. محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة الأولى، ١٤٣٢هـ. صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة الخامسة.

الرقم الموحد: (4189)

من خَرج في طلب العلم فهو في سَبِيلِ الله حتى يرجع	جو شخص طلب علم میں (اپنے گھر سے) نکلتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے۔
١٣٦٠. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من خَرج في طلب العلم فهو في سَبِيلِ الله حتى يرجع».	**١٣٦٠. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص طلب علم میں (اپنے گھر سے) نکلتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے“۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: أن مَنْ خَرج من بيته أو بلده؛ بَحثا عن العلم الشرعي، فهو في حكم من خرج للجهاد في سبيل الله -تعالى-، حتى يعود إلى أهله؛ لأنه كالمجاهد في إحياء الدِّين وإذلال الشيطان وإتعاب النَفْس.	**اجمالی معنی:** حدیث کا مفہوم: جو شخص اپنے گھر یا اپنے شہر سے شرعی علم کے حصول کے لیے نکلتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹ آئے۔ کیونکہ ایسا شخص دین کے احیاء، شیطان کو نیچا دکھانے اور اپنے آپ کو مشقت میں مبتلا کرنے میں ایسے ہی ہے جیسے جہاد کرنے والا ہوتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل العلم

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- في سَبِيلِ الله : بمثابة المجاهد لإعلاء كلمة الله -تعالى-.
- حتى يَرجع : يعود لمكانه الذي خَرَج منه.

فوائد الحديث:

١. أن طلب العلم جهاد في سبيل الله.
٢. لطالب العلم أجْر المجاهد في ميادين القتال؛ لأن كلا منهما يقوم بما يُقَوِّي شريعة الله ويدفع عنها ما ليس منها.
٣. فيه أن من خرج في طلب العلم، فله ثواب ممشاه ذهابا وإيابا إلى أن يرجع إلى أهله.

المصادر والمراجع:

جامع الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح الترغيب والترهيب، للألباني، ط٥، مكتبة المعارف – الرياض. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للمباركفوري، الطبعة الثالثة، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية - بنارس الهند، ١٤٠٤هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4191)

من دلَّ على خير, فله مثل أجر فاعله	جس شخص نے نیکی کی طرف رہنمائی کی تو اس کو اس نیکی کا کام کرنے والے کے مثل اجر ملے گا۔
١٣٦١. الحديث: عن أبي مسعود البدري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من دلَّ على خير, فله مثلُ أجرِ فاعلِه».	**١٣٦١. حدیث:** ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس شخص نے نیکی کی طرف رہنمائی کی تو اس کو اس نیکی کا کام کرنے والے کے مثل اجر ملے گا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: هذا حديث عظيم، يدل على أن من أرشد غيره إلى خير كان له من الأجر مثل ما للفاعل، وهذا يشمل الدلالة بالقول كالتعليم، والدلالة بالفعل وهو القدوة الحسنة.	**اجمالی معنی:** یہ ایک بہت عظیم حدیث ہے جس میں اس بات کا بیان ہے کہ جو کسی کی نیکی کی راہ دکھاتا ہے اسے نیکی کرنے والے کے مثل اجر ملتا ہے۔ اس میں بول کر رہنمائی کرنا بھی شامل ہے جیسے علم سکھانا اور عمل کے ذریعے رہنمائی کرنا بھی شامل ہے جس سے مراد ہے اچھا نمونہ بننا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. الحث على الدلالة على الخير.

٢. الوسائل لها أحكام المقاصد.

المصادر والمراجع:

توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (5354)

من ذا الذي يتألى عليَّ أن لا أغفر لفلان؟ إني قد غفرت له، وأحبطت عملك

یہ کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں کروں گا؟ میں نے اس کی مغفرت کر دی ہے اور تیرے اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔

١٣٦٢. الحديث:

عن جندب بن عبد الله -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "قال رجل: والله لا يغفر الله لفلان، فقال الله: من ذا الذي يتألى عليَّ أن لا أغفر لفلان؟ إني قد غفرت له، وأحبطت عملك". وفي حديث أبي هريرة: أن القائل رجل عابد، قال أبو هريرة: "تكلم بكلمة أوبقت دنياه وآخرته".

١٣٦٢. حدیث:

جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ فلاں شخص کی مغفرت نہیں کرے گا۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا: یہ کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں کروں گا؟ میں نے اس کی مغفرت کر دی ہے اور تیرے اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ایسا کہنے والا ایک عبادت گزار شخص تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس نے ایک ایسی بات کہہ دی جس نے اس کی دنیا اور آخرت تباہ کر کے رکھ دی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- على وجه التحذير من خطر اللسان، أن رجلاً حلف أن الله لا يغفر لرجلٍ مذنبٍ؛ فكأنه حكم على الله وحجر عليه؛ لما اعتقد في نفسه عند الله من الكرامة والحظّ والمكانة، ولذلك المذنب من الإهانة، وهذا إدلالٌ على الله وسوءُ أدب معه، أوجب لذلك الرجل الشقاءَ والخسران في الدنيا والآخرة.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ زبان کی خطرناکی پر متنبہ کرتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ اللہ فلاں گناہ گار آدمی کو نہیں بخشے گا۔ گویا کہ اس نے اللہ کے مقابلے میں اپنا ہی فیصلہ صادر کر دیا اور مغفرت کا دروازہ اس شخص کے لیے بند کر دیا کیونکہ اپنے تئیں وہ سمجھتا تھا کہ وہ اللہ کے ہاں بڑا معزز اور صاحبِ منزلت ہے اور اس کی نگاہ میں وہ گناہ گار شخص قابل حقارت تھا۔ یہ اللہ پر خوامخواہ کا ناز اور اس کے سامنے بے جا جرأت و بے ادبی کا مظاہرہ ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شخص دنیا اور آخرت کی بد بختی اور خسارے کا مستوجب ہو گیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جندب بن عبد الله بن سفيان البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- من ذا الذي؟ : استفهام إنكار.
- يتألى علي : يحلف، والأَلِيّة: الحلف.
- أحبطت عملك : أهدرته.
- أوبَقَت : أهلكت.
- أوبقت دنياه وآخرته : أبطلت دنياه وآخرته وخسرهما.

فوائد الحديث:

١. تحريم الإقسام على الله إلا إذا كان على وجه حسنِ الظنّ به وتأميل الخير منه، وفي هذه الحالة أيضا يكره أن يقسم الإنسان على الله، خوفًا وخشيةً وتعظيمًا.

٢. وجوب حسن الأدب مع الله -تعالى-.

٣. شدة خطر اللسان ووجوب حفظه.

٤. تحريم التألي على الله.

٥. إثبات صفة القول لله -تعالى- على وجه يليق بجلاله.

٦. وجوب التأدب مع الله -تعالى- في الأقوال والأحوال.

٧. بيان سعة فضل الله -تعالى- ورحمته.

٨. الأعمال بالخواتيم.

٩. قد يغفر للشخص بسبب غيره.

١٠. قد يحبط العمل من أجل كلمة.

١١. تحريم تحجر فضل الله -تعالى- ورحمته.

المصادر والمراجع:

-1 فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ- ١٩٥٧م. ٢- القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم، ١٤٢٤ه. ٣- الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ٤- الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٥- التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤ه. ٦- صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3415)

من رآني في المنام فَسَيَرَاني في اليقظة -أو كأنما رآني في الْيَقَظَةِ- لا يَتَمَثَّلُ الشيطان بي

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے جاگتے ہوئے بھی عنقریب دیکھے گا، یا یوں کہا کہ گویا اس نے مجھے جاگتے ہوئے دیکھا، اور شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔

١٣٦٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من رآني في المنام فَسَيَرَانِي في اليَقظة -أو كأنما رآني في الْيَقَظَةِ- لا يَتَمَثَّلُ الشيطان بي».

١٣٦٣. حدیث:

ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے جاگتے ہوئے بھی عنقریب دیکھے گا، یا یوں کہا کہ گویا اس نے مجھے جاگتے ہوئے دیکھا، اور شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اختلف العلماء في بيان معنى هذا الحديث، على عدة اتجاهات: الأول: أن المراد به: أهل عصره، ومعناه أن من رآه في النوم ولم يكن هاجر يوفقه الله تعالى للهجرة ورؤيته -صلى الله عليه وسلم- في اليقظة عيانًا. والثاني: أن الذي يظهر له في المنام هو النبي -صلى الله عليه وسلم- حقيقة، أي في عالم الروح، وأن رؤياه صادقة، بشرط أن يكون بصفته المعروفة -صلى الله عليه وسلم-. والثالث: أنه يرى تصديق تلك الرؤيا في اليقظة في الدار الآخرة؛ رؤية خاصة في القرب منه وحصول شفاعته ونحو ذلك. قوله: "أو فكأنما رآني في اليقظة" هذه رواية مسلم فقد رواها على الشك: هل قال -صلى الله عليه وسلم-: "فسيراني في اليقظة" أو قال: "فكأنما رآني في اليقظة". ومعناه: أن من رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- في المنام على صفته التي هو عليها فكأنما رآه في حال اليقظة، فهو كقوله -صلى الله عليه وسلم-، كما في الصحيحين: "من رآني في المنام، فقد رآني" وفي رواية في الصحيحين أيضًا: "من رآني في المنام فقد رأى الحق". قوله: "لا يتمثل الشيطان بي"، وفي لفظ آخر: "من رآني في النوم فقد رآني، إنه لا ينبغي للشيطان أن يتمثل في صورتي". والمعنى: أن الشيطان لا يمكنه أن يتمثل بالنبي -صلى الله عليه وسلم- على هيئته الحقيقية، وإلا فقد يأتي

اجمالی معنی:

اس حدیث کے مفہوم میں مختلف پہلوؤں کے اعتبار سے علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ پہلا: اس سے مُراد آپ ﷺ کے زمانے کے لوگ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اور اس نے ہجرت نہیں کی، اللہ تعالیٰ اسے ہجرت اور حقیقت میں آپ ﷺ کو دیکھنے کی توفیق دے گا۔ دوسرا: جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو اس نے حقیقت میں آپ ہی کو عالمِ ارواح میں دیکھا، لہٰذا اس کا خواب سچا ہے بشرطیکہ اُس نے آپ ﷺ کو اپنی مشہور و معروف صفات کے ساتھ دیکھا ہو۔ تیسرا: آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا اس بات کی تصدیق ہے کہ یہ آپ کو آخرت میں بیداری کی حالت میں دیکھے گا اور یہ آپ ﷺ سے قُرب اور آپ کی شفاعت کے حصول سے متعلق خاص رؤیت ہوگی۔ حدیث کی عبارت "أو فكأنما رآني في اليقظة" یہ مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں، راوی نے شک کی بنیاد پر اسے نقل کیا ہے یعنی راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فسيراني في اليقظة" کے الفاظ ادا کیے یا "فكأنما رآني في اليقظة" فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو اپنی اصلی حالت میں خواب میں دیکھا تو گویا اس نے آپ کو بیداری میں دیکھ لیا۔ اس کا مفہوم آپ ﷺ کی دوسری حدیث کے مفہوم کی طرح ہے جو صحیحین میں وارد ہوئی ہے "من رآني في المنام، فقد رآني" "جس نے خواب میں مجھے دیکھا سو وہ مجھے حقیقت میں دیکھ چکا۔ صحیحین میں دوسری جگہ مروی ہے "من رآني في المنام فقد رأى الحق" "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً سچا خواب دیکھا۔ حدیث کے الفاظ "لا يتمثل الشيطان بي" یہی مفہوم دوسرے الفاظ کے ساتھ اس طرح آیا ہے "من رآني في النوم فقد رآني، إنه لا ينبغي للشيطان أن يتمثل في صورتي" (کہ شیطان کے بس میں ہی نہیں کہ وہ میرا روپ دھار سکے)۔ اس

الشيطان ويقول: إنه رسول الله ويكون على هيئة ليست هي هيئته -صلى الله عليه وسلم-، فهذا ليس رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فإذا رأى الإنسان شخصا ووقع في نفسه أنه النبي -صلى الله عليه وسلم- فليبحث عن أوصاف هذا الذي رآه، هل تطابق أوصاف النبي -عليه الصلاة والسلام- أو لا ؟ فإن طابقت: فقد رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- وإن لم تطابق فليس هو: النبي -صلى الله عليه وسلم- وإنما هذه أوهام من الشيطان أوقع في نفس النائم أن هذا هو الرسول -صلى الله عليه وسلم- وليس هو الرسول، وقد روى أحمد والترمذي في الشمائل: عن يزيد الفارسي قال: رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في النوم، فقلت لابن عباس: إني رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في النوم، قال ابن عباس: فإن رسول الله كان يقول: "إن الشيطان لا يسِتطيع أن يتشبَّه بي، فمن رآني في النوم فقد رآني"، فهل تستطيع أن تنعت هذا الرجل الذي رأيتَ؟ قلت: نعم، فلما وصفه، قال: ابن عباس: لو رأيتَه في اليقظة ما استطعتَ أن تنعتَه فوق هذا" وحسنه الشيخ الألباني في "مختصر الشمائل" : (ص٢٠٨) برقم (٣٤٧). والمعنى: أنك لو رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- في حال اليقظة لا يمكن أن تصفه بأكثر مما وصفت، وهذا معنى أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- حقا.

کا مطلب یہ ہے کہ شیطان آپ ﷺ کی اصلی صورت نہیں اپنا سکتا۔ ورنہ شیطان آتا اور کہتا کہ میں اللہ کا رسول ہوں حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں۔ اس لئے وہ اللہ کا رسول نہیں۔ لہٰذا جب انسان کسی شخص کو دیکھے اور اس کے دل میں یہ بات آئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اسے چاہیئے اس کے اوصاف دیکھے کہ اس کے اوصاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے مطابق ہیں یا نہیں؟ اگر مطابق ہوں تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اگر نہ ہوں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ بلکہ یہ شیطان کی طرف سے وہم ہے جو سوئے ہوئے شخص کے دل میں وہ ڈالتا ہے کہ یہ اللہ کے رسول ہے، حالانکہ وہ اللہ کے رسول نہیں۔ شمائل میں امام احمد اور ترمذی کے حوالے سے یزید فارسی سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، تو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا، پس جو مجھے خواب میں دیکھ لے اس نے مجھے دیکھ لیا۔ کیا آپ اس شخص کی صفات بیان کرسکتے ہیں جسے آپ نے خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ جب انہوں نے اوصاف بیان کیں، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم بیداری میں آپ کی زیارت کرتے تو اس سے زیادہ کچھ نہ کہتے۔ شیخ البانی نے "مختصر الشمائل" میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (ص٢٠٨) برقم (٣٤٧) یعنی اگر آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھ لیتے تو آپ ﷺ کے اوصاف اس سے زیادہ بیان نہ کرسکتے۔ یعنی انھوں نے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الرؤيا

راوي الحديث: متفق عليه. مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يَتَمَثَّلُ بي : لا يَتَشَبَّه بي.

فوائد الحديث:

١. من خصائصه صلى الله عليه وسلم أن الشيطان لا يَتَمَثَّل به.

٢. تمثل الشيطان في المنام بغيره - صلى الله عليه وسلم – وأن الله تعالى جعل له قدرة على ذلك.

٣. رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم أمارة على صحة الرؤيا وخروجها على سبيل الحق.

٤. المراد برؤيا النبي صلى الله عليه وسلم رؤيته على صفته المعروفة المذكورة في كتب الشمائل، ولذلك كان ابن سيرين رحمه الله : إذا قص عليه رجل أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم، قال: صفْ لي الذي رأيته، فإن وصف له صفة لا يعرفها، قال: لم تره.

٥. بشارة لمن رأى النبي صلى الله عليه وسلم في الرؤيا أنه يراه يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د. محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة الأولى، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (4192)

من سَرَّه أن يَنْظَر إلى رجُل من أهل الجَنَّة فَلْيَنْظر إلى هذا

جس شخص کو کوئی جنتی دیکھنا پسند ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے

١٣٦٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن أعْرَابيًا أتَى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، دُلَّنِي على عمل إذا عَمِلتُه، دخلت الجنة. قال: «تَعْبُدُ الله لا تُشرك به شيئا، وتُقِيم الصلاة، وتُؤتِي الزكاة المَفْرُوضَة، وتصوم رمضان» قال: والذي نفسي بيده، لا أَزِيْدُ على هذا، فلمَّا ولَّى قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «من سَرَّه أن يَنْظَر إلى رجُل من أهل الجَنَّة فَلْيَنْظر إلى هذا».

١٣٦٤. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جسے اگر میں کرتا رہوں تو جنت میں داخل ہوجاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ کی ادائیگی کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔“ اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو کوئی جنتی دیکھنا پسند ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة رضي الله عنه- أن رجلا من أهل البادية قدم على النبي -صلى الله عليه وسلم- ليدله على عمل يدخله الجنة فأجابه النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن دخول الجنة والنجاة من النار يتوقفان على أداء أركان الإسلام، حيث قال: "تعبد الله لا تشرك به شيئًا" وهو معنى شهادة أن لا إله إلا الله، التي هي الركن الأول من أركان الإسلام، لأن معناها: لا معبود بحق إلا الله، ومقتضاها إفراد الله بالعبادة، وذلك بعبادة الله وحده، وأن لا تشرك به شيئًا". "وتقيم الصلاة"، أي وتقيم الصلوات الخمس التي كتبها الله وأوجبها على عباده في كل يوم وليلة، بما في ذلك صلاة الجمعة. "وتؤدي الزكاة المفروضة"، أي وتعطي الزكاة الشرعية التي أوجبها الله عليك، وتدفعها لمستحقها. "وتصوم رمضان" أي وتحافظ على صيام رمضان في وقته. "قال والذي نفسي بيده لا أزيد على هذا" أي لا أزيد على العمل المفروض الذي سمعته منك شيئا من الطاعات، وزاد مسلم: "ولا أنقص منه". "فلما ولى قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: من سرَّه أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة فينظر إلى هذا"، أي فلينظر

اجمالی معنی:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ ﷺ اس کی رہنمائی کسی ایسے عمل کی طرف فرمائیں جو اسے جنت میں لے جائے۔ نبی ﷺ نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جنت کا داخلہ اور دوزخ سے چھٹکارا ارکان اسلام کی ادائیگی پر موقوف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔“ لا إله إلا الله کی شہادت کا معنی یہی ہے اور یہ ارکان اسلام میں سے سب سے پہلا رکن ہے کیونکہ اس کا معنی ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور اس کا تقاضا اللہ کو عبادت میں منفرد و یکتا ماننا ہے بایں طور کہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور یہ کہ آپ اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ”’اور نماز قائم کرو‘ یعنی وہ پانچ نمازیں بشمول نماز جمعہ کے جنہیں اللہ نے ہر دن ورات میں اپنے بندوں پر فرض کیا ہے انہیں قائم کرو۔ ’اور فرض زکوۃ ادا کرو‘ یعنی وہ شرعی زکوۃ ادا کرو جسے اللہ نے تم پر فرض کیا ہے اور اسے اس کے حق دار تک پہنچاؤ۔ ’اور رمضان کے روزے رکھو‘ یعنی رمضان کے روزوں کی ان کے وقت میں پابندی کرو۔ ”اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا“ یعنی میں نے آپ سے جو فرض اعمال سنے ہیں ان پر میں کسی بھی اور نیکی کا اضافہ نہیں کروں گا۔ مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ”اور نہ ہی ان میں کچھ کمی کروں گا۔“ ”جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’جس شخص کو کوئی جنتی دیکھنا پسند ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔‘“ یعنی اسے

إلى هذا الأعرابي، فإنه من أهل الجنة إن داوم على فعل ما أمرته به؛ لقوله في حديث أبي أيوب -رضي الله عنه- كما في مسلم: "إن تمسك بما أُمر به دخل الجنة". ولم يذكر في هذا الحديث: حج بيت الله الحرم، مع أنه الركن الخامس من أركان الإسلام، ولعل ذلك قبل أن يفرض. وحاصله أن الحديث يدل على أن من أدى ما افترضه الله عليه من الصلوات الخمس وصوم رمضان وأداء الزكاة مع اجتناب المحرمات استحق دخول الجنة، والنجاة من النار.

چاہیے کہ وہ اس اعرابی (دیہاتی) کو دیکھ لے کیونکہ اگر یہ میرے حکم کردہ اعمال پر ہمیشگی برتے گا تو یہ جنتیوں میں سے ہوگا۔ کیونکہ مسلم شریف میں ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس بات کا اسے حکم دیا گیا ہے اگر یہ اس کی پابندی کرتا رہے گا تو جنت میں جائے گا۔'' اس حدیث میں بیت اللہ کے حج کا ذکر نہیں ہے باوجود اس کے کہ یہ اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ابھی حج فرض نہیں ہوا تھا۔ حاصل یہ کہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے اللہ کی فرض کردہ پانچ نمازوں کی ادائیگی کی، رمضان کے روزے رکھے، زکوۃ ادا کی اور اس کے ساتھ ساتھ حرام چیزوں سے اجتناب کرتا رہا وہ جنت میں جانے اور دوزخ سے نجات پانے کا حق دار ہوگیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العالم والمتعلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دلني : أرشدني.
- وَلَّى : ذهب وانصرف.
- سره : أحبه وأعجبه.

فوائد الحديث:

١. أن توحيد الله تعالى بالعبادة أول ما يبدأ به في الدعوة إلى الله.
٢. الصلوات المفروضات خمس في اليوم والليلة.
٣. الصوم المفروض هو صيام شهر رمضان.
٤. الاكتفاء بالواجبات على من كان حديث عهد بإسلام.
٥. أن الدعوة إلى الله -تعالى- لا بد فيها من التدرج.
٦. حرص الرجل على تَعلم أمر دينه.
٧. أخذ العلم عن الأكابر.
٨. جواز الحلف من غير استحلاف.
٩. فيه أن المبشرين بالجَنَّة أكثر من العَشرة.
١٠. جواز قول رمضان من غير إضافة شهر.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ منار القاري، تأليف: حمزة محمد

قاسم ، الناشر: مكتبة دار البيان ، عام النشر: ١٤١٠ هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3689)

من عاد مريضًا أو زار أخًا له في الله، ناداه مناد: بأن طبت، وطاب ممشاك، وتبوأت من الجنة منزلًا	جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے کسی دینی بھائی سے ملاقات کی، تو اس کو ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے : "تو خوش رہے، تیرا چلنا مبارک ہو اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا"۔
١٣٦٥. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ عَادَ مَرِيضًا أَو زَارَ أَخًا لَهُ فِي الله، نَادَاهُ مُنَادٍ: بِأَنْ طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الجَنَّةِ مَنْزِلاً».	**١٣٦٥. حدیث :** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے کسی دینی بھائی سے ملاقات کی، اس کو ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے : "تو خوش رہے، تیرا چلنا مبارک ہو اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا"۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ :** حَسَن
المعنى الإجمالي: من ذهب ليعود مريضًا أو يزور أخًا له لوجه الله -عز وجل- فإن ملكًا يناديه من عند الله -تعالى- أن طهرت من الذنوب وانشرحت بما لك عند الله من جزيل الأجر، واتخذت من الجنة قصرًا تسكنه.	**اجمالی معنی :** جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے یا پھر اللہ کی خاطر اپنے کسی بھائی سے ملاقات کے لیے جاتا ہے، اللہ کے ہاں سے ایک فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے کہ تو گناہوں سے پاک ہو، اللہ کے ہاں تیرے لیے جو بے پناہ اجر ہے اس سے تو خوش ہو اور جنت کا محل تیرا مسکن بنے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب عيادة المريض

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَنْ عَادَ : أي: زار مريضًا محتسبًا.
- أَخًا لَهُ : أي: في الدين.
- فِي الله : زاره لوجه الله لا للدنيا.
- مُنَادٍ : أي: ملك.
- طِبْتَ : انشرحت بما لك عند الله من جزيل الأجر، أو طهرت من الذنوب.
- وَطَابَ مَمْشَاكَ : عَظُم ثوابك.
- وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الجَنَّةِ مَنْزِلاً. : اتخذت من الجنة داراً تنزلها.

فوائد الحديث:

١. استحباب زيارة المريض وزيارة الإخوان في الله.
٢. لكل ملك من الملائكة مقام معلوم، ومنها من تبشِّر المؤمنين إذا قاموا بأعمال يحبها الله ورسوله.
٣. وعد الله تعالى للزائر والعائد ابتغاء وجهه بأن يطهره من ذنوبه، ويعظم أجره ويدخله الجنة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد

فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح الأدب المفرد، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني، دار الصديق للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة ١٤١٨هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وعادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3442)

من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة أنا وهو كهاتين

جس نے دولڑکیوں کی پرورش وتربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ میں اوروہ ان دوانگلیوں کی طرح ہوں گے

١٣٦٦. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ عَالَ جَارِيَتَين حتَّى تَبلُغَا جاء يَومَ القِيَامَة أَنَا وَهُو كَهَاتَين» وضَمَّ أَصَابِعَه.

١٣٦٦. حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جس نے دو لڑکیوں کی پرورش وتربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے۔" (یہ کہہ کر) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو آپس میں ملالیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث فضل عول الإنسان للبنات، وذلك أنَّ البنت قاصرة ضعيفة، والغالب أنَّ أهلها لا يأبَهُون بها، ولا يهتمُّون بها، فلذلك قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "من عال جاريتين حتى تبلغا، جاء يوم القيامة أنا وهو كهاتين" وضَمَّ إصبعيه: السبابة والوسطى، والمعنى أنه يكون رفيقا لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- في الجنة إذا عال الجارتين، يعني الأنثيين من بنات أو أخوات أو غيرهما، أي أنه يكون مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في الجنة، وقرن بين إصبعيه -عليه الصلاة والسلام-. والعول في الغالب يكون بالقيام بمؤونة البدن، من الكسوة والطعام والشراب والسكن والفراش ونحو ذلك، وكذلك يكون بالتعليم والتهذيب والتوجيه والأمر بالخير والنهي عن الشر وما إلى ذلك، فيجمع القائم بمصالح البنات بالنفع العاجل الدنيوي، والآجل الأخروي.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں انسان کے بچیوں کی پرورش کرنے کی فضیلت کا بیان ہے، کیونکہ بیٹی عاجزو کمزور ہوتی ہے اوراکثر اس کے گھر والے اس کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ اس کا خیال رکھتے ہیں۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا : ''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش وتربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ روزقیامت اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دوانگلیوں کی طرح ہوں گے۔'' اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں یعنی شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھی ہوگا اگر اس نے دو لڑکیوں یعنی دو بیٹیوں یا بہنوں وغیرہ کی پرورش کی ہوگی۔ یعنی وہ جنت میں نبی ﷺ کے ساتھ ہوگا، اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو باہم ملالیا۔ پرورش زیادہ تر جسمانی ضروریات کو پورا کر کے ہوتی ہے جیسے کپڑا، کھانا پینا، رہائش اور بستر وغیرہ، اوراسی طرح یہ تعلیم وتربیت کرنے، مہذب وشائستہ بنانے، راہنمائی کرنے، اچھی باتوں کی تلقین اور بری باتوں سے روک کر بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ لڑکیوں کے مفادات کا نگہبان شخص ان کی دنیوی منفعت کے ساتھ ہی ان کی اخروی منفعت کا خیال رکھے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم [بدون زيادة: كهاتين]، وهذا لفظ الترمذي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عَالَ جَارِيَتَين : قام عليهما بالمؤونة والتربية ونحوهما.
- جَارِيَتَين : بنتين.
- حتَّى تَبلُغَا : تدركا البلوغ أو تصلا إلى زوجهما.

فوائد الحديث:

١. فضل رِعَاية البنات والبر بهن.
٢. عناية الأبوين بالبنات تربية وتهذيبا سبب في دخول الجنة وعلو المنزلة فيها.
٣. الثواب العظيم لمن قام على البنات بالمؤونة والتربية حتى يتزوجن أو يبلغن، وكذلك الأخوات.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3360)

من قال -يعني: إذا خرج من بيته-: بسم الله توكلت على الله، ولا حول ولا قوة إلا بالله، يقال له: هديت وكفيت ووقيت، وتنحى عنه الشيطان

جو شخص اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ کہے : ''بِسمِ اللهِ تَوَكَّلتُ على اللهِ، وَلاَحول ولا قُوَّةَإِلَّا باللهِ'' تو(اس وقت) اس سے کہا جاتا ہے ''تجھے ہدایت دے دی گئی، تیری طرف سے کفایت کردی گئی اور تو بچا لیا گیا'' اور (یہ سن کر) شیطان اس سے پرے ہٹ جاتا ہے۔

١٣٦٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعًا: «من قال -يعني: إذا خَرج من بَيتِه-: بِسم الله تَوَكَّلتُ على اللهِ، وَلاَ حول ولا قُوَّة إِلَّا بالله، يُقَال له: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ، وَتَنَحَّى عَنه الشَّيطَان». زاد أبو داود: «فيقول -يعني: الشيطان- لِشَيطان آخر: كَيف لَك بِرَجلٍ قَد هُدِيَ وكُفِيَ ووُقِيَ؟».

١٣٦٧. حدیث :

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو شخص اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ کہے : "بِسمِ اللهِ تَوَكَّلتُ على اللهِ، وَلاَحول ولا قُوَّةَ إِلَّا باللهِ" تو (اس وقت) اس سے کہا جاتا ہے : تجھے ہدایت دے دی گئی، تیری طرف سے کفایت کر دی گئی اور تو بچا لیا گیا اور (یہ سن کر) شیطان اس سے پرے ہٹ جاتا ہے"۔ ابو داود کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں : "اس پر ایک شیطان دوسرے سے کہتا ہے : اس آدمی پر تمہارا بس کیسے چلے گا جسے ہدایت دے دی گئی، جس کی طرف سے کفایت کر دی گئی اور جسے بچا لیا گیا؟"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن الرجل إذا خرج من بيته فقال: باسم الله، توكلت على الله، لا حول ولا قوة إلا بالله، يناديه ملك يا عبد الله هديت إلى طريق الحق، وكفيت همك، وحفظت من الأعداء؛ فيبتعد عنه الشيطان الموكل عليه، فيقول شيطان آخر لهذا الشيطان: كيف لك بإضلال رجل قد هدي، وكفي، ووقي من الشياطين أجمعين؟ لأنه قال هذه الكلمات فإنك لا تقدر عليه.

اجمالی معنی :

رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ کہتا ہے : "باسم اللهِ، توَكَّلتُ على اللهِ، لاحول ولا قوَّةَ إلا باللهِ" تو ایک فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے : اے اللہ کے بندے! تجھے راہِ حق کی طرف ہدایت مل گئی، تیری پریشانی کا بار اٹھا لیا گیا اور تجھے دشمنوں سے محفوظ کر دیا گیا۔ ایسا کہنے پر اس پر متعین شیطان دور ہٹ جاتا ہے اور ایک دوسرا شیطان اس شیطان سے کہتا ہے : تم اس آدمی کو گمراہ کیسے کر سکتے ہو جسے ہدایت دے دی گئی، جس کی طرف سے اس کا بوجھ اٹھا لیا گیا اور اسے تمام شیطانوں سے بچا لیا گیا؟ چوں کہ اس نے یہ الفاظ کہہ دیے ہیں اس لیے اب تمہارا اس پر زور نہیں چلے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أذكار الدخول والخروج من المنزل

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تَوَكَّلت : التوكل هو: الاعتماد على الله -سبحانه وتعالى- في حصول المطلوب، ودفع المكروه ، مع الثقة به وفعل الأسباب المأذون فيها.
- لاَ حول ولا قُوَّة إلاَّ بالله : لا انتقال ولا تحول من حال إلى حال، ولا قوة على شيء من الأشياء إلا بعون من الله.
- يُقَال له : يحتمل القائل هو الباري -جل في علاه-، أو ملك يأمره الله -عز وجل-.
- هُدِيتَ وَكُفِيتَ : أي: باستعانتك باسمه -تعالى- وتحصنك به هديت للصراط المستقيم، وكفيت كل مهم دنيوي وأخروي.
- وُقِيتَ : حُفِظت من كل مكروه.

- تَنَحَّى : مَال عن جهته، وابتعد عن طريقه.
- الشَّيطَان : من الشَّطَن: البُعد، أي البعد عن كل خير، والشيطان معروف، وكل عات متمرد من الجن والإنس والدواب يقال له شيطان.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذا القول عند الخروج من المنزل؛ ليحصل ما فيه من خير.
٢. فضل التوكل على الله -عز وجل-، والالتجاء إليه بالقول والفعل، وأن ذلك حصن للمؤمن من كل شر.
٣. لا حول ولا قوة للعبد في كافة أموره إلا بالله.
٤. عجز الشيطان عن غواية من هداه الله، وحبَّب إليه الإيمان وزينه في قلبه.
٥. تعاون الشياطين لإضلال العباد.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ صحيح الترغيب والترهيب، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة: الخامسة. القول المفيد على كتاب التوحيد، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية ١٤٢٤هـ لسان العرب، محمد بن مكرم بن منظور الأنصاري، دار صادر، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤١٤هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3504)

من قال: أستغفر الله الذي لا إله إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه، غفرت ذنوبه، وإن كان قد فر من الزحف.

جو شخص یہ دعا پڑھے : أَستَغفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيّ القَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيهِ ترجمہ : میں اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اسی سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اگرچہ وہ میدان جہاد سے ہی فرار کیوں نہ ہوا ہو۔

١٣٦٨. الحديث:

عن زيد مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من قال: أَسْتَغْفِرُ الله الذي لا إله إلا هو الحَيَّ القيَّومَ وأتوب إليه، غُفرت ذنوبه، وإن كان قد فَرَّ من الزَّحْف».

١٣٦٨. حدیث :

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو شخص یہ دعا پڑھے : أَستَغفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيّ القَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيهِ. ترجمہ : میں اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے اور میں اسی سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اگرچہ وہ میدان جہاد سے ہی فرار کیوں نہ ہوا ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من قال: أَسْتَغْفِرُ الله الذي لا إله إلا هو الحَيَّ القيَّومَ وأتوب إليه غُفر له ذنبه وإن كان قد فَرَّ من قتال الكفار، ومن المعلوم أن الفِرَار من الزَّحْف هو أحد المُوبِقات السَّبع التي جاءت في حديث: (اجتنبوا السَّبع المُوبقات، ومنها: الفِرَار من الزَّحْف)، ويكون المعنى مستقيما: إذا كان المقصود أنه تاب من جميع الذُّنوب، ومنها: الفِرَار من الزَّحَف، وإلا فإن مجرد الاستغفار والإنسان باقٍ على الذَّنب لا ينفع وإنما ينفع ذلك مع التوبة من الذَّنْب.

اجمالی معنیٰ :

جو شخص یہ دعا پڑھے : "أَستَغفِرُ اللهَ الَّذِي لا إله إلا هو الحَيّ القَيُّومَ وأتوب إليه"۔ اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ کفار کے ساتھ جنگ سے فرار ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ واضح رہے کہ معرکۂ جہاد سے بھاگنا ان سات ہلاک کر دینے والی اشیا میں سے ہے، جن کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے : "سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو؛ ان میں سے ایک میدان جہاد سے بھاگنا ہے۔" اس لیے زیر بحث حدیث کا معنی اس وقت درست ہوگا، جب مفہوم یہ ہو کہ وہ تمام گناہوں سے تائب ہو جائے، جن میں سے ایک میدان جنگ سے بھاگنا ہے۔ ورنہ گناہ پر قائم رہتے ہوئے صرف استغفار کرنا کچھ بھی سود مند نہیں ہو سکتا۔ اس کا فائدہ تو تب ہوتا ہے، جب اس کے ساتھ ساتھ گناہ سے توبہ بھی ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > فوائد ذكر الله عز وجل

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَرَّ من الزَّحْف : فَرَّ من لقاء العَدو في الحَرب، والزَّحْف: الجيش يزحَفُون إلى العدو، أي: يمشون.
- القيوم : القَائم بتدبير أمر خَلقه في إنشائهم، ورزقهم وعلمه بأمكنتهم.

فوائد الحديث:

١. فضل المُداومة على الاستغفار وخاصة بعد الوقوع في المعصية.

٢. تعظيم الاستغفار وأنه يكفِّر الكبائر.

٣. تغليظ حُرمَة الفِرار من المعركة عند التِقَاء الجيش.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية،صيدا، بيروت. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. المستدرك على الصحيحين، أبو عبد الله الحاكم النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق مصطفى عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١١- ١٩٩٠. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م.

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ، ١٩٩٧م. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته، محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤١٥هـ شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. تاج العروس من جواهر القاموس، محمّد أبو الفيض الملقّب بمرتضى الزَّبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (10576)

من قال: سُبحان الله وبِحَمْدِه، غُرِسَتْ له نَخْلة في الجنة	جو شخص "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" کہے گا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگایا جائے گا۔
١٣٦٩. الحديث: عن جابر -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من قال: سُبحان الله وبِحَمْدِه، غُرِسَتْ له نَخْلة في الجنة».	**١٣٦٩. حدیث:** جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" کہے گا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگایا جائے گا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم-: أن من سَبَّحَ الله فقال: سبحان الله وبحمده. غُرست له نخلة في الجنة عن كل تسبيحة قالها.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ ہمیں بتا رہے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتے ہوئے "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" کہتا ہے اس کے لیے ہر دفعہ کہی گئی تسبیح کے بدلے میں جنت میں کھجور کا ایک پودا لگا دیا جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > فوائد ذكر الله عز وجل

راوي الحديث: رواه الترمذي بزيادة: (العظيم)، وهذا لفظ الطبراني.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أن الجنة واسعة، وأن غراسها التسبيح والتحميد، فضلا من الله تعالى، ونعمة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للمباركفوري، إدارة البحوث العلمية - بنارس الهند، الطبعة : الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ. مشكاة المصابيح، للتبريزي، تحقيق الألباني، الناشر : المكتب الإسلامي - بيروت. الطبعة : الثالثة - ١٤٠٥ - ١٩٨٥.

الرقم الموحد: (4201)

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرًا أو ليصْمُت، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليُكْرِم جارَه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضَيْفَه

جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے، ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

١٣٧٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرًا أو ليصْمُت، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليُكْرِم جارَه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضَيْفَه».

١٣٧٠. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے، ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حدث أبو هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -عليه الصلاة والسلام- بأصول اجتماعية جامعة، فقال: "مَنْ كَانَ يُؤمِنُ" هذه جملة شرطية، جوابها: "فَلْيَقُلْ خَيْرَاً أَو لِيَصْمُتْ"، والمقصود بهذه الصيغة الحث والإغراء على قول الخير أو السكوت كأنه قال: إن كنت تؤمن بالله واليوم الآخر فقل الخير أو اسكت. "فَلْيَقُلْ خَيرَاً" كأن يقول قولاً ليس خيراً في نفسه ولكن من أجل إدخال السرور على جلسائه، فإن هذا خير لما يترتب عليه من الأنس وإزالة الوحشة وحصول الألفة. "أو لِيَصْمُتْ" أي يسكت. "وَمَنْ كَانَ يُؤمِنُ باللهِ وَاليَومِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ" أي جاره في البيت، والظاهر أنه يشمل حتى جاره في المتجر كجارك في الدكان مثلاً، لكن هو في الأول أظهر أي الجار في البيت، وكلما قرب الجار منك كان حقه أعظم. وأطلق النبي -صلى الله عليه وسلم- الإكرام فقال: "فليُكْرِم جَارَهُ" ولم يقل مثلاً بإعطاء الدراهم أو الصدقة أو اللباس أو ما أشبه هذا، وكل شيء يأتي مطلقاً في الشريعة فإنه يرجع فيه إلى العرف. فالإكرام إذاً ليس معيناً بل ما عدّه الناس إكراماً، ويختلف من جار إلى آخر، فجارك الفقير ربما يكون إكرامه

اجمالی معنی:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے کچھ جامع معاشرتی اصول روایت کر رہے ہیں: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ" یہ شرطیہ جملہ ہے، جس کا جواب "فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ" ہے۔ اس پیرایۂ بیان سے مقصود اچھی بات کہنے کی ترغیب دینا یا پھر چپ رہنے پر ابھارنا ہے۔ گویا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، تو اچھی بات کہو یا پھر چپ رہو۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ "فَلْيَقُلْ خَيْرًا" یعنی ایسی بات کہے، جس میں بذات خود چاہے کوئی اچھائی نہ ہو، تاہم اپنے ہم نشینوں کو خوش کرنے کے لیے کی جائے۔ یہ اس لیے اچھی بات شمار ہوتی ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے انسیت پیدا ہوتی ہے، وحشت دور ہوتی ہے اور الفت جنم لیتی ہے۔ "أَوْ لِيَصْمُتْ" یعنی چپ رہے۔ "وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ" یعنی گھر کے پڑوس میں رہنے والے کا اکرام کرے۔ ظاہری مفہوم کے اعتبار سے تو یہ لفظ بازار کے پڑوسی کو بھی شامل ہے، جیسے دکان کا ہمسایہ۔ تاہم پہلا معنی یعنی گھر کے پڑوس میں رہنے والا زیادہ راجح ہے۔ پڑوسی آپ کے جتنا قریب ہوگا، اتنا ہی اس کا حق زیادہ ہوگا۔ نبی ﷺ نے "اکرام" کا لفظ استعمال کیا اور فرمایا: "اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے"۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ اسے پیسے، صدقہ، لباس یا اس طرح کی اشیا دے۔ شریعت میں جس شے کا مطلق ذکر آئے اس کا معنی جاننے کے لیے عرف عام کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ "اکرام" کوئی معین رویہ نہیں ہوگا، بلکہ اس سے مراد وہ طرزِ سلوک لیا جائے گا، جسے لوگ اکرام سمجھتے ہوں اور یہ مختلف ہم سایوں کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔ آپ کے

برغيف خبز، وجارك الغني لا يكفي هذا في إكرامه، وجارك الوضيع ربما يكتفي بأدنى شيء في إكرامه، وجارك الشريف يحتاج إلى أكثر. والجار: هل هو الملاصق، أو المشارك في السوق، أو المقابل أو ماذا؟ هذا أيضاً يرجع فيه إلى العرف. وأما في قوله -عليه الصلاة والسلام-: "وَمَنْ كَانَ يُؤمِنُ باللهِ واليَومِ الآخِرِ فَلْيُكرِمْ ضَيْفَهُ" الضيف هو النازل بك، كرجل مسافر نزل بك، فهذا ضيف يجب إكرامه بما يعد إكراماً. قال بعض أهل العلم -رحمهم الله-: إنما تجب الضيافة إذا كان في القرى أي المدن الصغيرة، وأما في الأمصار والمدن الكبيرة فلا يجب؛ لأن هذه فيها مطاعم وفنادق يذهب إليها، ولكن القرى الصغيرة يحتاج الإنسان إلى مكان يؤويه. ولكن ظاهر الحديث أنه عام: "فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ".

غریب ہم سائے کا اکرام ہو سکتا ہے کہ ایک روٹی کے دینے سے ہو جائے، جب کہ مال دار ہم سائے کے اکرام میں ایسا کرنا کافی نہیں ہوگا۔ بے حیثیت ہم سائے کے اکرام میں ادنی شے بھی کافی ہو سکتی ہے، جب کہ آپ کے معزز ہم سائے کے اکرام کے لیے زیادہ کی ضرورت ہو گی۔ "الجار" یعنی پڑوسی سے مراد کون ہے؟ آیا وہ شخص جو بالکل متصل ہو یا پھر بازار میں آپ کا شریک ہو یا پھر بالمقابل ہو یا کوئی اور؟ اس کے تعین میں بھی عرف عام کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے"۔ اس میں "الضیف" سے مراد آپ کے پاس قیام کرنے والا شخص ہے، جیسے کوئی مسافر آدمی جو آپ کے ہاں ٹھہرے۔ ایسا شخص مہمان ہوتا ہے، جس کا حسب دستور اکرام کرنا واجب ہے۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ مہمان نوازی اس وقت واجب ہوتی ہے، جب کوئی شخص بستیوں یا چھوٹے شہروں میں ہو۔ بڑے شہروں میں مہمان نوازی واجب نہیں ہے؛ کیوں کہ ان میں ہوٹل ہوتے ہیں، جن میں جایا جاسکتا ہے، جب کہ چھوٹی بستیوں میں انسان کو کسی ایسی جگہ کی ضرورت ہوتی ہے، جہاں وہ ٹھہر سکے۔ لیکن ظاہر کے اعتبار سے حدیث عام ہے کہ "اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے"۔ [شرح الأربعين النوويہ لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين: (١٧٦-١٧٨)]

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعين النووية.

معاني المفردات:

- يؤمن : الإيمان الكامل المنجي من عذاب الله الموصل إلى رضاه.
- يؤمن بالله : أي: أنه الذي خلقه, وبأنه هو المستحق للعبادة.
- ويؤمن باليوم الآخر : أي: أنه سيجازى فيه بعمله.
- فليقل خيرا : كالإبلاغ عن الله وعن رسوله، وتعليم الخير والأمر بالمعروف عن علم وحلم، والنهي عن المنكر عن علم ورفق، والإصلاح بين الناس، والقول الحسن لهم.
- ليصمت : ليسكت.
- فليكرم جاره : أي: المجاور له، بالإحسان إليه وكف الأذى عنه، وتحمل ما يصدر منه، والبشر في وجهه، وغير ذلك من وجوه الإكرام.
- فليكرم ضيفه : بالبشر في وجهه، وطيب الحديث معه، وإحضار المتيسر.والضيف: هو القادم على القوم النازل بهم، سواء غنيا أو فقيرا.

فوائد الحديث:

١. التحذير من آفات اللسان، وأن على المرء أن يتفكر فيما يريد أن يتكلم به.
٢. وجوب السكوت إلا في الخير.
٣. تعريف حق الجار، والحث على حفظ جواره وإكرامه.
٤. الأمر بإكرام الضيف، وهو من آداب الإسلام وخلق النبيين.
٥. دين الإسلام دين الألفة والتقارب والتعارف بخلاف غيره.
٦. الإيمان بالله واليوم الآخر أصل لكل خير، ويبعث على المراقبة والخوف والرجاء، ويتضمن المبدأ والمعاد، وأقوى البواعث على الامتثال.

٧. الكلام فيه خير، وشر، وما ليس بخير, ولا شر في نفسه.
٨. أن هذه الخصال من شعب الإيمان ومن الآداب السامية.
٩. أن الأعمال داخلة في الإيمان.
١٠. أن الإيمان يزيد وينقص.

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ. شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5437)

من كفَّ غضبه، كفَّ الله عنه عذابه	جو اپنے غصہ کو روک لے گا اللہ اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا۔
١٣٧١. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعًا: «من كفَّ غضبه، كفَّ الله عنه عذابه».	**١٣٧١. حدیث:** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو اپنے غصے کو روک لے گا اللہ اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا۔''
درجة الحديث: حسن تنبيه: كان الشيخ الألباني قد ضعفه في بعض كتبه ثم حسنه في السلسلة الصحيحة	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: الحديث دليل على فضل من كفّ غضبه عند حدوث أسبابه ودواعيه، ومنَعَه من الاسترسال إلى طلب الانتقام، وأن من فعل هذا كان له أجر عظيم من جنس عمله، وهو أن الله -تعالى- يكف عنه عذابه يوم القيامة.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث اس شخص کی فضیلت کی دلیل ہے جو غصے کے تمام اسباب و محرکات کی موجودگی میں اپنے غصہ پر قابو پا لے اور انتقام کی چاہت کے باوجود سکونت اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو روک لے۔ جو شخص ایسا کرے گا تو اس کو اس کے عمل کے اعتبار سے بہت بڑا اجر ملے گا اور وہ اجر یہ ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه أبو يعلى، والطبراني في الأوسط.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: مسند أبي يعلى.

معاني المفردات:

- كَفَّ : مَنَعَ.

فوائد الحديث:

١. فضل من كف غضبه.

٢. وصف الله تعالى بالكف، وهو من صفاته التي تعني المنع.

المصادر والمراجع:

مسند أبي يعلى، المؤلف: أبو يعلى أحمد بن علي الموصلي، المحقق: حسين سليم أسد، الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق، الطبعة: الأولى، ١٤٠٤هـ – ١٩٨٤م. المعجم الأوسط، لسليمان بن أحمد الطبراني، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، الناشر: دار الحرمين – القاهرة. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، المؤلف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، الناشر: مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. منحة العلام، للشيخ عبدالله الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (5376)

من هَجَر أخَاه سَنَة فهو كَسَفْكِ دَمِهِ

جس نے اپنے بھائی کوایک سال تک چھوڑے رکھا تو اس کا ایسا کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

١٣٧٢. الحديث:
عن أبي خِراش حَدْرَدِ بن أبي حَدْرَدٍ الأسْلَمِي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من هَجَر أخَاه سَنَة فهو كَسَفْكِ دَمِهِ».

١٣٧٢. حدیث:
ابو خراش حدرد ابن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو اس کا ایسا کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:
من هجر أخاه لغير مقصد شرعي واستمر هجره إياه مُدة سنة وجَبَت عليه العقوبة، كما أن سفك دمه يُوجب العقوبة وهو التعزير بما يراه القاضي، ردعًا له وزجرًا لغيره، أما إذا كان الهَجْر لمقصد شرعي، فإن هجر أهل البدع والفسوق ينبغي أن يدوم على مرور الزمان ما لم تظهر منهم توبة ورجوع إلى الحق.

اجمالی معنیٰ:
جس نے اپنے کسی بھائی سے کسی شرعی غرض کے علاوہ کسی اور وجہ سے قطع تعلقی کرلی اور یہ قطع تعلقی ایک سال تک چلتی رہی تو اس کے لیے سزا واجب ہوگئی جیسے اس کے خون بہانے سے سزا واجب ہوجاتی ہے یعنی تعزیزی سزا جو قاضی کی صواب دید پر ہوگی۔ ایسا اس لیے ہے تاکہ وہ اس سے باز آجائے اور دوسروں کو اس سے تنبیہ ہو۔ تاہم اگر یہ قطع تعلقی کسی شرعی غرض سے ہو جیسے اہلِ بدعت اور فاسق لوگوں سے قطع تعلقی تو اس صورت میں مناسب یہ ہے کہ ہمیشہ جاری رہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلیں اور حق کی طرف نہ لوٹ آئیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الخلاف
راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.
التخريج: أبو خِراش حَدْرَدِ بن أبي حَدْرَدٍ الأسْلَمِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:
- كَسَفْكِ دَمِهِ : كإراقته.

فوائد الحديث:
١. فيه بيان حق المسلم على أخيه المسلم.
٢. بيان عظم إثم الهَجْر، وتمثيله بالقاتل؛ لأن الهَجْر قتل مَعْنَوي لا يقل سوءًا عن القتل المحَسُوس.

المصادر والمراجع:
كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـدليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة ، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني ، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، "لمكتبة المعارف".

الرقم الموحد: (8885)

من وقاه الله شر ما بين لحييه، وشر ما بين رجليه دخل الجنة	جسے اللہ تعالی نے اس کے دونوں جبڑوں کے مابین موجود شے اور اس کے دونوں پاؤں کے مابین موجود شے کے شر سے بچا لیا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔
١٣٧٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من وقاه الله شر ما بين لَحْيَيْهِ، وشر ما بين رجليه دخل الجنة».	**١٣٧٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالی نے اس کے دونوں جبڑوں کے مابین موجود شے اور اس کے دونوں پاؤں کے مابین موجود شے کے شر سے بچا لیا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من حفظه الله -عز وجل- من التكلم بما يغضب الله -تعالى-، ومن الوقوع في الزنا؛ فقد نجا ودخل الجنة.	**اجمالی معنی:** جسے اللہ نے ایسا کام کرنے سے محفوظ رکھا ہے جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے اور اسے زنا کرنے سے بھی بچائے رکھا۔ (سمجھو) وہ نجات پا گیا اور جنت میں داخل ہوگیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وقاه : أي حماه وحفظه.
- ما بين لحييه : هما العظمان في جانبي الفم،والمراد بما بينهما: اللسان.
- ما بين رجليه : يعني الفرْج،وهو كناية عن الزنا.

فوائد الحديث:

١. حفظ اللسان والفرج من الوقوع في الحرام سبيل لدخول الجنة.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤م. - تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة،١٤٠٧هـ - صحيح الجامع الصغير وزياداته، الألباني، دار المكتب الإسلامي- بيروت لبنان.

الرقم الموحد: (3477)

من يحرم الرفق، يحرم الخير كله	جو شخص نرمی سے محروم کردیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کردیا گیا
١٣٧٤. الحديث: عن جرير بن عبد الله -رضي الله عنه- قال: سمعتُ رَسُولَ اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- يقولُ: «من يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الخير كله».	**١٣٧٤. حدیث :** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جو شخص نرمی سے محروم کردیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کردیا گیا۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث حث على الرفق في جميع الأمور، وأن من تصرف بالعنف والشدة فإنه يحرم الخير فيما فعل.	**اجمالی معنی :** اس حدیث میں تمام امور میں نرمی برتنے کی ترغیب ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ جو شخص سختی اور شدت سے کام لیتا ہے وہ اپنے کام میں بھلائی سے محروم کردیا جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه مسلم بدون قوله: (كله) فهي عند أبي داود.

التخريج: جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من يحرم : من الحرمان وهو المنع من الشيء
- الرفق : التمهل في الأمر والتأني فيه. فيحرمه فلا يوفق له، بل يكون فيه العنف والشدة.
- يحرم الخير كله : يخسر كل الخير الناشئ عن الرفق.

فوائد الحديث:

١. أن الله يُعطي على الرفق ويثيب عليه.
٢. من حرم الرفق حرم الخير العميم.
٣. أن الرفق به انتظام خير الدارين واتساع أمرهما، وفي العنف ضد ذلك.
٤. إن الحرمان من الخير من أشد أساليب الترهيب.
٥. أنه ينبغي للإنسان الذي يريد الخير أن يكون دائما رفيقا حتى ينال الخير.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٣ه. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين, دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة، ١٤٢٦ه. كنوز رياض الصالحين، إشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي, تحقيق خليل مأمون شيحا - دار المعرفة، بيروت، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة الاولى، ١٤١٥ه - ١٩٩٤م.

الرقم الموحد: (4939)

من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له الجنة

جو مجھے ان چیزوں کی ضمانت دیتا ہے، جو اس کے دونوں جبڑوں کے مابین ہے اور جو اس کے دونوں پاؤں کے مابین ہے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

١٣٧٥. الحديث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «من يضمن لي ما بين لَحْيَيْهِ وما بين رجليه أضمن له الجنة».

١٣٧٥. حدیث:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مجھے ان چیزوں کی ضمانت دیتا ہے، جو اس کے دونوں جبڑوں کے مابین ہے اور جو اس کے دونوں پاؤں کے مابین ہے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يرشد النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى أمرين يستطيع المسلم إذا ما التزم بهما أن يدخل الجنة التي وعد الله عباده المتقين، وهذان الأمران هما حفظ اللسان من التكلم بما يغضب الله -تعالى-، والأمر الثاني حفظ الفرج من الوقوع في الزنا.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ دو امور کی طرف راہ نمائی فرما رہے ہیں۔ اگر بندۂ مسلم ان کی پابندی کر لے، تو وہ اس جنت میں جا سکتا ہے، جس کا اللہ نے اپنے متقی بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ ان میں سے پہلا کام زبان کی ایسی باتوں سے حفاظت کرنا ہے، جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتی ہیں اور دوسرا کام شرم گاہ کو زنا میں مبتلا ہونے سے بچانا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يضمن : يلتزم بالحفظ.
- ما بين لحييه : هما العظمان في جانبي الفم، والمراد بما بينهما: اللسان.
- ما بين رجليه : يعني الفرْج، وهو كناية عن الزنا.

فوائد الحديث:

١. حفظ اللسان والفرج من الوقوع في الحرام سبيل لدخول الجنة.
٢. أن أكثر أسباب دخول النارعدم حفظ ما بين الفرج واللسان.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، أحمد بن محمد بن أبى بكر القسطلاني، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر- الطبعة: السابعة، ١٣٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3475)

نَهَى رَسُولُ اللهِ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إلاَّ مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ، أَوْ ثَلاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ

رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے سوائے دو یا تین یا چار انگشت کے برابر۔

١٣٧٦. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- أَنَّ رَسُولَ الله -صلى الله عليه وسلم- «نهى عن لُبُوسِ الحَرِيرِ إلا هكذا، ورَفَعَ لنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أُصْبُعَيْهِ: السَّبَّابَةَ، والوُسْطَى». ولمسلم «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن لُبْس الحَرِيرِ إلا مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ، أو ثلاثٍ، أو أربعٍ».

١٣٧٦. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا سوائے اتنی مقدار کے۔ (یہ فرما کر) رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اپنی دو انگلیوں یعنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو اوپر اٹھایا۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا سوائے اتنی مقدار کے جو دو یا تین یا چار انگشت کے برابر ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى الذكور عن لبس الحرير إلا ما استثني، والمستثنى في الحديث المتفق عليه أصبعين، وفي رواية مسلم أو ثلاث أو أربع، فيؤخذ بالأكثر؛ فلا بأس من مقدار أربعة أصابع من الحرير في اللباس.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو ریشم پہننے سے منع فرمایا ما سوا اس مقدار کے جسے اس ممانعت سے مستثنیٰ کیا گیا۔ متفق علیہ (صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی) حدیث میں جس مقدار کو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ دو انگشت کے برابر ہے، جب کہ صحیح مسلم کی روایت میں (دو) یا تین یا چار انگشت کا استثناء ہے۔ جو مقدار زیادہ ہے اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ چنانچہ لباس میں چار انگشت کے برابر ریشم کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخَطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نَهَى عَنْ لُبُوسِ الْحَرِيرِ: نهى عن لبسه.

فوائد الحديث:

١. يؤخذ من الحديث تحريم لبس الحرير على الذكور من أمة محمد -صلى الله عليه وسلم- إلا ما استثني.

٢. فيه استثناء قدر الإصبعين أو الثلاث أو الأربع، إذا كان تابعًا لغيره، أما المنفرد، فلا يحل منه، قليله ولا كثيره كخيط مسبحة، أو ساعة أو نحو ذلك.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ ٣- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٤- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (3002)

نَهَى رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقاءِ أو القِرْبَةِ	رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے اور گھڑے کو منہ لگا کر اُن سے پانی پینے سے منع فرمایا۔
١٣٧٧. الحديث: عن أبي هريرة وعبد الله بن عباس -رضي الله عنهم- قالا: نَهَى رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقاءِ أو القِرْبَةِ.	**١٣٧٧. حدیث:** ابوہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے اور گھڑے کو منہ لگا کر اُن سے پانی پینے سے منع فرمایا“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الشرب من فم السقاء من أجل ما يخُاف من أذًى، عسى أن يكون فيه ما لا يراه الشارب حتى يدخل في جوفه.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے مشکیزے کے دہانے سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا اس اندیشے کے تحت کہ اس میں کوئی ایسی موذی شے ہو جو پینے والے کو نظر نہ آئے اور وہ اس کے پیٹ میں چلی جائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: حديث أبي هريرة رضي الله عنه: رواه البخاري (٧/ ١١٢ رقم٥٦٢٨). حديث ابن عباس رضي الله عنهما: رواه البخاري (٧/ ١١٢ رقم٥٦٢٩)، ومسلم (١٥٨٩/٣ رقم ٢٠٠٤).

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه- عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- السِّقاء : ما يوضع فيه الماء، وكان يُتَّخَذُ من جلد.
- القربة : وعاء يوضع فيه الماء مثل السقاء، وقد يكون كبيرا أو صغيرا، بينما يغلب السقاء في الصغير.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الشرب من فم القربة أو السقاء.

٢. النهي خاص بمن باشر بفمه باطن السقاء، أما من صب من القربة داخل إناء ثم شرب؛ فلا بأس.

٣. الأواني الكبيرة الحديثة المصنوعة من مواد أخرى مثل جالون الماء سعة ٣ لتر والعصير بالحجم العائلي كذلك لا يشرب من فتحتها مباشرة؛ لأنه قد يقذره على غيره وقد يكون فيها شيء صغير مؤذ لا يراه الشارب.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي، نشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة الثانية، ١٤١٥هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (5451)

نُهِينَا عن التَّكَلُّف

١٣٧٨. الحديث:

عن عمر -رضي الله عنه- قال: نُهِينَا عن التَّكَلُّف.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر عمر -رضي الله عنه- في هذا الحديث: أنهم "نهوا عن التَّكلف" والناهي هو رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ لأن الصحابي إذا قال: "نهينا" فإن هذا له حكم الرفع يعني كأنه قال: نهانا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن التكلف. والتكلف: هو كل فعل وقول يحاول صاحبه الظهور به أمام الآخرين وليس فيه . فمثال القول: كثرة السؤال، والبحث عن الأشياء الغامضة التي لا يجب البحث عنها، والأخذ بظاهر الشريعة وقبول ما أتت به، وعن أنسٍ -رضي الله عنه- قال: كنَّا عند عمر وعليه قميصٍ في ظهرِهِ أربع رقاع، فقرأ (وَفَاكِهَةً وَأَبًّا)، فقال: هذه الفاكهة قد عرفناها، فما الأب؟ ثم قال: "قد نهينا عن التكلّف". والفعل: كأن ينزل به ضَيف فيتكلف له بما يَشق عليه، بل وربما يحمله ذلك على الاستدانة وقد لا يجد لهذا الدين وفاء، فيلحق بنفسه الضرر في الدنيا والآخرة. فعلى المسلم أن لا يتكلف في الأمور، بل يجعل الأمور وسطا كما كان حاله -صلى الله عليه وسلم- لا يُمسك موجودًا ولا يتكلف معدومًا.

ہمیں تکلُّف سے منع کیا گیا ہے۔

١٣٧٨. حديث :

عمر۔رضی اللہ عنہ۔سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

اس حدیث میں عمر۔رضی اللہ عنہ۔یہ بتلا رہے ہیں کہ صحابہ کرام کو تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔اس حدیث میں منع کرنے والا اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔جب صحابی نے کہا ہمیں روکا گیا ہے تو اس حدیث کا حکم حدیث مرفوع کا ہوجائے گا، گویا صحابی نے یوں فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہمیں تکلف کرنے سے روکا ہے۔ 'تکلف' : ایسا فعل یا قول جو بمشقت اور تصنع سے کیا جائے اور اس میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ قول کی مثال : جو مذکورہ باب کی حدیث میں وارد ہوا ہے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ سوالات کرنا اور غیر ضروری غامض اشیاء کی بحث و تحقیق کرنا مُراد لیا ہے، جن پر شریعت کے ظاہری مفہوم کے مطابق عمل کرنا اور انہیں قبول کرنا مطلوب ہے۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ عمر۔رضی اللہ عنہ۔کے پاس تھے، ان کے جسم پر قمیص تھی جس کی پشت میں چار پیوند لگے تھے۔انہوں نے قرآن کریم کی آیت (وَفَاكِهَةً وَأَبًّا) پڑھی اور فرمایا یہ فَاكِهَةً یعنی پھل تو ہم جان چکے ہیں۔پر یہ أَبّ کیا ہے؟ پھر فرمایا کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔(یعنی اس کے معنی کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں)۔ فعل کی مثال : جیسے مہمان کے آنے پر ایسا اہتمام کیا جائے جو میزبان پر گراں گزرے، بلکہ کبھی وہ اس کے لئے دوسروں سے قرض لیتا ہے۔بسا اوقات یہ قرض چکانے کی طاقت نہیں رکھتا جس کی وجہ سے دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے۔ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی چیز میں تکلف نہ کرے، بلکہ تمام امور کو اعتدال سے نمٹائے، جیسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا کہ نہ تو موجود چیز کسی سے روکتے تھے اور نہ معدوم چیز کے لئے تکلف سے کام لیتے تھے۔ ریاض الصالحین (ص ٤٦٤) فتح الباري (٢٧١/١٣) النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر (١٩٦/٤)

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- التكلف : محاولة الظهور بمظهر غير حقيقي، أو هو كل فعل أو قول يحاول صاحبه التجمل به أمام الآخرين، ولا مصلحة فيه، وهو مضر بالعقل أو البدن، أو الدِّين.

فوائد الحديث:

١. النهي عن التَّكلف والحثِّ على البُعد عنه في كلِّ شيء.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديث: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ هـ النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (8945)

نهى رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- عن اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ	رسول اللہ ﷺ نے مشکوں کا منہ موڑ کر ان سے پانی پینے سے منع فرمایا۔
١٣٧٩. الحديث: عن أبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ -رضي الله عنه- قال: نهى رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- عن اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ.	**١٣٧٩. حدیث:** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکوں کا منہ موڑ کر ان سے پانی پینے سے منع فرمایا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تكسر أفواه الأسقية وتُثنى، ثم يشرب منها؛ لأنه قد يكون فيها أشياء مؤذية, فتدخل إلى بطنه فيتضرر بها.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مشکیزوں کے منہ کو توڑ کر اور انھیں موڑ کر ان سے پانی پیا جائے؛ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی موذی شے ہو، جو پینے والے کے پیٹ میں چلی جائے اور اس کی وجہ سے اسے ضرر لاحق ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأسقية : جمع سقاء، وهو ما يوضع فيه الماء، وكان يُتَّخَذُ من جلد.
- اختناث الأسقية : أي: أن تُثنى أفواهها ويشرب منها.

فوائد الحديث:

١. كراهة الشرب من فم الإناء الذي لا يُرى ما في داخله، خشية وجود شيء يؤذيه فيه، فينساب إلى بطنه ويتضرر به.
٢. النهي عن كسر أفواه الأسقية، والشرب منها.
٣. الحفاظ على سلامة المسلم.
٤. الأوعية الحديثة الكبيرة، مثل جالون الماء الذي سعته ٣ لتر فأكثر وجالون العصائر بالحجم العائلي كذلك لا يشرب من فتحتها لأنه يقذره على غيره، ولأنه قد يكون فيها شيء صغير مؤذ لا يراه الشارب.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين, المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين, الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة: ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5452)

نهي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يتنفس في الإناء، أو ينفخ فيه

رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

١٣٨٠. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنْ يُتَنَفَّسَ في الإناء، أو يُنْفَخَ فيه».

١٣٨٠. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه بيان أدب من آداب الأكل والشرب, وهو النهي عن التنفس والنفخ في الإناء الذي يؤكل أو يشرب منه, فأما النهي عن التنفس في الإناء فلما في ذلك من المضار: كتقذير الإناء؛ والشراب على الشارب، بعد المتنفس، كما أنَّه يتنفس ويشرب في آنٍ واحد، فربَّما سبَّب له الاختناق، فالشرب -كما جاء في السنة- من ثلاثة أنفاس خارج الإناء أمرأُ، وألذُّ، وأهنأُ, وفي هذا الحديث أيضا النهي عن النفخ في الطعام والشراب لأي سبب كسخونة, أو لإزالة شيء؛ وذلك حمايةً للطعام والشراب؛ لئلا يتقذر به من البزاق, أو أثر رائحة كريهة تعلق بالماء.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں کھانے اور پینے کے آداب میں سے ایک ادب کی وضاحت کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس برتن میں سانس لینا اور پھونک مارنا منع ہے جس میں سے کھایا یا پیا جاتا ہے۔ برتن میں سانس لینے سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کئی نقصانات پائے جاتے ہیں جیسے سانس چھوڑ کر پینے والے کے بعد (دوسرے) پینے والے کے لیے وہ برتن اور اس کا مشروب مکدر ہو جاتا ہے جیسے کوئی شخص بیک وقت سانس لیتا ہے اور پیتا بھی ہے تو اکثر اوقات اس کی وجہ سے دم گھٹنے کی شکایت ہوتی ہے، لہذا سنت سے ثابت ہے کہ برتن کے باہر تین سانس لیتے ہوئے پانی پینے میں، بہت زیادہ حفاظت، بہت خوشگواری اور بہت زیادہ لطف اندوزی کا باعث ہوتا ہے۔ نیز کھانے اور پینے میں پائی جانے والی گرمی کے سبب یا اس میں پائی جانے والی کسی چیز کو دور کرنے کے لئے پھونک مارنے کی ممانعت بھی اس حدیث میں موجود ہے۔ یہ اس لیے کہ کھانے اور پینے کی اشیاء کا تحفظ کیا جائے تاکہ تھوک یا پانی سے متعلق کسی بدبو کے اثر سے وہ مکدر نہ ہونے پائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد والدارمي.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- يتنفس : التنفس إدخال النفس إلى الرئتين، وإخراجه منهما.
- ينفخ : النفخ: إخراج الريح من الفم.

فوائد الحديث:

١. النّهي عن التنفس في الإناء؛ لما في ذلك من المضار والمفاسد, والسنة التنفس خارج الإناء.
٢. النهي عن النفخ في الطعام والشراب؛ لئلا يتقذر به من البزاق أو أثر رائحة كريهة تعلق بالماء.
٣. أن السنة لمن أراد أن يتنفس أثناء شربه أن يفصل الإناء عن فمه, بحيث يتنفس خارجه.
٤. أن الشريعة شاملة كاملة, ضبطت جميع التصرفات والأفعال بالأحكام والآداب المناسبة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت.
سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ تطريز رياض الصالحين, فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (58123)

هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ به في النَّارِ مُنْذُ سبْعِينَ خَرِيفًا، فهو يَهْوِي فِي النَّارِ الآنَ حتى انتهى إلى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا	یہ ایک پتھر ہے، جو ستر سال پہلے دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور وہ لگاتار دوزخ میں گر رہا تھا، یہاں تک کہ اب اس کی تہہ تک جا پہنچا ہے، جس کی گڑگڑاہٹ تم نے سنی۔
١٣٨١. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كُنَّا مع رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فقال: «هَلْ تَدْرُونَ ما هَذَا؟» قُلْنَا: اللهُ ورسولُهُ أَعْلَمُ. قال: «هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ به في النَّارِ مُنْذُ سبْعِينَ خَرِيفًا، فهو يَهْوِي فِي النَّارِ الآنَ حتى انتهى إلى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا».	**١٣٨١. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟" ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ایک پتھر ہے، جو ستر سال پہلے دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور وہ لگاتار دوزخ میں گر رہا تھا، یہاں تک کہ اب اس کی تہہ تک جا پہنچا ہے، جس کی گڑگڑاہٹ تم نے سنی"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان الصحابة مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فسمعوا سقطة، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: هل تدرون ما هذا؟ فقالوا: الله ورسوله أعلم. فقال: هذا صوت حجر رُمي به في النار من سبعين عاما، فهو ينزل في النار الآن حين انتهى إلى قعرها؛ فسمعتم صوت اضطراب النار من نزول الحجر إليها.	**اجمالی معنی:** صحابۂ کرام نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ انھوں نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابۂ کرام نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس پتھر کی آواز ہے، جسے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، وہ آگ میں نیچے جا رہا تھا کہ اب اس کی تہہ تک جا پہنچا، جس کی وجہ سے تم نے آگ کے اضطراب کی آواز سنی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- وجبة : سقطة.
- خريفا : عاما.
- يهوي : أي: ينزل.
- قعرها : القعر من كل شيء: منتهى عمقه.
- وجبتها : صوت اضطراب النار من نزول الحجر إليها

فوائد الحديث:

١. عمق جهنم، وهذا يقتضي شدة عذابها، وهو يستدعي الخوف منها.
٢. كرامة الصحابة في سماعهم لصوت السقطة.
٣. استحباب إسناد العلم إلى الله تعالى فيما لا علم للإنسان به.
٤. إثارة المعلم الاهتمام والانتباه قبل البيان؛ ليكون أدعى إلى الإفهام

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي - بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا - الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (3370)

هذا أَثْنَيْتُمْ عليه خيرا، فَوَجَبتْ له الجنَّة، وهذا أَثْنَيْتُمْ عليه شَرًّا، فَوَجَبَتْ له النَّار، أنتم شُهداء الله في الأرض

یہ شخص جس کی تم نے اچھے الفاظ میں تعریف کی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور یہ شخص جس کی تم نے برے الفاظ میں تعریف کی، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

١٣٨٢. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: مَرُّوا بجَنَازَةٍ، فأَثْنَوْا عليها خيرا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «وَجَبَتْ» ثم مَرُّوا بأخرى، فأَثْنَوْا عليها شرا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «وَجَبَتْ»، فقال عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-: ما وَجَبَتْ؟ فقال: «هذا أَثْنَيْتُمْ عليه خيرا، فوَجَبَتْ له الجنة، وهذا أَثْنَيْتُم عليه شرا، فوَجَبَتْ له النار، أنتم شُهَدَاءُ الله في الأرض».

١٣٨٢. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: لوگ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے تو اس کی اچھے الفاظ میں تعریف کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہوگئی۔" پھر وہ ایک دوسرے جنازے کے پاس سے گزرے تو اس کی برے الفاظ میں تعریف کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہوگئی۔" اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا چیز واجب ہوگئی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ شخص جس کی تم نے اچھے الفاظ میں تعریف کی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور یہ شخص جس کی تم نے برے الفاظ میں تعریف کی، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إن بعض الصحابة مَرُّوا على جنازة فشهدوا لها بالخير والاستقامة على شريعة الله، فلما سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- ثناءهم عليها قال -صلى الله عليه وسلم-: وجَبَت، ثم مروا بجنازة أخرى، فشهدوا عليها بالسوء، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: وجَبَتْ. فقال عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-: ما معنى: "وجَبت" في الموضعين؟ فقال -صلى الله عليه وسلم-: إن من شَهِدْتم له بالخير والصلاح والاستقامة، فهذا وَجَبتْ له الجنَّة، ومن شَهِدْتم عليه بالسوء، فهذا وَجَبتْ له النار، ولعله كان مشهورا بنفاق ونحوه. ثم أخبر -صلى الله عليه وسلم- أن من شهد له أهل الصدق والفضل والصلاح من استحقاقه الجنة أو النار يكون كذلك.

اجمالی معنی:

بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک جنازہ کے پاس سے گذرے تو انھوں نے اس کے حق میں نیکی، راست بازی اور اللہ کی شریعت پر عمل پیرا ہونے کی گواہی دی۔ چناں چہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کے بارے میں ان کی تعریف سنی تو فرمایا: "واجب ہوگئی"، پھر وہ لوگ ایک دوسرے جنازے کے پاس سے گذرے تو اس کے برے ہونے کی گواہی دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہوگئی"، اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ان دونوں جگہوں پر "واجب ہوگئی" کے کیا معنی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے لیے تم لوگوں نے نیکی، راستی اور ثابت قدمی کی گواہی دی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کے لیے تم نے برائی کی گواہی دی، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔ شاید کہ وہ شخص نفاق وغیرہ میں مشہور تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ جس شخص کے جنتی یا جہنمی ہونے کے تعلق سے صاحبِ فضل، سچے اور نیکوکار لوگ گواہی دے دیں وہ اسی طرح (جنتی یا جہنمی) ہوتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > الموت وأحكامه

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وجبت : أي ثبت ما قيل عنه واستحق عليه الجزاء.

فوائد الحديث:

١. جواز الثناء على الميت؛ لأن فيه شهادة له عند الله -تعالى-، بخلاف الحي، فإنه قد يكون سببا في الرياء أو الكبر، وغير ذلك من أمراض النفوس.

٢. المُعتبر في مثل هذه الشهادة أهل الفضل والصدق دون غيرهم من الفسقة والمنافقين، فإن شهادتهم مردودة عليهم.

٣. بيان فضيلة هذه الأمة، فهم شهداء الله في الأرض.

٤. جواز ذكر المَرء بما فيه من خَيرٍ أو شَرٍّ ولا يكون ذلك من الغِيبة.

٥. جواز الشهادة قبل الاستشهاد، وقبولها قبل الاستفصال.

٦. جواز السؤال حال وجود الإشكال في كلام المتكلم.

٧. فضيلة عمر -رضي الله عنه-، فإنه بادر بسؤال النبي -صلى الله عليه وسلم- عَمَّا أشْكل عليه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم ، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز -مكة المكرمة- الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م.

الرقم الموحد: (8876)

هذا خَيرٌ من مِلءِ الأرض مثل هذا

١٣٨٣. الحديث:

عن سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنه- قال: مَرَّ رجلٌ على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال لرجل عنده جالسٌ: «ما رأيُك في هَذا؟»، فقال: رجل من أَشراف الناس، هذا والله حَرِيٌّ إن خطب أن يُنْكَحَ، وإن شَفع أن يُشَفَّعَ، فَسكت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثم مرَّ رجلٌ آخر، فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما رأيُك في هذا؟» فقال: يا رسول الله، هذا رجلٌ من فقراء المسلمين، هذا حَرِيٌّ إن خَطب أن لا يُنْكَحَ، وإن شَفَعَ أن لا يُشَفَّعَ، وإن قال أن لا يُسمع لقوله، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «هذا خَيرٌ من مِلءِ الأرض مثل هذا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث : مرَّ بالنبي -صلى الله عليه وسلم- رجلان، أحدهما: من أشراف القوم، وممن له كلمة فيهم، وممن يجاب إذا خطب، ويسمع إذا قال، والثاني بالعكس، رجل من ضعفاء المسلمين ليس له قيمة، إن خطب فلا يجاب، وإن شفع فلا يشفع، وإن قال فلا يسمع. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: (هذا خير من مِلء الأرض مثل هذا) أي: خير عند الله -عز وجل- من مِلء الأرض من مثل هذا الرجل الذي له شرف وجاه في قومه؛ لأن الله -سبحانه وتعالى- لا ينظر إلى الشرف، والجاه، والنسب، والمال، والصورة، واللباس، والمركوب، والمسكون، وإنما ينظر إلى القلب والعمل، وفي الحديث: (إن الله لا ينظر إلى صوركم، ولا إلى أموالكم، ولكن إنما ينظر إلى قلوبكم وإلى أعمالكم)، رواه مسلم برقم (٢٥٦٤). فإذا صلح القلب فيما بينه وبين الله -عز وجل-، وأناب إلى الله، وصار ذاكراً لله -تعالى- خائفاً منه،

یہ (فقیر) شخص اس (پہلے) شخص جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے بہتر ہے

١٣٨٣. حدیث :

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا : "اس کے بارے تمہاری کیا رائے ہے ؟" اس شخص نے جواب دیا : یہ (آدمی) معزز لوگوں میں سے ہے ۔ اللہ کی قسم ! یہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں پیغام نکاح بھیجے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے ۔ رسول اللہ ﷺ (یہ جواب سن کر) خاموش ہو گئے ۔ پھر ایک اور آدمی (وہاں سے) گزرا تو آپ ﷺ نے پھر اسی شخص سے پوچھا : "اس کے بارے تمہاری کیا رائے ہے ؟" اس نے جواب دیا : اے اللہ کے رسول ! یہ شخص غریب مسلمانوں میں سے ہے ۔ یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس سے کوئی نکاح نہ کرے ، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے ، اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات سنی نہ جائے ۔ رسول کریم ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا ۔ "یہ (فقیر) شخص اس (پہلے) شخص جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے بہتر ہے ۔"

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

مفہوم حدیث : نبی ﷺ کے پاس سے دو آدمیوں کا گزر ہوا ۔ ان میں سے ایک کا تعلق معزز لوگوں سے تھا جس کا ان میں اثر و رسوخ تھا ۔ یہ ایسا شخص تھا کہ اگر کہیں پیغام نکاح بھیجتا تو اس کا پیغام قبول کیا جاتا اور اگر کوئی بات کہتا تو اس کی بات سنی جاتی ۔ جب کہ دوسرا شخص اس کے بالکل بر عکس تھا ۔ اس کا تعلق کمزور مسلمانوں میں سے تھا جس کی کوئی حیثیت نہیں تھی ۔ اگر وہ کہیں پیغام نکاح بھیجتا تو اسے قبول نہ کیا جاتا ، اگر کوئی سفارش کرتا تو اس کی سفارش قبول نہ کی جاتی اور اگر کوئی بات کہتا تو اس کی بات سنی نہ جاتی ۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ : "یہ (غریب) شخص اس (پہلے) شخص جیسے زمین بھر کے لوگوں سے بہتر ہے ۔" یعنی یہ شخص اللہ کے نزدیک اس شخص جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے بہتر ہے جو اپنی قوم میں جاہ و منزلت رکھتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ عزت و جاہ ، حسب و نسب ، مال و دولت ، شکل و صورت ، لباس ، سواری اور گھر بار کو نہیں دیکھتا ، بلکہ وہ دل اور عمل کو دیکھتا ہے ۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے : "اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور تمہارے مال و دولت کو نہیں دیکھتا ، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے ۔" (صحیح مسلم : ٢٥٦٤) جب بندے اور اللہ کے مابین دل کی اصلاح ہو جاتی ہے ، وہ اللہ کی طرف

مخبتاً إليه، عاملاً بما يرضي الله -عز وجل-، فهذا هو الكريم عند الله، وهذا هو الوجيه عنده، وهذا هو الذي لو أقسم على الله لأبره.	متوجہ ہوجاتا ہے، اور وہ اللہ کا ذکر کرنے والا اور اس سے خوف کھانے والا ہوجاتا ہے، اور وہ اللہ عزوجل کو راضی کرنے والے اعمال کرتا ہے تو ایسا شخص ہی اللہ کے ہاں معزز اور صاحب منزلت ہے۔ اور یہی وہ شخص ہے جو اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ تعالی اس کی قسم کو پوری کردیتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مر رجل : قيل لعله الأقرع بن حابس أو عيينة بن حصن ، والرجل الآخر قيل: هو جميل بن سراقة الغفاري .
- حري : حقيق وجدير.
- شفع : الشفاعة : التوسط لالتماس العفو أو التخفيف من العقوبة من غير دليل

فوائد الحديث:

١. الحث على عدم الاستهانة بالفقراء والمستورين ، فرب أشعث أغبر خير من مِلء الأرض من الأثرياء وأصحاب المظاهر.
٢. التفاضل بين الناس بالتقوى ، قال تعالى : (إن أكرمكم عند الله أتقاكم)
٣. الترغيب في إنكاح الصالحين والصالحات، ولو كانوا فقراء؛ لأنهم الأكفاء في الدين.
٤. إن السيادة لمجرد حيازة الدنيا لا أثر له في المجتمع الإسلامي ، ومن فاته حظه من الدنيا أمكنه الاستعاضة عنه بالأعمال الصالحة والتقوى.
٥. جواز استفتاح العالم جلسته بسؤال تلاميذه.
٦. الله لا ينظر إلى صور الناس وأموالهم وأحسابهم وأنسابهم.
٧. الترغيب في إنكاح الصالحين والصالحات؛ لأنهم أكفاء في الدين والخلق.
٨. لا قيمة للعرف السائد الذي يخالف الشرع.
٩. التكلم على من لم يكن حاضرا ليعلم الناس أمره، أو ليحذروا شره ، لا يعد من الغيبة المحرمة.
١٠. فيه أن الرجل قد يكون ذا منزلة عالية في الدنيا، ولكنه ليس له قدر عند الله، وقد يكون في الدنيا ذا مرتبة منحطة وليس له قيمة عند الناس وهو عند الله خير من كثير ممن سواه.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ. د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن - د. مصطفى البغا - محي الدين مستو - علي الشرجبي - محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3880)

هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم؟

یہ تم میں سے کمزور لوگ ہی تو ہیں، جن کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے اور تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔

١٣٨٤. الحديث:

رأى سعد أنَّ له فَضلاً على مَن دُونَه، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «هَل تُنْصَرون وتُرْزَقُون إلاَّ بِضُعَفَائِكُم؟». عن أبي الدرداء عويمر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ابغُونِي الضُعَفَاء؛ فَإِنَّما تُنصَرُون وتُرزَقُون بِضُعَفَائِكُم».

١٣٨٤. حدیث :

سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو خیال گزرا کہ انھیں ان لوگوں پر فضیلت حاصل ہے، جو مالی لحاظ سے ان سے کم تر ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا : "یہ تم میں سے کمزور لوگ ہی تو ہیں، جن کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے اور تمھارا رزق دیا جاتا ہے"۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "(مالی وجسمانی طور پر) کمزور لوگوں کی تلاش میں میری مدد کرو۔ تم میں سے کمزور لوگوں ہی کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمھیں رزق دیا جاتا ہے"۔

درجة الحديث: الحديث الأول: صحيح الحديث
الثاني: صحيح

حدیث کا درجہ :

المعنى الإجمالي:

في هذين الحديثين ما يدل على أنَّ الضعفاء سبب للنصر، وسبب للرزق في الأمة، فإذا حَنَّ عليهم الإنسان وعَطَف عليهم وآتاهم مما آتاه الله -عز وجل-؛ كان ذلك سببا للنصر على الأعداء، وكان سببا للرزق؛ لأنَّ الله -تعالى- أخبر أنَّه إذَا أنفق الإنسان لرَبِّه نفقة فإنَّ الله -تعالى- يُخلِفُها عليه. قال الله -تعالى-: (وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه وهو خير الرازقين) [سبأ: ٣٩]، يُخلفه: أي يأتي بخَلَفِه وبدله.

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ کمزور لوگ امت کی نصرت اور رزق کا سبب ہیں۔ جب انسان ان پر رحم اور شفقت کرتا ہے اور جو کچھ اللہ عزوجل نے اسے دیا ہے، اس میں سے انھیں بھی دیتا ہے، تو اس کی وجہ سے اسے دشمنوں پر مدد ملتی ہے اور یہ بات رزق ملنے کا سبب ہوتی ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب انسان اپنے رب کی رضا کے لیے کچھ خرچ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بدل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه وهو خير الرازقين) [سبأ : ٣٩] ترجمہ : اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرتے ہو، سو وہی اس کا عوض دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ یعنی وہ اس کا عوض اور بدل دیتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين

راوي الحديث: الحديث الأول: رواه البخاري. الحديث الثاني: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه-
أبو الدَّرْدَاء -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رأى : ظنَّ.
- سعد : هو سعد بن أبي وقاص أبو مصعب -رضي الله عنه.-
- أنَّ له فَضلاً على مَن دُونَه : من أصحاب رسول الله -رضي الله عنهم-، وهذا بسبب شجاعته أو نحو ذلك.
- ابغُونِي : أعينوني على طلب الضعفاء.

فوائد الحديث:

١. الحض على التواضع ومنع الترفع على الآخرين.

٢. الضُعفاء مصدر خير للأمة؛ لأنهم مع ضعفهم في أجسامهم، إلاَّ أنَّهم أقوياء بربهم لقّوّة إيمانهم وثقتهم بربِّهم، وتجرُّدهم عن حظوظ النفس وأعراض الدنيا؛ فلذلك إذا دعَوُا الله بإخلاص استجاب لهم، والأمة ترزق بسببهم.

٣. حكمة النبي -صلى الله عليه وسلم- في تأليف القلوب وتوجيهها لما يحبه الله ويرضاه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، الدمام، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٥هـ. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية ١٣٩٥ هـ، ١٩٧٥. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ،٢٠٠١م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٨هـ. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3367)

وَاللهِ إني لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وأَتُوبُ إليهِ في اليومِ أَكْثَرَ من سَبْعِينَ مَرَّةً	اللہ کی قسم! میں دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔
١٣٨٥. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «وَاللهِ إني لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وأَتُوبُ إليهِ في اليومِ أَكْثَرَ من سَبْعِينَ مَرَّةً».	**١٣٨٥. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: النبي -صلى الله عليه وسلم- الذي غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر: يقسم أنه يستغفر الله ويتوب إليه في اليوم أكثر من سبعين مرة، واستغفار النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يلزم أن يكون لذنوب ارتكبها ولكن ذلك لكمال عبوديته وتعلقه بذكره -سبحانه-، واستشعاره عظم حق الله -تعالى- وتقصير العبد مهما عمل في شكر نعمه، وهو من باب التشريع للأمة من بعده، إلى غير ذلك من الحكم.	**اجمالی معنی:** اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > هدي النبي صلى الله عليه وسلم في الذكر

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أستغفر : أي: أطلب المغفرة، وهي الصفح عن الذنب.
- وأتوب إليه : أي: أعزم على التوبة.

فوائد الحديث:

١. جواز القسم على الشيء تأكيدا له، وإن لم يكن عند السامع فيه شك.
٢. حض الأمة على التوبة والاستغفار اقتداء بالنبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنه -صلى الله عليه وسلم- مع كونه معصوما، وخير الخلق، وقد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، يستغفر الله ويتوب إليه في اليوم أكثر من سبعين مرة.
٣. الإكثار من الاستغفار والتوبة؛ فإن العبد لا ينفك عن ذنب أو تقصير.
٤. استغفار النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يلزم أن يكون لذنوب ارتكبها ولكن ذلك لكمال عبوديته وتعلقه بذكره -سبحانه-، واستشعاره عظم حق الله -تعالى- وتقصير العبد مهما عمل في شكر نعمه، وهو من باب التشريع للأمة من بعده، إلى غير ذلك من الحكم.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى١٤١٨هـ. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (4808)

والذي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إنِّي لأَرْجو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ وذَلِكَ أَنَّ الجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إلا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ

اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں یقیناً امید رکھتا ہوں کہ تمہاری تعداد اہل جنت میں آدھی ہوگی، اس لیے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوں گے

١٣٨٦. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: كُنَّا مع رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- في قُبَّةٍ نَحْوًا من أربعين، فقال: «أَتَرْضَونَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِ؟» قلنا: نعم. قال: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِ؟» قلنا: نعم، قال: «والذي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إنِّي لأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ وذَلِكَ أَنَّ الجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إلا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وما أنتم في أَهْلِ الشِّرْكِ إلا كَالشَّعْرَةِ البَيْضَاء في جِلْدِ الثَّوْرِ الأَسْوَدِ، أو كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ في جِلْدِ الثَّوْرِ الأَحْمَرِ».

١٣٨٦. حدیث :

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : ہم تقریباً چالیس آدمی ایک خیمے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم اہل جنت کا چوتھا حصہ ہو؟" ہم نے عرض کیا : جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو؟" ہم نے پھر اثبات میں جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، میں یقیناً امید رکھتا ہوں کہ تمہاری تعداد اہل جنت میں آدھی ہوگی، اس لیے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوں گے اور تم مشرکین کے مقابلے میں ایسے ہی ہو جیسے سیاہ بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ بیل کی کھال میں سیاہ بال ہوں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

جلس النبي -صلى الله عليه وسلم- مع أصحابه في خيمة صغيرة، وكانوا قرابة أربعين رجلا، فسألهم -صلى الله عليه وسلم-: هل ترضون أن تكونوا ربع أهل الجنة؟ قالوا: نعم، فقال: هل ترضون أن تكونوا ثلث أهل الجنة؟ قالوا: نعم، فأقسم النبي -صلى الله عليه وسلم- بربه ثم قال: إني لأرجو أن تكونوا نصف أهل الجنة، والنصف الآخر من سائر الأمم، فإن الجنة لا يدخلها إلا مسلم فلا يدخلها كافر، وما أنتم في أهل الشرك من سائر الأمم إلا كالشعرة البيضاء في الثور الأسود، أو الشعرة السوداء في الثور الأبيض، والشك من الراوي.

اجمالی معنی :

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چالیس صحابۂ کرام کے ساتھ ایک چھوٹے سے خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا : کیا تم اس بات پر خوش اور راضی ہو کہ تم تمام اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا : جی ہاں۔ پھر فرمایا : کیا تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہونے پر خوش ہو؟ انہوں نے پھر اثبات میں جواب دیا، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی قسم کھا کر کہا کہ : مجھے امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کا نصف ہوگے، اور دوسرا نصف باقی ساری امتوں سے ہوں گے۔ کیونکہ جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے، اس میں کوئی کافر نہیں جائے گا۔ اور سارے امم کے اہل شرک کے مقابلے میں تم ایسے ہی ہو جیسے سیاہ بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ بیل کی کھال میں سیاہ بال ہوتا ہے۔ اور یہ شک راوی کی طرف سے ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قبة : خيمة، وهي بيت صغير مستدير.

- نحوا من أربعين : قرابة أربعين رجلا.

فوائد الحديث:

١. جواز التدرج وتكرار البشارة مرة بعد مرة ليكون أدعى لتجديد الشكر مرة بعد مرة.

٢. المسلمون من أمة محمد -صلى الله عليه وسلم- هم أكثر أهل الجنة، وهذا دليل على مكانة هذه الأمة.

٣. لا يدخل الجنة إلا نفس مسلمة مؤمنة.

٤. جواز الحلف بغير استحلاف؛ لتأكيد الحديث باليمين.

٥. استحباب ضرب المثل لتقريب الفهم للسامعين.

٦. قال العلماء: كل رجاء جاء عن الله تعالى أو عن النبي -صلى الله عليه وسلم- فهو كائن.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي- بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة -بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (3166)

والذي نَفْسِي بِيَدِهِ، لو لم تُذْنِبُوا، لَذَهَبَ اللهُ بِكُمْ، وجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ تَعَالَى، فَيَغْفِرُ لَهُمْ	قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو ختم کردے گا اور تمہاری جگہ ایسے لوگ لائے گا جو گناہ کرکے اللہ سے مغفرت طلب کریں گے اور اللہ ان کو بخش دے گا۔
١٣٨٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «والذي نفسي بيده، لو لم تذنبوا، لذهب الله بكم، وجاء بقوم يُذْنِبُونَ، فيستغفرون اللهَ تعالى، فيغفر لهم».	**١٣٨٧. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو ختم کردے گا اور تمہاری جگہ ایسے لوگ لائے گا جو گناہ کر کے اللہ سے مغفرت طلب کریں گے اور اللہ ان کو بخش دے گا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يقسم النبي -صلى الله عليه وسلم- بربه ثم يقول: لو لم تذنبوا لذهب الله بكم وجاء بقوم يستغفرون عقب الذنب بنية صادقة وقلب موقن؛ لكي يغفر لهم.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ اپنے رب کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے گا جو گناہ کرنے کے بعد سچی نیت اور یقین دل سے توبہ کریں گے تاکہ وہ انہیں بخش دے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يستغفرون الله تعالى : أي: يطلبون المغفرة من الله.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل الله تعالى على عباده بالعفو والمغفرة؛ فعلى المؤمن أن يبادر إلى الاستغفار ليغفر الله له.
٢. ليس في الحديث تحريض على المعصية؛ ولكن فيه تبشير بالمغفرة وإزالة لشدة الخوف واليأس من النفوس.
٣. الله تعالى يحب التوبة والإنابة.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة باحثين ، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ه - ٢٠٠٢م. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩ه - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5454)

والذي نفسي بيده، لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا، ولا تؤمنوا حتى تحابوا، أولا أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم

"قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہوسکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنا لو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے! آپس میں سلام کو عام کرو۔"

١٣٨٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ تَدْخُلُوا الجَنَّة حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلاَ تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُوا، أَوَلاَ أَدُلُّكُم عَلَى شَيءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُم؟ أَفْشُوا السَّلاَم بَينَكُم».

١٣٨٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہوسکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنا لو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے! آپس میں سلام کو عام کرو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صدَّر المصطفى -صلى الله عليه وسلم- الحديث بالقسم المفيد للتوكيد على أهمية ما تحمله هذه الوصية النبوية العظيمة، والتي تحمل في مضمونها الأسباب الخُلقية التي متى تمسَّك بها المجتمع المسلم تماسَك بنيانه وقوِيَ. فقوله -صلى الله عليه وسلم-: "لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا" على ظاهره وإطلاقه، فلا يدخل الجنة إلا من مات مؤمنًا وإن لم يكن كامل الإيمان فإن مآله الجنة، فهذا هو الظاهر من الحديث. وأما قوله -صلى الله عليه وسلم-: "ولا تؤمنوا حتى تحابوا" معناه لا يكمل إيمانكم ولا يصلح حالكم في الإيمان إلا بالتحاب. وأما قوله: "أفشوا السلام بينكم" ففيه الحث العظيم على إفشاء السلام وبذله للمسلمين كلهم من عرفت ومن لم تعرف، والسلام أول أسباب التآلف ومفتاح استجلاب المودة، وفي إفشائه تكمن ألفة المسلمين بعضهم لبعض وإظهار شعارهم المميز لهم من غيرهم من أهل الملل مع ما فيه من رياضة النفس ولزوم التواضع وإعظام حرمات المسلمين.

اجمالی معنیٰ:

نبی مصطفیٰ ﷺ نے اس حدیث میں مفید و کارآمد شے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ عظیم نبوی وصیت کے حامل ان امور کی اہمیت کو پرزور انداز میں پیش کیا جائے اور جس وصیت کا مضمون، ان اخلاقی اسباب و ذرائع پر مشتمل ہے کہ اگر مسلم معاشرہ، ان کو مضبوطی کے ساتھ تھام لے تو اس معاشرہ کی بنیاد باہم پیوست اور مستحکم ہوجاتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان "تم جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہوسکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ" تو اس کا ظاہری اور مطلق معنیٰ ہی مراد ہے کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جس کی حالتِ ایمان پر موت واقع ہو، چاہے اس کے ایمان میں کمال نہ ہو کیوں کہ بالآخر اس کا انجام کار جنت ہی ہے اور حدیث کا یہی ظاہری معنی ہے۔ رہا آپ ﷺ کا فرمان "اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو" تو اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے ایمان میں کمال نہیں آئے گا اور تمہارے ایمان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہوگی جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ آپ ﷺ کے فرمان "آپس میں سلام کو عام کرو" میں سلام کو عام کرنے اور (بلاتفریق) جانے اور انجانے سارے ہی مسلمانوں میں اس کو پھیلانے کی بے پناہ ترغیب دی گئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سلام ہی باہمی الفت و محبت کا سب سے اولین ذریعہ اور محبت و مودت کو پیدا کرنے کی کلید ہے۔ اس کو عام کرنے میں مسلمانوں کے درمیان باہمی الفت و محبت کے راز پنہاں ہیں اور ان کے اس شعار کے اظہار میں دوسری ملتوں سے ان کا امتیاز و

خصوصیت نمایاں ہوجاتی ہے، نیز اس میں نفس کی تربیت، تواضع وانکساری کو اختیار کرنے اور مسلمانوں کی عزت و ناموس کو عظیم تر قرار دینے کے معانی بھی پائے جاتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال الجوارح

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ : أقسم لتأكيد الأمر وتحقيقه.
- تُؤْمِنُوا : الإيمان هو: اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان، وعمل القلب والجوارح.
- أَفْشُوا : أظهروا.

فوائد الحديث:

١. أنَّ دخول الجنة لا يكون إلاَّ بالإيمان.
٢. أنَّ الإيمان لا يكمل إلا أن يحب المسلم لأخيه ما يحب لنفسه.
٣. إفشاء السلام من أعظم أسباب التآلف، وهو أن تلقي السلام على من عرفت ومن لم تعرف.
٤. السلام لا يلقى إلا على مسلم؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "بينكم".
٥. حرص الإسلام على تماسك المجتمع، وتراص بنيانه.
٦. إرشاد العالم لجلسائه وأصحابه لما ينفعهم ويدخلهم الجنة.
٧. بذل السلام فيه رفع التقاطع والتهاجر والشحناء وفساد ذات البين التي هي الحالقة.
٨. تعليق كمال الإيمان على المحبة في الله للدلالة على أهميتها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ه. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦ه. فتح رب البرية بتلخيص الحموية، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3361)

وَاللهِ لو تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا ولَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، ومَا تَلَذَّذْتُمْ بالنِّسَاءِ عَلَى الفُرُشِ، ولَخَرَجْتُمْ إلى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إلى اللهِ تَعَالَى

اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے، جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ، بستروں پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو پاتے اور اللہ سے فریادیں کرتے ہوئے گلیوں چوراہوں میں نکل آتے۔

١٣٨٩. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إنِّي أرى ما لا ترون، أَطَّتِ السماء وحُقَّ لها أَنْ تَئِطَّ، ما فيها موضع أربع أصابع إلا وملك واضع جبهته ساجدا لله -تعالى- والله لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا، وما تلذذتم بالنساء على الفُرُشِ، ولخرجتم إلى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إلى الله تعالى».

١٣٨٩. حدیث :

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "میں وہ کچھ دیکھتا ہوں، جو تم نہیں دیکھتے۔ آسمان سے چرچرانے کی آواز نکلتی ہے اور اس کا ایسی آواز دینا بالکل بجا ہے۔ آسمان میں چار انگشت کے برابر بھی جگہ نہیں، جہاں کوئی فرشتہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے، جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ، بستروں پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو پاتے اور اللہ سے فریادیں کرتے ہوئے گلیوں چوراہوں میں نکل آتے"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إني أبصر وأعلم ما لا تبصرون ولا تعلمون، حصل للسماء صوت كصوت الرحل إذا رُكب عليه، ويحق لها ذلك؛ فما فيها موضع أربع أصابع إلا وفيه ملك واضع جبهته ساجدا لله -تعالى-، والله لو تعلمون ما أعلم من عظم جلال الله -تعالى- وشدة انتقامه ومن أمور الغيب، لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا خوفا من سطوته -سبحانه وتعالى-، وما تلذذتم بالنساء على الفرش من شدة الخوف، ولخرجتم إلى الطرقات ترفعون أصواتكم بالاستغاثة إلى الله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میں وہ کچھ دیکھتا اور جانتا ہوں، جو تم نہیں دیکھتے اور نہ جانتے ہو۔ آسمان سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسی آواز کجاوے سے اس پر سوار ہوتے وقت نکلتی ہے اور اس سے یہ آواز نکلنا بجا بھی ہے۔ آسمان میں چار انگشت کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں، جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی ٹکائے اللہ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تم اللہ تعالی کی عظمت، اس کے انتقام کی شدت اور غیبی امور کو جان لو، تو اس کی پکڑ کے خوف سے ہنسو کم اور روؤ زیادہ، ڈر کی شدت کی وجہ سے اپنی عورتوں سے ہم بستری سے بھی لطف اندوز نہ ہو سکو اور بلند آواز سے اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے گلیوں چوراہوں میں نکل آؤ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إني أرى : أي: أبصر وأعلم.
- أطت : صوتتز
- جبهته : الجبهة: ما بين الحاجبين إلى الناصية.
- لو تعلمون ما أعلم : من عظم جلال الله -تعالى- وشدة انتقامه، ومن أمور الغيب التي أطلعه الله عليها.
- الصعدات : الطرقات.
- تجأرون : ترفعون أصواتكم بالاستغاثة إلى الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. إن المؤمن بقدر ما يعلم عن الله -تعالى- من عظمة وجلال، يزداد خوفه من عقابه.

٢. من صفات المؤمن الخوف والهيبة من الله -تعالى.-

٣. غيَّب الله عن الناس حقائق الآخرة؛ ليكون التكليف أقوى، ويحصل الثواب والعقاب.

٤. الملائكة طائعون لله ساجدون له لا يغفلون عن ذكره.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تحقيق مصطفى الخن والبغا ومستو والشربجي ومحمد أمين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه، ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة حمد العمار، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المعجم الوسيط،مجمع اللغة العربية بالقاهرة، تأليف (إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (6466)

ويحك أتدري ما الله؟ إن شأن الله أعظم من ذلك، إنه لا يستشفع بالله على أحد

تیرا ناس ہو، کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی عظمت وجلالت کیا ہے؟ اللہ کی شان تو اس سے کہیں عظیم ہے۔ اللہ کو کسی کے لیے سفارشی نہیں بنایا جاتا۔

١٣٩٠. الحديث:

عن جبير بن مطعم -رضي الله عنه- قال: "جاء أعرابي إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، نُهِكَتِ الأَنْفُسُ وجاع العيال وهَلَكَتِ الأموال، فاسْتَسْقِ لنا ربك، فإنا نَسْتَشْفِعُ بالله عليك، وبك على الله، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: سبحان الله! سبحان الله! فما زال يسبح حتى عُرِفَ ذلك في وجوه أصحابه، ثم قال: ويحك أتدري ما الله؟ إن شأن الله أعظم من ذلك، إنه لا يُسْتَشْفَعُ بالله على أحد".

١٣٩٠. حدیث:

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! جانیں لاغر و کمزور ہو چکیں، اہل و عیال بھوکے بیٹھے ہیں اور مال مویشی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اپنے رب سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے۔ ہم آپ کی خدمت میں اللہ کو سفارشی بناتے ہیں اور آپ کو اللہ کے حضور سفارشی بناتے ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! آپ ﷺ تسبیح بیان کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اس انداز سے آپ ﷺ کے صحابہ کے چہروں پر پریشانی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرا ناس ہو، کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی عظمت وجلالت کیا ہے؟ اللہ کی شان تو اس سے کہیں عظیم تر ہے۔ اللہ کو کسی کے لیے سفارشی نہیں بنایا جاتا..."

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يذكر هذا الصحابي أن رجلًا من البادية جاء إلى النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يشكو ما أصاب الناس من الحاجة إلى المطر؛ ويطلب من النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أن يسأل ربَّه أن ينزله عليهم؛ لكنه أساء الأدب مع الله؛ حيث استشفع به إلى النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وهذا جهلٌ منه بحق الله؛ لأن الشفاعة إنما تكون من الأدنى إلى الأعلى، ولذلك أنكر عليه النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ذلك ونزّه ربه عن هذا التنقّص، ولم ينكر عليه الاستشفاع بالنبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إلى الله سبحانه بدعائه إياه.

اجمالی معنی:

یہ صحابی بیان کر رہے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر لوگوں کی حالت زار پر شکایت کناں ہوا کہ انھیں بارش کی کس قدر ضرورت ہے۔ اس نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ اپنے رب سے ان پر بارش برسانے کی دعا کریں۔ تاہم وہ اس بے ادبی کا مرتکب ہوا کہ اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں اللہ کو سفارشی بنایا، جو کہ اس کے اللہ کی ذات سے ناواقف ہونے کی بنا پر تھا۔ کیوں کہ سفارش ادنی کی طرف سے اعلی کی خدمت میں ہوتی ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے اس کی اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اس نقص سے اللہ کی پاکیزگی بیان کی۔ تاہم اس کے اللہ کے حضور نبی ﷺ کو سفارشی بنانے اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کو آپ ﷺ نے ناپسند نہیں فرمایا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العالم والمتعلم

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: جُبير بن مُطعم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- نهكت : بضم النون أي: جهدت وضعفت.
- فاستسق لنا ربك : أي: اسأله أن يسقينا بأن ينزل المطر.
- نستشفع بالله عليك : نجعله واسطة إليك.

- سبحان الله : أي: تنزيهًا لله عما لا يليق به.
- عُرف ذلك في وجوه أصحابه : أي: عُرف الغضب فيها؛ لغضب رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.-
- ويحَك : كلمةٌ تقال للزجر.
- أتدري ما الله : إشارةٌ إلى قلة علمه بعظمة الله وجلاله.
- أعرابي : نسبة إلى الأعراب وهم الذين يسكنون البادية.

فوائد الحديث:

١. تحريم الاستشفاع بالله على أحدٍ من خلقه؛ لما في ذلك من التنقص لله تعالى.

٢. تنزيه الله عما لا يليق به.

٣. إنكار المنكر وتعليم الجاهل.

٤. جواز الاستشفاع بالرسول -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في حياته، بأن يطلُب منه أن يدعوَ الله في قضاء حاجة المحتاج؛ لأنه مستجاب الدعوة، أما بعد موته فلا يُطلب منه ذلك لأن الصحابة لم يكونوا يفعلون ذلك.

٥. التعليم بطريقة السؤال، لأنه أوقع في النفس.

٦. جواز طلب الدعاء من الأحياء.

٧. تحريم طلب السقيا من غير الله.

٨. مشروعية الدعاء وإثبات نفعه

٩. بيان مضار الجهل.

١٠. وجوب تنزيه الله عما لا يليق بجلاله.

المصادر والمراجع:

-1 الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ٢- الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٣- سنن أبي داوود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. ٤- مشكاة المصابيح، الناشر: المكتب الإسلامي، تحقيق: تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٥هـ – ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (3392)

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا مَعَ عَبْدِي مَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ	اللہ تعالی فرماتا ہے جب تک بندہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر میں متحرک رہتے ہیں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔
١٣٩١. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يقول الله تعالى: أَنَا مَعَ عَبْدِي مَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ».	**١٣٩١. حديث:** ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ "جب تک بندہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر میں متحرک رہتے ہیں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"
درجة الحديث: صحيح لغيره	**حدیث کا درجہ:** صحیح لغیرہ
المعنى الإجمالي: الحديث يدل على أن من ذكر الله كان الله قريباً منه، وكان معه في كل أموره، فيوفقه ويهديه ويعينه ويجيب دعوته. ومعنى هذا الحديث جاء في حديث آخر في صحيح البخاري قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (أنا عند ظن عبدي بي وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خير منهم).	**اجمالی معنی:** حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ اس کے قریب ہوتا ہے اور تمام امور میں اس کے ساتھ ہوتا ہے اور ان میں اسے توفیق و ہدایت دیتا ہے، اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اس حدیث کے مفہوم کی صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: (أنا عند ظن عبدي بي وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خير منهم)۔ ترجمہ: میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ جب وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی گروہ میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے گروہ میں یاد کرتا ہوں جو اس کے گروہ سے بہتر ہوتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه ابن ماجه وأحمد، ورواه البخاري تعليقاً.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أنا مع عبدي : أي معه معية إعانة وهداية وتوفيق.

فوائد الحديث:

١. إثبات رواية النبي عن الله -تبارك وتعالى.-
٢. فضيلة ذكر الله -تبارك وتعالى.-
٣. أن المسلم ينبغي أن يكون ذاكرا لله دائما وأبداً.
٤. أن الله -جل وعلا- مع الذاكر طال ذكره أو قصر.
٥. إثبات معية الله الخاصة بالمؤمنين، وهي أن الله معهم بتأييده وتوفيقه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. سنن ابن ماجه، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، لمحمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي، ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي، حققه وخرج أحاديثه وعلق

عليه: شعيب الأرنؤوط، ط مؤسسة الرسالة، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5522)

يُجْزِئُ عن الجماعة إذا مَرُّوا أن يُسَلِّم أحدهم، ويُجْزِئُ عن الجماعة أن يَرُدَّ أحدهم	جب ایک جماعت کسی کے پاس سے گزرے تو ان میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا کافی ہے۔ اور جماعت میں سے ایک آدمی کا جواب دینا کافی ہے
١٣٩٢. الحديث: عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يُجْزِئُ عن الجماعة إذا مَرُّوا أن يُسَلِّم أحدهم، ويُجْزِئُ عن الجماعة أن يَرُدَّ أحدهم».	**١٣٩٢. حدیث:** علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''جب ایک جماعت کسی کے پاس سے گزرے تو ان میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا کافی ہے۔ اور جماعت میں سے ایک آدمی کا جواب دینا کافی ہے۔''
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: يكفي الواحد في السلام عن الجماعة، كما أنه يكفي الواحد في رد السلام عن الجماعة.	**اجمالی معنی:** اگر جماعت میں سے ایک آدمی سلام کر لیتا ہے، یا جواب دے دیتا ہے تو تمام کی طرف سے کافی ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يُجْزِئُ: يكفي.

فوائد الحديث:

١. الابتداء بالسلام سنة على الكفاية، بمعنى أنه إذا قام به أحد المسلِّمين كفى عن الباقين، وإن كان الأولى أن يسلِّم الجميع.
٢. رد السلام فرض على الكفاية، بمعنى أنه إذا ردّ أحد المسلَّم عليهم كفى عن الباقين، وإن كان الأفضل أن يرد الجميع.

المصادر والمراجع:

بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار الفلق، الرياض، الطبعة: السابعة، ١٤٢٤هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ. مشكاة المصابيح، للتبريزي، تحقيق الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٥هـ-١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (5355)

يُسَلِّمُ الراكِبُ على الماشي، والماشي على القاعد، والقليلُ على الكثير

١٣٩٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: « يُسَلِّمُ الراكِبُ على الماشي، والماشي على القاعد، والقليلُ على الكثير».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث: بيان من هو الأولى بالتسليم. الأول: يسلِّم الراكب على الماشي؛ لأن الراكب يكون مُتَعَلِّيًا، فالبدء من جهته دليل على تواضعه لأخيه المسلم في حال رفعته، فكان ذلك أجلب لمحبته ومودته. ثانيًا: يسلم الماشي على القاعد لتشبيهه بالداخل على أهل المنزل، وحكمة أخرى: أن القاعد قد يشق عليه مراعاة المارين مع كثرتهم: فسقطت البداءة عنه دفعا للمشقة. ثالثًا: تسليم القليل على الكثير تعبيرا عن الاحترام والإكرام لهذه الجماعة. رابعًا: الصغير يسلم على الكبير؛ لأن الكبير له حق على الصغير. ولكن لو قُدِّر أن القليلين في غفلة ولم يسلموا، فليسلم الكثيرون ولو قُدِّر أن الصغير في غفلة، فليسلم الكبير ولا تترك السنة. وهذا الذي ذكره النبي -صلى الله عليه وسلم- ليس معناه: أنه لو سلم الكبير على الصغير كان حرامًا ولكن المعنى الأولى: أن الصغير يسلم على الكبير، فإنه لولم يسلم فليسلم الكبير، حتى إذا بادرت بالسلام لما تقدم في حديث أبي أمامة: "إن أولى الناس بالله من بدأهم بالسلام". وهكذا لو حصل التلاقي، فإن أولاهم بالله من بدأ بالسلام، وفي الحديث الآخر: "وخيرهما الذي يبدأ بالسلام".

سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں

١٣٩٣. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔“

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ سلام کرنے میں پہل کس کو کرنا چاہیے۔ پہلا: سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، اس لیے کہ سوار اوپر اور بلند ہوتا ہے۔ لہٰذا بلندی کی حالت میں اس کی طرف سے سلام کرنے میں پہل کرنا اپنے مسلمان بھائی کے لیے تواضع و خاکساری اختیار کرنے کی دلیل ہے۔ اور یہ دوسروں کے دلوں میں اس کی مودت و محبت پیدا کرنے کا زیادہ باعث ہے۔ دوسرا: پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اس لیے کہ وہ گھر کے اندر موجود لوگوں کے پاس آنے والے شخص کی طرح ہے۔ اس میں دوسری حکمت یہ ہے کہ بیٹھے ہوئے شخص کے لیے راہ گیروں کی رعایت کرنا ان کی کثرت کی وجہ سے دشوار ہو سکتا ہے۔ لہذا اس دشواری کو ختم کرنے کے لیے اس کی جانب سے سلام کرنے کی شروعات کو ساقط کردیا گیا۔ تیسرا: کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ یہ اس جماعت (کثیر تعداد) کے لیے احترام اور اکرام کے اظہار کے طور پر ہے۔ چوتھا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ کیوں کہ بڑے کا چھوٹے پر حق ہوتا ہے۔ لیکن اگر بالفرض کم تعداد والے غفلت میں ہوں اور سلام نہ کریں تو زیادہ تعداد والوں کو سلام کرنا چاہیے، اسی طرح اگر بالفرض چھوٹا غافل ہو تو بڑے کو سلام کرنا چاہیے، سنت کو ترک نہیں کیا جانا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں جو ذکر کیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ: اگر بڑے نے چھوٹے کو سلام کرلیا تو یہ حرام ہو گیا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ: بہتر یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے، اور اگر چھوٹا سلام نہیں کرتا ہے تو بڑے کو چاہیے کہ وہ سلام کرلے، کیونکہ اگر وہ سلام میں پہل کرے گا تو ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ: ”سلام میں پہل کرنے والے لوگ اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔“ کی وجہ سے فضیلت کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر ملاقات ہو جائے تو اللہ کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو سلام میں پہل

کرے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: ''ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. تعليم آداب التسليم وإعطاء كل ذي حق حقه.
٢. استحباب التسليم على ما جاء به الحديث.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. شرح رياض الصالحين: تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د.ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الإلكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠هـ. الأدب النبوي، تأليف: محمد عبد العزيز الشاذلي، الناشر: دار المعرفة، الطبعة الرابعة، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (4243)

يُؤتى بأنْعَم أهل الدنيا من أهل النار يوم القيامة، فَيُصْبَغُ في النار صَبْغَةً، ثم يقال: يا ابن آدم، هل رأيت خيرًا قطُّ؟ هل مَرَّ بك نَعِيمٌ قطُّ؟ فيقول: لا والله يا رب

قیامت کے دن سب سے زیادہ عیش و عشرت میں رہنے والے دنیا دار دوزخی کو لایا جائے گا۔ اسے آگ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم! تونے کبھی کوئی بھلائی دیکھی؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی نعمت آئی؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! واللہ کبھی نہیں!

١٣٩٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يُؤتى بأنعم أهل الدنيا من أهل النار يوم القيامة، فَيُصْبَغُ في النار صَبْغَةً، ثم يقال: يا ابن آدم، هل رأيت خيرًا قطُّ؟ هل مَرَّ بك نَعِيمٌ قطُّ؟ فيقول: لا والله يا رب، وَيُؤْتَى بأشدِّ الناس بُؤسًا في الدنيا من أهل الجَنَّة، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً في الجَنَّة، فيقال له: يا ابن آدم، هل رأيت بُؤسًا قط؟ هل مَرَّ بك شِدَّةٌ قط؟ فيقول: لا والله، ما مَرَّ بي بُؤْسٌ قطُّ، ولا رأيت شِدةً قَطُّ».

١٣٩٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے زیادہ عیش و عشرت میں رہنے والے دنیا دار دوزخی کو لایا جائے گا۔ اسے آگ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم! تونے کبھی کوئی بھلائی دیکھی؟ کیا تجھے کبھی کوئی نعمت ملی؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! واللہ کبھی نہیں۔ پھر دنیا میں جس نے سب سے زیادہ مصیبت زدگی میں زندگی گزاری ہوگی، اس جنتی کو لایا جائے گا اور اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم! تونے کبھی کوئی تکلیف دیکھی؟ تجھ پر کبھی کوئی سختی آئی؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! واللہ کبھی نہیں، نہ مجھ پر کبھی کوئی تکلیف آئی اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يؤتى يوم القيامة بأنعم أهل الدنيا وهو من أهل النار، فيغمس في جهنم، فيأتيه من حرها ولهيبها وسمومها ما ينسيه ما كان فيه من نعيم في الدنيا، عند ذلك يسأل ربه وهو أعلم بحاله، هل رأيت خيرًا قط؟ هل مر بك نعيم قط؟ فيقول: لا والله يا رب. وفي المقابل يؤتى بأشقى أهل الدنيا وأشدهم بؤسا وفقرا وحاجة وهو من أهل الجنة، فيغمس في الجنة غمسة، فينسى ما كان عليه من حال في الدنيا من النكد والشقاء والبؤس والفقر والشدة؛ لما يجد من لذة ومتعة لا توصف، عند ذلك يسأل ربه وهو أعلم بحاله، فيقال له: يا ابن آدم، هل رأيت بُؤسًا قط؟ هل مَرَّ بك شدة قط؟ فيقول: لا والله، ما مرَّ بي بؤس قطُّ، ولا رأيت شِدة قَطُّ.

اجمالی معنی:

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- البُؤس : الخضوع والفقر وشدة الحاجة.
- يُصْبَغُ : أي: يُغْمَس كما يُغمس الثوب في الصَّبْغ.

فوائد الحديث:

١. الترغيب في نعيم الجنة الدائم، والترهيب من عذاب النار الأليم.
٢. البشارة لما أعده الله للعاملين خيرا والإنذار بما أعد الله للعاصين.
٣. نعيم الآخرة ينسي شدة الدنيا وفقرها، وعذاب الآخرة ينسي نعيم الدنيا ولذاتها.
٤. إنعام الله على أهل الفساد في الدنيا ليس دليل محبة إنما هو استدراج وتعجيل لهم بالطيبات، حتى إذا لاقوا الله لم يكن لهم في الآخرة نصيب إلا العذاب.
٥. فيه تسلية لأهل الإيمان من الفقراء والمعدمين.
٦. التزهيد في الدنيا والترغيب في الآخرة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف مصطفى الخن وغيره، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين، لفيصل المبارك الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ-٢٠٠٢م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4248)

يا أبا بَطْنٍ إنما نَغْدُو من أجل السلام، فنُسَلِّمُ على من لَقِيْنَاهُ

اے ابو بطن! ہم لوگوں کو سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں، کہ جس سے ملیں اسے سلام کریں۔

١٣٩٥. الحديث:

عن الطُّفَيْلَ بن أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أنه كان يأتي عبد الله بن عمر، فيَغْدُو معه إلى السوق، قال: فإذا غَدَوْنَا إلى السوق، لم يَمُرَّ عبد الله على سَقَّاطٍ ولا صاحب بَيْعَةٍ ، ولا مسكين، ولا أحد إلا سَلَّمَ عليه، قال الطُّفيل: فجئت عبد الله بن عمر يوما، فَاسْتَتْبَعَنِي إلى السوق، فقلت له: ما تصنع بالسوق، وأنت لا تَقِفُ على البيع، ولا تسأل عن السِّلَعِ، ولا تَسُومُ بها، ولا تجلس في مجالس السوق؟ وأقول: اجلس بنا هاهنا نَتَحَدَثُ، فقال: يا أبا بَطْنٍ -وكان الطفيل ذا بَطْنٍ- إنما نَغْدُو من أجل السلام، فنُسَلِّمُ على من لَقِيْنَاهُ.

١٣٩٥. حدیث:

طفیل بن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتے تھے، پھر ان کے ساتھ بازار کی طرف نکلتے۔ طفیل نے فرمایا کہ جب ہم بازار جاتے، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کسی چھوٹی یا بڑی دکان والے، کسی مسکین یا کسی اور شخص کے پاس سے گزرتے تو اسے سلام کرتے۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، وہ مجھے اپنے پیچھے پیچھے بازار لے گئے۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ بازار میں کیا کرنے جارہے آپ وہاں نہ کوئی چیز خریدتے ہیں، نہ کسی چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں، نہ بھاؤ تاؤ کرتے ہیں اور نہ ہی بازار میں کہیں بیٹھتے ہیں؟ میں تو کہتا ہوں یہیں بیٹھ جائیں باتیں کرتے ہیں۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوالبطن ـ طفیل بڑے پیٹ والے تھے۔ ہم لوگوں کو سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں، کہ جس سے ملیں اسے سلام کریں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن الطُّفَيل بن أبي بن كَعْبٍ كان يأتي ابن عمر -رضي الله عنهما- دائمًا ثم يذهب معه إلى السوق. يقول الطفيل: "فإذا دخلنا السوق: لم يَمُرَّ عبد الله بن عمر على بياع السَقَّاطٍ"، وهو صاحب البضائع الرديئة."ولا صاحب بَيْعَةٍ" وهي البضائع النفسية غالية الثمن. "ولا مسكين ولا أحد إلا سلَّم عليه" أي: أنه كان يسلم على كل من لقيه صغيرًا أو كبيرًا غنيًّا أو فقيرًا. قال الطفيل: "فجئت عبد الله بن عمر يوماً" أي: لغَرَضٍ من الأغراض فطلب مني أن أتبعه إلى السوق. فقلت له: ما تصنع بالسوق وأنت لا تقِف على البَيع " يعني: لا تبيع ولا تشتري ، بل ولا تسأل عن البضائع ولا تسوم مع الناس ولا تصنع شيئاً من الأغراض التي تُصنع في الأسواق! وإذا لم يكن واحد من أسباب الوصول إليها حاصلاً فما فائدة ذهابك إلى السوق، إذا لم يكن لك به حاجة ؟ فقال له ابن عمر ـرضي الله عنهما-: "يا أبا بطن" وكان الطُفَيل ذا بَطَنٍ أي لم يكن بطنه مساوياً لصدره، بل زائدا عنه، "إنما

اجمالی معنیٰ:

طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وعن ابیہ ہمیشہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے تھے، پھر ان کے ساتھ بازار جاتے۔ طفیل فرماتے ہیں کہ جب ہم بازار میں داخل ہوتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی بساطی چیز بیچنے والے کے پاس سے گزرتے۔ بیاع السقاط سے مراد ہے ردی وُوِی بیچنے والا۔ "ولا صاحب بَيْعَةٍ" اس سے مراد مہنگی اور نفیس اشیاء بیچنے والا۔ "ولا مسكين ولا أحد إلا سلَّم عليه" یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما جس سے ملتے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، ہر ایک کو سلام کرتے۔ طفیل رضی اللہ عنہ وعن ابیہ نے کہا "فجئت عبد الله ابن عمر يوماً" یعنی میں کسی کام کے لیے ان کے پاس آیا تو انہوں نے بازار جانے کے لیے مجھے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ میں نے ان سے کہا: "ما تصنع بالسوق وأنت لا تقف على البَيع" یعنی آپ بازار جا کر کوئی چیز بیچتے یا خریدتے نہیں، بلکہ سامان کے بارے میں پوچھتے بھی نہیں اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ بھاؤ تاؤ کرتے ہیں اور نہ کوئی اور ایسا کام کرتے ہیں جو بازاروں میں ہوتے ہیں! جب آپ کے پاس بازار لے جانے والا کوئی سبب نہیں ہے تو پھر جانے کا فائدہ ہی کیا جب کہ آپ کو بازار جانے کی کوئی ضرورت بھی تو نہیں ہے؟! ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا "اے بڑے پیٹ والے ـ راوی کا بیان ہے کہ طفیل کا پیٹ بڑا تھا ـ یعنی طفیل کا پیٹ ان کے سینے کے برابر نہیں تھا، بلکہ

نَغْدُو من أجل السلام ، فنسلِّم على من لقيناه" أي: أن المراد من الذهاب للسوق لا لقصد الشراء أو الجلوس فيه، بل لقصد تحصيل الحسنات المكتسبة من جَرَّاء إلقاء السلام. وهذا من حرصه -رضي الله عنه- على تطبيق سنة إظهار السلام بين والناس؛ لعلمه بأنها الغنيمة الباردة، فكَلِمات يسيرات لا تكلف المرء شيئا ، فيها الخير الكثير.

اس سے بڑھا ہوا تھا۔ "إنما نَغدُو من أجل السلام ، فنسلِّم على من لقيناه"۔ یعنی بازار جانے کا مقصد کوئی چیز خریدنا یا وہاں بیٹھنا نہیں، بلکہ سلام کرکے نیکیاں کمانا ہے۔ یہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا لوگوں میں سلام پھیلا کر سنت پر عمل کرنے کی حرص تھی۔ اس لیے کہ انہیں یہ علم تھا کہ یہ تو ٹھنڈی غنیمت (یعنی بلا تعب و مشقت ثواب پانا) ہے، مختصر کلمات ہیں جو انسان پر کچھ بھی گراں نہیں۔ اس میں بہت زیادہ خیر ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه مالك.

التخريج: الطُّفَيْلَ بن أُبَيِّ بن كَعْبٍ -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يغدو : الذهاب ما بين صلاة الفجر إلى طلوع الشمس، ثم توسع به فاستعمل في الذهاب في أي وقت.
- سَقَّاط : هو الذي يبيع سقط المتاع، وهو: رديئه وحقيره.
- بيعة : المراد به: البيعة النفيسة.
- مسكين : أي: ذي حاجة.
- استتبعني : طلب مني أن أتبعه.
- لا تسوم : من المساومة، وهي : المجاذبة بين البائع والمشتري على السلعة وفصْل ثمنها.
- السلع : ما يعرض للبيع.

فوائد الحديث:

١. جواز ارتياد المجتمعات ولو من غير حاجة، لأداء السلام على أهله إذا غلب على ظنه أنه لا يقع في طريقه معصية، فإذا خاف المعاصي كان جلوسه في بيته أفضل.
٢. استحباب السلام على من عَرَفَه أو لم يَعْرِفه ولو كثر ذلك.
٣. جواز مداعبة الرفيق بتسميته ببعض ما يتصف به، إذا لم يقصد تحقيره وكان يعلم رضاه.
٤. دعوة الأخرين للمشاركة في تطبيق السنن.
٥. إجابة المسلم لدعوة أخيه ولو لم يعرف وإن لم يعرف سببها ما لم تكن في معصية.
٦. السوق مكان غفلة عن ذكر الله، ولا بد للناس ممن يذكرهم به في وسط تلك الغفلة

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر.
رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ الموطأ، تأليف: مالك بن أنس الأصبحي، تحقيق: محمد مصطفى الأعظمي ، الناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ الأدب المفرد، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: دار الصديق للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، ١٤١٨ هـ.

الرقم الموحد: (3585)

يا أَيُّهَا النَّاسُ، تُوبُوا إلى اللهِ واسْتَغْفِرُوهُ، فَإِنِّي أَتُوبُ فِي اليَومِ مائةَ مَرَّةٍ

اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو، کیونکہ میں دن میں سو دفعہ توبہ کرتا ہوں۔

١٣٩٦. الحديث:

عن الأغر بن يسار المزني -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا أَيُّهَا النَّاسُ، تُوبُوا إلى اللهِ واسْتَغْفِرُوهُ، فَإِنِّي أَتُوبُ فِي اليَومِ مائةَ مَرَّةٍ».

١٣٩٦. حدیث:

اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو، کیونکہ میں دن میں سو دفعہ توبہ کرتا ہوں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

النبي -صلى الله عليه وسلم- الذي غُفِرَ له ما تقدم من ذنبه وما تأخر: يأمر الناس بالتوبة والاستغفار، ويخبر عن نفسه -صلى الله عليه وسلم- أنه يستغفر الله ويتوب إليه في اليوم مائة مرة وهو بذلك يحث الأمة على هذا العمل الصالح، واستغفار النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يلزم أن يكون لذنوب ارتكبها ولكن ذلك لكمال عبوديته وتعلقه بذكره سبحانه، واستشعاره عظم حق الله تعالى وتقصير العبد مهما عمل في شكر نعمه، وهو من باب التشريع للأمة من بعده، إلى غير ذلك من الحكم.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جن کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں وہ لوگوں کو توبہ اور استغفار کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور خود اپنے بارے میں بتا رہے ہیں کہ آپ ﷺ دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرتے ہیں۔ اس طرح سے آپ ﷺ امت کو اس نیک عمل پر ابھار رہے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > هدي النبي صلى الله عليه وسلم في الذكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: الأغر بن يسار المزني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- توبوا إلى الله : أي: ارجعوا إلى الله تعالى واتركوا المعاصي واندموا على ما وقع منها.
- واستغفروه : أي: اطلبوا منه المغفرة.

فوائد الحديث:

١. وجوب التوبة من كل أحد لأن الأمر يقتضي الوجوب، والمخاطب الناس كافة دون استثناء.
٢. الإخلاص في التوبة شرط في قبولها، فمن ترك ذنبا لغير الله لا يكون تائبا باتفاق.
٣. الإكثار من الاستغفار والمسارعة إلى التوبة.
٤. التنبيه على أن استغفار النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يلزم أن يكون لذنوب ارتكبها ولكن ذلك لكمال عبوديته وتعلقه بذكره -سبحانه- ، واستشعاره عظم حق الله -تعالى- وتقصير العبد مهما عمل في شكر نعمه، وهو من باب التشريع للأمة من بعده، إلى غير ذلك من الحكم.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ١٤١٨هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4809)

يا أيها الناس، من عَلِم شيئا فَلْيَقُلْ به، ومن لم يَعْلَم، فَلْيَقُلْ: الله أعلم، فإن من العلم أن يقول لما لا يَعْلَم: الله أعلم

اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ ہی کو زیادہ علم ہے کیوں کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

١٣٩٧. الحديث:

عن مسروق، قال: دخَلْنَا على عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- فقال: يا أيها الناس، من عَلِم شيئا فَلْيَقُلْ به، ومن لم يَعْلَم، فَلْيَقُلْ: الله أعلم، فإن من العلم أن يقول لما لا يَعْلَم: الله أعلم. قال الله تعالى لنبيه -صلى الله عليه وسلم-: (قل ما أسألكم عليه من أجر وما أنا من المتكلفين).

١٣٩٧. حدیث:

مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ-کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ-رضی اللہ عنہ-نے فرمایا کہ: اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اگر علم نہ ہو تو کہے کہ 'اللّٰہُ أعْلَمُ'' (اللہ ہی کو زیادہ علم ہے) کیوں کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے بھی کہہ دیا تھا کہ: قل ما أسألكم عليه من أجر وما أنا من المتكلفين۔ ترجمہ: کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الإنسان إذا سُئل عن شيء يعلمه، فليبينه للناس ولا يكتمه، وأما إذا سئل عن شيء لا يعلمه، فليقل: الله أعلم ولا يتكلف الجواب. "فإن من العلم أن يقول لِمَا لا يَعْلَم: الله أعلم" أي أن من العلم أن يقول الإنسان لما لا يعلم : "الله أعلم"؛ لأن الذي يقول لا أعلم وهو لا يعلم هو العالم حقيقة هو الذي علم قَدْر نفسه وعلم منزلته وأنه جاهل فيقول لما لا يعرف الله أعلم. وعند مسلم بلفظ: "فإنه أعلم لأحدكم أن يقول لما لا يعلم: الله أعلم". والمعنى: أنه أحسن لعلمه وأتم وأنفع له أن يقول لما لا يعلمه: "الله أعلم". ثم استدل ابن مسعود -رضي الله عنه- بقوله -تعالى-: (قل ما أسألكم عليه من أجر وما أنا من المتكلفين) أي لا أسألكم على ما جئت به من الوحي أجرا تعطونني إياه وإنما أدلكم على الخير وأدعوكم إلى الله -عز وجل-. (وما أنا من المتكلفين) أي من الشاقين عليكم أو القائلين بلا علم. فالحاصل: أنه لا يجوز للإنسان أن يفتي إلا حيث جازت له الفتوى، وإن كان الله -تعالى- قد أراد أن يكون إمامًا للناس يفتيهم ويهديهم إلى صراط

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: جب کسی سے کسی ایسی بات کے بارے میں پوچھا جائے جس کا اسے علم ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور اسے نہ چھپائے۔ تاہم اگر اس سے کسی ایسی شے کے بارے میں پوچھ لیا جائے جسے وہ نہ جانتا ہو تو پھر یوں کہے کہ: اللہ اعلم (اللہ بہتر جانتا ہے) اور کھینچ تان کر جواب دینے کی کوشش نہ کرے۔ "فإن من العلم أن يقول لما لا يَعْلَم: الله أعلم"۔ کیونکہ انسان جس بات کو نہ جانتا ہو اس کے بارے میں اس کا یہ کہنا کہ: اللہ بہتر جانتا ہے۔ بھی علم ہی ہے۔ کیوں کہ جس شخص کو علم نہ ہو اور وہ کہہ دے کہ وہ نہیں جانتا تو درحقیقت وہی عالم ہے۔ یہی وہ شخص ہے جسے اپنی قدر و منزلت کا علم ہے اور اسے پتہ ہے کہ اس بات سے وہ ناواقف ہے۔ چنانچہ جس بات کو وہ نہ جانتا ہوتا اس کے بارے میں وہ کہہ دیتا ہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں "فإنه أعلم لأحدكم أن يقول لما لا يعلم: الله أعلم". کہ تم میں سے اگر کوئی شخص کوئی بات نہ جانتا ہو تو اس کا "اللہ اعلم" کہنا اس کے علم کے لیے زیادہ بہتر و درست اور اس کے لئے زیادہ نفع بخش ہے۔ پھر ابن مسعود-رضی اللہ عنہ-نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا کہ: (قل ما أسألكم عليه من أجر وما أنا من المتكلفين)۔ یعنی میں جو وحی لے کر آیا ہوں اس پر میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہیں ہوں بلکہ میں تو تمہاری خیر کی طرف راہنمائی کر رہا ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ (وما أنا من المتكلفين) یعنی میں تمہیں مشقت میں مبتلا کرنے والا یا بغیر علم کے بات کرنے والا

مستقيم فإنه سيكون وإن كان الله لم يرد ذلك فلن يفيده تجرأه في الفتوى ويكون ذلك وبالًا عليه في الدنيا والآخرة.	نہیں ہوں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ انسان کے لیے صرف اسی صورت میں فتوی دینا جائز ہے جس میں فتوی دینے کی اس میں صلاحیت ہو۔ اگر اللہ تعالی کا ارادہ یہ ہوا کہ وہ لوگوں کو فتوے دے اور ان کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرے تو ایسا ہو جائے گا اور اگر اللہ کا یہ ارادہ نہ ہوا تو فتوی دینے کی جراءت کرنے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا بلکہ ایسا کرنا الٹا اس کے لئے دنیا و آخرت میں وبال بن جائے گا۔ مطالع الأنوار على صحاح الآثار(٤٣٩/٤) شرح رياض الصالحين لابن عثيمين(٣٩١/٦، ٣٩٢)

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العالم والمتعلم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. عدم التكلف في المسائل العلمية، كأن يسأل عن شيء غير واضح له فيتحمل جوابا له، وربما أبعد عن الحقيقة في بيانه.
٢. لا ينقص من قَدْرِ العالم أن يجهل بعض مسائل العلم، ويعلن عدم معرفته بها.
٣. الاقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم- في عدم التَّكلف مطلقًا.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ مطالع الأنوار على صحاح الآثار، تأليف: إبراهيم بن يوسف بن أدهم ابن قرقول، تحقيق: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - دولة قطر، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م.

الرقم الموحد: (8934)

يا بُنَيَّ، إذا دخلت على أهلك فَسَلِّمْ، يكن بَرَكَةً عليك وعلى أهل بَيْتِك	اے میرے پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کیا کرو، یہ سلام تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔
١٣٩٨. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا بُنَيَّ إذا دخَلت على أهلك فَسَلِّمْ، يكن بَرَكَةً عليك وعلى أهل بَيْتِك».	**١٣٩٨. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے میرے پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کیا کرو، یہ سلام تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا“۔
درجة الحديث: ضعيف وحسنه الشيخ الألباني في صحيح الترغيب والترهيب ثم تراجع الشيخ عن تحسينه تراجعات الألباني ص١٥٥	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: أوصى النبي -صلى عليه وسلم- أنسًا -رضي الله عنه- إذا دخل على أهله أن يُلقي عليهم السلام. وبَيَّنَ له أنه فيه بَركة عليه وعلى أهل بيته تحقيقا؛ لقوله -تعالى-: (فإذا دخلتم بيوتا فسلموا على أنفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة)[النور: ٦١]. فإذا دخل الإنسان بيته: فإن السنة أن يُسلِّم على من فيه، سواء كانوا من أهله أو أصحابه أو ما أشبه ذلك.	**اجمالی معنی:** اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انھیں سلام کیا کرو اور فرمایا یہ اس کے لیے اور گھر والوں کے لیے ضرور برکت کا باعث ہوگا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً“۔ [سورۃ النور: ٦١]۔ (ترجمہ: پس جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرلیا کرو، دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ) لہٰذا انسان جب اپنے گھر میں داخل ہو، تو مسنون یہی ہے کہ گھر والوں کو سلام کرے، خواہ گھر میں اہلِ خانہ ہوں، یا اس کے ساتھی یا اُن جیسے دوسرے لوگ ہوں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. جواز مُنَاداة الغريب بـ"يا بُنَيَّ" ؛ لما في ذلك من العطف عليه والتحبب له.
٢. في الحديث بيان لأدب التعامل مع الأهل، وذلك بالسلام عليهم وعدم إفزاعهم.
٣. يستحب إذا دخل الإنسان بيته أن يسلم على أهله، وإن لم يكن فيه أحد استحب أن يقول : " السلام علينا وعلى عباد الصالحين، فإن الخير والبركة تحصل له ولأهل بيته.
٤. إرشاد النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته؛ لما يَعود عليهم من الخير والبركة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير،

دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. صحيح الترغيب والترهيب للألباني، ط٥، مكتبة المعارف - الرياض. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ.

الرقم الموحد: (3562)

يا حكيمُ، إن هذا المال خَضِرٌ حُلْوٌ، فمن أخذه بِسَخاوَة نفس بُورِك له فيه، ومن أخذه بإشراف نفس لم يُبَارَك له فيه، وكان كالذي يأكل ولا يَشْبَع، واليدُ العُليا خيرٌ من اليد السُفلى

"اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سر سبز اور میٹھا ہے۔ پس جس نے اسے دلی سخاوت کے ساتھ لیا، اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جس نے اسے دل کے لالچ کے ساتھ لیا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ڈالی جاتی اور وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے، جو کھاتا تو ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

١٣٩٩. الحديث:

عن حكيم بن حِزَام -رضي الله عنه- قال: سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأعطاني، ثم سَألته فأعطاني، ثم سألته فأعطاني، ثم قال: «يا حكيمُ، إن هذا المال خَضِرٌ حُلْوٌ، فمن أخذه بِسَخاوَة نفس بُورِك له فيه، ومن أخذه بإشراف نفس لم يُبَارَك له فيه، وكان كالذي يأكل ولا يَشْبَع، واليدُ العُليا خيرٌ من اليد السُفلى» قال حكيم: فقلت: يا رسول الله، والذي بعثك بالحق لا أَرْزَأُ أحدًا بَعدك شيئا حتى أفارق الدنيا، فكان أبو بكر -رضي الله عنه- يَدعو حكيما ليُعطيه العَطَاءَ، فيأبى أن يقبل منه شيئا، ثم إن عمر -رضي الله عنه- دعاه ليُعطيه فأبى أن يَقبله. فقال: يا معشر المسلمين، أُشهدكم على حكيم أني أعْرِض عليه حقه الذي قَسَمَه الله له في هذا الفَيْء فيَأبى أن يأخذه. فلم يَرْزَأْ حكيم أحدًا من الناس بعد النبي -صلى الله عليه وسلم- حتى تُوفي.

١٣٩٩. حدیث:

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دیا، پھر فرمایا: "اے حکیم! یہ مال سر سبز اور میٹھا ہے۔ پس جس نے اسے دلی سخاوت کے ساتھ لیا، اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جس نے اسے دل کے لالچ کے ساتھ لیا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ڈالی جاتی اور وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے، جو کھاتا تو ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس پر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا، یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ جاؤں۔ چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حکیم رضی اللہ عنہ کو کوئی شے دینے کے لیے بلاتے، تو وہ لینے سے انکار کر دیتے تھے۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دینے کے لیے بلایا، لیکن انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مسلمانو! میں حکیم کے معاملے میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ اس مالِ فے میں اللہ کی طرف سے ان کا جو مقررہ حق ہے، میں نے اسے ان کے سامنے پیش کیا، لیکن انھوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ تا وقتِ وفات حکیم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ مانگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن حكيم بن حِزَام رضي الله عنه جاء إلى النبي صلى الله عليه يسأله مالا، فأعطاه، ثم سأله فأعطاه، ثم سأله فأعطاه، ثم قال له يا حكيم: "إن هذا المال خَضِرٌ حُلْوٌ" أي: شيء محبوب مَرْغُوب تَرغبه النفوس وتحرص عليه بطبيعتها، كما تحب الفاكهة النضرة، الشهية المنظر، الحلوة المذاق. ثم قال: "فمن

اجمالی معنی:

مفہوم حدیث: حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کچھ مال مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مال دے دیا۔ انھوں نے پھر مانگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دے دیا۔ پھر مانگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پھر دے دیا اور اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حکیم: "یہ مال بہت سر سبز اور میٹھا ہے"۔ یعنی یہ بہت محبوب و مرغوب ہے۔ دل

أخذه بِسَخاوة نفس" أي: فمن حصل عليه عن طيب نفس، وبدون إلحاح وشَرَهٍ وتَطَلُّع "بُورِكَ له فيه" أي وضع الله له فيه البركة فينمو ويتكاثر، وإن كان قليلا، ورُزق صاحبه القناعة، فأصبح غني النفس، مرتاح القلب، وعاش به سعيدًا. "ومن أخذه بإشراف نفس" أي: تَطَلُّعِها إليه وتعرضها له وطمعها فيه "لم يُبَارَك له فيه" أي: نزع الله منه البركة، وسلب صاحبه القناعة، فأصبح فقير النفس دائمًا ولو أعطي كنوز الأرض، وجاء في معناه ما رواه مسلم: "إنما أنا خَازِن، فمن أعطيته عن طيب نفس، فيبارك له فيه، ومن أعطيته عن مسألة وشَرَه، كان كالذي يأكل ولا يشبع"، كما في هذا الحديث، أي كالمَلَهُوف الذي لا يَشبع من الطعام مهما أكل منه. وإذا كان هذا حال من يأخذه باستشراف، فكيف بمن أخذه بسؤال؟ يكون أبعد وأبعد، ولهذا قال النبي عليه الصلاة والسلام لعمر بن الخطاب: "ما جاءك من هذا المال وأنت غير مُشْرِفٍ ولا سائل فخذه، وما لا فلا تتبعه نفسك" يعني ما جاءك بإشراف نفس وتطلُّع وتَشَوُّفٍ فلا تأخذه، وما جاءك بسؤال فلا تأخذه. "اليد العُليا خُيرٌ من اليَدِ السُفْلى" أي: اليد المُتَعَفِفَة خَير من اليد السائلة؛ لأنها قد تعالت وترفعت بنفسها عن ذل السؤال، على عكس الأخرى التي حطت من قدر نفسها وكرامتها بما عرضت له نفسها من المذلة. فأقسم حكيم بن حزام رضي الله عنه بالذي بعث النبي صلى الله عليه وسلم بالحق ألا يسأل أحدا بعده شيئا، فقال: (يا رسول الله، والذي بعثك بالحق لا أرزأ أحدا بعدك شيئا حتى أفارق الدنيا) . فتوفي الرسول عليه الصلاة والسلام، وتولى الخلافة أبو بكر رضي الله عنه، فكان يعطيه العطاء فلا يقبله، ثم توفي أبو بكر، فتولى عمر فدعاه ليعطيه، فأبى، فاستشهد الناس عليه عمر، فقال: اشهدوا أني أعطيه من بيت مال المسلمين ولكنه لا يقبله، قال ذلك رضي الله عنه لئلا يكون له حجة على عمر يوم القيامة بين يدي الله، وليتبرأ من عهدته أمام الناس، ولكن مع ذلك

اسے پسند کرتے ہیں اور طبعی طور پر اس کی طمع رکھتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی، جیسے دل کو تروتازہ پھل، خوش نما منظر اور خوش ذائقہ مٹھائی پسند ہوتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اسے سخاوت دل کے ساتھ لیا" یعنی جس نے مال اس طرح حاصل کیا کہ دل صاف ہو، اصرار، لالچ اور شدید خواہش کی آمیزشنہ ہو۔ "اس کے لیے اس میں برکت رکھ دی جاتی ہے"۔ یعنی اللہ تعالی اس میں برکت ڈال دیتے ہیں اور یوں وہ بڑھتا اور زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے، اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، اور ایسے شخص کو قناعت دے دی جاتی ہے۔ وہ دل کا تونگر ہو جاتا ہے۔ اس کا دل پر سکون رہتا ہے اور وہ اس مال کے ساتھ سعادت مندانہ زندگی گزارتا ہے۔ "جو شخص دل کے لالچ کے ساتھ اسے لیتا ہے" یعنی اس کے دل میں مال کی شدید خواہش بسی ہوتی ہے، وہ اسے حاصل کرنے کے درپے رہتا ہے اور اس کے اندر لالچ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ "تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں ڈالی جاتی"۔ یعنی اللہ تعالی اس مال سے برکت نکال لیتے ہیں اور ایسے شخص کو قناعت سے محروم کر دیتے ہیں اور یوں وہ ہمیشہ دل کا فقیر ہی رہتا ہے، چاہے اسے پوری دنیا کے خزانے ہی کیوں نہ دے دیے جائیں۔ مسلم شریف میں اسی معنی کی ایک اور حدیث بھی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تو فقط خازن ہوں۔ جسے میں خوش دلی سے دیتا ہوں، اس کے لیے اس میں برکت رکھ دی جاتی ہے اور جو شخص اسے مانگ کر اور لالچ کے ساتھ مجھ سے لیتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے، جو کھاتا تو ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا۔" "وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے، جو کھاتا تو ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا" یعنی اس حریص شخص کی مانند ہوتا ہے، جو جتنا بھی کھائے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ جب میلان نفس کے ساتھ لینے کا یہ حال ہے، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا، جو مانگ مانگ کر لیتا ہے۔ اس کا حال تو اس سے بہت ہی گیا گزرا ہوگا۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "اس مال میں سے اگر کچھ تمھارے پاس بغیر کسی نفسی میلان اور بن مانگے آجائے، تو اسے لے لو اور جو نہ آئے، اس کے پیچھے اپنے دل کو نہ لگاؤ۔" یعنی جس ملنے والے مال میں تمھارے نفس کا میلان ہو اور اس میں رغبت و اشتیاق ہو، اسے مت لو اور اسی طرح جو مانگنے پر آئے، اسے بھی مت لو۔ "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ یعنی نہ مانگنے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو مانگنے کی ذلت سے بچا لیا، اس ہاتھ کے برعکس جس نے اپنے آپ کو ذلت میں ڈال کر اپنی قدر و عزت میں خود ہی کمی کی۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اس ذات کی قسم اٹھائی، جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس بات پر کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے۔ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ

أصر حكيم رضي الله عنه ألا يأخذ منه شيئا حتى توفي.

مبعوث فرمایا ہے، اس کی قسم! میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا، یہاں تک کہ دنیا چھوڑ جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی، تو وہ انھیں کچھ دینا چاہتے، لیکن وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد جب عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو انھوں نے آپ کو بلوایا، تاکہ انھیں کچھ دے سکیں، لیکن انھوں نے لینے سے انکار کردیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو گواہ بناتے ہوئے کہا: گواہ رہو کہ میں انھیں مسلمانوں کے بیت المال سے دینا چاہتا ہوں، لیکن وہ قبول نہیں کرتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا اس لیے کہا کہ روزقیامت اللہ کے سامنے ان کی عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے اور وہ لوگوں کے سامنے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوجائیں۔ تاہم پھر بھی حکیم رضی اللہ عنہ ان سے کچھ نہ لینے پر مصر رہے، یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: حكيم بن حِزَام -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سألت : طلبت منه مالا.
- خضر حلو : محبوب ومستلذ ومرغوب فيه
- سخاوة : كرم وجود من غير طمع في الشيء.
- إشراف نفس : تطلعها وطمعها في الشيء
- بورك فيه : أي: أغناه القليل منه عن الكثير.
- العليا : المعطية
- السفلى : السائلة.
- العطاء : ما يستحقه من المغنم
- لم يرزأ : لم يأخذ من أحد شيئا.
- الفيء : الخراج ينال بلا قتال

فوائد الحديث:

١. أخذ المال وجمعه بطرق مشروعة لا يتعارض مع الزهد في الدنيا ؛ لأن الزهد سَخاوة النفس وعدم تعلق القلب بالمال.
٢. بيان عظيم كرم النبي صلى الله عليه وسلم وأنه يعطي عطاء من لا يخشى الفقر أبداً.
٣. بذل النصيحة والحرص على نفع الإخوان عند تقديم العون؛ لأن النفس تكون مهيأة للانتفاع بالكلم الطيب.
٤. جواز تكرار السؤال ثلاثا، وجواز المنع في الرابعة.
٥. التعفف عن سؤال الناس والتنفير عنه ولا سيما لغير حاجة.
٦. فيه ذم الحرص على المال وكثرة السؤال.
٧. سؤال الأعلى ليس بِعَار، وأن رد السائل بعد ثلاث ليس بمكروه.
٨. أن السائل إذا أَلَحَّ بالسؤال ، فلا بأس برده وتخييبه وموعظته، وأمره بالتعفف وترك الحرص على الأخذ.
٩. أنه لا يستحق أحد شيء من بيت المال إلا بعد أن يعطيه الإمام إياه ، وأما قبل قسمة الغنيمة فليس ذلك مستحقا له.
١٠. جمع المال من غير حاجة يضر ولا ينفع.

١١. جواز السؤال للحاجة.
١٢. المعطي خير من الآخذ.
١٣. واجب الحاكم إيصال الحقوق لأصحابها.
١٤. فضيلة حكيم -رضي الله عنه- والتزامه العهد مع الله ومع رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
١٥. استحباب الاستشهاد على من أبى أخذ حقه.
١٦. ضرب المثل بما هو معروف لتقريب المعنى إلى نفس السامع.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين ، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هبهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هصحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هصحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت شرح رياض الصالحين: تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ ه رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ ه منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان ، عام النشر: ١٤١٠ ه المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هإكمال المعلم بفوائد مسلم، تأليف: عياض بن موسى بن عياض، تحقيق: د/ يحي بن اسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع الطبعة: الأولى، ١٤١٩ ه.

الرقم الموحد: (3703)

يا رسول الله إن شرائع الإسلام قد كثرت علينا، فبابٌ نتمسك به جامع؟ قال: لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله -عز وجل-	یارسول اللہ! امور اسلام تو بہت زیادہ ہیں۔ کوئی ایسا جامع عمل بتائیں جسے ہم لازم پکڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھاری زبان ہر وقت اللہ عزوجل کے ذکر سے تر رہے"۔
١٤٠٠. الحديث:	**١٤٠٠. حدیث:**
عن عبد الله بن بسر -رضي الله عنه- قال: أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- رجل، فقال: يا رسول الله إن شرائع الإسلام قد كثرت علينا، فبابٌ نتمسك به جامع؟ قال: «لا يزال لسانك رَطْبًا من ذكر الله -عز وجل-».	عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! امور اسلام تو بہت زیادہ ہیں۔ کوئی ایسا جامع عمل بتائیں، جسے ہم لازم پکڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھاری زبان ہر وقت اللہ عز وجل کے ذکر سے تر رہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي:	**اجمالی معنی:**
في هذا الحديث أن رجلا من الصحابة الكرام طلب من الرسول صلى الله عليه وسلم أن يدله على أمر سهل جامع شامل لخصال الخير، فأرشده الرسول صلى الله عليه وسلم إلى ذكر الله، فقال: لا يزال لسانك رطبا، أي غضا من ذكر الله، تديم تكراره آناء الليل والنهار، فاختاره له صلى الله عليه وسلم الذكر لخفته وسهولته عليه ومضاعفة أجره ومنافعه العظيمة التي لا تُعَد.	اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ انھیں کوئی ایسا آسان و جامع کام بتا دیں، جس میں بھلائی کے سارے پہلو ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ کے ذکر کی طرف راہ نمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ تمھاری زبان ہمہ وقت اللہ کے ذکر سے تر و تازہ رہے اور تم رات دن اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لیے ذکر کو چنا؛ کیوں کہ یہ ایک ہلکا پھلکا اور آسان عمل ہے، اس میں کئی گنا اجر اور شمار عظیم منافع ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن بُسْرٍ الأسلمي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- شرائع الإسلام : جمع شريعة بمعنى مشروعة، أي: مشروعاته من واجب أو مستحب التي شرعها الله لعباده من الأحكام.
- فباب نتمسك به جامع : ليسهل أداؤها، ولم يرد الاكتفاء به عن الفرائض والواجبات.
- جامع : شامل سهل العمل به.
- رطبا : أي: دائم الذكر.
- من ذكر الله : أي: الألفاظ التي حثت الشريعة عليها كالتهليل والتكبير.

فوائد الحديث:

١. فضل المداومة على ذكر الله تعالى.
٢. كثرة أنواع العبادات وأبواب الخير.
٣. من عظيم فضل الله تيسير أسباب الأجر.
٤. تفاضل العباد في نصيبهم من أبواب البر والخير.

٥. حب الصحابة للخير وحرصهم على ما يقربهم إلى الله.

٦. فضل ذكر الله.

٧. كثرة ذكر الله باللسان تسبيحا وتحميدا وتهليلا وتكبيرا وغير ذلك مع مواطأة القلب يقوم مقام كثير من نوافل الطاعات.

٨. من ذكر الله بلسانه يؤجر.

٩. مراعاته -صلى الله عليه وسلم- للسائلين بإجابة كلٍّ بما يناسبه.

المصادر والمراجع:

-جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم، لابن رجب الحنبلي، نشر: مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: السابعة، ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م. -التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م.

الرقم الموحد: (4716)

يا رسول الله، أيرقد أحدنا وهو جنب؟ قال: نعم، إذا توضأ أحدكم فليرقد	یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سوسکتا ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب تم میں سے کوئی وضو کرلے، تو سوسکتا ہے"۔
١٤٠١. الحديث: عن عبد الله بنِ عمر -رضي الله عنهما- أن عمرَ بْن الخطاب -رضي الله عنه- قال: ((يا رسول الله، أَيَرقُدُ أَحَدُنا وهو جُنُب؟ قال: نعم، إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُم فَلْيَرقُد)).	**١٤٠١. حدیث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سوسکتا ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب تم میں سے کوئی وضو کرلے، تو سوسکتا ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: سأل عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- النبي -صلى الله عليه وسلم-: إن أصابت أحدهم الجنابة من أول الليل، بأن جامع امرأته ولو لم ينزل أو احتلم، فهل يرقد أي ينام وهو جنب؟ فأذن لهم -صلى الله عليه وسلم- بذلك، على أن يخفف هذا الحدث الأكبر بالوضوء الشرعي؛ وحينئذ لا بأس من النوم مع الجنابة.	**اجمالی معنیٰ:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو رات کے ابتدائی حصے میں جنابت لاحق ہوجائے، بایں طور کہ اپنی بیوی سے جماع کرلے، اگرچہ انزال نہ ہوا ہو یا اسے احتلام ہوجائے تو کیا وہ حالت جنابت میں سوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے انھیں اس کی اجازت دے دی، بشرطے کہ وہ شرعی طریقے سے وضو کرکے حدث اکبر کو کچھ کم کرلے۔ اس صورت میں جناب کی حالت میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب النوم والاستيقاظ

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَيَرْقُدُ : ينام، والهمزة للاستفهام.
- أَحَدُنَا : أي: الواحد منا.
- وَهُوَ جُنُبٌ : ذو جنابة، والجنابة: إنزال المني أو الجماع.
- نعم : حرف جواب؛ لإثبات المسؤول عنه.
- فَلْيَرْقُدْ : اللام للأمر، والمراد به الإباحة.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على السؤال عمَّا تدعو له الحاجة.
٢. غسل الجنابة ليس على الفور، وإنما يتضيق عند القيام إلى الصلاة.
٣. الكمال أن لا ينام الجنب حتى يغتسل؛ لأن الاكتفاء بالوضوء رخصة.
٤. مشروعية الوضوء قبل النوم للجنب، إذا لم يغتسل.
٥. جواز نوم الجنب قبل الغسل إذا توضأ.
٦. كراهة نوم الجنب بلا غسل ولا وضوء.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3021)

يا رسول الله، مَنْ أحقُّ بِحُسْنِ الصُّحبة؟ قال: أمك، ثم أمك، ثم أمك، ثم أباك، ثم أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ

اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں میں کون شخص ہے جو بہترین ساتھی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں اور پھر تمہارا باپ، پھر اس سے قریب پھر اس سے قریب والا۔

١٤٠٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، مَنْ أحقُّ الناس بِحُسن صَحَابَتِي؟ قال: «أمك» قال: ثم مَنْ ؟ قال: «أمك»، قال: ثم مَنْ؟ قال: «أمك»، قال: ثم مَنْ؟ قال: «أبوك». متفق عليه. وفي رواية: يا رسول الله، مَنْ أحقُّ بحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قال: «أمك، ثم أمك، ثم أمك، ثم أباك، ثم أدْنَاك أدْنَاك».

١٤٠٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا باپ ہے۔ (متفق علیہ) ایک دیگر روایت میں ہے کہ (ایک آدمی نے عرض کیا) اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ میرے حُسنِ سلوک کا کون حقدار ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں۔ اِس کے بعد تیرے باپ کا پھر جو تیرے قریب ہو پھر جو تیرے قریب ہو۔ والصحابۃ: صحبت (یعنی حسن سلوک) کے معنی میں ہے۔ ثم أباک: یہ فعل محذوف (کا مفعول) ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی ثُم بِرّ أباک (پھر تم اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو)۔ اور ایک روایت میں ثُم أبوک ہے (حالت رفع میں) اور یہ ترکیب واضح ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يدل على أن لكل من الأبوين حقا في المصاحبة الحسنة؛ والعناية التامة بشؤونه (وصاحبهما في الدنيا معروفا)، ولكن حق الأم فوق حق الأب بدرجات، إذ لم يذكر حقه إلا بعد أن أكد حق الأم تمام التأكيد، بذكرها ثلاث مرات، وإنما علت منزلتها منزلته مع أنهما شريكان في تربية الولد هذا بماله ورعايته؛ وهذه بخدمته في طعامه وشرابه، ولباسه وفراشه و ... إلخ. لأن الأم عانت في سبيله ما لم يعانه الأب، فحملته تسعة أشهر وهنًا على وهنٍ، وضعفا إلى ضعف؛ ووضعته كرها؛ يكاد يخطفها الموت من هول ما تقاسي، وكذلك أرضعته سنتين، ساهرة على راحته، عاملة لمصلحته وإن برحت بها في سبيل ذلك الآلام وبذلك نطق الوحي: "

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ والدین میں سے ہر ایک حُسنِ مصاحبت اور ان کے سارے کاموں کی مکمل دیکھ بھال کے حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (سورۃ لقمان: ١٥)۔ (ترجمہ: دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا)۔ تاہم ماں کا حق باپ پر کئی گناہ زیادہ ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے ماں کے حق کو تین مرتبہ کی تاکید کے ساتھ خوب مؤکد کرنے کے بعد باپ کا حق ذکر کیا ہے۔ ماں کا درجہ باپ سے بڑھ گیا باوجودیکہ بچے کی پرورش میں دونوں والدین شریک ہوتے ہیں۔ والدا پنے مال اور نگرانی کے ساتھ اور والدہ کھانے پینے اور پہننے اور بچھانے میں خدمت کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔ الخ، اس لیے کہ ماں بچے کے لیے وہ تکلیفیں برداشت کرتی ہیں جو باپ نہیں کرتا، ماں نو ماہ تک اسے پیٹ میں لے کر حمل کی حالت میں تکلیف در تکلیف اور کمزوری در کمزوری برداشت کرتی ہے، پھر اسے جننے کی تکلیف برداشت کرتی ہے، وہ تکلیف جو برداشت کرتی ہے اس سے ایسا لگتا ہے جیسے موت اس کو اچک لے۔ اسی طرح پھر دو سال تک اسے دودھ پلاتی

ووصينا الإنسان بوالديه إحسانا حملته أمه كرها ووضعته كرها وحمله وفصاله ثلاثون شهرا "، فتراه وصى الإنسان بالإحسان إلى والديه؛ ولم يذكر من الأسباب إلا ما تعانيه الأم إشارة إلى عظم حقها. ومن حسن المصاحبة للأبوين الإنفاق عليهما طعاما وشرابا، ومسكنا ولباسا؛ وما إلى ذلك من حاجات المعيشة، إن كانا محتاجين، بل إن كانا في عيشة دنيا أو وسطى؛ وكنت في عيشة ناعمة راضية فارفعهما إلى درجتك أو زد، فإن ذلك من الإحسان في الصحبة. واذكر ما صنع يوسف مع أبويه وقد أوتي الملك إذ رفعهما على العرش بعد أن جاء بهما من البدو. ومن حسن الصحبة بل جماع أمورها ما ذكره الله بقوله: " وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا إما يبلغن عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما. واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا " فامنع عنهما لسان البذاءة، وجنبهما أنواع الأذى. وألن لهما قولك؛ واخفض لهما جناحك؛ وذلل لطاعتهما نفسك، ورطب لسانك بالدعاء لهما من خالص قلبك وقرارة نفسك وقل: "رب ارحمهما كما ربياني صغيرا"، ولا تنس زيادة العناية بالأم، عملا بإشارة الوحي؛ ومسايرة لمنطق الحديث.

ہے، اس کی راحت کے لیے راتوں کو جاگتی ہے، اس کی بہتری کے کام کرتی ہے اگرچہ خود کئی ساری تکلیفیں سہ لے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا"۔ (سورۂ احقاف: ۱۵)۔ (ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔) دیکھیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کی ہے اور ماں کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صرف انہی اسباب کی طرف اشارہ فرمایا جو ماں تکلیفیں برداشت کرتی ہیں۔ والدین کے ساتھ حُسنِ مصاحبت کا مظہر یہ بھی ہے کہ ان کے کھانے پینے، رہنے سہنے، اوڑھنے بچھانے اور دیگر معاشی ضروریات کے لیے ان پر خرچ کرنا۔ اگر وہ محتاج ہیں بلکہ اگر وہ کم یا درمیانے درجے کی زندگی گزار رہے ہوں اور تم خوشحال و خوشگوار زندگی گزار رہے ہو تو انہیں اپنے درجے تک لے آنا یا اس سے بھی اچھا کرنا۔ یہ صحبت میں احسان کا تقاضا ہے۔ یاد کیجیے حکومت ملنے اور تخت نشینی کے بعد یوسف علیہ السلام نے جو کچھ اپنے والدین کے ساتھ کیا کہ انہیں دیہات سے لے آئے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے متعلق بلکہ ان کے تمام امور کو شامل جامع حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ذکر فرما دیا ہے: "وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا، وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا"۔ (ترجمہ: اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا، اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے)۔ ان سے بے ہودہ زبان کے استعمال سے بچو اور ہر طرح کی تکلیف دینے سے بچو، اپنی گفتگو کو ان کے سامنے نرم کردو، ان کے لیے اپنے بازوؤں کو پست کردو، ان کی اطاعت میں اپنے آپ کو جھکا دو، ان کے لیے دعا مانگتے رہو، اپنے دل کو ان کے ساتھ مخلص کرلو اور کہو اے اللہ ان پر اسی طرح رحم فرما جس طرح سے کہ انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی تھی اور وحی الٰہی میں موجود اشارے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے نیز حدیث کی منطقیت کے شانہ بہ شانہ چلتے ہوئے ماں کا زیادہ خیال رکھنا نہ بھولو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين
راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها مسلم.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أدْنَاك أدْنَاك : الأقرب فالأقرب.

فوائد الحديث:

١. عظيم حق الوالدين.
٢. زيادة الوصية بالأم لضعفها وحاجتها.
٣. إكرام ذوي القرابات ليس على درجة واحدة.
٤. ترتيب الحقوق ووضعها في مواضعها هو الأصل والعدل.
٥. تقديم الأم على الأب في النفقة.

المصادر والمراجع:

-شرح صحيح البخارى لابن بطال - تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم مكتبة الرشد - السعودية، الرياض الطبعة: الثانية، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م. - الأدب النبوي لمحمد الخَوْلي، ط٤، دار المعرفة - بيروت، ١٤٢٣ هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. - رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ - رياض الصالحين، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ط٤، ١٤٢٨هـ - شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ - شرح صحيح البخارى لابن بطال، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، ط٢، مكتبة الرشد - السعودية، الرياض، ١٤٢٣هـ - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ط١، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4182)

يا رسول الله، هل بقي من بر أبوي شيء أبرهما به بعد موتهما؟ فقال: نعم، الصلاة عليهما، والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما

اے اللہ کے رسول! کیا میرے والدین کی موت کے بعد، کوئی ایسی نیکی باقی ہے کہ میں ان کے ساتھ کرسکوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں، ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان (کی موت) کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔"

١٤٠٣. الحديث:

عن أبي أسيد الساعدي -رضي الله عنه- قال: بَينَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَة، فَقَال: يا رسول الله، هَل بَقِي مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيءٌ أَبُرُّهُمَا بِهِ بَعدَ مَوتِهِما؟ فقال: «نَعَم، الصَّلاَةُ عَلَيهِما، والاسْتِغْفَارُ لَهُما، وإِنْفَاذُ عَهدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لاَ تُوصَلُ إِلاَّ بِهِمَا، وإِكرَامُ صَدِيقِهِما».

١٤٠٣. حدیث:

ابو اسید ساعدی - رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں بنی سلمہ قبیلے کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے والدین کی موت کے بعد، کوئی ایسی نیکی باقی ہے کہ میں ان کے ساتھ کرسکوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں، ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان (کی موت) کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

الحديث يشير إلى أنَّ بر الوالدين لا يقتصر عليهما بل يتعدَّاهما إلى أصدقائهما، وأحبائهما، ولا يتوقف على حياتهما بل إنه يستمر حتى بعد موتهما، وسؤال الصحابي: "هَل بَقِي مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيءٌ أَبُرُّهُمَا بِهِ بَعدَ مَوتِهِما؟" يدل على أنه كان بارا بوالديه، كما يتضمن استعداده وحبه للخير. وأوجه البر ما ذكره -عليه الصلاة والسلام- أولا: "الصلاة عليهما" يعني الدعاء لهما، فالصلاة هنا بمعنى الدعاء. الثاني: "الاستغفار لهما"، وهو أن يستغفر الإنسان لوالديه، يقول: اللَّهُمَّ اغفر لي ولوالدي، وما أشبه ذلك. وأما الثالث: "إنفاذ عهدهما" يعني إنفاذ وصيتهما. الرابع: الصدقة لهما، فإن الصدقة تنفع الوالدين، كذلك أيضا إكرام صديقهما، يعني إن كان له صديق فأكرمه، فإن هذا من بره. الخامس: صلة الرحم التي لا صلة لك إلا بهما، يعني صلة الأقارب فإن هذا من برهما. فهذه خمسة أشياء: الصلاة عليهما، والاستغفار لهما،

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک صرف انہی تک محدود نہیں بلکہ اس کا تعلق ان کے دوست احباب کے ساتھ بھی ہے، اسی طرح یہ صرف ان کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ یہ ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ صحابی کا یہ سوال کہ "اے اللہ کے رسول! کیا میرے والدین کی موت کے بعد، کوئی ایسی نیکی باقی ہے کہ میں ان کے ساتھ کرسکوں؟" دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے والدین کے فرماں بردار تھے اور اسی طرح اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ نیکی کی استعداد اور محبت سے سرشار تھے۔ نبی ﷺ نے حسن سلوک کے جن طریقوں کو ذکر فرمایا وہ یہ ہیں: اول: والدین کے لیے دعا کرنا۔ یہاں صلوۃ کا معنی دعا ہے۔ دوم: ان کے لیے مغفرت طلب کرنا۔ یعنی انسان اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کرے اور کہے: اللھمّ اغفر لی و لوالدیّ (اے اللہ مجھے اور میرے والدین کو بخش دے)۔ یا پھر اس طرح کی کوئی اور دعا مانگے۔ سوم: ان کے ساتھ کیے گیے وعدے کو پورا کرے۔ یعنی ان کی وصیت کو پورا کرے۔ چہارم: ان کے لیے صدقہ کرے۔ صدقہ والدین کو نفع دیتا ہے۔ اور اسی طرح ان کے دوست کی عزت افزائی کرے یعنی اگر باپ کا کوئی دوست ہو تو اس کی عزت و اکرام کرے۔ یہ بھی والد کے ساتھ حسن سلوک میں آتا ہے۔ پنجم: ان کی طرف سے جو آپ کے رشتہ دار ہیں ان کے

وإكرام صديقهما، وإنفاذ عهدهما، وصلة الرحم التي لا صلة لك إلا بهما، هذه من بر الوالدين بعد موتهما.

ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ یہ بھی والدین کی فرماں برداری میں آتا ہے۔ یہ پانچ اشیاء ہیں یعنی ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا، ان کے دوستوں کا اکرام کرنا، ان کی وصیت کو پورا کرنا اور ان کی طرف سے آپ کے جو رشتہ دار بنتے ہیں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا۔ والدین کی وفات کے بعد یہ باتیں ان کے ساتھ حسن سلوک کے زمرے میں آتی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو أسيد مالك بن ربيعة الساعدي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَنِي سَلِمَة : بطن من الأنصار، وليس في العرب سلمة بكسر اللام غيرهم.
- شَيءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ : أي لأبُرُّهما به.
- الصَّلاَةُ عَلَيهِما : أي الدعاء لهما.
- والاسْتِغْفَارُ لَهُما : أي وتدعو بالمغفرة لهما.
- وإِنْفَاذُ عَهدِهِمَا : أي إمضاء ذلك من وصِيَّة وصدقة وغير ذلك.
- وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما، : أي صلة أرحام الوالدين اللذان هما سبب فيها.

فوائد الحديث:

١. اغتنام فرصة حياة الوالدين ببِرِّهِمَا.
٢. من بر الوالدين:أ.الدعاء لهما.ب.الاستغفار لهما.
٣. رعاية شؤون الوالدين في حياتهما ومماتهما، أما في حياتهما بالقيام على شئونهما، وأما في مماتهما:أ.تنفيذ وصيتهما المشروعة.ب.صلة أرحامهما التي هما سبب فيها.ج.إكرام صديقهما وأصحابهما.
٤. الحرص على تربية الأولاد تربية صالحة تعود بالنفع على الوالدين في الحياة والممات.
٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على الخير وعدم انقطاعه.
٦. ينبغي تبليغ العلم بعد سماعه أو حضور مجلسه.
٧. من جهِل حُكما ينبغي أن يسأل أهل الذكر.
٨. العبادات مدارها على التوقيف، فلا تكون إلا بما شرع الله -عز وجل- على لسان رسوله -صلى الله عليه وسلم.-
٩. الحث على صلة الأرحام وإكرام أصدقاء الوالدين وتنفيذ وصيتهما.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للألباني، ط١، دار المعارف، الرياض، ١٤١٢هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته للعظيم آبادي، ط٢، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤١٥هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ.

الرقم الموحد: (3027)

يا سعد بن معاذ، الجنة وربِّ الكعبة إنِّي أجد ريحها من دونِ أُحُدٍ

١٤٠٤. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: غاب عمي أنس بن النَّضْرِ -رضي الله عنه- عن قتال بدر، فقال: يا رسول الله، غِبْتُ عن أول قتال قاتلت المشركين، لئن الله أشهدني قتال المشركين لَيُرِيَنَّ الله ما أصنع. فلما كان يوم أُحُدٍ انْكَشَفَ المسلمون، فقال: اللَّهم أعْتَذِرُ إليك مما صنع هؤلاء - يعني: أصحابه - وأبرأُ إليك مما صنع هؤلاء - يعني: المشركين - ثم تقدم فاستقبله سعد بن معاذ، فقال: يا سعد بن معاذ، الجنَّة وربِّ الكعبة إنِّي أجِدُ ريحها من دونِ أُحُدٍ. قال سعد: فما استطعت يا رسول الله ما صنع! قال أنس: فوجدنا به بِضْعًا وثمانين ضربة بالسيف، أو طعنة بِرُمْح، أو رَمْيَة بسهم، ووجدناه قد قُتل ومَثَّل به المشركون فما عَرفه أحدٌ إلا أُختُه بِبَنَانِهِ. قال أنس: كنَّا نرى أو نَظُنُّ أن هذه الآية نزلت فيه وفي أشباهه: {من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه} [الأحزاب: ٢٣] إلى آخرها.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يحكي أنس بن مالك أن أنس بن النَّضْرِ -عمه- لم يكن مع الرسول -صلى الله عليه وسلم- في بدر، وذلك لأن غزوة بدر خرج إليها النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو لا يريد القتال، وإنما يريد عِير قريش وليس معه إلا ثلاثمائة وبضعة عشر رجلًا، معهم سبعون بعيرا وفرسان يتعاقبون عليها، قال أنس

اے سعد بن معاذ! جنت، ربِ کعبہ کی قسم! میں اس کی خوشبو احد پہاڑ سے بھی زیادہ قریب محسوس کر رہا ہوں

١٤٠٤. حدیث :

اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں غیر حاضر رہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا : اے اللہ کے رسول پہلی جنگ جو آپ نے مشرکوں سے لڑی میں اس میں شریک نہ تھا البتہ آئندہ اگر اللہ نے مشرکین سے لڑائی کا موقع مجھے عطا فرمایا تو میں جو کچھ کروں گا اللہ اسے دکھائے گا۔ پس جب احد والا دن ہوا تو مسلمانوں نے اپنے مورچے چھوڑ دئے اور شکست کھا گئے، تو انہوں نے کہا : اے اللہ میں تجھ سے اس حرکت کی عذر خواہی کرتا ہوں جو ان مسلمانوں نے کی ہے، اور میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں، اس حرکت سے جو ان مشرکوں نے کی ہے۔ پھر وہ آگے بڑھے تو ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہوا، آپ نے ان سے کہا : اے سعد بن معاذ! جنت، ربِ کعبہ کی قسم ! میں اس کی خوشبو احد پہاڑ سے بھی زیادہ قریب محسوس کر رہا ہوں۔ سعد نے کہا : اے اللہ کے رسول! انھوں (انس بن نضر) نے جو کیا مجھ سے وہ نہیں ہو سکا! انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسی (٨٠) سے زیادہ تلوار کی چوٹیں یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے۔ اور ہم نے انھیں دیکھا کہ وہ قتل (شہید) کر دیے گئے تھے اور مشرکوں نے ان کا مثلہ کر دیا تھا (یعنی انکے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تھے) اس سبب سے ان کی بہن کے سوا کسی نے ان کو نہیں پہچانا، انہوں نے ان کو انکی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ انس بن مالک نے فرمایا : ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے مسلمانوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے : {من المؤمنين رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ} [الأحزاب : ٢٣] ''مومنوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے وہ عہد سچ کر دکھایا جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ ''آخر آیت تک۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ان کے چچا انس بن نضر جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں تھے۔ اس لئے کہ جنگ بدر میں نبی ﷺ لڑائی کے ارادے سے نہیں نکلے تھے۔ صرف آپ کے پیش نظر قریش کے قافلہ کا تعاقب تھا۔ آپ کے ساتھ کل تین سو کچھ آدمی تھے جن کے پاس ستر اونٹ اور صرف دو گھوڑے تھے جن پر وہ لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ

بن النضر للنبي -عليه الصلاة والسلام- يبين له أنه لم يكن معه في أول قتال قاتل فيه المشركين، وقال: "لئن أدركت قتالًا ليُرينَّ الله ما أصنع". فلما كانت غزوة أحد، وهي بعد غزوة بدر بسنة وشهر، خرج الناس وقاتلوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، وصارت الدائرة في أول النهار للمسلمين، ولكن ترك الرماة منازلهم التي أنزلهم النبي -صلى الله عليه وسلم- فيها حال لقاء العدو ونهاهم عن التحول عنها ، فلما انكسر المشركون وانهزموا نزل بعض أولئك القوم عن تلك المنازل ، فهجم فرسان المشركين على المسلمين من تلك الناحية ، واختلطوا بهم، انكشف المسلمون وفرَّ من فرَّ منهم، إلا أن أنسا -رضي الله عنه- تقدم إلى جهة الكفار وقال: (اللَّهُمَّ إني أعتذر إليك مما صنع هؤلاء) يعني أصحابه الذين فروا ، (وأبرأ إليك مما صنع هؤلاء)، يعني المشركين من قتال النبي ومن معه من المؤمنين. وعندما تقدم -رضي الله عنه- استقبله سعد بن معاذ، فسأله إلى أين؟ قال: يا سعد، إني لأجد ريح الجنة دون أحد، وهذا وجدان حقيقي، ليس تخيلا أو توهما، ولكن من كرامة الله لهذا الرجل شم رائحة الجنة قبل أن يستشهد -رضي الله عنه- من أجل أن يقدم ولا يحجم، فتقدم فقاتل ، حتى قتل رضي الله عنه. قال سعد -رضي الله عنه-: فما استطعت يا رسول الله ما صنع! أي: أنه -رضي الله عنه- بذل مجهودا لا أقدر على مثله. ووجد فيه بضع وثمانون، ما بين ضربة بسيف، أو برمح، أو بسهم، حتى إنه قد تمزق جلده، فلم يعرفه أحد إلا أخته، لم تعرفه إلا ببنانه أي إصبعه ـ رضي الله عنه. فكان المسلمون يرون أن الله قد أنزل فيه وفي أشباهه هذه الآية: (من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا) (الأحزاب: ٢٣)، ولا شك أن هذا وأمثاله -رضي الله عنهم- يدخلون دخولا أوليا في هذه الآية، فإنهم صدقوا ما عاهدوا الله عليه، حيث قال أنس -رضي الله عنه-: والله ليُرينَّ الله ما أصنع، ففعل، فصنع

نے نبی ﷺ سے کہا کہ میں مشرکین سے ہونے والی پہلی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا تھا، البتہ آئندہ اگر اللہ نے مشرکین سے لڑائی کا موقع مجھے عطا فرمایا تو میں جو کچھ کروں گا اللہ اسے دکھائے گا (لوگوں کے سامنے ظاہر فرمادے گا)۔ پس جب جنگ احد والا دن ہوا اور وہ جنگ بدر کے ایک سال ایک ماہ بعد پیش آیا تو لوگ نکلے اور نبی ﷺ کے ساتھ مل کرجنگ لڑی۔ دن کے آغاز میں مسلمانوں کا پلڑہ بھاری رہا، لیکن تیراندازوں نے اپنے وہ مورچے چھوڑ دیے جن پر نبی ﷺ نے انہیں تعینات کیا تھا اور انھیں وہاں سے ہٹنے سے منع فرمایا تھا۔ جب مشرکین پیچھے ہٹنے لگے اور شکست کھا گئے تو بعض تیراندازوں نے وہ جگہ چھوڑدی اور مشرکین کے لڑاکوں نے اس جانب سے مسلمانوں پر حملہ کردیا اوران سے مل گئے۔ یہصورت حال دیکھ کر مسلمان منتشر ہوگئے اوران میں سے کچھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگرانس بن نضر رضی اللہ عنہ کفار کے سمت آگے بڑھے اور فرمایا: اے اللہ میں تجھ سے اس حرکت کی عذرخواہی کرتا ہوں جوان بھگوڑے مسلمانوں نے کی ہے،اورمیں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں، اس حرکت سے جوان لوگوں یعنی مشرکوں نے کی ہے نبی ﷺ اورآپ کے ساتھی اہل ایمان سے جنگ ٹھان کر۔ اورجب وہ آگے بڑھے توسعد بن معاذان سے ملے اور پوچھا: کہاں کے لئے؟ آپ نے ان سے کہا: اے سعد میں جنت کی خوشبواحد پہاڑ سے بھی زیادہ قریب محسوس کر رہاہوں۔ جنت کی خوشبوکا ادراک یہ حقیقی ہے وہم یا خیال نہیں اوریہ اللہ کی طرف سے ان کے لئے بطور کرامت ہوئی کہ انہوں نے جنت کی خوشبواللہ کی راہ میں شہید ہونے سے پہلے ہی سونگھ لی تاکہ وہ اقدام کریں پیچھے نہ ہٹیں۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔ سعد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے، یارسول اللہ!اس نے جوکیا وہ میں نہیں کرسکتا، یعنی ان جیسی قربانی دینے کی قابلیت مجھ میں نہیں ہے۔ میدان جنگ میں وہ مقتول پائے گئے اس طورپرکہ ان کے جسم پراسی(۸۰) سے زیادہ تلوار کی چوٹیں یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے گئے۔ یہاں تک کہ ان کا جسم پھٹ چکا تھا۔ ان کی بہن کے سوائے کسی نے ان کو نہیں پہچانا، انہوں نے ان کوانکی انگلیوں سے پہچان لیا۔ رضی اللہ عنہ. اسی ناطے مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ یہ آیت ان کے اوران جیسے مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: (من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا)(الأحزاب: ۲۳) اور بلاشبہ وہ اوران جیسے اس آیت کے اولین مصداق ہیں رضی اللہ عنہم کیونکہ انہوں نے اپنے رب سے کیاہواوعدہ سچ کر دکھایا۔ بایں طورکہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ''اللہ کی قسم!میں جوکچھ کروں گا اللہ اسے دکھائے گا۔'' اوربالفعل انہوں نے ایسا کچھ کر دکھایا جوعام فرد بشرکی بات نہیں ہاں مگرجس پرانہیں جیسی اللہ کی خصوصی عنایت ہو، یہاں تک آپ شہید ہوگئے۔

صنعا لا يصنعه أحد إلا من مَنَّ الله عليه بمثله حتى استشهد.

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قتال بدر : أي: غزوة بدر
- ليرين الله : أي: ليظهرن عملي لله فيراه كما أنه علمه من قبل، ويظهره للناس أيضًا، وهذا من باب الفأل وتمني الخير.
- انكشف المسلمون : تركوا أماكنهم وانهزموا.
- يوم أحد : غزوة أحد
- أحد : جبل قريب من المدينة.
- ريحها : رائحتها
- أبرأ : أتخلى وأتخلص
- بضعا : ما بين الثلاثة والعشرة.
- مثل به : نكل به: بجدع أنفه أو قطع أذنه ، أو غيرهما من الأعضاء
- بنانه : أطراف الأصابع.
- أشباهه : الشبه : هو المثل.

فوائد الحديث:

١. جواز الوعد الحسن، وإلزام النفس بما هو خير.
٢. صدق أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في طلب الشهادة وتشوقهم إلى الجنة.
٣. استحباب بذل النفس في الجهاد في سبيل الله وإشهاد الله على ذلك.
٤. شدة يقين أنس بن النضر وكمال إيمانه.
٥. المجاهد الصادق المقبل على الله الحريص على بلوغ منازل الشهداء ، قد يشم رائحة الجنة ؛ فيكون أدعى لمواصلة الجهاد ، وهذا تثبيت من الله لعباده المخلصين.
٦. جواز الحكم بالقرائن، وهذا تجده في تعرف أخت أنس بن النضر عليه ببنانه.
٧. فضيلة أنس بن النضر ـ رضي الله عنه ـ.
٨. جواز الأخذ بالشدة في الجهاد

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى. بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ١٩٧٧ م الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن للنشر، طبع عام ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين، محمد بن علان، دار الكتاب العربي. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3855)

يا عباس، يا عم رسول الله، سلوا الله العافية في الدنيا والآخرة

اے عباس! اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔

١٤٠٥. الحديث:

عن أبي الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه- قال: قلتُ: يا رسول الله عَلِّمْنِي شيئا أسأله الله -تعالى-، قال: «سَلُوا اللهَ العافية» فمكثتُ أياماء ثم جِئْتُ فقلتُ: يا رسول الله علمني شيئا أسأله الله -تعالى-، قال لي: «يا عباس، يا عَم رسول الله، سَلُوا الله العافية في الدنيا والآخرة».

١٤٠٥. حدیث:

ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیں جو میں اللہ سے مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے عافیت طلب کرو۔ میں کچھ دن رُک کر پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گزارش کی کہ: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیں جو میں اللہ سے مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔

درجة الحديث: صحيح لغيره

حدیث کا درجہ: صحیح لغیرہ

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث من جوامع كلمه -صلى الله عليه وسلم-، فقد سأله عمه العباس -رضي الله عنه- أن يعلمه دعاءً، فعلمه دعاءً هو عبارة عن جملة قصيرة، شديدة الإيجاز عميقة الدلالة، استوعبت خير الدنيا والآخرة، وتنكير لفظ (شيئاً) للتعظيم؛ لأنه يريد شيئاً يسيراً قولياً يسأل الله به ليس به كلفة مع عظم الأجر فقال: «سلوا الله العافية»، وعدم تقييد العافية بشيء يجعلها عافية عامة تستلزم السلامة من كل شر دينوي وأخروي.

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث نبی ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔ یہ بہت ہی چھوٹا اور مختصر لیکن انتہائی گہرے معنی کا حامل جملہ ہے جو دنیا و آخرت کی بھلائی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ 'شیئاً' کے لفظ کے نکرہ ہونے میں عظمت کا معنی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ عباس رضی اللہ عنہ ایسے ہلکی سے قولی بات چاہتے تھے جس میں کوئی مشقت نہ ہو تاہم اس کا اجر بہت زیادہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے عافیت طلب کرو۔ عافیت کو کسی شے سے مقید نہ کرنے کی وجہ سے یہ عام عافیت بن جاتی ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر دنیوی اور اخروی شر سے سلامتی طلب کی جائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أسأله : أطلبه.
- العافية : مصدر يدل على محو الذنوب والسلامة من الآفات والعيوب.

فوائد الحديث:

١. العافية هي السلامة من كل شر وإذا وفقك الله لها وعافاك من كل شر من شر الأبدان والقلوب والأهواء وغيرها فأنت في خير.
٢. الدعاء بالعافية أفضل الدعاء.
٣. إرشاد إلى أنه ينبغي لكل أحد سؤال العافية في الدنيا بالسلامة من الأسقام والمحن والآلام، وفي الآخرة بالعفو عن الذنوب وإنالة المطلوب.
٤. حرص الصحابة -رضوان الله عليهم- على الاستزادة من العلم والخير.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ه. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. السلسلة الصحيحة المجلدات الكاملة، المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان.

الرقم الموحد: (2932)

يا عبد الله بن قيس، ألا أَدُلُّكَ على كنز من كنوز الجنة؟ لا حول ولا قوة إلا بالله	اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمھیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" ۔ (نہیں ہے طاقت و قوت؛ مگر اللہ ہی کی توفیق سے)

١٤٠٦. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا عبد الله بن قيس، ألا أَدُلُّكَ على كنز من كنوز الجنة؟ لا حول ولا قوة إلا بالله». زاد النسائي: «ولا مَلْجَأَ من الله إلا إليه».

١٤٠٦. حدیث:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمھیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" (نہیں ہے طاقت و قوت، مگر اللہ ہی کی توفیق سے)، امام نسائی کے ہاں ان الفاظ کا اضافہ ہے "ولا مَلْجَأَ من اللہ إلا إليہ" (کوئی پناہ کی جگہ اللہ کے سوا نہیں)۔

درجة الحديث: صحيح والزيادة التي عند النسائي: منكرة والمنكر هو: الحديث الذي خالف فيه الراوي الضعيف سائر الرواة الثقات

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

أرشد النبي -صلى الله عليه وسلم- أبا موسى إلى كنز عظيم من كنوز الجنة يجمع ويدخر له إلى وقت يكون العبد أحوج ما يكون لمثل هذه الكنوز والأموال، فقال له (لاحول ولا قوة إلا بالله) هذه الكلمة مثل الكنز الذي يكون من أنفس أموال العباد، فهي لها ثواب عظيم وكثير، وهذا الثواب الكبير مدخرٌ يوم القيامة عند الله لعباده، والسر في هذا الأجر الكبير لهذه الكلمة لأنها تتضمن استسلام وتفويض العبد أمره إلى الله، وأن العبد لا يملك شيئا من الأمر، فهو يتبرأ من كل حول ومن كل قوة، ومن أي استطاعة له، إلا أن يكون المعين هو الله جل وعلا، وإذا أرادك الله بشيء فلا أحد ينقذك من الله جل وعلا، لأنه لا ملجأ ولا مهرب منه سبحانه وتعالى إلا إليه، فالتحصن إنما يكون برضاه سبحانه وتعالى.

اجمالی معنیٰ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے عظیم خزانے کی طرف ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی راہ نمائی فرمائی، جسے وہ ایسے وقت کے لیے جمع کریں، جس وقت بندہ ان جیسے خزانوں اور مال کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاحول ولاقوۃ إلا باللہ"۔ یہ کلمہ اس خزانے کی طرح ہے، جو بندوں کے سب سے عمدہ مال میں سے ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑے اجر وثواب کا حامل ہے۔ یہ عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں بندوں کے حق میں قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ ہے۔ اس کلمہ اس قدر اجر وثواب کا حامل ہونے کا راز یہ ہے کہ یہ کلمہ بندے کا اپنا معاملہ اللہ کے سپرد اور حوالے کرنے پر مشتمل ہے اور یہ کہ انسان کسی چیز کا مالک نہیں، وہ ہر قوت اور طاقت سے بری ہے اور ہر اس استطاعت سے جو اس کے بس میں ہے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کا مددگار رہے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں کسی چیز کا ارادہ کرے، تو کوئی آپ کو اس سے نہیں بچا سکتا۔ اس لیے کہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ اور جائے مفر نہیں۔ چنانچہ حفاظت بس اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہی میں ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: متفق عليه، والزيادة للنسائي.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كنز : الكنز: هو ما يدفن من الأموال والأمتعة، والمقصود به في الحديث هو المال المدَّخَر، وجمعُهُ كُنوز .
- ملجأ : الملجأ هو مكان اللجوء والاعتصام، ولجأ: أي لاذ وهرب.

فوائد الحديث:

١. ينبغي للمتكلم أن يأتي بما ينبه به المخاطب لينتبه لما سيُقال.

٢. فضيلة أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- حيث خصه النبي بهذا التنبيه اللطيف المحبوب "يا عبدالله بن قيس."

٣. أن للجنة كنوزاً غير هذه الكلمة، لقوله: من كنوز ومن للتبعيض.

٤. استحباب هذا الذكر والإكثار منه لأجره الكبير.

٥. أن للعبد إرادة وقدرة حقيقيتين، وفعلاً حقيقياً يفعل به ما يشاء، لكنها إرادة ومشيئة لا تخرج عن إرادة الله ومشيئته.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت سنن النسائي الكبرى، تحقيق حسن عبد المنعم شلبي، طبعة مؤسسة الرسالة، بيروت. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم الأشقودري الألباني، ط دار المعارف، الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، طبعة مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، طبعة المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، طبعة دار الحديث.

الرقم الموحد: (5521)

يا غلام، سم الله، وكل بيمينك، وكل مما يليك

اے بچے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو، جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔

١٤٠٧. الحديث:

عن عمر بن أبي سلمة قال: كنتُ غُلاما في حَجْرِ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وكانت يَدِي تَطِيشُ في الصَّحْفَة، فقالَ لِي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا غُلامُ، سمِّ اَلله، وكُلْ بِيَمِينِك، وكُلْ ممَّا يَلِيكَ» فما زَالَتْ تِلك طِعْمَتِي بَعْدُ.

١٤٠٧. حدیث:

عمر بن ابو سلمہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”بچے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو، جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو“ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان عمر بن أبي سلمة -رضي الله عنهما- ابنَ زوجة النبي -صلى الله عليه وسلم- أم سلمة -رضي الله عنها-, وكان في تربيته وتحت رعايته, وقد ذكر من حاله في هذا الحديث أنه كان أثناء الأكل يحرك يديه في جوانب القصعة ليلتقط الطعام, فعلَّمه النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث ثلاثة آداب من آداب الأكل: أولها: قول "بسم الله" في بداية الأكل. وثانيها: الأكل باليمين. وثالثها: الأكل مما يليه؛ لأن أكله من موضع يد صاحبه سوء أدب, قال العلماء: إلا أن يكون الطعام أنواعًا مثل أن يكون فيه قرع وباذنجان ولحم وغيره, فلا بأس أن تتخطى يدك إلى هذا النوع أو ذاك, وكذلك لو كان الإنسان يأكل وحيدًا فلا حرج أن يأكل من الطرف الآخر لأنه لا يؤذي أحدًا في ذلك.

اجمالی معنی:

عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔ یہ آپ کی تربیت و نگرانی میں تھے۔ اس حدیث میں انھوں نے اپنی حالت کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ کھانے کے دوران لقمہ اٹھانے کے لیے اپنے ہاتھ کو برتن کے چاروں طرف حرکت دیا کرتے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کھانے کے آداب کے متعلق تین باتیں سکھلائیں: اوّل: کھانے کے شروع میں ”بسم اللہ“ کہنا۔ دوم: دائیں ہاتھ سے کھانا۔ سوم: اپنے سامنے سے کھانا، کیونکہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی جگہ سے کھانا بے ادبی ہے۔ علما کہتے ہیں: مگر یہ کہ دسترخوان پر مختلف قسم کے کھانے ہوں، جیسے کدو، بیگن اور گوشت وغیرہ، تو ایک نوع سے دوسرے نوع کی طرف ہاتھ بڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح انسان اکیلا کھا رہا ہو، تو کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ سامنے کے علاوہ دوسری طرف سے بھی کھائے؛ کیوں کہ اس کے عمل سے کسی کو تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمر بن أبي سلمة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حجر : بفتح الحاء, أي في تربيته وتحت رعايته وحضانته.
- تطيش في الصحفة : أحركها وأمدها إلى جوانب القصعة لألتقط الطعام, ولا أقتصر على موضع واحد.
- غلام : هو الصبي من الولادة إلى سن البلوغ.
- سم الله : قل: "بسم الله" عند بدء الأكل.

- يليك : من الجانب الذي يقرب منك من الطعام.
- تلك طعمتي : صفة أكلي وطريقتي فيه.

فوائد الحديث:

١. من آداب الأكل التسمية في أوله.

٢. وجوب الأكل باليمين، وتحريم الأكل بالشمال، إلاَّ من عذر؛ لأنَّ النَّبيَّ -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يأكل أحدكم بشماله، ولا يشرب بشماله، فإنَّ الشيطان يأكل بشماله، ويشرب بشماله"؛ ومتابعة الشيطان محرَّمة، ومن تشبَّه بقومٍ فهو منهم.

٣. استحباب تعليم الجاهل من كبار وصبيان، لاسيَّما من تحت كفالة الإنسان.

٤. من آداب الطعام أن لا يأكل الإنسان إلا مما يليه, وأن لا يتعداه إلى الجوانب الأخرى.

٥. التزام الصحابة بما أدَّبهم به النبي -صلى الله عليه وسلم-, وذلك مستفاد من قول عمر: فما زالت تلك طعمتي بعد.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58120)

يا فلان، ما لك؟ ألم تك تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر؟ فيقول: بلى، كنت آمر بالمعروف ولا آتيه، وأنهى عن المنكر وآتيه

اے فلاں! تجھے کیا ہوگیا؟ کیا تو نیکی کا حکم اور برائی سے رُکنے کی تلقین نہیں کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نیکی کرنے کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور گناہوں سے روکتا تھا لیکن خود نہیں رُکتا تھا۔

١٤٠٨. الحديث:

عن أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما- مرفوعًا: «يُؤتَى بِالرَّجُلِ يَومَ القِيَامَة فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ فِي الرَّحَى، فَيَجْتَمِعُ إِلَيه أَهلُ النَّارِ، فَيَقُولُون: يَا فُلاَنُ، مَا لَكَ؟ أَلَم تَكُ تَأمُرُ بِالمَعرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ المُنْكَرِ؟ فيقول: بَلَى، كُنتُ آمُرُ بِالمَعرُوفِ وَلاَ آتِيهِ، وَأَنهَى عَنِ المُنكَرِ وَآتِيهِ».

١٤٠٨. حديث:

اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا جس سے اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ انہیں لے کر اس طرح گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ یہ دیکھ کر جہنمی اس کے پاس جمع ہوں گے اور اس سے کہیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوگیا؟ کیا تو نیکی کا حکم اور برائی سے رُکنے کی تلقین نہیں کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نیکی کرنے کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور گناہوں سے روکتا تھا لیکن خود نہیں رُکتا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه التحذير الشديد من الرجل الذي يأمر بالمعروف ولا يأتيه، وينهى عن المنكر ويأتيه، والعياذ بالله. تأتي الملائكة برجل يوم القيامة فيلقى في النار إلقاء، لا يدخلها برفق، ولكنه يلقى فيها كما يلقى الحجر في البحر، فتخرج أمعاؤه من بطنه من شدة الإلقاء، فيدور بأمعائه كما يدور الحمار في الطاحون، فيجتمع إليه أهل النار، فيقولون له: ما لك؟ أي شيء جاء بك إلى هنا، وأنت تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر؟ فيقول مُقِرًّا على نفسه: كنت آمر بالمعروف ولا أفعله، وأنهى عن المنكر وأفعله، فالواجب على المرء أن يبدأ بنفسه فيأمرها بالمعروف وينهاها عن المنكر؛ لأن أعظم الناس حقا عليك بعد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نفسك.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں اس آدمی کے لیے سخت ڈراوا ہے جو اچھے کام کی دوسروں کو تو تلقین کرتا ہے لیکن خود اسے نہیں کرتا اور اسی طرح لوگوں کو برائیوں سے منع کرتا ہے اور خود ان کا ارتکاب کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔ قیامت کے دن فرشتے ایک آدمی کو لے کر آئیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسے نرمی کے ساتھ جہنم میں نہیں پھینکا جائے گا بلکہ ایسے پھینکا جائے گا جیسے پتھر کو سمندر میں پھینکا جاتا ہے۔ سختی کے ساتھ پھینکنے کی وجہ سے اس کی آنتیں اس کے پیٹ سے باہر آ جائیں اور وہ ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی میں گھومتا ہے۔ جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور اسے کہیں گے کہ تجھے کیا ہوا؟ تجھے یہاں کون سی شے لے آئی؟ تو تو اچھائی کی تلقین کیا کرتا تھا اور برائی سے روکا کرتا تھا؟ وہ اقرار کرتا ہوا کہے گا کہ ہاں میں نیکی کی تلقین تو کیا کرتا تھا لیکن خود نیکی نہیں کرتا تھا اور میں برائی سے منع کیا کرتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا۔ چنانچہ بندے پر یہ واجب ہے کہ وہ نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنے کا آغاز خود اپنے آپ سے کرے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ حق آپ پر اپنے آپ کا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تَنْدَلِقُ : تخرج.
- أَقْتَاب : الأمعاء، واحدها قتب.
- الرَّحَى : حجر الطاحون.
- وَآتِيهِ : أفعله.

فوائد الحديث:

١. تشديد العقوبة على من يخالف قوله عمله؛ لعصيانه مع العلم المقتضي للخشية والمباعدة عن المخالفة.

٢. من المُغَيبات التي أخبر عنها النبي -صلى الله عليه وسلم- وصف النار ووصف المعذبين فيها.

٣. فعل المعروف وترك المنكر مانعان من دخول النار.

٤. الناس يوم القيامة يعرف بعضهم بعضا، ويصارح بعضهم بعضا، بعد كشف الستر وظهور الغيب.

٥. وعيد شديد لمن خالف قوله فعله، وأن العذاب يشدد على العالم إذا عصى أعظم من غيره، كما يضاعف له الأجر إذا عمل بعلمه، ولكن لا يسقط عن العاصي فرض الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر مع عزمه على الامتثال، والأول المراد به من ليس لديه عزم على ترك المعاصي.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3345)

يا معشر الأنصار، ألم أجدكم ضُلاَّلاً فهداكم الله بي؟ وكنتم متفرقين فَأَلَّفَكُمُ الله بي؟ وَعَالَةً فأغناكم الله بي؟

اے انصاریو! کیا میں نے تمھیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی؟ کیا ایسا نہیں تھا کہ تم بکھرے ہوئے تھے اور اللہ نے میرے ذریعہ تمھیں باہم دگر جوڑدیا؟ کیا تم محتاج نہیں تھے کہ پھر میرے ذریعہ سے اللہ نے تمھیں غنی کردیا؟

١٤٠٩. الحديث:

عن عبد الله بن زيد بن عاصم قال: «لما أفاء الله على رسوله يوم حُنَيْنٍ؛ قَسَم في الناس، وفي المُؤَلَّفَةِ قلوبهم، ولم يعطِ الأنصار شيئا. فكأنهم وجدوا في أنفسهم؛ إذ لم يُصِبْهُمْ ما أصاب الناس. فخطبهم؛ فقال: يا معشر الأنصار، ألم أجدكم ضُلاَّلاً فهداكم الله بي؟ وكنتم متفرقين فَأَلَّفَكُمُ الله بي؟ وَعَالَةً فأغناكم الله بي؟ كلما قال شيئًا؛ قالوا: اللهُ ورسولُه أَمَنُّ. قال: ما يمنعكم أن تجيبوا رسول الله؟ قالوا: الله ورسوله أَمَنُّ. قال: لو شِئْتُمْ لقلتم: جئتنا كذا وكذا. أَلَا تَرْضَوْنَ أن يذهب الناس بالشاة والبعير، وتذهبون برسول الله إلى رحَالِكُم؟ لولا الهجرة لكنت امْرَأً من الأنصار، ولو سلك الناس واديًا أو شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وادي الأنصار وَشِعْبَهَا. الأنصار شِعَارٌ، والناس دِثَارٌ، إنكم ستلقون بعدي أَثَرَةً ، فاصبروا حتى تلقوني على الحوض».

١٤٠٩. حدیث:

عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: غزوہ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ ﷺ نے اسے لوگوں اور ان افراد کے مابین تقسیم کر دیا جن کی تالیف قلبی مقصود تھی اور انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہ دیا۔ اس کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ لوگوں کو جو مال ملا وہ انہیں نہیں ملا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے انصاریو! کیا میں نے تمھیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی؟ کیا ایسا نہیں تھا کہ تم بکھرے ہوئے تھے اور اللہ نے میرے ذریعے تمھیں باہم دگر جوڑ دیا؟ کیا تم محتاج نہیں تھے کہ پھر میرے ذریعہ اللہ نے تمھیں غنی کردیا؟ آپ ﷺ کے ہر جملے پر انصار بس یہی کہتے جاتے تھے کہ: اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری باتوں کا جواب دینے سے تمھیں کون سی شے روک رہی ہے؟ صحابہ کرام نے پھر یہی جواب دیا کہ: اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے تو مجھ سے کہہ سکتے تھے کہ آپ ہمارے پاس اس اس حال میں آئے تھے (کہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے، لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ)۔ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ بکریاں اور اونٹ لے جا رہے ہوں تو تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو ساتھ لے جاؤ؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔ اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں رہیں میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں رہوں گا۔ انصار استر کی طرح ہیں (جو جسم سے ہمیشہ لگا رہتا ہے) اور دیگر لوگ ابرہ کی طرح۔ تم لوگ (انصار) دیکھوگے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما فتح الله على نبيه محمد -صلى الله عليه وسلم- من الغنائم الكثيرة في موقعة حُنَيْنٍ وبعد أن ترك حصار الطائف عاد إليها أي إلى الغنائم، فأعطى النبي -صلى

اجمالی معنی:

جب غزوہ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو فتح سے نوازا اور آپ ﷺ کے ہاتھ بہت سارا مال غنیمت آیا تو طائف کا حصار ختم کرنے کے بعد آپ ﷺ اس مال غنیمت کے پاس تشریف لائے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے یہ سارا مال ان

الله عليه وسلم- أقوامًا حديثي عهد بالإسلام ليتألفهم فأنكر ذلك بعض الأنصار أما خيارهم فإنهم يعلمون أن تصرف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تصرف بحق فلما بلغته مقالتهم حيث قال بعضهم يعطي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الغنائم لأقوام تقطر سيوفنا من دمائهم ويدعنا، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بجمعهم له في قبة فاجتمعوا، فقال: ما مقالة بلغتني عنكم .. إلخ ما ذكر. فعاتبهم واعترف لهم بما قدموه من نصرة له وللإسلام الذي جاء به فطابت نفوسهم وعرفوا بذلك عظيم ما ذخر الله لهم من صحبة رسوله ورجوعهم به إلى رحالهم بالإضافة إلى ما ادخره الله لهم في الدار الأخرى على ما قدموه وبذلوه فأمرهم -صلى الله عليه وسلم- بالصبر على ما سيلقونه بعده من الأَثَرَةِ.

لوگوں میں بانٹ دیا جو نئے نئے اسلام لائے تھے تاکہ ان کی دل جوئی ہو جائے۔ یہ بات کچھ انصاری لوگوں کو پسند نہ آئی۔ رہے سرکردہ انصاری صحابہ تو وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ ﷺ نے جو اقدام کیا ہے وہ برحق ہے۔ جب آپ ﷺ تک ان کی یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو مال غنیمت دیتے جا رہے ہیں جن کا خون ہماری تلواروں سے ہنوز ٹپک رہا ہے اور ہمیں چھوڑے جا رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے انہیں ایک خیمے میں اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ اکٹھے ہو چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھ تک تمہاری کیا بات پہنچی ہے۔۔۔ اخیر تک کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات پر اظہارِ ناگواری کیا اور ساتھ ہی انھوں نے آپ ﷺ کی اور آپ کے لائے ہوئے اسلام کی جو نصرت و مدد کی تھی اس کو بھی تسلیم کیا۔ اس پر وہ خوش ہو گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو اللہ نے اپنے رسول کی صحبت کی شکل میں اور آپ ﷺ کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس جانے کی شکل میں ان کے لیے رکھ چھوڑی ہے۔ نیز انھوں نے جو خدمات اور قربانیاں پیش کی ہیں اس پر اللہ نے آخرت میں ان کے لیے جو حصہ محفوظ کر رکھا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اس بات سے آگاہ کیا کہ آپ ﷺ کے بعد (دوسرے لوگوں کو) ان پر ترجیح دی جائے گی، جس پر آپ ﷺ نے انہیں صبر کرنے کی تلقین کی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن زيد بن عاصم المازني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أفاء : أرجع أموال الكفار إلى المسلمين بالفيء.
- يوم حُنَيْنٍ : يوم غزوة حنين.
- حُنَيْنٍ : وادٍ في طريق مكة الطائف، المُتجه من طريق السيل الكبير، وهو واقع بين الشرائع وقرية الزيمة ويسمى الآن وادي يدعان، وقد وقعت فيه معركة ضارية بين النبي -صلى الله عليه وسلم- وبين "هوازن" ومعهم "ثقيف" في شوال من السنة الثامنة من الهجرة.
- قَسَّم : وزَّع الغنيمة.
- المُؤَلَّفَةِ قلوبهم : ناس من قريش حديثو العهد بالإسلام أعطاهم ليتمكن الإسلام في قلوبهم.
- وجدوا : حزنوا.
- لم يصبهم : لم يأتهم من الغنيمة.
- فأَلَّفَكُمُ الله بي : أي جمعكم على يديَّ وبسببي.
- ضلالاً : جمع ضال، وهو: من فارق الهُدى.
- فهداكم الله بي : دلكم على الحق حتى سلكتموه بسببي.
- متفرقين : متشتتين: لا تربطكم رابطة.
- فأغناكم الله : بسط لكم في الرزق من المغانم وغيرها.
- أَمَنَّ : أي : أكثر مِنَّة علينا وأعظم.

- عَالَةً : فقراء.
- رِحَالِكم : الرحال: محل الإقامة.
- لولا الهجرة لكنت امرأ من الأنصار : أي: لولا أن النسبة إلى الهجرة نسبة دينية لا يسعني تركها لانتسبت إلى داركم.
- سلك : دخل.
- واديا : مجرى السيول.
- الشِعْبِ : اسم لما انفرج بين جبلين.
- الأنصار شِعَارٌ : الشعار هو: الثوب الذي يلي الجسد.
- دِثَارٌ : هو الثوب الذي فوق الشِعار.
- أَثَرَةً : تقديم الناس عليكم في أمور الدنيا.

فوائد الحديث:

١. إعطاء المُؤَلَّفَةِ قلوبهم من الغنيمة، بحسب رأي الإمام واجتهاده وإن كثر.
٢. حكمة النبي -صلى الله عليه وسلم- في قَسْمِ الغنائم على ما تقتضيه مصلحة الإسلام والمسلمين.
٣. جواز حرمان من وثق بدينه، تبعا للمصلحة العامة.
٤. أن أصحاب الإيمان القوي العميق يوكلون إلى إيمانهم باعتبار أنهم لا يهتمون لأمر الدنيا.
٥. للإمام تفضيل بعض الناس على بعض في مصارف الفَيْء، وأن له أن يعطي الغني منه للمصلحة.
٦. لا عتب على من طالب بحقه في الأمور الدنيوية.
٧. مشروعية الموعظة والخُطبة في المناسبات وتبيين الحق.
٨. جواز تخصيص بعض المخاطبين في الخُطبة.
٩. تسلية مَن فاته شيء من الدنيا بما حصل له من ثواب الآخرة.
١٠. إقامة الحجة عند الحاجة إليها على الخصم.
١١. معاتبة النبي -صلى الله عليه وسلم- للأنصار على ما بلغه عنهم.
١٢. مشروعية معاتبة من وثقت من إيمانه وصدق نيته.
١٣. أن القائد والأمير وأصحاب الولايات لا يتصرفون في الشؤون العامة، من غير أن يبينوا للرعية مقصدهم فيها.
١٤. حسن رعاية النبي -صلى الله عليه وسلم- لأصحابه.
١٥. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- واعترافه بالجميل.
١٦. كون النبي -صلى الله عليه وسلم- رحمة وبركة على الأمة، لاسيما الأنصار.
١٧. مشروعية الاعتذار إلى الغير من فعل ما يحزنه.
١٨. حكمة النبي -صلى الله عليه وسلم- في معالجة الأمور.
١٩. جواز عقد الجلسات الخاصة.
٢٠. مشروعية تسلية المؤمن إذا فاته شيء من الدنيا بما عنده من الإيمان والعمل الصالح وثوابهما.
٢١. مشروعية إخبار الغير بما سيكون عليه من مكروه؛ ليستعد له ويوطن نفسه عليه.
٢٢. أن الرغبة في الأشياء الدنيوية لا تخل بإيمان الراغب وإخلاصه، إذا كان لم يعمل لأجل الدنيا فقط. فالنبي صلى الله عليه وسلم لم يؤنبهم على رغبتهم.
٢٣. استعمال الأنصار الأدب واعترافهم بالحق.
٢٤. ما للأنصار -رضي الله عنهم- من فضل الإيمان والنصرة لله ورسوله، أوجبت استئثارهم بالنبي -عليه الصلاة والسلام-، كما أوجبت محبته لهم وتقديمهم على غيرهم.
٢٥. أن المهاجرين أفضل من الأنصار؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يتخل عن وصف الهجرة مع شدة محبته للأنصار.
٢٦. عظيم منة الله تعالى و منة رسوله على الأنصار.
٢٧. فيه عظيم ما رجع به الأنصار وقلة ما رجع به الناس.
٢٨. علامة من علامات النبوة؛ حيث أخبر عن أمر مستقبل فوقع على وفق ما أخبر به صلى الله عليه وسلم.

٢٩. إثبات الحوض يوم القيامة.

٣٠. وجوب الصبر على المصائب.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4458)

يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك

اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

١٤١٠. الحديث:

عن شهر بن حوشب قال: قلت لأم سلمة -رضي الله عنها-، يا أم المؤمنين، ما كان أكثر دعاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا كان عندك؟ قالت: كان أكثر دعائه: «يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك».

١٤١٠. حدیث :

میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ : اے ام المومنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے : «یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک» ترجمہ : اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

درجة الحديث: صحيح لغيره

حدیث کا درجہ : صحیح لغیرہ

المعنى الإجمالي:

كان أكثر دعائه -صلى الله عليه وسلم- أن يقول، هذا القول: (يا مقلب القلوب) أي مصرفها تارة إلى الطاعة والإقبال وتارة إلى المعصية والغفلة، (ثبت قلبي على دينك)، أي اجعله ثابتا على دينك غير مائل عن الدين القويم والصراط المستقيم.

اجمالی معنیٰ :

(کان أکثر دعائہ) صلی اللہ علیہ وسلم (أن یقول) یعنی یوں فرماتے کہ : (یا مقلب القلوب) یعنی کبھی اسے طاعت گزاری میں لگا دینے والے اور اپنی طرف متوجہ کر دینے والے اور کبھی اسے گناہ اور غفلت میں کی طرف پھیر دینے والے۔ (ثبت قلبی علی دینک) یعنی اسے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ اور دین قویم اور صراط مستقیم سے اسے نہ ہٹا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مقلب القلوب : محول القلوب من حال إلى حال.

فوائد الحديث:

١. خضوع النبي -صلى الله عليه وسلم- لربه وتضرعه إليه، وإرشاد الأمة إلى سؤال ذلك.
٢. الإشارة إلى أهمية الاستقامة والثبات، وإيماء إلى أن العبرة بالخاتمة.
٣. العبد لا يستغني عن تثبيت الله له على الإسلام طرفة عين.
٤. قلوب العباد بيد الله يقلبها كيف يشاء.
٥. الثبات على الإسلام هو النعمة العظمى التي ينبغي على العبد أن يسعى إليها ويشكر مولاه عليها.

المصادر والمراجع:

مسند أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن الترمذي، لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخن، د. مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١، ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون

شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، مكتبة المعارف، ط١، الرياض، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (3142)

يتبع الميت ثلاثة: أهلُه ومالُه وعملُه، فيرجع اثنان ويَبقى واحد: يرجع أهلُه ومالُه، ويَبقى عمله	میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں: اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل۔ دو تو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے؛ اس کے گھر والے اور اس کی دولت لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔
١٤١١. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يَتْبَعُ الميتَ ثلاثةٌ: أهْلُه ومَالُه وعَمَلُه، فيرجع اثنان ويَبْقَى واحد: يرجع أهْلُه ومَالُه، ويبقى عَمَلُه».	**١٤١١. حدیث:** انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں: اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل۔ دو تو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے؛ اس کے گھر والے، اور اس کی دولت لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: إذا مات الإنسان تبعه المشيعون له؛ فيتبعه أهله يشيعونه إلى قبره، ويتبعه ماله: أي عبيده وخدمه المماليك له، ويتبعه عمله معه، فيرجع اثنان، ويبقى معه عمله، فإن كان خيرًا فخير وإن كان شرًّا فشر.	**اجمالی معنی:** حدیث کا مفہوم: جب انسان مر جاتا ہے تو اسے رخصت کرنے والے اس کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے گھر والے اس کی قبر تک اس کے ساتھ جاتے ہیں اور اس کا مال یعنی اس کے غلام، خادم اور مملوکہ لوگ بھی اس کے ساتھ جاتے ہیں اور اس کا عمل بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ دو تو لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ ہی رہ جاتا ہے۔ اگر نیک عمل ہوا تو نیک عمل ساتھ رہتا ہے اور اگر برا عمل ہوا تو برا عمل ساتھ رہے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَتْبَعُ الميت : أي: يلحقه إلى قبره .

فوائد الحديث:

١. الحث على فعل ما يبقى مع الإنسان ، وهو العمل الصالح ليكون أنيسه في قبره ، إذا رجع أهله وماله.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د.مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا - الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4240)

يدخل الجنة أقوام أفئدتهم مثل أفئدة الطير

"جنت میں کتنے ہی لوگ ایسے جائیں گے، جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے"

١٤١٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يَدخُلُ الجَنَّةَ أَقْوَام أَفئِدَتُهُم مِثل أَفئِدَة الطَّير».

١٤١٢. حديث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جنت میں کتنے ہی لوگ ایسے جائیں گے، جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -عليه الصلاة والسلام- عن وصف قوم من أهل الجنة وأن قلوبهم رقيقة فزعة كما تفزع الطير، وذلك لخوف هؤلاء المؤمنين من ربهم، كما أن الطير كثيرة الفزع والخوف، وهم أيضاً أكثر الناس توكلاً على الله في طلب حاجاتهم كما تخرج الطير صباحاً لطلب رزقها.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کچھ جنتی لوگوں کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ ان کے دل اس طرح رقیق اور سہمے ہوئے ہوں گے، جیسے پرندے سہم جاتے ہیں؛ کیوں کہ یہ مؤمن اپنے رب سے ڈرتے ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے کہ پرندے بہت گھبرائے گھبرائے اور خوف زدہ ہوتے ہیں۔ اپنی ضروریات کے سلسلے میں بھی یہ لوگ اللہ پر سب سے زیادہ توکل رکھتے ہیں، جیساکہ پرندے صبح کو رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أقوامٌ : جمع قوم، والمراد به جماعة من الرجال والنساء.
- أفئدتهم مثل أفئدة الطير : الأفئدة: جمع فؤاد، والفؤاد: هو القلب.قيل: متوكلون.وقيل: قلوبهم رقيقة، فهي أسرع فهما وقبولا للخير وامتثالا له.

فوائد الحديث:

١. التوكُّل على الله ورقة القلب، من أسباب دخول الجنة والفوز بنعيمها.
٢. يُضرب لتمام التوكل مثلاً بالطير كما في قول رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لو أنَّكم توَكَّلون على الله حق توكله لرزقكم الله كما يرزق الطير تغدو خِماصا وتروح بطانا."
٣. الأخذ بالأسباب والسعي في طلب الرزق من صدق التوكل على الله تعالى، كالطير تغدو ولا تقعد عن السعي.
٤. التوكل الحق هو مصدر الرزق الطيب مع السعي المطلوب.
٥. الرزق لا يأتي بالقوة وإنما يكون بتعاطي الأسباب والتوكل، وإلا لما رزق طير مع نسر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3314)

يستجاب لأحدكم ما لم يعجل: يقول: قد دعوت ربي، فلم يستجب لي

تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے، جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے: میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی، لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

١٤١٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: يُستجاب لأحدكم ما لم يَعْجَلْ: يقول: قد دعوت ربي، فلم يستجب لي». وفي رواية لمسلم: «لا يزال يُستجاب للعبد ما لم يَدْعُ بإثم، أو قطيعة رحم، ما لم يَسْتَعْجِلْ» قيل: يا رسول الله ما الاستعجال؟ قال: «يقول: قد دعوت، وقد دعوت، فلم أر يستجب لي، فَيَسْتَحْسِرُ عند ذلك ويَدَعُ الدعاء».

١٤١٣. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے، جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے: "میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی، لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے: "بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے، جب تک وہ کسی برائی اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک وہ جلدی نہ کرے"۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جلدی کرنے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یوں کہنے لگے کہ میں نے بہت مرتبہ دعا کی تھی، لیکن مجھے نہیں لگتا کہ وہ قبول ہوئی۔ اس پر وہ افسوس شروع کردے اور دعا کرنا چھوڑ دے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صلى الله عليه وسلم- أنه يستجاب للعبد دعاؤه ما لم يدع بمعصية أو قطيعة رحم، وما لم يستعجل، فقيل: يا رسول الله ما الاستعجال المرتب عليه المنع من إجابة الدعاء، قال: يقول: قد دعوت وقد دعوت، وتكرر مني الدعاء، فلم يستجب لي؛ فيستعجل عند ذلك ويترك الدعاء.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ بندے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، بشرطے کہ وہ دعا کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو اور وہ اس میں جلدی نہ کرے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! اس جلد بازی سے کیا مراد ہے، جو دعا کی قبولیت میں آڑے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ یوں کہے: میں نے دعا مانگی اور بار بار مانگی، لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ چنانچہ جلد بازی کرتے ہوئے وہ دعا ہی کرنا چھوڑ دے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > آداب الدعاء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بإثم : بمعصية.
- فيستحسر : يمل وينقطع.

فوائد الحديث:

١. الحث على الدعاء؛ فإنه لب العبادة.
٢. من موانع إجابة الدعاء الاستعجال والضجر وترك الدعاء، وكذلك الدعاء بإثم وقطيعة رحم.
٣. تكفل الله بإجابة دعاء المسلم.
٤. الاستعجال يؤدي إلى الفتور والانقطاع عن عبادة الدعاء.
٥. الأمر كله بيد الله، وقد جعل لكل شيء قدراً.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى سعيد الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان البكري الصديقي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3232)

يسروا ولا تعسروا، وبشروا ولا تنفروا

١٤١٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يحب التخفيف واليسر على الناس فما خير -صلى الله عليه وسلم- بين أمرين قط إلا اختار أيسرهما ما لم يكن محرماً، فقوله: يسروا ولا تعسروا أي: في جميع الأحوال, وقوله: وبشروا ولا تنفروا, البشارة هي الإخبار بالخير عكس التنفير، ومن التنفير الإخبار بالسوء والشر.

آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، خوش خبری دو، متنفر نہ کرو۔

١٤١٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، خوش خبری دو، متنفر نہ کرو"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ و سلم لوگوں پر کم بوجھ ڈالنے اوران کے لیے آسانی پیدا کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو جب بھی دو امور کے درمیان اختیار دیا جاتا، تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم ان میں سے آسان کو چنا کرتے تھے، بشرطے کہ وہ حرام نہ ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا فرمان: "آسانی پیدا کرو اور مشکل پیدا نہ کرو"۔ یہ تمام حالات کے لیے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا فرمان: "بشارت دو اور متنفر نہ کرو"۔ بشارت کے معنی ہیں: کسی اچھی بات کی خبر دینا۔ یہ "التنفیر" کی ضد ہے۔ اور کسی ناگوار اور بری شے کی خبر دینا بھی تنفیر ہی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بشروا : من البشارة وهي الإخبار بخير.
- ولا تنفروا : ولا تباعدوهم عن الخير وتصرفوهم عنه.
- يسروا : أي: سهلوا.
- ولا تعسروا : أي: ولا تضيقوا.

فوائد الحديث:

١. واجب المؤمن أن يحبب الناس بالله ويرغبهم في الخير.
٢. ينبغي على الداعي إلى الله أن ينظر بحكمة إلى كيفية تبليغ دعوة الإسلام إلى الناس.
٣. التبشير يولد السرور والإقبال والاطمئنان للداعي ولما يعرضه على الناس.
٤. التعسير يولد النفور والإدبار والتشكيك في كلام الداعي.
٥. سعة رحمة الله بعباده وأنه رضي لهم ديناً سمحاً وشريعة ميسرة.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. شرح صحيح البخاري لابن بطال, تأليف: ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبدالملك, تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم, الناشر: مكتبة الرشد ط٢ عام ١٤٢٣. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, تأليف: أبو العباس أحمد بن محمد القسطلاني, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية, ط٧ عام

١٣٢٣. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. تعليق البغا على صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، تحقيق : د. مصطفى ديب البغا، الطبعة الثالثة ، ١٤٠٧ – ١٩٨٧.

الرقم الموحد: (5866)

يقول الله -تعالى-: ما لعبدي المؤمن عندي جزاء إذا قبضت صفيه من أهل الدنيا ثم احتسبه إلا الجنة

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی مومن بندے سے، اہل دنیا میں سے اس کا کوئی عزیز لے لیتا ہوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرتا ہے، تو اس کے لیے سوائے جنت کے میرے پاس کوئی اجر نہیں ہے۔

١٤١٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «يقول الله -تعالى-: ما لِعَبدِي المُؤمن عِندِي جَزَاء إِذَا قَبَضتُ صَفِيَّه مِنْ أَهلِ الدُّنيَا ثُمَّ احْتَسَبَه إِلاَّ الجنّة».

١٤١٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی مومن بندے سے، اہل دنیا میں سے اس کا کوئی عزیز لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو اس کے لیے سوائے جنت کے میرے پاس کوئی اجر نہیں ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -عليه السلام- في هذا الحديث القدسي، أنَّ من ابتلي بفقد حبيبه من قريب ونحو ذلك إذا صبر الإنسان على قبض من يصطفيه الإنسان ويختاره ويرى أنه ذو صلة منه قوية، من ولد، أو أخ، أو عم، أو أب، أو أم، أو صديق، إذا أخذه الله -عز وجل- ثم احتسبه الإنسان فليس له جزاء إلا الجنة.

اجمالی معنی:

اس حدیث قدسی میں نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے کسی قریبی عزیز وغیرہ سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنے پسندیدہ شخص کی وفات پر صبر کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا بہت قریبی تعلق والا ہوتا ہے، جیسے بچہ، بھائی، چچا، باپ، ماں اور دوست۔ کسی ایسے فرد کو اللہ تعالی اگر (موت دے کر) لے لے اور آدمی اس پر صبر کرے، تو جنت کے سوا اس کا کوئی بدلہ نہیں ہوتا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صَفِيَّه : حبيبه لأنه يصافيه المحبة والود.
- احْتَسَبَه : صبر على فقده راجيا الأجر من الله على ذلك.

فوائد الحديث:

١. أن من صبر على المصيبة واحتسب ثوابها عند الله -تعالى-، فإن جزاءه الجنة.
٢. أن من أعظم المصائب التي تنزل بالإنسان فقد الأحبة.
٣. أن الكافر مهما عمل من عمل صالح، فليس له به عند الله شيء، لعدم الإيمان.
٤. يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب وخاتمة ذلك دخول الجنة.
٥. فضيلة الصبر على قبض الحبيب من الدنيا، وأن الله -عز وجل- يجازي الإنسان إذا صبر على ذلك رجاء ما عند الله الجنة.
٦. في الحديث دليل على سعة فضل الله -سبحانه وتعالى- وكرمه على عباده، فإن الملك ملكه، والأمر أمره، ومع ذلك فإذا قبض الله صفي الإنسان واحتسب، فإن له هذا الجزاء العظيم.
٧. الإشارة إلى أفعال الله، من قوله: "إذا قبضت صفيه".

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3162)

يوشك أن يكون خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال

عنقریب مسلمان کا سب سے بہترین مال بکریاں ہوں گی جنھیں لے کروہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جاتے گا۔

١٤١٦. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قالَ: قالَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: "يُوشَكُ أنْ يكونَ خيرَ مالِ المسلمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بها شَعَفَ الجبالِ، ومواقعَ القطرِ يَفِرُّ بدينِهِ من الفتنِ".

١٤١٦. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب مسلمان کا سب سے بہترین مال بکریاں ہوں گی جنھیں لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات (سرسبز جگھوں) کی طرف چلا جائے گا تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھ سکے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث فضل العزلة في أيام الفتن إلا أن يكون الإنسان ممن له قدرة على إزالة الفتنة، فإنه يجب عليه السعي في إزالتها إما فرض عين وإما فرض كفاية بحسب الحال والإمكان، وأما في غير أيام الفتنة فاختلف العلماء في العزلة والاختلاط أيهما أفضل؟، والمختار: تفضيل الخلطة لمن لا يغلب على ظنه الوقوع في المعاصي. "يفر بدينه من الفتن" يعني: يهرب خشية على دينه من الوقوع في الفتن، ولهذا أمر الإنسان أن يهاجر من بلد الشرك إلى بلد الإسلام، ومن بلد الفسوق إلى بلد الاستقامة، فكذلك إذا تغير الناس والزمان.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں فتنوں کے دور میں عزلت نشینی کی فضیلت کا بیان ہے ماسوا اس کے کہ اس بندے میں فتنے کو دور کرنے کی طاقت ہو۔ اس صورت میں اس پر واجب ہے کہ وہ فتنے کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔ ایسا کرنا اس پر یا تو فرض عین ہو گا یا پھر حالات و امکانات کے لحاظ سے فرض کفایہ ہو گا۔ تاہم فتنے کے علاوہ دیگر دنوں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ ان میں انسان کے لیے عزلت نشینی اور لوگوں سے گھل مل کر رہنے میں سی کون سی صورت افضل ہے؟ زیادہ پسندیدہ قول یہی ہے کہ انسان لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہے اگر اسے غالب گمان ہو کہ وہ گناہوں میں مبتلا نہیں ہو گا۔ "يفر بدينه من الفتن" یعنی اس اندیشے کے تحت بھاگ جائے گا کہ کہیں دین کے معاملے میں وہ فتنوں کا شکار نہ ہو جائے۔ اسی وجہ سے انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ جن علاقوں میں شرک عام ہو وہ وہاں سے ہجرت کر کے ان علاقوں میں آ جائے جہاں اسلام کا غلبہ ہو اور اسی طرح جن علاقوں میں فسق و فجور کا دور دورہ ہو انہیں چھوڑ کر ان علاقوں میں آ جائے جہاں (اسلام پر) استقامت کا غلبہ ہو۔ لوگوں اور وقت کے تغیر کے ساتھ ایسے ہی کرنا چاہیے۔ دیکھیے: فتح الباري (١٠٠/١)، عمدة القاري (٢٦٣/١)، شرح رياض الصالحين (٥١٠/٣)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يوشك : يقرب.
- شعف الجبال : أعلاها.
- مواقع القطر : مواضع العشب التي ينزل فيها المطر.
- الفتن : ما ينال الإنسان من البلاء والاختبار.

فوائد الحديث:

١. فضيلة العزلة لمن خاف على دينه.
٢. الحديث من دلائل النبوة، فقد وقع ما أخبر به النبي –صلى الله عليه وسلم-، فلا يكاد المسلم ينجو بنفسه في الليل أو النهار.
٣. الفرار من الفتن سبيل المؤمنين الخُلّص؛ لأنه صيانة للدين.
٤. من خير مال المسلم غنم يرعاها في العشب المباح، حيث يكسب منها قوتاً طيباً.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٦-عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ. ٧-فتح الباري شرح صحيح البخاري؛ للإمام أبي الفرج عبد الرحمن الشهير بابن رجب، تحقيق طارق بن عوض الله، دار ابن الجوزي-الدمام، الطبعة الثانية، ١٤٢٢هـ. ٨-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٩-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6829)

أحاديث الدعوة والحسبة

اسمعوا وأطيعوا، فإنما عليهم ما حملوا، وعليكم ما حملتم

سنو اور اطاعت کرو۔ ان پر اس بات کی ذمے داری ہے، جو ان پر ہے اور تم پر اس بات کی ذمے داری ہے، جو تمھارے اوپر ہے۔

١٤١٧. الحديث:

عن أبي هنيدة وائل بن حجر -رضي الله عنه-: سأل سلمة بن يزيد الجعفي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا نبي الله، أرأيت إن قامت علينا أمراء يسألونا حقهم، ويمنعونا حقنا، فما تأمرنا؟ فأعرض عنه، ثم سأله، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : «اسمعوا وأطيعوا، فإنما عليهم ما حُمِّلوا، وعليكم ما حُمِّلْتُم».

١٤١٧. حديث:

ابوہنیدۃ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سلمہ بن یزید الجعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یا نبی اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں، جو اپنا حق تو ہم سے وصول کریں، لیکن ہمارا حق ہمیں نہ دیں، تو آپ اس معاملے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے اس بات پر رخ انور پھیر لیا۔ انھوں نے دوبارہ سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا، "سنو اور اطاعت کرو۔ ان پر اس بات کی ذمے داری ہے، جوان پر ہے اور تم پر اس بات کی ذمے داری ہے جو تمھارے اوپر ہے"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل سلمة بن يزيد -رضي الله عنه- النبي -صلى الله عليه وسلم- عن أمراء يطلبون حقهم من السمع والطاعة لهم، ولكنهم يمنعون الحق الذي عليهم؛ لا يؤدون إلى الناس حقهم، ويظلمونهم ويستأثرون عليهم، فأعرض النبي -صلى الله عليه وسلم- عنه، كأنه -عليه الصلاة والسلام- كره هذه المسائل، وكره أن يفتح هذا الباب، ولكن أعاد السائل عليه ذلك، فسأله، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن نؤدي لهم حقهم، وأن عليهم ما حُملوا وعلينا ما حُملنا، فنحن حُملنا السمع والطاعة، وهم حُمِّلوا أن يحكموا فينا بالعدل وألا يظلموا أحداً، وأن يقيموا حدود الله على عباد الله، وأن يقيموا شريعة الله في أرض الله، وأن يجاهدوا أعداء الله.

اجمالی معنیٰ:

"سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان حکمرانوں کے بارے دریافت کیا، جو لوگوں سے تو یہ چاہیں گے کہ وہ ان کی بات سن کر اطاعت کریں، لیکن اپنے پر عائد ہونے والی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے۔ یعنی لوگوں کو ان کا حق نہیں دیں گے، لوگوں پر ظلم ڈھائیں گے اور ان پر اپنا تسلط قائم کریں گے۔ آپ ﷺ نے اس سوال کا جواب دینے سے گریز کیا۔ گویا آپ ﷺ کو اس طرح کے مسائل پر گفتگو اچھی نہ لگتی ہو اور آپ ﷺ کو اس باب (عنوان) کو کھولنا پسند نہ ہو۔ لیکن پوچھنے والے نے دوبارہ سوال کر دیا۔ پھر اس نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کا حق ادا کریں اور فرمایا کہ ان پر اس کام کی ذمے داری ہے، جو ان کے ذمے ہے اور ہمارے اوپر اس شے کی ذمے داری ہے، جو ہمارے ذمے ہے۔ ہماری ذمے داری یہ ہے کہ ہم سمع و طاعت کریں اور ان کی ذمے داری یہ ہے کہ وہ ہمارے اوپر عدل کے ساتھ حکمرانی کریں، کسی پر ظلم نہ ڈھائیں، اللہ کے بندوں پر اس کی حدود قائم کریں، اللہ کی زمین پر اس کی شریعت کا نفاذ کریں اور اس کے دشمنوں سے جہاد کریں۔"

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هنيدة وائل بن حجر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أرأيت : أي أخبرني.

- يسألونا حقهم : يطالبون الرعية بالسمع والطاعة.
- ويمنعونا حقنا : أي من العطاء والاهتمام بمصالحنا والنصيحة في أمرنا.
- فما تأمرنا : أي فأي شيء تأمرنا به.
- اسمعوا وأطيعوا : أعطوهم حقهم، وإن لم يعطوكم حقكم
- فإنما عليهم ما حُملوا : أي عليهم إثم ما قصروا به.
- وعليكم ما حُملتم : أي عليكم إثم ترك السمع والطاعة.

فوائد الحديث:

١. وجوب الطاعة للحاكم ولو قصَّر في واجبه، حفاظاً على الاستقرار والمصلحة العامة.
٢. تقصير الحكام في واجبهم لا يُسوغُ تقصير الناس بالمقابل في واجباتهم.
٣. كلٌّ مسؤولٌ عن عمله، ومؤاخذ عن تقصيره.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5037)

اصْبِرُوا، فإنه لا يأتي زمانٌ إلا والذي بعده شَرٌّ منه حَتَّى تَلْقَوا رَبَّكُم	صبر کرو، کیوں کہ تم پر ہر بعد میں آنے والا دور پہلے سے برا ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔
١٤١٨. الحديث: عن الزبير بن عدي، قال: أَتَيْنَا أنسَ بنَ مَالِكٍ -رضي الله عنه- فَشَكَوْنَا إليه ما نَلْقَى من الحَجَّاجِ، فقال: «اصْبِرُوا، فإنه لا يأتي زمانٌ إلا والذي بعده شَرٌّ منه حَتَّى تَلْقَوا رَبَّكُم» سمعتُه من نَبِيِّكُم -صلى الله عليه وسلم-.	**١٤١٨. حديث:** زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے حجاج کے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی شکایت کی۔ انھوں نے فرمایا: "صبر کرو، کیوں کہ تم پر ہر بعد میں آنے والا دور پہلے سے برا ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو"۔ میں نے یہ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: جاء الزبير بن عدي ومعه جماعة إلى أنس بن مالك -رضي الله عنه- خادم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، يشكون إليه ما يجدون من الحجاج بن يوسف الثقفي، أحد الأمراء لخلفاء بني أمية، وكان جبارًا عنيدًا معروفًا بالظلم وسفك الدماء، فأمرهم أنس -رضي الله عنه- بالصبر على جور ولاة الأمور، وأخبرهم أنه لا يأتي على الناس زمان إلا والذي بعده أشر منه حتى يلقوا ربهم، وأنه سمعه من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. والشر ليس شرًّا مطلقًا عامًّا، بل قد يكون شرًّا في بعض المواضع، ويكون خيرًا في مواضع أخرى.	**اجمالی معنی:** اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > الخروج على الإمام

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اصبروا : أي: على ما تلقون منه.
- تلقوا ربكم : يدرككم الموت.

فوائد الحديث:

١. جواز شكوى الإمام أو الحاكم لأهل العلم.
٢. القيادة الحقيقية للناس كامنة في أهل العلم.
٣. ولاية الحجاج بن يوسف الثقفي ظالمة.
٤. استحباب الصبر على المحن، والمبادرة بالأعمال الصالحة.
٥. انتشار الفساد في آخر الزمان.

٦. عدم الخروج على ولاة الأمور وإن ظلموا وجاروا.

٧. في الحديث دليل على دفع المفسدة الكبرى بالمفسدة الصغرى، فالصبر على ظلم الحاكم خير من سفك دماء المسلمين.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (4953)

اعبدوا الله وحده لا تشركوا به شيئا، واتركوا ما يقول آباؤكم، ويأمرنا بالصلاة، والصدق

ہرقل نے پوچھا: وہ شخص یعنی نبی ﷺ تمھیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ ابو سفیان کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: وہ کہتا ہے کہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، تمھارے آبا و اجداد جو کچھ کہتے ہیں، اسے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز اور صدق بیانی کا حکم دیتا ہے۔

١٤١٩. الحديث:

عن أبي سفيان صخر بن حرب -رضي الله عنه- قال: قال هِرَقل: فماذا يَأمُرُكُم -يعني: النبي صلى الله عليه وسلم- قال أبو سفيان: قلت: يقول: «اعبدُوا الله وَحدَه لاَ تُشرِكُوا بِهِ شَيئًا، وَاترُكُوا ما يَقُول آبَاؤُكُم، ويَأمُرُنَا بِالصَّلاَة، والصّدق، والعَفَاف، والصِّلَة».

١٤١٩. حدیث:

ابو سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہرقل نے پوچھا: وہ شخص یعنی نبی ﷺ تمھیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ ابو سفیان کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: وہ کہتا ہے کہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، تمھارے آبا و اجداد جو کچھ کہتے ہیں، اسے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے اور سچائی اور پاک دامنی اپنانے اور صلہ رحمی کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا حديث أبي سفيان صخر بن حرب -رضي الله عنه- المشهور مع هرقل، كان أبو سفيان وقتئذ مشركًا، حيث لم يسلم إلا متأخرا، فيما بين صلح الحديبية وفتح مكة، قَدِم أبو سفيان ومعه جماعة من قريش إلى هرقل في الشام، وهرقل كان ملك النصارى في ذلك الوقت، وكان قد قرأ في التوراة والإنجيل وعرف الكتب السابقة، وكان ملكا ذكيا، فلما سمع بأبي سفيان ومن معه وهم قادمون من الحجاز دعا بهم، وجعل يسألهم عن حال النبي -صلى الله عليه وسلم- وعن نسبه، وعن أصحابه، وعن توقيرهم له، وعن وفائه -صلى الله عليه وسلم-، وكلما ذكر شيئا أخبروه عرف أنه النبي الذي أخبرت به الكتب السابقة، ولكنه - والعياذ بالله- شح بملكه فلم يسلم للحكمة التي أرادها الله -عز وجل-. وكان فيما سأل أبا سفيان سؤاله عمَّا كان يأمرهم به النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبره بأنه يأمرهم أن يعبدوا الله ولا يشركوا به شيئا، فلا يعبدوا غير الله، لا ملكا ولا رسولا، ولا شجرا ولا حجرا، ولا شمسا ولا قمرا، ولا غير ذلك، فالعبادة لله وحده، وهذه دعوة الرسل،

اجمالی معنی:

یہ ابو سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ کی ہرقل کے ساتھ ہونے والی مشہور گفتگو ہے۔ ابو سفیان اس وقت مشرک تھے۔ کیوں کہ انھوں نے بہت دیر سے صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان اسلام قبول کیا تھا۔ ابو سفیان قریش کے کچھ لوگوں کے ہم راہ شام میں ہرقل کے پاس آئے۔ ہرقل اس وقت عیسائیوں کا بادشاہ تھا۔ اس نے توریت اور انجیل پڑھ رکھی تھی اور سابقہ کتابوں کا علم رکھتا تھا۔ وہ ایک زیرک بادشاہ تھا۔ اس نے جب حجاز سے آنے والے ابو سفیان اور ان کے ہم راہیوں کے بارے میں سنا، تو انھیں بلا بھیجا اور ان سے نبی ﷺ کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا کہ آپ ﷺ کا نسب کیا ہے، آپ ﷺ کے صحابہ کیسے ہیں، وہ آپ ﷺ کی کیسے توقیر کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ کس حد تک وفادار ہیں؟؟ وہ جو بات پوچھتا، یہ لوگ اسے اس کے بارے میں بتاتے، یہاں تک کہ وہ جان گیا کہ آپ ﷺ وہی نبی ہیں، جس کی خبر سابقہ کتابوں نے دی ہے۔ تاہم حکمتِ الٰہی کے پیش نظر وہ اپنی بادشاہت کی لالچ میں اسلام قبول نہ کیا۔ العیاذ باللہ۔ ابو سفیان سے اس نے جو سوالات کیے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ نبی ﷺ انھیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ابو سفیان نے اسے بتایا کہ آپ ﷺ انھیں حکم دیتے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا کسی بھی فرشتے، رسول، درخت، پتھر اور سورج و چاند وغیرہ کی عبادت نہ کریں۔ عبادت کی سزاوار صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ تمام انبیا نے اسی بات کی دعوت دی۔

فجاء النبي -صلى الله عليه وسلم- بما جاءت به الأنبياء من قبله بعبادة الله وحده لا شريك له. ويقول: "اتركوا ما كان عليه آباؤكم" وهذا من الصدع بالحق، فكل ما كان آباؤهم من عبادة الأصنام أمرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- بتركه، وأما ما كان عليه آباؤهم من الأخلاق الفاضلة؛ فإنه لم يأمرهم بتركه. وقوله: "وكان يأمرنا بالصلاة" الصلاة صلة بين العبد وبين ربه، وهي آكد أركان الإسلام بعد الشهادتين، وبها يتميز المؤمن من الكافر، فهي العهد الذي بيننا وبين المشركين والكافرين، كما قال النبي -عليه الصلاة والسلام-: "العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة، فمن تركه فقد كفر" وقوله: "وكان يأمرنا بالصدق" كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأمر أمته بالصدق، وهذا كقوله -تعالى-: "يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين" (التوبة: ١١٩). والصدق خلق فاضل، ينقسم إلى قسمين: صدق مع الله، وصدق مع عباد الله، وكلاهما من الأخلاق الفاضلة. وقوله "العفاف" أي: العفة، والعفة نوعان: عفة عن شهوة الفرج، وعفة عن شهوة البطن. أما العفة الأولى: فهي أن يبتعد الإنسان عما حرم عليه من الزنى ووسائله وذرائعه. أما النوع الثاني من العفاف: فهو العفاف عن شهوة البطن، أي: عما في أيدي الناس، والتعفف عن سؤالهم، بحيث لا يسأل الإنسانُ أحدًا شيئًا؛ لأن السؤال مذلة، والسائل يده دنيا، سفلى، والمعطي يده عليا، فلا يجوز أن تسأل أحدا إلا ما لابد منه. أما قوله: "الصلة": فهي أن يصل المرء ما أمر الله به أن يوصل من الأقارب الأدنى فالأدنى، وأعلاهم الوالدان، فإن صلة الوالدين بر وصلة، والأقارب لهم من الصلة بقدر ما لهم من القرب، فالأخ أوكد صلة من العم، والعم أشد صلة من عم الأب، وصلة الرحم تحصل بكل ما تعارف عليه الناس.

چنانچہ نبی ﷺ بھی وہی پیغام لے کر آئے، جو آپ ﷺ سے پہلے سابقہ انبیا لے کر آئے کہ عبادت صرف اور صرف اللہ کی ہونی چاہیے اور یہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور وہ (یعنی نبی ﷺ) کہتے ہیں کہ: "جس دین پر تمھارے آبا و اجداد تھے، اسے چھوڑ دو"۔ یہ حق کا برملا اظہار ہے۔ ان کے آبا و اجداد جو بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے، نبی ﷺ نے اسے چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔ تاہم ان کے آبا و اجداد میں جو اعلی اخلاقی خوبیاں تھیں، ان کے ترک کرنے کا آپ ﷺ نے حکم نہیں دیا۔ ابو سفیان نے کہا: "اور وہ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے"۔ نماز بندے اور اس کے رب کے مابین تعلق کا نام ہے۔ ارکان اسلام میں توحید و رسالت کی شہادت کے بعد یہ سب سے اہم رکن ہے۔ یہی مؤمن و کافر کے مابین مابہ الامتیاز ہے۔ یہی وہ معاہدہ ہے، جو ہمارے اور مشرکین و کفار کے مابین ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہمارے اور ان کے مابین جو معاہدہ ہے، وہ نماز ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے یقینا کفر کیا"۔ ابو سفیان نے کہا: "وہ ہمیں سچائی اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں"۔ نبی ﷺ اپنی امت کو سچائی کا حکم دیتے۔ یہ ایسے ہی جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" (التوبۃ: ۱۱۹) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ سچائی ایک اعلی اخلاقی صفت ہے، جس کی دو اقسام ہیں: اللہ کے ساتھ سچائی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ سچائی۔ اور دونوں ہی اعلی اخلاقی صفات میں سے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا: "اور آپ ﷺ ہمیں پاک دامنی اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں"۔ "عفاف" کے معنی ہیں: پاک دامنی۔ عفت (پاک دامنی) کی دو اقسام ہیں: شرم گاہ کی شہوت سے عفت اور پیٹ کی شہوت سے عفت۔ پہلی قسم کی عفت سے مراد یہ ہے کہ انسان زنا اور اس کے وسائل و ذرائع سے دور رہے، جو اس کے لیے حرام ہیں۔ دوسری قسم کی عفت، پیٹ کی شہوت سے عفت ہے۔ یعنی لوگوں کے پاس جو کچھ (سامان دنیا) ہے، اس سے عفت اختیار کرنا اور ان سے مانگنے سے پرہیز کرنا، بایں طور کہ وہ کسی شخص سے کوئی شے نہ مانگے۔ کیوں کہ مانگنا باعث ذلت ہے اور مانگنے والے کا ہاتھ کم تر اور نچلا ہوتا ہے، جب کہ دینے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے۔ چنانچہ سوائے اس شے کے جس کے بغیر چارہ ہی نہ ہو، آپ کے لیے کسی سے مانگنا جائز نہیں۔ پانچویں شے جس کے بارے میں ابو سفیان نے بتایا وہ صلہ رحمی ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے جن لوگوں سے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے، انسان ان سے صلہ رحمی کرے اور اس سلسلے میں ان سے اپنی رشتے داری کے درجات کو ملحوظ رکھے۔ رشتے داروں میں سب سے پہلے والدین آتے ہیں، جن کے ساتھ اچھا تعلق رکھنا نیکی بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ رشتے دار جتنا قریبی ہو، اسی قدر اس سے صلہ رحمی ہوگی۔ چنانچہ چچا کی بہ نسبت بھائی سے صلہ رحمی کی زیادہ تاکید ہے اور باپ کے چچا کی بہ نسبت اپنے چچا

سے صلہ رحمی زیادہ اہم ہے۔ صلہ رحمی ہر اس طریقے سے ہو سکتی ہے، جو لوگوں کے نزدیک معروف ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > عموم الدين الإسلامي
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > العلاقات الدولية في الإسلام
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > مكاتباته ومراسلاته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سفيان صخر بن حرب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- هِرَقل : ملك الروم، ولقبه قيصر، وكتب إليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدعوه للإسلام، وكان ذلك سنة ست من الهجرة.
- أبو سفيان : أبو سفيان صخر بن حرب بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف القرشي الأموي المكي، ولد قبل الفيل بعشر سنين، وأسلم ليلة الفتح وكان من المؤلفة، ثم حسن إسلامه، وشهد حنيناً، ثم شهد الطائف وفُقِئَت عينه يومئذٍ، وفقئت عينه الأخرى يوم اليرموك، استعمله النبي -صلى الله عليه وسلم- على نجران.
- ما يَقُول آبَاؤُكُم : جميع ما كانوا عليه في أمور الجاهلية، أما مكارم الأخلاق فقد جاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ليتمها.
- العَفَاف : الكف عن المحارم وخوارم المروءة.
- الصِّلَة : صلة الأرحام، وكل ما أمر الله -تعالى- به أن يوصل، وذلك بالبر والإكرام.

فوائد الحديث:

١. الصدق من أشرف مكارم الأخلاق، وهو محبوب عند الخالق والمخلوق.
٢. ملازمة الرسول -صلى الله عليه وسلم- للصدق وشهرته به، وشهادة الأعداء له بذلك.
٣. رأس هذا الدين توحيد الله -عز وجل- وعدم الإشراك به، وهو أصل الفضائل.
٤. التحذير من التقليد في الباطل، ويتأكّد ذلك في أمور الدين.
٥. الرسل جميعا أرسلوا من أجل بيان التوحيد الحق، والتحذير من الشرك وإزالته.
٦. الله -سبحانه- يأمر بكل ما يصلح البشر ويعود عليهم بالخير في الدنيا والآخرة.
٧. الحديث يؤكد على شمول الإسلام ودعوته إلى العبادة والتوحيد ومكارم الأخلاق.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3154)

الدين النصيحة

دین خیر خواہی کا نام ہے۔

١٤٢٠. الحديث:

عن أبي رقية تميم بن أوس الداري -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الدين النصيحة» قلنا: لمن؟ قال: «لله، ولكتابه، ولرسوله، ولأئمة المسلمين وعامتهم».

١٤٢٠. حدیث :

ابورقیہ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا : ''دین خیر خواہی کا نام ہے''، ہم نے پوچھا کس کے لیے؟ فرمایا : ''اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے امراء (حکمرانوں) اور عام لوگوں کے لیے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء الدين الحنيف بإخلاص النصيحة وبذلها، وبأن نؤمن ونعترف بوحدانية الله -عز وجل-، وننزهه عن النقائص ونصفه بصفات الكمال، وأن القرآن كلامه منزل غير مخلوق، نعمل بمحكمه ونؤمن بمتشابهه، ونصدق الرسول -صلى الله عليه وسلم- بما جاء به ونمتثل أمره ونجتنب ما نهى عنه، وننصح لأئمة المسلمين بمعاونتهم على الحق وإرشادهم إلى ما جهلوه ونذكرهم ما نسوه أو غفلوا عنه، ونرشد عامة المسلمين إلى الحق، ونكف عنهم الأذى منا ومن غيرنا على حسب الاستطاعة، ونأمرهم بالمعروف وننهاهم عن المنكر، والجامع للنصح لهم: أن نحب لهم ما يحب كل منا لنفسه.

اجمالی معنیٰ :

دینِ حنیف خالص خیر خواہی لے کر آیا اور یہ کہ ہم اللہ کی وحدانیت کا اعتراف کرکے اس پر ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ کو تمام عیوب سے مبرا و پاک کرکے صفاتِ کمال سے اسے متصف کریں اور اس بات کا اقرار کریں کہ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کی طرف سے اتارا گیا ہے اور مخلوق نہیں، ہم اس کی محکم آیات پر عمل کرتے ہیں اور اس کی متشابہ آیات پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے رسول جو کچھ لے کر آئے اس کی تصدیق کرکے اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور نواہی سے بچتے ہیں اور اہلِ اسلام کے ائمہ (حکمرانوں) کو حق بات کی نصیحت کرتے ہیں اور ایسی چیز کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ہیں جس سے وہ ناآشنا ہیں اور جس چیز کو وہ بھول چکے ہیں یا جس سے وہ غافل ہیں اس کی یاددہانی کراتے ہیں۔ عام مسلمانوں کی حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور اپنی طرف سے اور دوسرے لوگوں کی طرف سے انہیں تکلیف پہنچنے سے حسبِ استطاعت روکتے ہیں۔ انہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں، بُرائی سے روکتے ہیں۔ ان کے ساتھ مکمل خیر خواہی یہ ہے کہ ہم ان کے لیے بھی اسی چیز کو پسند کریں جو ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو رقية تميم بن أوس الداري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- الدين : دين الإسلام، أي عماد الدين وقوامه النصيحة.
- النصيحة : تصفية النفس من الغش للمنصوح له وبذل التوجيه المفيد له.
- لله : بالإيمان به ونفي الشريك عنه، وترك الإلحاد في صفاته، ووصفه بما وصف به نفسه ووصفه به رسوله، وتنزيهه عن جميع النقائص، والرغبة في محابه بفعل طاعته، والرهبة من مساخطه بترك معصيته، والاجتهاد في رد العصاة إليه.
- ولكتابه : بالإيمان بأنه كلامه وتنزيله، وتلاوته حق تلاوته وتعظيمه، والعمل بما فيه والدعاء إليه.

• ولأئمة المسلمين : الولاة بإعانتهم على ما حملوا القيام به وطاعتهم في الحق وجمع الكلمة عليهم، وأمرهم بالحق ورد القلوب النافرة إليهم، وتبليغهم حاجات المسلمين، والجهاد معهم والصلاة خلفهم، وأداء الزكاة إليهم وترك الخروج عليهم بالسيف إذا ظهر منهم حيف، والدعاء لهم بالصلاح. وأما أئمة العلم فالنصيحة لهم بث علومهم ونشر مناقبهم، وتحسين الظن بهم.

• وعامتهم : بالشفقة عليهم، وإرشادهم إلى مصالحهم، والسعي فيما يعود نفعه عليهم، وكف الأذى عنهم، وأن يحب لهم ما يحب لنفسه، ويكره لهم ما يكره لنفسه.

• ولرسوله : بتصديق رسالته، والإيمان بجميع ما جاء به وطاعته، وإحياء سنته بتعلمها وتعليمها، والاقتداء به في أقوله وأفعاله، ومحبته ومحبة أتباعه.

فوائد الحديث:

١. الأمر بالنصيحة.

٢. عظم منزلة النصيحة من الدين، لذا سميت دينا.

٣. أن الدين يشمل الأقوال والأعمال.

٤. للعالم أن يكل فهم ما يلقيه إلى السامع، ولا يزيد له في البيان حتى يسأله السامع لتتشوق نفسه حينئذ إليه، فيكون أوقع في نفسه مما إذا أخبره به مباشرة.

٥. حسن تعليم الرسول -صلى الله عليه وسلم- حيث يذكر الشيء مجملاً ثم يفصّله.

٦. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على العلم، وأنهم لم يدعوا شيئاً يحتاجون إلى بيانه إلا وسألوا عنه.

٧. البداءة بالأهم فالأهم، حيث بدأ النبي -صلى الله عليه وسلم- بالنصيحة لله، ثم للكتاب، ثم للرسول -صلى الله عليه وسلم- ثم لأئمة المسلمين، ثم عامتهم.

٨. تأكيد الكلام بالتكرار للاهتمام والإفهام، كما جاء في رواية الإمام أحمد: "الدين النصيحة" ثلاثاً.

٩. شمول النصيحة للجميع.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ - شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - شرح الأربعين النووية، للشيخ صالح آل الشيخ، دار الحجاز، الطبعة الثانية، ١٤٣٣هـ - الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. - الجامع في شرح الأربعين النووية، لمحمد يسري، ط٣، دار اليسر، القاهرة، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (4309)

اللّٰهُمَّ من وَلِيَ من أمر أمتي شيئا، فشَقَّ عليهم، فاشْقُقْ عليه	اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ انھیں مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما
١٤٢١. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «اللّٰهُمَّ من وَلِيَ من أمر أمتي شيئا، فشَقَّ عليهم؛ فاشْقُقْ عليه».	**١٤٢١. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے: ''اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ انھیں مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث وعيد شديد لمن ولي أمرًا من أمور المسلمين صغيرًا كان أم كبيرًا وأدخل عليهم المشقة، وذلك بدعاء رسول الله -عليه الصلاة والسلام- عليه بأن الله -تعالى- يجازيه من جنس ما عمل.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اس شخص کے لئے سخت وعید ہے جو مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا، چاہے وہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اور اس نے انہیں مشقت میں ڈالا۔ وہ وعید یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے یہ بد دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل ہی کے جنس سے بدلہ دے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > شروط الإمامة العظمى

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > شفقته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اللّٰهُمَّ : هي بمعنى: يا الله.
- فشَقَّ عليهم : صعّب عليهم الأمر.

فوائد الحديث:

١. الحديث فيه وعيد شديد على الأمراء والعمال الذين يشقون على الناس.
٢. يجب على من تولى شيئا من أمور المسلمين أن يرفق بهم ما استطاع.
٣. أن الجزاء من جنس العمل.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه توضِيحُ الأحكامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م

الرقم الموحد: (5330)

اللّٰهُمَّ من ولي من أمر أمتي شيئا فشق عليهم، فاشقق عليه، ومن ولي من أمر أمتي شيئا فرفق بهم، فارفق به	اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ ان کو مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما، اور جو میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔

١٤٢٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- يقُولُ في بيتي هَذَا: «اللّٰهُمَّ من وَلِيَ من أمر أمتي شيئًا فَشَقَّ عليهم، فَاشْقُقْ عليه، ومن وَلِيَ من أمر أمتي شيئًا فَرَفَقَ بهم، فَارْفُقْ به».

١٤٢٢. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اس گھر میں فرماتے ہوئے سنا کہ "اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ ان پر سختی کرے تو تو بھی اس پر سختی فرما، اور جو میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان عظم أمر الولاية، وقد دعا النبي -صلى الله عليه وسلم- أنَّ مَن ولي مِن أمر الناس شيئاً فضيَّق عليهم أن يعامله الله بالمثل، ومن عاملهم بالعدل والانصاف والرحمة واللين أن يجازيه على ذلك، والجزاء من جنس العمل.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں حکمرانی و فرمانروائی اور اقتدار و ذمہ داری سنبھالنے کے معاملے کی اہمیت و سنگینی کا بیان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ جو شخص لوگوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ ان پر سختی کرے تو اللہ تعالی بھی اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے، اور جو لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف، نرمی اور رحم دلی کا معاملہ کرے، اللہ تعالی اسے اس پر (اچھا) بدلہ دے، اور بدلہ عمل ہی کے جنس سے ملتا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شق عليهم : ضيَّق وشدد عليهم بغير حق.
- فاشقق عليه : أوقعه في المشاق.
- فرفق بهم : لان لهم وعطف عليهم ورعى حقوقهم.
- فارفق به : أي افعل به ما فيه الرفق له مجازاة له بمثل فعله.

فوائد الحديث:

١. اهتمام النبي صلى الله عليه وسلم بأمور أمته.
٢. التنبيه لولاة الأمور على السعي في مصالح الرعية.
٣. إذا شق الحاكم على أمته أوقعه الله في المشاق.
٤. أنَّ أسلوب الترغيب والترهيب من أساليب الدعوة النافعة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين, دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة، ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة الاولى، ١٤١٥ه - ١٩٩٤م.

الرقم الموحد: (4938)

إِنَّ نَاسًا كانوا يُؤْخَذُونَ بالوَحْيِ في عَهْدِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وإِنَّ الوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وإِنَّمَا نَأْخُذُكُمْ الآنَ بما ظَهَرَ لنا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وقَرَّبْنَاهُ، ولَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ، اللهُ يُحَاسِبُهُ في سَرِيرَتِهِ، ومَنْ أَظْهَرَ لنا سُوءًا لم نَأْمَنْهُ ولم نُصَدِّقْهُ

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ مواخذہ ہوجاتا تھا۔ لیکن اب چونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا اس لیے ہم اب تمہارے ظاہری اعمال کے مطابق تمہارا مواخذہ کریں گے۔ جو کوئی ظاہر میں ہمارے سامنے خیر کرے گا، ہم اسے امن دیں گے اور اُسے اپنے قریب کریں گے اور اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اس کے باطن کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو کوئی ہمارے سامنے ظاہر میں برائی کرے گا تو ہم بھی اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے۔

١٤٢٣. الحديث:

عن عبد الله بن عتبة بن مسعود، قال: سمعت عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- يقول: إن ناسا كانوا يُؤْخَذُونَ بالوحي في عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وإن الوحي قد انقطع، وإنما نأخذكم الآن بما ظهر لنا من أعمالكم، فمن أظهر لنا خيرًا أَمَّنَّاهُ وقَرَّبْنَاهُ، وليس لنا من سريرته شيء، الله يحاسبه في سريرته، ومن أظهر لنا سوءًا لم نأمنه ولم نصدقه وإن قال: إن سريرته حسنة.

١٤٢٣. حدیث:

عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ مواخذہ ہوجاتا تھا۔ لیکن اب وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا اس لیے ہم اب تمہارے ظاہری اعمال کے مطابق تمہارا مواخذہ کریں گے۔ جو کوئی ظاہر میں ہمارے سامنے خیر کرے گا، ہم اسے امن دیں گے اور سے اپنے قریب کریں گے اور اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اس کے باطن کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو کوئی ہمارے سامنے ظاہر میں برائی کرے گا تو ہم بھی اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے کہ اس کا باطن تو اچھا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تحدث عمر بن الخطاب رضي الله عنه عمن أسر سريرة باطلة في وقت الوحي لا يخفى أمره على النبي صلى الله عليه وسلم بما ينزل من الوحي؛ لأن أناسًا في عهد الرسول عليه الصلاة والسلام كانوا منافقين يظهرون الخير ويبطنون الشر، ولكن الله تعالى كان يفضحهم بما ينزل من الوحي على رسوله صلى الله عليه وسلم، لكن لما انقطع الوحي صار الناس لا يعلمون من المنافق؛ لأن النفاق في القلب، فيقول رضي الله عنه: وإنما نأخذكم الآن بما ظهر لنا فمن أظهر لنا خيرًا؛ عاملناه بخيره الذي أبداه لنا وإن أسر سريرة سيئة، ومن أبدى شرًّا؛ عاملناه بشره الذي أبداه لنا، وليس لنا من نيته مسؤولية، النية موكولة

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب وحی کے نزول کا وقت تھا اس وقت اگر کوئی اپنی بد باطنی کو مخفی رکھتا تو اس کا معاملہ وحی نازل ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ سے پوشیدہ نہیں رہتا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں منافق لوگ موجود تھے جو اظہار تو اچھائی کا کرتے لیکن ان کے باطن میں شر ہوتا تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر نازل کی جانے والی وحی کے ذریعے سے ان کو رسوا کر دیتا لیکن اب چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے چنانچہ اب لوگوں کو منافق کا علم نہیں ہوسکتا کیونکہ نفاق دل میں ہوتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب ہم تمہارے اعمال کے ظاہر پر تمہارا مواخذہ کریں گے۔ چنانچہ ظاہری طور پر جس کا عمل اچھا ہوگا اس سے ہم اچھا معاملہ روا رکھیں گے اس لیے ہمارے سامنے اس نے اچھے پہلو کو ظاہر کیا ہے اگرچہ باطنی طور پر وہ برائی کو مخفی رکھے اور جس نے برائی کو ظاہر کیا اس سے ہم اس برائی کے مطابق معاملہ کریں جو اس نے ظاہر کی ہے اور اس کی نیت جاننے کی ذمہ

إلى رب العالمين عز وجل، الذي يعلم ما توسوس به نفس الإنسان.	داری ہم پر نہیں ہے۔ نیت کا معاملہ رب العالمین عز و جل کے سپرد ہے جو انسانی نفس کے وسوسوں سے خوب واقف ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يؤخذون بالوحي : أي: ينزل الوحي فيهم فيكشف عن حقائق حالهم.
- أمنَّاه : صيرناه عندنا أمينا.
- قربناه : أكرمناه بما يستحق.
- ليس لنا : لا تعلق لنا.
- سريرته : أي: ما أسره وأخفاه.

فوائد الحديث:

١. إجراء الأحكام الإسلامية على ظواهر الناس وما يصدر منهم من أعمال.
٢. الحساب يوم الجزاء يكون على ما أخفى العبد من سريرته، فإن كانت حسنة فحسن، وإن كانت شرا فجزاؤه من جنس عمله.
٣. لا تُسوِّغ النية الحسنة فعل المعصية، ولا تسقط إقامة الحدود والقصاص
٤. إخبار عمر رضي الله عنه عن أحوال الناس في فترة النبوة وما بعدها
٥. ينبغي على الراعي العدل بين الرعية، وإنفاذ الأحكام الشرعية على الشريف والوضيع سواء

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/ تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت -لبنان-الطبعة الرابعة عشرة١٤٠٧. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين – سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى ١٤١٨. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين - محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (4234)

إذا أراد الله بالأمير خيرا، جعل له وزير صدق، إن نسي ذكره، وإن ذكر أعانه، وإذا أراد به غير ذلك جعل له وزير سوء، إن نسي لم يذكره، وإن ذكر لم يعنه

جب اللہ کسی حاکم کے ساتھ خیر کا اِرادہ فرماتا ہے تو اُسے راست باز (خیر خواہ) وزیر عطا کر دیتا ہے۔ وہ اگر بُھولتا ہے تو وہ (وزیر) اُسے یاد کرا دیتا ہے۔ اور اگر حاکم کو یاد ہو تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جب اللہ اس کے ساتھ بھلائی کے علاوہ کسی اور بات (برائی) کا اِرادہ فرماتا ہے تو اُس کے لیے بُرا وزیر مقرر کر دیتا ہے۔ اگر وہ بھول جائے تو اسے یاد نہیں کراتا، اور اگر اسے یاد ہو تو اُس کی مدد نہیں کرتا

١٤٢٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعًا: «إِذَا أَرَادَ اللهُ بِالأَمِيرِ خَيرًا، جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدقٍ، إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإِذَا أَرَادَ بِهِ غَيرَ ذَلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سُوءٍ، إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرهُ، وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ».

١٤٢٤. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے: ''جب اللہ کسی حاکم کے ساتھ خیر کا اِرادہ فرماتا ہے تو اُسے راست باز (خیر خواہ) وزیر عطا کر دیتا ہے۔ وہ اگر بُھولتا ہے تو وہ (وزیر) اُسے یاد کرا دیتا ہے۔ اور اگر حاکم کو یاد ہو تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جب اللہ اس کے ساتھ بھلائی کے علاوہ کسی اور بات (برائی) کا اِرادہ فرماتا ہے تو اُس کے لیے بُرا وزیر مقرر کر دیتا ہے۔ اگر وہ بھول جائے تو اسے یاد نہیں کراتا، اور اگر اسے یاد ہو تو اُس کی مدد نہیں کرتا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : "إذا أراد الله بالأمير خيراً"، والمراد من الإرادة في هذا الحديث الإرادة الكونية القدرية؛ لذلك جاء فيها تنوُّع التعلُّق من حيث الخير والشر؛ لأن الله قد يحبها وقد يبغضها، وهذه الإرادة شاملة بتوسُّعِها للإرادة الشرعية التي يحبُّها الله، وفسِّرت هذه الخيرية لمن وُفِّق لوزير صدق من الأمراء بخيرية التوفيق لخيري الدارين، كما فسرت هذه الخيرية بالجنة. وقوله: "جعل له وزير صدق" أي في القول والفعل، والظاهر والباطن، وأضافه إلى الصدق؛ لأنَّه الأساس في الصُحبة وغيرها. فـ"إن نسي" أي: هذا الأمير، فإن نسي ما يحتاج إليه -والنسيان من طبيعة البشر-، أو ضلّ عن حكم شرعي، أو قضية مظلوم، أو مصالح لرعية، "ذكَّره" أي: هذا الوزير الصادق وهداه. "وإن ذكر" الأمير ذلك، "أعانه" عليه بالرأي والقول والفعل. وأما قوله: "وإذا أراد به غير ذلك" أي: غير

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ کسی حاکم کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے"۔ اس حدیث میں ارادے سے مراد کونی وقدری ارادہ ہے۔ اسی لیے اس میں خیر و شر دونوں ہی اقسام کے ساتھ تعلق کا ذکر ہوا ہے؛ کیونکہ اللہ اسے کبھی پسند کرتا ہے اور کبھی ناپسند کرتا ہے۔ یہ ارادہ اپنی وسعت کے ذریعے شرعی ارادے کو بھی شامل ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے۔ حکمرانوں میں سے جسے راست باز و خیر خواہ وزیر مل جائے اس کو ملنے والی اس خیر کی تفسیر دونوں جہانوں کی بھلائی کی توفیق ملنے سے کی گئی ہے، اسی طرح اس خیر کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جنت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ راست باز وزیر عطا کر دیتا ہے۔" یعنی جو قول و فعل اور ظاہر و باطن میں سچا ہوتا ہے۔ وزیر کی اضافت سچ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ صحبت وغیرہ میں سچائی ہی بنیاد ہوتی ہے۔ "اگر وہ بھول جائے۔" یعنی وہ امیر اگر اپنی کسی ضرورت کی بات کو بھول جائے—اور بھولنا انسان کی فطرت ہے-، یا کسی شرعی حکم یا مظلوم کے معاملے یا رعیت کے مفاد کا خیال کرنے سے بھٹک جائے تو "وہ اس کو یاد دہانی کرا دیتا ہے۔" یعنی یہ سچا وزیر اسے یاد کرا دیتا ہے اور اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اگر حاکم کو وہ یاد ہو تو پھر رائے اور قول و فعل کے ذریعے سے اس کی مدد کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اللہ کا اس کے علاوہ کسی اور شے کا ارادہ

الخير، بأن أراد به شرّاً، وعبَّر عنه بما ذكر إيماء إلى التحريض على اجتناب الشرّ؛ لأنه إذا اجتنب ذكر اسمه -أي الشر-؛ لبشاعته وشناعته، فلأن يجتنب المسمى به أولى، والإتيان فيه باسم الإشارة "ذلك": الموضوع للبعيد؛ فيه تعظيمٌ للخير وإعلاء لرتبته، وتحضيضاً على طلبه، والسعي في تحصيله. كانت النتيجة "جعل له وزير سوء" والمراد: وزير سوء في القول، والفعل، نظير ما سبق في ضده. "إن نسي" أي: ترك مالا بد منه "لم يذكّره" به؛ لأنه ليس عنده من النور القلبي ما يحمله على ذلك. "وإن ذكر لم يعنه" بل يسعى في صرفه عنه؛ لشرارة طبعه، وسوء صنعه.

ہو"۔ یعنی خیر کے بجائے کسی اور شے کا ارادہ ہو جیسے کہ شر کا ارادہ ہو۔ آپ ﷺ نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اس کو بیان کیا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ شر سے اجتناب کرنے پر ابھارا جا رہا ہے۔ کیونکہ جب آپ ﷺ اس کی قباحت اور شناعت کی وجہ سے اس کے نام یعنی شر کے ذکر سے بھی اجتناب کر رہے ہیں تو اس کے مدلول سے تو بطریق اولی اجتناب کرنا چاہیے۔ خیر کے لئے اسم اشارہ "ذلک" استعمال کیا گیا جو کہ بعید کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اس میں خیر کی تعظیم اور اس کے علو مرتبت کا بیان ہے اور اسے پانے اور حاصل کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ خیر کے علاوہ کے ارادہ کا نتیجہ یہ ہو گا کہ "اللہ اس کے لیے برا وزیر مقرر کر دے گا۔" یعنی ایسا وزیر جو قول و فعل میں برا ہو گا۔ یعنی سابق الذکر وزیر کا الٹا ہو گا۔ "اگر وہ بھول جائے"۔ یعنی کسی ضروری شے کو چھوڑ دے تو ''وہ اسے یاد نہیں کراتا'' کیونکہ اس کے پاس وہ قلبی نور نہیں ہوتا جو اسے اس کام پر ابھارے۔ ''اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی مدد نہیں کرتا'' بلکہ وہ اپنی فطری برائی اور بد کرداری کی وجہ سے اسے اس سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وَزِير : هو الصاحب المؤازر الذي يلتجيء الأمير إلى رأيه وتدبيره، ويحمل عنه شيئا من أثقاله.
- صِدق : صادق ناصح.
- إنْ نَسِيَ : أي: شيئا مما يجب فعله، ويحقق مصلحة الأمة.
- سُوءٍ : سيِّء يميل إلى الشر والفساد، ويرغِّب في ظلم الحاكم للرعية.
- وَإِذَا أَرَادَ بِهِ غَيرَ ذَلِكَ : أراد به شرا.

فوائد الحديث:

١. وجود فئة صالحة حول الحاكم ترشده إلى الخير وتعينه عليه دليل توفيق الله -تعالى ورضاه عنه-، وفي ذلك عون على إقامة العدل.
٢. الحث على اتخاذ وزير صالح، وأن ذلك من علامة سعادة الوالي، والتحذير من وزير السوء، وأنه علامة على شقاوة الوالي.
٣. تحذير الحكام من بطانة الشر؛ فإنها سبب للإفساد والطغيان.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. صحيح الترغيب والترهيب، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة: الخامسة. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3011)

إذا مَرِض العَبد أو سافر كُتب له مثلُ ما كان يعمل مقيمًا صحيحًا	بندہ جب بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان عبادات کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے جنھیں وہ حالتِ اقامت یا صحت میں ادا کیا کرتا تھا۔
١٤٢٥. الحديث: عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا مَرِض العَبد أو سافر كُتِب له مثلُ ما كان يعمل مقيمًا صحيحًا».	**١٤٢٥. حدیث:** حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان عبادات کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے جنھیں وہ حالتِ اقامت یا صحت میں ادا کیا کرتا تھا۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الإنسان إذا كان من عادته أن يعمل عملًا صالحًا حال صحته وفراغه ثم مرض فلم يقدر على الإتيان به فإنه يكتب له الأجر كاملًا، كما لو عمله في حال الصحة، وكذلك إذا كان المانع السفر أو أي عذر آخر كالحيض.	**اجمالی معنی:** کوئی آدمی جب کسی نیک عمل کو حالت صحت اور فراغت میں اپنی عادت بنا لیتا ہے تو پھر بیماری کی وجہ سے اگر اسے ادا نہیں کر پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس عمل کا پورا اجر ایسے ہی لکھتا ہے جیسے وہ اس کو حالت صحت میں انجام دیتا تھا۔ اسی طرح اگر رکاوٹ سفر ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور عذر ہو جیسے حیض وغیرہ۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > فضل الإسلام ومحاسنه
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
فوائد الحديث:

١. سعة رحمة الله -تعالى- ولطفه بعباده.
٢. من عجز عن أداء ما اعتاد عليه من الأعمال الصالحة ؛ بعذر شرعي من سفر أو مرض مع قيام النية الجازمة على فعله في حال القدرة ، كتب له أجره كما لو كان مقيما صحيحًا.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - بهجة قلوب الأبرار وقرة عيون الأخيار في شرح جوامع الأخبار -المؤلف: عبد الرحمن بن ناصر السعدي -المحقق: عبد الكريم بن رسمي ال الدريني - مكتبة الرشد للنشر والتوزيع-الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (3553)

إنَّ الله أذِن لرسوله ولم يأذن لكم، وإنما أذِنَ لي ساعة من نهار، وقد عادت حُرْمَتُهَا اليوم كَحُرمتها بالأمْسِ، فلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الغائب

اللہ نے اپنے رسول کواجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی ہے۔ اور مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لیے اجازت ملی تھی۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی۔ اب جو ہاں حاضر ہے اسے چاہیئے کہ غیر حاضر کو یہ بات پہنچا دے

١٤٢٦. الحديث:

عن أبي شُريح -خُوَيْلِدِ بن عمرو الخُزَاعي العدوي رضي الله عنه-: أنه قال لعمرو بن سعيد بن العاص -وهو يبعث الْبُعُوثَ إلى مكة- ائْذَنْ لي أيها الأمير أن أُحَدِّثَكَ قولا قام به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الغد من يوم الفتح؛ فسمعَتْه أُذُنَايَ ، وَوَعَاهُ قلبي، وأبصرته عيناي حين تكلم به أنه حمد الله وأثنى عليه، ثم قال: «إن مكة حَرَّمَهَا الله تعالى، ولم يُحَرِّمْهَا الناس، فلا يحل لِامْرِئٍ يؤمن بالله واليوم الآخر: أن يسفك بها دمًا، ولا يعضد بها شجرة، فإن أحد ترخص بقتال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقولوا: إنَّ الله أذِن لرسوله ولم يأذن لكم. وإنما أذِنَ لي ساعة من نهار، وقد عادت حُرْمَتُهَا اليوم كَحُرمتها بالأمْسِ، فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الغائب». فقيل لأبي شريح: ما قال لك؟ قال: أنا أعلم بذلك منك يا أبا شريح، إن الحرم لَا يُعِيذُ عاصيا، وَلَا فَارًّا بدمٍ، ولَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

١٤٢٦. حدیث:

ابو شریح خویلد بن عمرو الخزاعی العدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید بن العاص سے، جب کہ وہ مکہ میں فوجیں بھیج رہا تھا، کہا: اے امیر! مجھے اجازت دیں کہ میں آپ سے وہ بات بیان کروں جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے اگلے دن (ایک خطبہ کے دوران) ارشاد فرمایا تھا، اس بات کو میرے کانوں نے سنا، میرے دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بات فرماتے دیکھا ہے! چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: مکہ کو اللہ نے حرم (حرمت والا شہر) بنایا ہے لوگوں نے اسے حرم نہیں ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں خونریزی کرے، یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اس بنا پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قتال کیا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی ہے۔ اور مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لیے اجازت ملی تھی۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی۔ اب جو ہاں حاضر ہے اسے چاہیئے کہ غیر حاضر کو یہ بات پہنچا دے۔ ابو شریح سے پوچھا گیا: عمرو بن سعید نے (یہ حدیث سن کر) آپ کو کیا جواب دیا؟ انہوں نے بتایا کہ عمرو نے کہا: اے ابو شریح! میں یہ حدیث تم سے زیادہ جانتا ہوں مگر حرم کسی نافرمان کو، یا خون کر کے بھاگے ہوئے یا کوئی جرم کر کے بھاگے ہوئے کو پناہ نہیں دیتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما أراد عمرو بن سعيد بن العاص، المعروف بالأَشْدَق، أن يجهز جيشًا إلى مكة المكرمة وهو يومئذ أمير ليزيد بن معاوية على المدينة المنورة، لقتال عبد الله بن الزبير رضي الله عنهما، جاءه أبو شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بن عمرو الخُزَاعي -رضي الله عنه-، لينصحه في ذلك. ولكون المنصوح كبيرًا في نفسه، تلطَّف أبو شريح

اجمالی معنیٰ:

عمرو بن سعید بن العاص جو کہ اشدق کے نام سے مشہور تھا، اس وقت یزید بن معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا امیر (گورنر) مقرر تھا۔ اس نے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑائی کے لیے مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا، تو ابو شُریح خویلد بن عمرو الخزاعی اسے اس بابت نصیحت کرنے آئے۔ چونکہ جسے نصیحت کی جا رہی تھی وہ ان کے دل میں گراں قدر تھا، اس لئے ابو شریح نے حکمت اور دانائی کے پیشِ نظر اس

معه في الخطاب، حكمة منه ورشدًا، ليكون أدعى إلى قبول النصيحة وسلامة العاقبة، فاستأذنه ليلقي إليه نصيحة في شأن بعثه الذي هو ساعٍ فيه، وأخبره أنه متأكد من صحة هذا الحديث الذي سيلقيه عليه، وواثق من صدقه إذ قد سمعته أذناه ووعاه قلبه، وأبصرته عيناه حين تكلم به النبي صلى الله عليه وسلم، فأذن له عمرو بن سعيد في الكلام. فقال أبو شريح: إن النبي صلى الله عليه وسلم صبيحة فتح مكة حمد الله وأثنى عليه ثم قال: "إن مكة حرمها الله يوم خلق السماوات والأرض" فهي عريقة بالتعظيم والتقديس، ولم يحرمها الناس كتحريم الحمى المؤقت والمراعي والمياه، وإنما الله الذي تولَّى تحريمها، ليكون أعظم وأبلغ. فإذا كان تحريمها قديمًا ومن الله فلا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر - إن كان يحافظ على إيمانه - أن يسفك بها دماً، ولا يعضدها بها شجرة. فإن أحد ترخص بقتالي يوم الفتح، فقولوا: إنك لست كهيئة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقد أُذِنَ له ولم يُؤذن لك. على أنه لم يحل القتال بها دائمًا، وإنما هي ساعة من نهار، بقدر تلك الحاجة، وقد عادت حرمتها كما كانت، فليبلغ الشاهد الغائب. لهذا بلغتك أيها الأمير، لكوني شاهدًا هذا الكلام، صبيحة الفتح، وأنت لم تشهده. فقال الناس لأبي شريح: بماذا أجابك عمرو ؟ فقال: أجابني بقوله : "أنا أعلم بذلك منك يا أبا شريح، إن الحرم لا يُعيذُ عاصياً ولا فارًا بِخَرْبَةٍ" فعارض الحديث برأيه، ولم يمتنع عن إرسال البعوث لقتال ابن الزبير، بل استمر على ذلك.

کے ساتھ بات کرنے میں نرمی برتی۔ تاکہ نصیحت قبول کرلی جائے اور اس کا ردِ عمل بُرا نہ ہو۔ اس لیے ابو شُریح نے اس سے اس لشکر کشی کے بارے میں نصیحت کرنے کی اجازت چاہی جس کے لیے وہ کوشاں تھا، اور اسے بتلایا کہ وہ اس کے سامنے جو حدیث پیش کرنے جا رہے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اور انہیں اس کی سچائی پر پورا بھروسہ ہے، اس لیے کہ اسے ان کے کانوں نے سنا ہے، ان کے دل نے یاد رکھا ہے اور ان کی آنکھوں نے دیکھا ہے جس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ تو عمرو بن سعید نے انہیں بات کرنے کی اجازت دے دی۔ ابو شُریح نے کہا کہ فتح مکہ کی صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: مکہ کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے دن ہی حرام (حرمت والا) بنایا ہے۔ اس لئے اس کی تعظیم و تقدیس بہت قدیم ہے، اسے لوگوں نے حرام نہیں کیا ہے جیسے وہ عارضی محفوظ علاقے، چراگاہ اور پنگھٹ کو حرام (ممنوع) قرار دیتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تحریم کا ذمہ لیا ہے، تاکہ اس کی عظمت زیادہ ہو۔ لہٰذا جب اس کی حرمت قدیم اور اللہ کی طرف سے ہے، تو پھر اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے کے لیے، اگر اسے اپنے ایمان کی حفاظت کا خیال ہے، جائز نہیں کہ وہ اس میں خون بہائے یا اس میں کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص فتح مکہ کے دن میرے قتال کی وجہ سے رخصت اختیار کرے تو اس سے کہو: تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نہیں ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ کو اس کی اجازت دی گئی تھی اور تمہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ (آپ ﷺ) کے لیے بھی اس میں قتال کرنا ہمیشہ کے لئے حلال نہیں کیا گیا، بلکہ بقدر ضرورت صرف دن کی ایک گھڑی میں آپ کو اجازت دی گئی تھی، پھر آج اس کی حرمت پہلے ہی کی طرح پلٹ آئی۔ لہٰذا حاضر کو چاہیئے کہ وہ غائب کو یہ بات پہنچا دے۔ لہٰذا اے امیر! میں نے تمہیں یہ پیغام پہنچا دیا، کیونکہ فتح مکہ کی صبح اس حدیث کے بیان کے وقت میں حاضر تھا، اور آپ وہاں موجود نہیں تھے۔ لوگوں نے ابو شُریح سے کہا کہ عمرو نے تمہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے فرمایا: اس نے مجھے اس طرح جواب دیا: اے ابو شُریح! میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم کسی نافرمان یا کوئی جرم کر کے بھاگے ہوئے کو پناہ نہیں دیتا ہے۔ اس نے حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال کے لئے لشکر کشی سے باز نہ آیا، بلکہ اسے جاری رکھا۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > آداب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو شُريح خُويلد بن عمرو الخزاعي العدوي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يبعث البعوث إلى مكة : أي يرسل الجيوش إلى مكة.
- ائْذَنْ لِي : اسمح لي.
- حَرَّمَها : جعلها ذا حرمة عظيمة.
- لم يحرمها الناس : لم يكن تحريمها من قبل الناس، حتى يمكن انتهاكه أو تغييره.
- يسفك بها دمًا : أي يريق في مكة دمًا ، والمراد بسفك الدم : القتل.
- لا يَعْضِد : لا يقطع.
- ساعةً من نهار : وقتًا من نهار، وهي ساعة الفتح، من طلوع الشمس إلى صلاة العصر.
- عَادَتْ : رجعت.
- لا يُعِيْذُ : لا يجير ولا يعصم.
- فارًا بدم : هاربًا بدم، أي قاتلًا هرب إلى الحرم.
- خَرِبَةٍ : تهمة أو خيانة.

فوائد الحديث:

١. إفادة العلم وقت الحاجة إليه؛ لأنه أبلغ.
٢. نصح ولاة الأمور، وأن يكون ذلك بلطف ولين، لأنه أنجح في المقصود.
٣. قوة أبي شريح رضي الله تعالى عنه في بيان الحق.
٤. إقرار الصحابة إمارة الأمراء ولو كانوا فساقًا.
٥. توكيد الخبر بما يثبته ويؤيده، من بيان الطرق الوثيقة، التي وصل منها؛ مثل كونه سمعه بنفسه، أو تكرر عليه. أو شاهد الحادث، أو نقله عن ثقة، ونحو ذلك.
٦. مشروعية الخطبة عند الحاجة إليها لموعظة أو بيان حكم.
٧. البداءة بالحمد والثناء على الله تعالى، في الخطب والمخاطبات، والرسائل وغيرها، من الكلام المهم.
٨. تعظيم حرمة مكة، بكون تحريمها من الله تعالى لا من الناس، وأما تحريم إبراهيم -عليه السلام- لمكة فهو إظهار لتحريم الله.
٩. أن التزام أحكام الله تعالى من لوازم الإيمان بالله واليوم الآخر.
١٠. أن الإيمان الصحيح هو الرادع عن محارم الله وتعدِّي حدوده.
١١. تحريم القتل والقتال في مكة
١٢. تحريم قطع الأشجار في مكة والمراد به جميع الحرم.
١٣. إباحة القتال للنبي صلى الله عليه وسلم ساعة، لم تبح قبلها، ولن تباح بعدها.
١٤. ثبوت تخصيص النبي صلى الله عليه وسلم ببعض الأحكام.
١٥. لا يحل لأحد أن يترخص بقتال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيقاتل في مكة.
١٦. أن النبي فتح مكة عَنْوَةً لقوله: "فإن أحد ترخص بقتال رسول الله."
١٧. أن أفعال النبي صلى الله عليه وسلم يقتدى به فيها، إلا أن يدل الدليل على التخصيص.
١٨. وجوب تبليغ العلم لمن يعلمه، لاسيما عند الحاجة إليه. وهذا ما حمل أبا شريح على نصيحة عمرو بن سعيد.
١٩. وقوع النسخ في الأحكام الشرعية حسبما تقتضيه حكمة الله تعالى.
٢٠. جواز النسخ مرتين في فعل واحد؛ لأن القتال بمكة كان حراما، ثم أحل للنبي صلى الله عليه وسلم ساعة الفتح ، ثم حُرم.
٢١. قبول خبر الواحد في الأمور الدينية.
٢٢. بلاغة النبي صلى الله عليه وسلم وقوة كلامه وتأثيره في النفس.
٢٣. رفض معارضة الدليل الشرعي بالرأي.
٢٤. عدم الرد على الخصم إذلالًا له إذا تبين عناده.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4491)

إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أوشك أن يعمهم الله بعقاب منه

١٤٢٧. الحديث:

عن أبي بكر الصديق -رضي الله عنه- قال: يا أيُّها النَّاس، إنّكم لَتَقرَؤُون هذه الآية: (يَا أَيُّهَا الَّذِين آمَنُوا عَلَيكُم أَنفسَكُم لاَ يَضُرُّكُم مَنْ ضَلَّ إذَا اهْتَدَيتُم) [المائدة: ١٠٥]، وَإِنِّي سمِعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إنَّ النَّاس إِذا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَم يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيه أَوشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

قال أبو بكر الصديق -رضي الله عنه- قال: أيها الناس، إنكم تقرؤون هذه الآية (يا أيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم لا يضركم من ضل إذا اهتديتم)، (المائدة: ١٠٥)، وتفهمون منها أن الإنسان إذا اهتدى بنفسه فإنه لا يضره ضلال الناس؛ لأنه استقام بنفسه، فإذا استقام بنفسه فشأن غيره على الله -عز وجل- وهذا المعنى فاسد، فإن الله اشترط لكون من ضل لا يضرنا أن نهتدي فقال: (لا يضركم من ضل إذا اهتديتم)، ومن الاهتداء: أن نأمر بالمعروف وننهى عن المنكر، فإذا كان هذا من الاهتداء، فلابد لكي نسلم من الضرر من الأمر المعروف والنهي عن المنكر، ولهذا قال -رضي الله عنه-: وإني سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: "إن الناس إذا رأوا المنكر فلم يغيروه، أو فلم يأخذوا على يد الظالم، أوشك أن يعمهم الله بعقاب من عنده" يعني أنهم يضرهم من ضل إذا كانوا يرون الضال ولا يأمرونه بالمعروف، ولا ينهونه عن المنكر، فإنه يوشك أن يعمهم الله بالعقاب؛ الفاعل والغافل، الفاعل للمنكر، والغافل الذي لم ينه عن المنكر.

لوگ جب ظالم کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف ان سب پر عذاب نازل ہوجائے۔

١٤٢٧. حديث:

ابو بکر صدیق - رضی اللہ عنہ - کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: اے لوگو تم اس آیت کو پڑھتے ہو: (يَا أَيُّهَا الَّذِين آمَنُوا عَلَيكُم أَنفسَكُم لاَ يَضُرُّكُم مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيتُم) [المائدة: ١٠٥]۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: لوگ جب ظالم کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے ان سب پر عذاب نازل ہوجائے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابو بکر صدیق - رضی اللہ عنہ - نے کہا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: (يا أيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم لايضركم من ضل إذا اهتديتم) (المائدة: ١٠٥) ترجمہ: اے ایمان والوں! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ تم اس سے یہ سمجھتے ہو کہ اگر انسان بذات خود ہدایت یافتہ ہو تو اسے لوگوں کی گمراہی کوئی نقصان نہیں دیتی کیوں کہ وہ اپنی ذات کی حد تک ٹھیک ہے اور بندہ جب اپنی ذات کی حد تک ٹھیک ہو تو لوگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اس آیت کا یہ معنی درست نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے گمراہ کے ہمارے لیے نقصان دہ نہ ہونے کو اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ہم ہدایت یافتہ ہوں اور یہ بات ہدایت کا حصہ ہے کہ ہم نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ چنانچہ جب یہ ہدایت کا حصہ ہے تو نقصان سے بچنے کے لیے امر بالمروف اور نہی عن المنکر بہت ضروری ہے۔ اس لیے ابو بکر - رضی اللہ عنہ - نے بیان کیا کہ: میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب برائی کو دیکھ کر اسے بدلنے کی کوشش نہیں کریں گے اور نہ ظالم کا ہاتھ پکڑیں گے تو جلد ہی اللہ کا عذاب ان سب کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ یعنی گمراہ شخص ان لوگوں کو بھی نقصان پہنچائے گا جب کہ وہ اس گمراہ کو دیکھ کر اسے اچھائی کی تلقین نہیں کریں گے اور برائی سے روکیں گے نہیں۔ اس صورت میں بہت جلد اللہ کا عذاب ارتکاب کرنے والوں اور انجان بننے والوں سب کو آ لے گا۔ یعنی برائی کرنے والوں پر بھی یہ عذاب آئے گا اور ان پر بھی جنھوں نے اس سے روکا نہ کیا ہوگا۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > حكم الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو بكر الصديق -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إِنَّكُم لَتَقرَؤُون هذه الآية : أي: تتلونها ولكن تخطئون في تفسيرها عندما تُجرونها على عمومها فتتوهمون أن المؤمن الفرد غير مكلف بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر إذا اهتدى بذاته، وأن الأمة غير مكلفة بإقامة شريعة الله في الأرض إذا اهتدت بذاتها وضل الناس من حولها، لا ليس الأمر كذلك.
- فَلَم يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيه : لم يمنعوه عمَّا يُريد من الظلم، كأنهم أمسكوا يدَه.
- يعمهم : يشملهم.

فوائد الحديث:

١. على الأمة المسلمة أن تتضامن فيما بينها، وأن تتناصح وتتواصى، وأن تهتدي بهدي الله ثم لا يضرها بعد ذلك شيء أن يضل الناس حولها بعد دعوتهم للهدى.

٢. عقاب الله يشمل الظالم لظلمه وغير الظالم لإقراره عليه وقد قدر على منعه.

٣. حُرمة القول في القرآن بالرأي.

٤. أنه يجب على الإنسان العناية بفهم كتاب الله -عز وجل-، حتى لا يفهمه على غير ما أراد الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر، ١٣٩٥ هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ سنن أبي داود ،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى للنسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط١، مؤسسة الرسالة - بيروت، ١٤٢١ هـ سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح الترغيب والترهيب لمحمد ناصر الدين الألباني ، ط٥، مكتبة المعارف، الرياض. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3470)

إن أول ما دخل النقص على بني إسرائيل أنه كان الرجل يلقى الرجل، فيقول: يا هذا، اتق الله ودع ما تصنع فإنه لا يحل لك، ثم يلقاه من الغد وهو على حاله، فلا يمنعه ذلك أن يكون أكيله وشريبه وقعيده

سب سے پہلی خرابی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی، یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا تو کہتا کہ اللہ سے ڈرو اور جو تم کر رہے ہو اس سے باز آ جاؤ کیونکہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں، پھر دوسرے دن اس سے ملتا تو وہ اپنی اسی سابقہ (منکر) حالت پر برقرار رہتا، اس کے باوجود اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔

١٤٢٨. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رَسُول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن أول ما دخل النقصُ على بني إسرائيل أنه كان الرجل يَلْقَى الرجل، فيقول: يا هذا، اتق الله ودع ما تصنعُ فإنه لا يَحِلُّ لك، ثم يَلْقَاهُ من الغَدِ وهو على حاله، فلا يمنعه ذلك أن يكون أَكِيلَهُ وشَرِيبَهُ وقَعِيدَهُ، فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض» ثم قال: {لعن الذين كفروا من بني إسرائيل على لسان داود وعيسى ابن مريم ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون ترى كثيرا منهم يتولون الذين كفروا لبئس ما قدمت لهم أنفسهم} - إلى قوله - {فاسقون} [المائدة: ٧٨ - ٨١] ثم قال: «كلا، والله لتَأْمُرُنَّ بالمعروف، ولتَنْهَوُنَّ عن المنكر، ولتَأْخُذُنَّ على يَدِ الظالم، ولتَأْطِرُنَّهُ على الحق أَطْرًا، ولَتَقْصُرُنَّهُ على الحق قَصْرًا، أو لَيَضْرِبَنَّ الله بقلوب بعضكم على بعض، ثم ليَلْعَنَنكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ». وفي رواية: «لما وقعت بنو إسرائيل في المعاصي نَهَتْهُم علماؤهم فلم يَنْتَهُوا، فجَالَسُوهُمْ في مجَالِسِهِم، وواكَلُوهم وشَارَبُوهُم، فضرب الله قلوبَ بعضهم ببعض، ولعنهم على لسان داود وعيسى ابن مريم ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون» فجلس رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وكان متكئا، فقال: «لا، والذي نفسي بيده حتى تَأْطِرُوهُم على الحق أَطْرًا».

١٤٢٨. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "سب سے پہلی خرابی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی، یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا تو کہتا کہ اللہ سے ڈرو اور جو تم کر رہے ہو اس سے باز آ جاؤ کیونکہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں، پھر اگلے دن اس سے ملتا تو وہ اپنی اسی سابقہ (منکر) حالت پر برقرار رہتا، اس کے باوجود اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ جب ان کا یہ حال ہوگیا تو اللہ تعالی نے بھی بعضوں کے دل کو بعضوں کے دل کے ساتھ ملا دیا" پھر آپ نے آیاتِ کریمہ "لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾"۔ (سورہ المائدہ: ٧٨-٨١)۔ ترجمہ: (بنی اسرائیل کے کافروں پر داوٗد (علیہ السلام) اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے (٧٨) آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا (٧٩) ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں گانٹھتے ہیں، جو کچھ انہوں نے اپنے لیے آگے بھیج رکھا ہے وہ بہت برا ہے کہ اللہ تعالی ان سے ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے (٨٠) اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر اور جو نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان ہوتا تو یہ کفار سے دوستیاں نہ کرتے، لیکن ان میں کے اکثر لوگ فاسق ہیں (٨١)")۔ تک کی تلاوت کی، پھر فرمایا: "خبردار! اللہ کی قسم! تمہیں بالضرور نیکی کا حکم دینا ہوگا، برائی سے روکنا ہوگا، ظالم کا ہاتھ پکڑنا ہوگا اور اسے حق پر لوٹانا اور حق کا پابند بنانا ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں سے ملا دے گا، پھر تم پر بھی لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی ہے۔ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو انہیں ان کے

علماء نے روکا مگر وہ لوگ باز نہ آئے، اس کے باوجود وہ (علماء) ان کی نشست گاہوں میں ان کے ساتھ بیٹھتے، ان کے ساتھ مل کر کھاتے اور پیتے تو اللہ تعالیٰ نے بعض کے دل بعض سے ملا دیئے اور ان پر داود اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت بھیجی اور ایسا اس وجہ سے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور مقررہ حدود سے آگے بڑھ جاتے تھے"، پھر رسول اللہ ﷺ سنبھل کر بیٹھ گئے، حالانکہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: "نہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اس وقت تک نجات نہ پاؤ گے جب تک کہ تم ان بدکاروں کو بھلائی کی طرف موڑ نہ دو"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

إن أول دخول النقص في دين بني إسرائيل أنه كان الرجل يلقى الرجل الفاعل للمعصية، فيقول له: يا هذا اتق الله واترك ما تصنع من المعاصي؛ فإن ما تصنعه لا يحل لك لكونه من المحرمات، ثم يلقاه من الغد وهو على حاله في المعصية، فلا يمنعه وجدان صاحبه ملازمًا للمحرمات التي نهاه عنها من أن يكون مواكله ومشاربه ومجالسه، فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض، ثم قال مستدلًا على عموم اللعنة لجميعهم بقوله -تعالى-: {لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرائيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ} - إِلَى قوله - {فاسِقُونَ} [المائدة: ٧٨ - ٨١]، فإما أن تأمروا بالمعروف وتنهوا عن المنكر وتمنعوا الظالم باليد، وإن عجزتم فباللسان، وتردوه إلى الحق ردا وتحبسوه عليه حبسًا وتمنعوه من مجاوزته، أو ليضربنّ الله بقلوب بعضكم على بعض، ثم يطردكم من رحمته كما طردهم.

اجمالی معنی:

بنی اسرائیل کے دین میں سب سے پہلی خرابی یوں پیدا ہوئی کہ ان میں سے کوئی شخص، نافرمانی کرنے والے دوسرے شخص سے ملتا تو اس سے کہتا کہ اے شخص! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اپنی نافرمانیوں سے باز آجا؛ کیونکہ تمہاری یہ نافرمانیاں تمہارے لیے جائز نہیں کیونکہ یہ محرمات میں سے ہیں، پھر وہ اس سے دوسرے دن ملتا اور یہ شخص اپنی اسی نافرمانیوں میں بتلا رہتا، اپنے اس ساتھی کو منع کردہ حرام کاموں میں ملوث پانے کے باوجود یہ امر، اس کو اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس بنے رہنے میں رکاوٹ نہ بنتا۔ چنانچہ جب انہوں نے ایسا طرزِ عمل اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا (ایک جیسا کردیا)، پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول "لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾" (بنی اسرائیل کے کافروں پر داوٗد (علیہ السلام) اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے (۷۸) آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا (۷۹) ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں، جو کچھ انہوں نے اپنے لئے آگے بھیج رکھا ہے وہ بہت برا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے (۸۰) اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر اور جو نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان ہوتا تو یہ کفار سے دوستیاں نہ کرتے، لیکن ان میں کے اکثر لوگ فاسق ہیں (۸۱)") (سورۃ المائدہ) میں بنی اسرائیل پر کی گئی عمومی

لعنت سے استدلال کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہر صورت تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور ظالم کے ظلم کو اپنے ہاتھ سے روکو اور اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکو اور اس کو دین حق کی جانب پوری طرح موڑ دو اور اس پر قائم رہنے پر اس کو مجبور کردو اور اس سے تجاوز کرنے نہ دو، ورنہ (اگر ایسا نہ کروگے) تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملادے گا، پھر تمہیں بھی اپنی رحمت سے اسی طرح دھتکارے گا جس طرح انہیں دھتکار دیا۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > حكم الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر
السيرة والتاريخ > التاريخ > قصص وأحوال الأمم السابقة

راوي الحديث: الرواية الأولى: رواها أبو داود. الرواية الثانية: رواها الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لَتَأطِرُنَّهُ : تعطفونهم وترغمونهم.
- لَتَقْصُرُنَّهُ : لتحبسنه.
- النقص : النقص في الدين.
- اتَّقِ الله : اجعل فعل أمر الله وترك نهيه وقاية لك من عذابه.
- أكيله وشريبه وقعيده : يأكل معه ويشرب معه ويقعد معه.
- لُعِنَ الَّذين كَفَرُوا مِن بَنِي إِسرَائِيل : قال ابن عباس: لعنوا بكل لسان على عهد موسى في التوراة، وعلى عهد داود في الزبور، وعلى عهد عيسى في الإنجيل.
- يتولون : ينصرونهم ويتخذونهم أولياء.
- وَدَعْ ما تَصنَع : من المعاصي.
- لا يحل لك : لأنه من المحرمات.
- ثم يلقاه من الغد وهو على حاله : في المعصية.
- فلا يَمنَعُهُ ذلك : لا يمنعه وجدان صاحبه ملازمًا للمحرمات التي نُهي عنها.
- بما عصوا : بسبب عصيانهم.
- كَانُوا لاَ يَتَنَاهَوْن عَن مُنْكَرٍ فَعَلُوه : لا ينهى بعضهم بعضًا، وذلك أنهم جمعوا بين فعل المنكر والتجاهر به وعدم النهي عنه.
- لَبِئْسَ مَا قَدَّمَت لَهُم أَنفُسُهُم : لبئس سببًا قدموه ليردوا عليه يوم القيامة.
- ترى كثيرًا منهم : من بني إسرائيل.
- يتولون الذين كفروا : قيل: المراد به كعب بن الأشرف وأصحابه الذين ألَّبوا المشركين على رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

فوائد الحديث:

١. جمع اليهود بين فعل المنكر والجهر به وعدم النهي عنه.
٢. السكوت على فعل المعاصي إنما هو تحريض على فعلها وسبب لانتشارها.
٣. لا يكفي مجرد النهي عن المنكر باللسان مع القدرة على المنع باليد والقسر على الحق.
٤. إنكار المنكر بالقلب يقتضي مفارقة مجلسه.
٥. الأمة المرحومة هي التي تتواصى بالحق والصبر، وتتناهى عن المنكر.
٦. وجوب الأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر، والنهي عن مجالسة أهل المعاصي.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل المبارك، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (3146)

إن لك ما احتسبت

١٤٢٩. الحديث:

عن أبي بن كعب -رضي الله عنه- قال: كان رجل من الأنصار لا أعلم أحدا أبعد من المسجد منه، وكانت لا تخطئه صلاة، فقيل له: لو اشتريت حمارا لتركبه في الظلماء وفي الرمضاء، قال: ما يسرني أن منزلي إلى جنب المسجد، إني أريد أن يكتب لي ممشاي إلى المسجد، ورجوعي إذا رجعت إلى أهلي. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قد جمع الله لك ذلك كله»

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الذهاب إلى المساجد، وكذلك الرجوع منها، إذا احتسب الإنسان ذلك عند الله -تعالى-، فإنه يؤجر على ذلك فهذا الحديث في قصة الرجل الذي كان له بيت بعيد عن المسجد، وكان يأتي إلى المسجد من بيته من بُعد، يحتسب الأجر على الله، قادما إلى المسجد وراجعا منه. فقال له بعض الناس: لو اشتريت حمارا تركبه في الظلماء والرمضاء، يعني في الليل حين الظلام، في صلاة العشاء وصلاة الفجر، أو في الرمضاء، أي في أيام الحر الشديد، ولا سيما في الحجاز، فإن جوها حار. فقال -رضي الله عنه-: ما يَسرني أن بيتي إلى جنب المسجد؛ يعني أنه مسرور بأن بيته بعيد عن المسجد، يأتي إلى المسجد بخطى، ويرجع منه بخطى، وأنه لا يسره أن يكون بيته قريبا من المسجد، لأنه لو كان قريبا لم تكتب له تلك الخطى، وبين أنه يحتسب أجره على الله -عز وجل-، قادما إلى المسجد وراجعا منه، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: (قد جمع الله لك ذلك كله). والمعنى: أن الله -تعالى- حقق لك ما ابتغيته من كتابة ذهابك ورجوعك. وفي لفظ : (إن لك ما احتسبت).

بلاشبہ تیرے لیے وہ ثواب ہے جس کا تونے ارادہ کیا۔

١٤٢٩. حدیث :

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں ایک آدمی تھا میں نہیں جانتا کہ کسی اور شخص کا گھر مسجد سے اس سے زیادہ دور تھا، اوراس سے کوئی نماز نہیں چھوٹتی تھی۔ تو اس سے کہا گیا : اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر تو اندھیرے میں اور گرمی کی شدت میں سوار ہو کر آیا کرے؟ اس نے کہا : مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے بغل میں ہو، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور پھر وہاں سے میرا لوٹنا، جب میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹوں یہ سب کچھ میرے حساب میں لکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اللہ نے یہ سب تیرے لیے جمع کر دیا ہے۔"

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

مسجد کی طرف جانا اور وہاں سے واپس لوٹنا۔ اگر انسان اس سے اللہ کے یہاں اجر و ثواب کی امید رکھے تو اسے اس پر اجر دیا جائے گا۔ یہ حدیث جسے مؤلف رحمہ اللہ نے اس شخص کے قصے میں ذکر کیا ہے جس کا گھر مسجد سے دور تھا، اور وہ بہت دور سے مسجد کی طرف آتا تھا اور وہ مسجد کی طرف آتے اور وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا تھا۔ تو بعض لوگوں نے ان سے کہا اگر آپ ایک گدھا خرید لیں تاکہ اندھیرے میں اور گرمی کی شدت میں اس پر سوار ہو کر آیا کریں، یعنی عشاء اور فجر کی نماز کے اندھیرے میں اور سخت گرمی یعنی گرمی کے موسم میں بالخصوص حجاز میں، جہاں کی فضا بہت گرم ہوتی ہے۔ صحابی نے کہا کہ اگر میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو تو یہ میری خوشی کا باعث نہیں۔ یعنی وہ اس پر خوش ہے کہ اس کا گھر مسجد سے دور ہے اور وہ مسجد تک پیدل چل کر آتا ہے اور پیدل واپس لوٹتا ہے۔ اور اسے اپنے گھر کے مسجد سے قریب ہونے پر خوشی نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر اس کا گھر مسجد سے قریب ہوتا تو اس کے لیے ان قدموں کی نیکی نہیں لکھی جاتی۔ اور اس نے یہ بیان کیا کہ وہ مسجد جاتے آتے ان قدموں پر اللہ کے ہاں نیکیوں کی امید رکھتا ہے۔ اس پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا : اللہ نے یہ سب ثواب تیرے لیے جمع کر دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد تک آتے جاتے جس چیز کی تم امید رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اسے لکھ دیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے : (إن لک ما احتسبت) یعنی بلاشبہ تیرے لیے وہ ثواب ہے جس کا تونے ارادہ کیا

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أُبَي بن كعب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تخطئه صلاة : لا تفوته صلاة مع الجماعة في المسجد.
- الظلماء : الليلة الشديدة الظلمة.
- احتسبت : عملته طلبا لوجه الله -تعالى.-
- الرمضاء : الأرض التي أصابها الحر الشديد.

فوائد الحديث:

١. أن الإنسان يؤجر على فعله حسب قصده ونيته.
٢. شدة حرص الصحابة على الخير والازدياد منه وكسب الأجر.
٣. الذهاب إلى المسجد -ولو بَعُدَ- سيرا على الأقدام أعظم أجراً.
٤. أن الله تعالى يكتب ممشى العبد ذهابا وإيابا.
٥. تواصي المسلمين بالخير والتناصح بالبر ، فمن رأى أنَّ أخاه تلحقه مشقة فليقدم له النصح في إزالتها.
٦. بُعد الدار عن المسجد ليس عذرا في ترك الجماعة ، ما دام يسمع النداء. ولا تلحقه مشقة فادحة
٧. همة هذا الصحابي رضي الله عنه في أمور الآخرة والمنازل العالية.
٨. تكلف المشقة في أمور الآخرة من الأمور المطلوبة.
٩. حرص الصحابة على نفع اخوانهم المسلمين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، د.ط، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3561)

إنا والله لا نولي هذا العمل أحدا سأله، أو أحدا حرص عليه

١٤٣٠. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: دخلتُ عَلى النَبيِّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- أنَا ورجلاَن مِنْ بَنِي عَمِّي، فَقَال أحدهما: يا رسول الله، أمرنا على بعض ما ولاك الله -عز وجل- وقال الآخر مثل ذلك، فقال: «إِنَّا وَالله لاَ نُوَلِّي هَذَا العَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، أَو أَحَدًا حَرِصَ عَلَيهِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الحديث في النهي عن تولية من طلب الإمارة أو حرص عليها، فالنبيُّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- لما سأله الرجلان أن يؤمرهما على بعض ما ولاه الله عليه، قال: "إنا والله لا نولى هذا الأمر أحدًا سأله أو أحدًا حرص عليه"، يعني لا نولي الإمارة أحدًا سأل أن يتأمَّر على شيء، أو أحدًا حرص عليه؛ وذلك لأنَّ الَّذِي يطلب أو يحرص على ذلك، ربما يكون غرضه بهذا أن يجعل لنفسه سلطة، لا أن يصلح الخلق، فلمَّا كان قد يُتهم بهذه التهمة مَنع النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يُولَّى من طلب الإمارة، وقال: "إنا والله لا نولي هذا الأمر أحدا سأله أو أحدا حرص عليه". وقد أكّد موضوع هذا الحديث حديث عبد الرحمن بن سمرة -رضي الله عنه- أنَّ النبيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- قال: "لا تسأل الإمارة؛ فإنك إن أعطيتها عن غير مسألة أعنت عليها، وإن أعطيتها عن مسألة وكلت إليها". فلا ينبغي لولي الأمر إذا سأله أحد أن يؤمره على بلد أو على قطعة من الأرض فيها بادية أو ما أشبه ذلك، حتى وإن كان الطالب أهلًا لذلك؛ وكذلك أيضًا لو أن أحدًا سأل القضاء، فقال لولي الأمر في القضاء كوزير العدل مثلا: ولِّني القضاء في البلد الفلاني فإنه لا يولى، وأما من طلب النقل من

اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو اس کام کی ذمے داری نہیں دیتے، جو اس کو طلب کرے اور نہ ہی ایسے شخص کو جو اس کا خواہش مند ہو۔

١٤٣٠. حدیث:

ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے چچا کے بیٹوں میں سے دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی تولیت میں جو دیا، اس کے کسی حصے پر ہمیں امیر بنا دیجیے۔ دوسرے نے بھی یہی کہا، تو آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو اس کام کی ذمے داری نہیں دیتے، جو اس کو طلب کرے اور نہ ہی ایسے شخص کو، جو اس کا خواہش مند ہو"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں امارت طلب کرنے والے یا اس کی حرص رکھنے والے کو امارت سونپنے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ سے دو آدمیوں نے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ کی تولیت میں اللہ تعالیٰ نے جو معاملات دیے ہیں ان میں سے کسی پر انھیں امیر مقرر فرما دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "إنا واللہ لا نولی ہذا الأمر أحدا سأله أو أحدا حرص علیہ"۔ "اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو اس کام کی ذمے داری نہیں دیتے، جو اسے طلب کرے، اور نہ ایسے شخص کو، جو اس کا خواہش مند ہو"۔ کیوں کہ جو شخص کوئی عہدہ طلب کرتا ہے یا اس کی حرص رکھتا ہے، بسا اوقات اس کی غرض صاحب اختیار بننے کی ہوتی ہے۔ چوں کہ اس تہمت سے متہم ہونے کا ڈر تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ ایسے شخص کو کوئی عہدہ دیا جائے جو امارت کی طلب رکھتا ہو۔ فرمایا: "اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو اس کام کی ذمے داری نہیں دیتے، جو اسے طلب کرے اور نہ ایسے شخص کو، جو اس کا خواہش مند ہو"۔ اس حدیث کے موضوع کی تاکید عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ نبی نے فرمایا: "امارت کے طلب گار نہ بنو؛ کیوںکہ بغیر طلب کیے اگر یہ چیز تمھیں ملتی ہے، تو اس پر تمھاری مدد کی جاتی ہے اور اگر مانگنے پر دی جاتی ہے، تو تمھیں اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے"۔ لہٰذا حاکم کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب اس سے کوئی شخص کسی ملک یا کسی بستیوں والے علاقے وغیرہ کی امارت طلب کرے، تو اسے اس کا والی بنا دے۔ اگرچہ طلب کرنے والا شخص اس کی اہلیت رکھتا ہو۔ نیز اگر کوئی شخص عہدۂ قضا کا طلب گار ہو اور عدلیہ کے حاکم مثلاً وزیر انصاف سے کہے کہ مجھے فلاں جگہ کا جج بنا دیجیے تو وہ اسے جج نہ بنائے۔ البتہ اگر کوئی شخص ایک شہر

بلد إلى بلد أو ما أشبه ذلك فلا يدخل في هذا الحديث؛ لأنَّه قد تولى من قبل، ولكنه طلب أن يكون في محل آخر، إلا إذا علمنا أن نيته وقصده هي السلطة على أهل هذه البلدة فإننا نمنعه؛ فالأعمال بالنيات. فإن قال قائل كيف تجيبون عن قول يوسف -عليه الصلاة والسلام- للعزيز: "اجعلني على خزائن الأرض إني حفيظ عليم"[يوسف: ٥٥]؟. فإننا نجيب بأحد جوابين: الأول: أن يُقال إن شرع من قبلنا إذا خالفه شرعنا فالعمدة على شرعنا، بناءً على القاعدة المعروفة عند الأصوليين "شرع من قبلنا شرعٌ لنا ما لم يرد شرعنا بخلافه"، وقد ورد شرعنا بخلافه: أننا لا نولي الأمر أحدًا طلب الولاية عليه. الثاني: أن يقال: إن يوسف -عليه الصلاة والسلام- رأى أن المال ضائعٌ، وأنَّه يُفرِّط فيه ويُلعب فيه؛ فأراد أن ينقذ البلاد من هذا التلاعب، ومثل هذا يكون الغرض منه إزالة سوء التدبير وسوء العمل، ويكون هذا لا بأس به، فمثلا إذا رأينا أميرًا في ناحية لكنَّه قد أضاع الإمرة وأفسد الخلق، فللصالح لهذا الأمر، إذا لم يجد أحدا غيره، أن يطلب من ولي الأمر أن يوليه على هذه الناحية، فيقول له: ولني هذه البلدة؛ لأجل دفع الشر الذي فيها، ويكون هذا لا بأس به متفقا مع القواعد. وحديث عثمان بن أبي العاص أنه قال للنبي -صلى الله عليه وسلم-: اجعلني إمام قومي يعني في الصلاة، فقال: "أنت إمامهم"، قال بعض العلماء: الحديث يدل على جواز طلب الإمامة في الخير، وقد ورد في أدعية عباد الرحمن الذين وصفهم الله بتلك أنهم يقولون: {واجعلنا للمتقين إماماً} [٢٥: ٧٤] وليس من طلب الرياسة المكروهة؛ فإن ذلك فيما يتعلق برياسة الدنيا التي لا يعان من طلبها، ولا يستحق أن يعطاها.

سے دوسرے شہر میں تبادلہ وغیرہ کا خواہاں ہو، تو وہ اس حدیث میں داخل نہیں ہوگا، کیوں کہ اسے پہلے ہی سے عہدہ ملا ہوا ہے۔ وہ فقط دوسری جگہ جانا چاہتا ہے۔ البتہ اگر یہ پتہ چلے کہ وہ اس شہر والوں پر کنٹرول کرنا چاہتا ہے، تو ہم اسے روکیں گے، کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اگر کوئی کہے کہ تم یوسف علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں کیا کہوگے، جو انھوں نے عزیز مصر کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: (مجھے زمین کے خزانوں کا نگراں مقرر کر دیجیے، میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں) تو ہم اسے دو جوابوں میں سے کوئی ایک جواب دیں گے: پہلا جواب یہ ہے کہ پچھلی شریعت کا ٹکراؤ اگر ہماری شریعت سے ہو، تو اعتبار ہماری شریعت کا ہوگا۔ اہل اصول کا مشہور قاعدہ ہے: پچھلی شریعتیں ہمارے لیے اس وقت تک قابل عمل ہیں، جب تک ہماری شریعت میں ان کے خلاف نہ آیا ہو" چوں کہ ہماری شریعت میں ان کے خلاف وارد ہے کہ کسی ایسے شخص کو عہدہ نہیں دیا جائے گا، جو اس کا طالب ہو۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سے کہا جائے گا کہ یوسف علیہ السلام نے جب مال کا ضیاع، اس کی حفاظت میں کوتاہی اور بندر بانٹ کو محسوس کیا تو آپ نے ملک کو کرپشن سے نجات دلانے کا ارادہ کیا۔ اس طرح کے کام کا مقصد غلط تدبیر اور غلط طریقۂ کار سے چھٹکارا دلانا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی شخص کسی علاقے میں کوئی حاکم دیکھے، جس نے امور سلطنت کو تباہ اور مخلوق کو برباد کر رکھا ہو اور اسے نظام سلطنت کو درست کرنے کے لیے کوئی دوسرا آدمی نظر نہ آئے، چنانچہ اس کے مفاسد کو دور کرنے کے لیے سربراہ اعلی سے خود اپنی تقرری کی گزارش کرے، تو قاعدے کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عثمان بن ابو العاص کی حدیث، جس میں ہے کہ انھوں نے نبی سے کہا تھا: مجھے اپنی قوم کا نماز میں امام بنا دیجیے، تو آپ نے فرمایا: "تو ان کا امام ہے" بعض علما کے مطابق خیر کے کاموں میں امامت کی طلب پر دلالت کرتی ہے اور یہ ان رحمن کے بندوں کی دعاؤں میں بھی آیا ہے، جنھیں خود اللہ نے اس وصف سے متصف کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: (ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دیجیے) ناپسندیدہ ریاست کی طلب کے جواز پر نہیں؛ کیوں کہ یہ دنیا کی ریاست سے متعلق ہے، جسے طلب کرنے والے کی نہ تو مدد کی جاتی ہے اور نہ وہ ریاست پانے کا حق دار ہوتا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مِنْ بَنِي عَمِّي : من الأشعريين.
- أَمِّرْنَا : اجعلنا أمراء.
- هَذَا العَمَلَ : إمارة المسلمين.
- حَرِصَ عَلَيهِ : رغب به واهتم اهتماما شديدا، وأظهر ذلك بطلبه.

فوائد الحديث:

١. لا يجوز للخليفة أن يُوَلِّي أحدا منصبا طلبه أو حرص عليه؛ لأن ذلك مشعر بأنه يريده غالبا لنفع نفسه أو عشيرته، وليس لمصلحة الأمة.

٢. ينبغي على الخليفة أن يختار الأكفاء الأتقياء لاستعمالهم على الولايات العامة؛ ليكونوا عونا له على إقامة العدل، وتطبيق شرع الله في الأمة، ونشر الأمن والأمان بين الناس.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3517)

إنما هَلَكَت بَنُو إسرائيل حين اتَّخَذَهَا نساؤُهُم

بنو اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح اپنے بال سنوارنے شروع کر دیے۔

١٤٣١. الحديث:

عن حُميد بن عبد الرحمن: أنه سمع معاوية -رضي الله عنه- عام حَجَّ على المِنْبَر، وتناول قُصَّة من شَعْرٍ كانت في يَدِ حَرَسِيٍّ، فقال: يا أهل المدينة أين عُلَمَاؤُكُم؟! سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يَنْهَى عن مثل هذه، ويقول: «إنما هَلَكَت بَنُو إسرائيل حين اتَّخَذَهَا نساؤُهُم».

١٤٣١. حدیث:

حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے حج کے سال میں سنا وہ مدینہ منورہ میں منبر پر یہ فرما رہے تھے، انہوں نے بالوں کی ایک چوٹی جوان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھی لے کر کہا: مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ اس طرح بال بنانے سے منع فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح اپنے بال سنوارنے شروع کر دیے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر حُميد بن عبد الرحمن بن عوف -رحمه الله- أنه سمع معاوية -رضي الله عنه- عام حَجَّ وهو على المِنْبَر، وبيده قُصَّة من شَعْرٍ، وهي شَعْر مكْفُوف بعضه على بعض، كانت بيد أَحَد خدمه الذين يحرسونه فتناولها منه، فقال: يا أهل المدينة أين عُلَمَاؤُكُمْ؟! من باب الإنكار عليهم بإهمالهم إنكار هذا المنكر وغفلتهم عن تغييره، ثم أخبرهم -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبره أن الله -تعالى- أهلك بني إسرائيل عندما اتخذ نساؤها هذه القصة، ووصلها بالشعر، وإنما أهلكوا جميعا؛ لإقرارهم المنكر مع ما انضم إلى ذلك من ارتكابهم ما ارتكبوه من المناهي.

اجمالی معنی:

حمید بن عبد الرحمن بن عوف رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حج کے سال منبر پر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا، ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گھچا تھا، یہ ایک دوسرے کے ساتھ جُڑے ہوئے بالوں کا مجموعہ تھا جو کہ ان کی کسی چوکیداری کرنے والے خادم کے ہاتھ میں تھا۔ فرمایا اے اہلِ مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ یہ انکار کے قبیل سے ہے کہ انہوں نے لوگوں کو اس بُرائی سے منع کرنے میں کوتاہی کی اور اس (ممنوع شے) کو تبدیل کرنے سے غفلت برتی۔ پھر فرمایا کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جب بنی اسرائیل کی عورتوں نے بالوں کو گوندکر اس طرح کے بال بنانا شروع کر دیا تو اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا، وہ تمام لوگ ہلاک ہو گئے، اس لیے کہ وہ بُرائی کا اقرار کرتے تھے اور ساتھ ہی بُرائی کرنے والوں کو اپنے ساتھ ملاتے تھے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > أحكام ومسائل متعلقة بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: معاوية بن أبي سفيان -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قُصَّة : خَصْلَة من الشَّعر.
- حَرَسِيٍّ : شُرطي، وهو: غُلام الأمير.
- هلكت : أي: كان هذا سبب هلاكهم.

فوائد الحديث:

١. جواز تناول الشيء في الخطبة؛ ليراه من لم يكن رآه عند الحاجة.

٢. جواز اتخاذ الأمراء للحراس.
٣. وجوب اهتمام ولاة الأمور بإنكار المنكرات، والحث على إزالتها والتَّأنيب على من قَصَّر في إنكارها ممن هو أهل لذلك.
٤. الإنكار علنًا لا سيما إذا كان المنكر فاشيا، فيفشي إنكاره تأكيدا؛ ليحذر منه.
٥. النهي عن وصْلِ الشَّعْر بغيره، أو وضع شعر كامل على الرأس ولو للأصلع، وهو: ما يسمى بالباروكة.
٦. ظهور المُنْكرات في عامة الناس وعدم إنكارها من الخاصة؛ سبب لاستحقاق الهلاك، وعموم العقاب من الله -تعالى.-
٧. وجود المنكرات في خير القرون.
٨. إباحة الحديث عن بني إسرائيل، وكذا غيرهم من الأمم؛ للتحذير مما وقعوا فيه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.
بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ، ١٩٩٧م. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.
شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ فتح الباري شرح صحيح البخاري، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: ١٣٧٩هـ.

الرقم الموحد: (8915)

إنه يستعمل عليكم أمراء فتعرفون وتنكرون، فمن كره فقد برئ، ومن أنكر فقد سلم، ولكن من رضي وتابع، قالوا: يا رسول الله، ألا نقاتلهم؟ قال: لا، ما أقاموا فيكم الصلاة

تم پر (مستقبل میں) کچھ ایسے امیر مقرر کیے جائیں گے جن کے کچھ کام تمہیں بھلے لگیں گے اور کچھ برے۔ جس نے ان (کے برے کاموں) کو ناگوار جانا وہ گناہ سے بری ہے اور جس نے ان کے خلاف آواز اٹھائی وہ سلامت رہا۔ سوائے اس شخص کے جو (ان کے برے کاموں پر) راضی رہا اور اس نے ان کی پیروی کی (ایسا شخص انہی کی طرح ہلاکت میں پڑے گا)۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم ان سے قتال (مسلح لڑائی) نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (ایسا نہ کرنا) جب تک کہ وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں۔

١٤٣٢. الحديث:

عن أم سلمة هند بنت أبي أمية حذيفة -رضي الله عنها- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «إِنَّه يُسْتَعمل عَلَيكُم أُمَرَاء فَتَعْرِفُون وَتُنكِرُون، فَمَن كَرِه فَقَد بَرِئ، ومَن أَنْكَرَ فَقَد سَلِمَ، ولَكِن مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ» قالوا: يا رسول الله، أَلاَ نُقَاتِلُهُم؟ قال: «لا، ما أَقَامُوا فِيكُم الصَّلاَة».

١٤٣٢. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو، تم پر (مستقبل میں) کچھ ایسے امیر مقرر کیے جائیں گے جن کے کچھ کام تمہیں بھلے لگیں گے اور کچھ برے۔ جس نے ان (کے برے کاموں) کو ناگوار جانا وہ گناہ سے بری ہے اور جس نے ان کے خلاف آواز اٹھائی وہ سلامت رہا۔ سوائے اس شخص کے جو (ان کے برے کاموں پر) راضی رہا اور اس نے ان کی پیروی کی (ایسا شخص انہی کی طرح ہلاکت میں پڑے گا)۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (ایسا نہ کرنا) جب تک کہ وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر -عليه الصلاة والسلام- أنه يولى علينا من قبل ولي الأمر أمراء، نعرف بعض أعمالهم؛ لموافقتها ما عرف من الشرع، وننكر بعضها؛ لمخالفته ذلك، فمن كره بقلبه المنكر ولم يقدر على الإنكار؛ لخوف سطوتهم فقد برىء من الإثم، ومن قدر على الإنكار باليد أو باللسان فأنكر عليهم ذلك فقد سلم، ولكن من رضي فعلهم بقلبه، وتابعهم في العمل به يهلك كما هلكوا. ثم سألوا النبي -صلى الله عليه وسلم-: ألا نقاتلهم؟ قال: "لا، ما أقاموا فيكم الصلاة".

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ عنقریب ہم پر حکمران کی طرف سے ایسے امراء مقرر کیے جائیں گے جن کے کچھ کام ہمیں پسند آئیں گے کیونکہ وہ شریعت کے موافق ہوں گے اور بعض کو ہم ناپسند کریں گے کیوں کہ وہ مخالفِ شریعت ہوں گے۔ جس نے اپنے دل میں برائی کو ناگوار جانا لیکن ان امراء کی پکڑ کے خوف سے ان کے خلاف آواز اٹھانے کی اس میں سکت نہ ہو تو وہ گناہ سے بری رہا اور جو ہاتھ یا زبان سے انھیں روکنے کی قدرت رکھتا ہو اور وہ انھیں اس سے روکے تو وہ سلامت رہا لیکن جو دل سے ان کے (بُرے) کام پر راضی ہوگیا اور اسے کرنے میں اس نے ان کی پیروی کی وہ انھیں کی طرح ہلاکت میں پڑے گا۔ پھر نبی ﷺ سے لوگوں نے دریافت فرمایا: کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (ان سے قتال نہ کرو)، جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > الخروج على الإمام

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَتَعْرِفُون : أي: تعرفون بعض أعمالهم؛ لموافقتها للشرع.
- وَتُنكِرُون : أي: تنكرون بعض أعمالهم؛ لمخالفتها للشرع.
- يستعمل عليكم أمراء : أي: تجعل الملوك عليكم أمراء عمالًا.

فوائد الحديث:

١. من معجزات النبي -صلى الله عليه وسلم- إخباره عما سيقع من المغيبات.
٢. في هذا الحديث: دليل على وجوب إنكار المنكر على حسب القدرة، ولا يجوز الخروج على ولاة الأمر، إلا إذا تركوا الصلاة؛ لأنها الفارقة بين الكفر والإسلام.
٣. الميزان في تغيير المنكر وخلع السلطان، هو الشرع لا الهوى أو المعصية أو الطائفية.
٤. لا يجوز مُشَاركة الظالمين، أو عونهم، أو الاستبشار عند رؤيتهم، والجلوس إليهم دون حاجة مشروعة.
٥. إذا أحدث الأمراء ما يُخَالف الشريعة؛ فلا يجوز للأمة موافقتهم على ذلك.
٦. التحذير من تهييج الفتن، واختلاف الكلمة، واعتبار ذلك أشد نكارة من احتمال منكر الحكام العصاة، والصبر على أذاهم.
٧. الصلاة عنوان الإسلام والفارق بين الكفر والإسلام.
٨. وفي هذا الحديث دليل على أن ترك الصلاة كفر؛ وذلك لأنه لا يجوز قتال ولاة الأمور إلا إذا رأينا كفرًا بواحًا عندنا فيه من الله برهان، فإذا أذن لنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن نقاتلهم إذا لم يقيموا الصلاة، دل ذلك على أن ترك الصلاة كفر بواح عندنا فيه من الله برهان.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3481)

إنها ستكون بعدي أثرة وأمور تنكرونها

١٤٣٣. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إِنَّها سَتَكُون بَعدِي أَثَرَة وأُمُور تُنكِرُونَها!» قالوا: يا رسول الله، فَمَا تَأمُرُنَا؟ قال: «تُؤَدُّون الحَقَّ الذي عَلَيكم، وتَسأَلُون الله الذِي لَكُم».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في الحديث التنبيه على أمر عظيم متعلق بمعاملة الحكام، وهي ظلم الحكام وانفرادهم بالمال العام دون الرعية، حيث أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه سيستولي على المسلمين ولاة يستأثرون بأموال المسلمين يصرفونها كما شاؤوا ويمنعون المسلمين حقهم فيها. وهذه أثرة وظلم من هؤلاء الولاة، أن يستأثروا بالأموال التي للمسلمين فيها الحق، وينفردوا بها لأنفسهم عن المسلمين، ولكن الصحابة المرضيون طلبوا التوجيه النبوي في عملهم لا فيما يتعلق بالظلمة، فقالوا: ما تأمرنا؟ وهذا من عقلهم، فقال -صلى الله عليه وسلم-: "تودون الحق الذي عليكم"، يعني: لا يمنعكم انفرادهم بالمال عليكم أن تمنعوا ما يجب عليكم نحوهم من السمع والطاعة وعدم الإثارة والوقوع في الفتن، بل اصبروا واسمعوا وأطيعوا ولا تنازعوا الأمر الذي أعطاهم الله، "وتسألون الله الذي لكم" أي: اسألوا الحق الذي لكم من الله، أي: اسألوا الله أن يهديهم حتى يؤدُّوكم الحق الذي عليهم لكم، وهذا من حكمة النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنه -صلى الله عليه وسلم- علِم أنَّ النفوس لا تصبر عن حقوقها، وأنها لن ترضى بمن يستأثرعليهم بحقوقهم، ولكنه -صلى الله عليه وسلم- أرشد إلى أمر يكون فيه الخير والمصلحة، وتندفع من ورائه الشرور والفتن، وذلك

تم میرے بعد خود غرضی اور ایسے ایسے امور دیکھوگے، جنھیں تم برا سمجھوگے۔

١٤٣٣. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میرے بعد خود غرضی اور ایسے ایسے امور دیکھو گے، جنھیں تم برا سمجھو گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے ذمے واجب حق ادا کرتے رہنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث میں حکمرانوں کے طرز عمل سے متعلق ایک بہت بڑی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جو کہ ان کا ظلم کرنا اور رعایا کو محروم رکھتے ہوئے تن تنہا مال و دولت پر قبضہ جما لینا ہے۔ کیوں کہ نبی ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ مسلمانوں پر عنقریب ایسے حکمران مسلط ہو جائیں گے، جو ان کے اموال کو اپنے قبضے میں لے کر جیسے چاہیں گے، استعمال کریں گے اور اس میں سے ان کا حق انھیں نہیں دیں گے۔ ان حکمرانوں کی طرف سے یہ سراسر خود غرضی اور ظلم ہو گا کہ وہ ایسے مال پر قابض ہو بیٹھیں گے، جس میں مسلمانوں کا بھی حق ہے، لیکن مسلمانوں کو محروم رکھتے ہوئے تن تنہا اس میں تصرف کریں گے۔ تاہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان ظالموں کے بارے میں نہیں بلکہ اپنے طرز عمل کے بارے میں نبی ﷺ سے راہ نمائی چاہی اور پوچھا کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ یہ ان کی دانش مندی کی علامت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے ذمے واجب حق ادا کرتے رہنا"۔ یعنی ان حکمرانوں کے تن تنہا مال پر تسلط جما لینے کی وجہ سے کہیں یہ نہ ہو کہ ان کے بارے میں تم پر جو شے واجب ہے، تم اسے ادا نہ کرو، یعنی ان کی سمع و طاعت کرنا اور فتنہ و فساد انگیزی میں شریک نہ ہونا۔ اس کی بجائے صبر اور فرماں برداری کرنا اور اللہ نے انھیں جو حکومت دی ہے، اس میں ان سے مت جھگڑنا۔ "اور اپنا حق اللہ سے مانگنا"۔ یعنی اپنے حق کو اللہ سے طلب کرنا۔ یعنی اللہ سے یہ دعا کرنا کہ وہ انھیں ہدایت دے؛ تاکہ وہ ان کے ذمے واجب تمھارا حق ادا کرنے لگ جائیں۔ یہ حکم نبی ﷺ کی حکمت کا مظہر ہے۔ آپ ﷺ کو پتہ تھا کہ انسانی نفس کو اپنا حق وصول کیے بغیر چین نہیں ملتا اور حق ماری برداشت نہیں کرتے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ایسی بات کی طرف راہ نمائی فرمائی، جس میں خیر اور مصلحت مضمر ہے اور جس کی وجہ سے برائیاں اور فتنے دور ہوتے ہیں۔ ہم ان کی اطاعت و فرماں برداری کرتے

بأن نؤدي ما علينا نحوهم من السمع والطاعة وعدم منازعة الأمر ونحو ذلك، ونسأل الله الذي لنا.	رہیں، جو ہم پر واجب ہے۔ امور سلطنت میں ان سے نہ الجھیں اور اپنا حق اللہ سے طلب کرتے رہیں۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأَثَرَة : الانفراد بالشيء عمن له فيه حق.
- تُؤَدُّون : تعطون.
- الحق الذي عليكم : من الانقياد لهم وعدم الخروج عليهم.

فوائد الحديث:

١. الحديث من دلائل نبوته -صلى الله عليه وسلم- حيث أخبر بما سيكون في أمته.
٢. جواز إعلام المبتلى الذي سيبتلى بما يُتَوَقَّع له من البلاء؛ ليُوَطِّن نفسه فإذا أتاه ما يوعد كان صابرا محتسبا.
٣. الاعتصام بالكتاب والسنة مخرج من الفتن والاختلاف.
٤. الصبر على المقدور والرضا بالقضاء حلوه ومره.
٥. الحث على السمع والطاعة، وإن كان المتولي ظالما فيُعطى حقه من الطاعة ولا يُخرج عليه، بل يتضرع إلى الله تعالى في كف أذاه، ودفع شره وإصلاحه.
٦. استعمال الحكمة في الأمور التي قد تقتضي الإثارة، ومن ذلك استئثار الولاة بالمال دون الرعية، فإنه جالب للفتن والثورات، ومع ذلك فالرسول -صلى الله عليه وسلم- حثَّ على الصبر ولزوم الطاعة حتى تزول هذه الفتن.
٧. الصبر على جور الولاة، وإن استأثروا بالأموال، فإن الله سائلهم عما استرعاهم.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3156)

أُمِرَ الناس أن يكون آخر عَهْدِهِمْ بالبيت، إلا أنه خُفِّفَ عن المرأة الحائض	لوگوں کو اس کا حکم تھا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو (یعنی طواف وداع کریں) البتہ حائضہ سے یہ حکم معاف ہوگیا تھا۔
١٤٣٤. الحديث: عن عبد الله بن عبَّاس رضي الله عنهما قال: «أُمِرَ الناس أن يكون آخر عَهْدِهِمْ بالبيت، إلا أنه خُفِّفَ عن المرأة الحائض».	**١٤٣٤. حدیث:** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ''لوگوں کو اس کا حکم تھا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو (یعنی طواف وداع کریں) البتہ حائضہ سے یہ حکم معاف ہوگیا تھا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: لهذا البيت الشريف تعظيم وتكريم؛ فهو رمز لعبادة الله والخضوع والخشوع بين يديه، فكان له في الصدور مهابة، وفي القلوب إجلال، وتعلق، ومودة. ولذا أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- الحاج قبل السفر أن يكون آخر عهده به، وهذا الطواف الأخير هو طواف الوداع، إلا المرأة الحائض؛ فلكونها تلوث المسجد بدخولها سقط عنها الطواف بلا فداء، وهذا النص في الحج فلا يتناول العمرة.	**اجمالی معنی:** بیت اللہ شریف کی اپنی عظمت و کرامت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے سامنے خشوع و عاجزی کی نشانی ہے، سینوں میں اس کا رعب اور دلوں میں اس کا جلال، تعلق اور محبت سمائی ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ نے حاجی کو سفر سے پہلے حکم دیا کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ میں گزرے، یہ طوافِ اخیر ہے جسے طوافِ وداع کہتے ہیں، سوائے حائضہ عورت کے، اس لیے کہ اس کے داخل ہونے سے مسجد میں گندگی ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، چنانچہ اس سے بغیر فدیہ کے طواف ساقط ہوگیا، یہ حدیث صرف حج کے بارے میں ہے عمرے کو یہ (حکم) شامل نہیں۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > فضل الإسلام ومحاسنه
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > صفة الحج
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:
- أُمِرَ الناس : أمرهم النبي -صلى الله عليه وسلم-، والمراد بالناس: الحجاج المسافرون إلى أهاليهم بعد تمام النسك.
- عَهْدِهِمْ : التقائهم.
- بالبيت : بالطواف بالبيت، أي الكعبة.
- خُفِّفَ : خفف النبي -صلى الله عليه وسلم-.
- الحائض : التي أصابها الحيض حين خروجها من مكة.

فوائد الحديث:
١. أن طواف الوداع يكون آخر شئون الحاج؛ لأن هذا معنى الوداع، وشراء بعض الأشياء في طريقه إلى السفر، أو انتظار الرفقة، أو نحو ذلك من التأخر اليسير لا يضر.
٢. عظم حُرْمة الكعبة.
٣. أن الحائض ليس عليها طواف للوداع، ولا دم بتركه.
٤. تيسير الشريعة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى.

الرقم الموحد: (3229)

سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے	أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر
١٤٣٥. حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔''	**١٤٣٥. الحديث:** عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- عن النبيِّ -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- قَالَ: «أفضل الجهاد كلمة عَدْلٍ عند سُلْطَانٍ جَائِرٍ».
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: اسے امام ابوداود، امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔	**المعنى الإجمالي:** يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن أعظم جهاد المرء أن يقول كلمة حق عن صاحب سلطة ظالم؛ لأنه ربما ينتقم منه بسببها ويؤذيه أو يقتله، فالجهاد يكون باليد كقتال الكفار، وباللسان كالإنكار على الظلمة، وبالقلب كجهاد النفس.

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > فضل الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الجِهَاد : بذل الجهد في قمع أعداء الإسلام بالقتال وغيره؛ لتكون كلمة الله هي العليا.
- كَلِمَةُ عَدْلٍ : حق.
- سُلْطَانٍ جَائِرٍ : صاحب سلطة ظالم.

فوائد الحديث:

١. الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من الجهاد.

٢. نصح الحاكم من أعظم الجهاد، ولكن يجب أن يكون بعلم وحكمة وتثبت.

٣. الجهاد مراتب.

٤. الترفق بالنصح.

٥. جواز مواجهة الحاكم الظالم عند ظلمه وأمره بالمعروف ونهيه عن المنكر، وينبغي الترفق بالنصح والتلطف بالموعظة لعله يتذكر أو يخشى.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥ هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ سنن أبي داود ،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. الشرح الممتع على زاد المستقنع لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٢٢ - ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3045)

أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ننزل الناس منازلهم

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھیں

١٤٣٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أنه مَرَّ بها سائل، فَأَعطَته كِسْرَة، ومَرَّ بها رجل عليه ثِيَابٌ وهَيئَة، فَأَقْعَدَته، فَأَكَل، فَقِيل لَهَا في ذلك؟ فقالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَنزِلُوا النَّاس مَنَازِلَهم».

«أَمَرَنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَنْ نُنْزِل النَّاس مَنَازِلَهُم».

١٤٣٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کے پاس سے ایک مانگنے والا گزرا، تو انھوں نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا۔ پھر ان کے پاس سے خوش پوشاک اور عمدہ شکل و ہیئت والا ایک شخص گزرا، تو انھوں نے اسے بٹھایا، (اور کھانا پیش کیا) اور اس نے کھایا، ان سے جب اس بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "لوگوں کے ساتھ ان کے مراتب کے لحاظ سے معاملہ کرو"۔

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھیں"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يحكي هذا الحديث قصة مرَّت بأمِّنا عائشة -رضي الله عنها-، حيث مر بها رجلان فأعطت الأول منهما قطعة من خبز ونحوه، وأما الثاني فكان ذا حالة حسنة فأكرمته وأعلت من شأنه. فقيل لعائشة -رضي الله عنها-: لم فرَّقت بينهما حيث أعطيت الأول كسرة، وأقعدت الثاني وأطعمتيه؟!، فأجابت -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمرنا أن نعامل كل أحد بما يلائم منصبه في الدين والعلم والشرف. ولكن هذا الحديث ضعيف، ولا مانع من مراعاة ما ورد فيه؛ لأنه من الآداب.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیش آنے والے ایک واقعہ کو بیان کرتی ہے۔ ان کے پاس دو آدمی گزرے۔ انھوں نے پہلے کو تو روٹی وغیرہ کا ایک ٹکڑا دے دیا، جب کہ دوسرا جو ذرا اچھی حالت میں تھا، اس کا انھوں نے اکرام اور عزت افزائی کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ نے ان دونوں کے مابین فرق کیوں کیا، بایں طور کہ ایک کو تو بس روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا اور دوسرے کو بٹھا کر کھانا کھلایا؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر ایک سے اس انداز میں معاملہ کریں، جو دین اور علم و شرف میں اس کے منصب سے مناسبت رکھتا ہو۔ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس میں جس بات کا ذکر ہے، اس کا لحاظ کرنے میں کوئی شے مانع نہیں؛ کیونکہ اس کا تعلق آداب سے ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > آداب الدعوة إلى الله

راوي الحديث: الرواية الأولى: رواها أبو داود. الرواية الثانية: رواها الحاكم في المعرفة.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كِسْرَة : قطعة خبز.
- هَيئَة : حالة حسنة.
- مَنَازِلَهم : مراتبهم.

فوائد الحديث:

١. جواز التصدق بالشيء اليسير.
٢. الاستدلال بالحديث النبوي حجة قوية في الشرع، وهو أبلغ من ذكر الحكم من غير دليل.
٣. مراعاة مراتب الناس ومكانتهم، بحيث يعطى كل ذي حق حقه؛ فيُكرم الكريم، ويُعَز العزيز، ويقال لذَوِي الهيئات عَثَراتِهم.

٤. توقير صاحب القدر مما أدب به النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته من التعظيم والإكرام لذوي القدر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، دار الريان، بيروت، الطبعة: الأولى ١٣٩٩هـ سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته، محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤١٥هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ معرفة علوم الحديث، أبو عبد الله الحاكم النيسابوري، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٧هـ، ١٩٧٧م.

الرقم الموحد: (3482)

أي بني، إني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: إن شر الرعاء الحطمة، فإياك أن تكون منهم

میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بدترین راعی، سخت گیر اور ظلم کرنے والا ہوتا ہے، تم اس سے بچنا کہ تم ان میں سے ہو۔

١٤٣٧. الحديث:

أَنَّ عَائِذَ بن عَمْرٍو -رضي الله عنه- دَخَل على عُبَيد الله بن زياد، فقال: أي بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعت رَسُول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الحُطَمَةُ فَإِيَّاك أَن تَكُون مِنهُم، فقال له: اجْلِس فَإِنَّما أَنْت مِن نُخَالَةِ أَصحَاب محمَّد -صلى الله عليه وسلم- فقال: وهل كَانَت لَهُم نُخَالَة؟! إِنَّمَا كَانَت النُخَالَة بَعدَهُم وَفِي غَيرِهِم.

١٤٣٧. حدیث:

عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور فرمایا: میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "بدترین راعی، سخت گیر اور ظلم کرنے والا ہوتا ہے"۔ تو تم اس سے بچنا کہ تم ان میں سے ہو جاؤ۔ اس نے کہا: آپ بیٹھیے، آپ تو اصحاب محمد ﷺ کا تلچھٹ ہو، انھوں نے کہا: کیا اصحاب رسول ﷺ میں بھی تلچھٹ ہوتا ہے؟ بے شک تلچھٹ تو ان کے بعد یا ان کے علاوہ دوسروں میں ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دخل عائذ بن عمرو -رضي الله عنه- على عبيد الله بن زياد وهو أمير العراقين بعد أبيه، فقال: "إني سمعت رسول الله يقول: إن شرّ الرعاءالحطمة"، والحُطَمَة: هو العنيف برعاية الإبل في السوق والإيراد والإصدار، ويلقي بعضها على بعض ويعسفها، ضَرَبَه مثلاً لوالي السوء، والمراد منه لفظ القاسي الذي يظلمهم ولا يرق لهم ولا يرحمهم. وقوله: (فإياك أن تكون منهم) من كلام عائذ نصيحةً لابن زياد. فما كان من ابن زياد إلاّ أن أجابه: (إنما أنت من نخالتهم)، يعني لست من فضلائهم وعلمائهم وأهل المراتب منهم بل من سَقَطِهم، والنخالة هنا استعارة من نخالة الدقيق، وهي قشوره، والنخالة والحقالة والحثالة بمعنى واحد، قوله. فردَّ عليه الصحابي الجليل -رضي الله عنه-: (وهل كانت لهم نخالة؟! إنما كانت النخالة بعدهم وفي غيرهم)، هذا من جزل الكلام وفصيحه وصدقه الذي ينقاد له كل مسلم؛ فإنَّ الصحابة -رضي الله عنهم- كلهم هم صفوة الناس، وسادات الأمة، وأفضل ممن بعدهم، وكلهم عدول قدوة، لا نخالة فيهم، وإنما جاء التخليط ممن بعدهم وفيمن بعدهم.

اجمالی معنیٰ:

عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئے، اس وقت عبیداللہ عراق کا امیر تھا۔ وہ اپنے باپ کے بعد وہاں کا امیر بنا تھا۔ عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ بدترین راعی، سخت گیر اور ظلم کرنے والا ہوتا ہے۔ "الحُطَمَة" یعنی اونٹوں کو ہنکانے اور لانے لے جانے میں سختی کرنے والا، جو بعض کو بعض سے مڈبھیڑ کرواتا ہے اور سختی برتتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بُرے والی کے لیے بطور مثال بیان کیا ہے۔ اس سے مُراد "بدخلق" ہے، جو دوسروں پر ظلم کرتا ہے، نرمی اور رحم کا رویہ روا نہیں رکھتا۔ (فإياک أن تكون منهم) یہ عائذ رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جو انھوں نے ابنِ زیاد سے نصیحت کے طور پر کہا۔ ابنِ زیاد نے جواب میں کہا: (إنما أنت من نخالتهم) یعنی تم صاحب فضل، ذی علم اور اہلِ مرتبہ صحابہ میں سے نہیں ہو، بلکہ کم مرتبہ صحابہ میں سے ہو۔ "النخالة" آٹے کے بھوسے سے استعارہ ہے، جو اس کے چھلکے ہوتے ہیں، النخالة، الحقالة اور الحثالة ایک ہی معنیٰ میں آتے ہیں۔ جلیل القدر صحابی نے جواب میں کہا: (وہل كانت لہم نخالة إنما كانت النخالة بعدہم وفی غیرہم)۔ یہ صحابی کا بڑا عمدہ، سلیس، فصیح اور سچا کلام ہے، جسے ہر مسلمان تسلیم کرتا ہے۔ اس لیے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سارے کے سارے تمام لوگوں میں چنندہ، امت کے سردار اور بعد والوں سے افضل ہیں۔ سب کے سب عادل اور اسوہ ہیں۔ ان میں تلچھٹ ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ملاوٹ تو بعد والوں کی طرف سے یا خود بعد والوں میں ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائذ بن عمرو المزني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الرِّعَاءِ : جمع راعٍ.
- الحُطَمَة : أي: العنيف في رعيته، لا يرفِق بها في سوقها ومرعاها، بل يحطمها في ذلك وفي سقيها، ويزحم بعضها ببعض بحيث يؤذيها.
- النُّخَالَة : ما بقي في الغِربال بعد نَخْل الدقيق، والمراد: ليست من فضلائهم وعلمائهم وأهل المراتب منهم، بل من سَقَطهم.

فوائد الحديث:

١. استحباب نصح الرجل لأبنائه.

٢. أمر الأمراء بالمعروف، ونهيهم عن المنكر برفق.

٣. مشروعية نصيحة الأمراء.

٤. التزام الصحابة -رضي الله عنهم- بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

٥. أنه لا يجوز للإنسان الذي ولاه الله -تعالى- على أمر من أمور المسلمين أن يكون عنيفا عليهم؛ بل يكون رفيقا بهم.

٦. إصلاح الأمة وصلاحها يكون بِقَوْدِهَا إلى الطريق القويم باللين.

٧. خير الناس للناس من كان هيِّناً ليِّناً.

٨. وجوب الرفق بمن ولاه الله عليهم بحيث يرفق بهم في قضاء حوائجهم وغير ذلك، مع كونه يستعمل الحزم والقوة والنشاط، يعني لا يكون لينا مع ضعف، ولكن لينا بحزم وقوة ونشاط.

٩. جُرْأَة عائذ بن عمرو -رضي الله عنه- في الرد على عبيد الله بن زياد، وبيان له أنَّ الصحابة كلهم سادة وأفاضل، ولم يعرف السقط والنخالة إلا بعد قرنهم.

١٠. فضل الصحابة -رضي الله عنهم.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3532)

بايعنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على السمع والطاعة في العسر واليسر، والمنشط والمكره، وعلى أثرة علينا، وعلى أن لا ننازع الأمر أهله

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ مشکل اور آسانی میں، خوشی اور غمی میں اور خود پر ترجیح دیے جانے کی صورت میں بھی سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم اقتدار کے معاملے میں اصحاب اقتدار سے تنازع نہیں کریں گے۔

١٤٣٨. الحديث:

عن عبادة بن الصامت -رضي الله عنه- قال: بَايَعْنَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على السَّمع والطَّاعَة في العُسْر واليُسْر، والمَنْشَطِ والمَكْرَه، وعلَى أَثَرَةٍ عَلَينا، وعلى أَن لاَ نُنَازِعَ الأَمْر أَهْلَه إِلاَّ أَن تَرَوْا كُفْراً بَوَاحاً عِندَكُم مِن الله تَعَالى فِيه بُرهَان، وعلى أن نقول بالحقِّ أينما كُنَّا، لا نخافُ فِي الله لَوْمَةَ لاَئِمٍ.

١٤٣٨. حدیث:

عبادہ بن صامت رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ مشکل اور آسانی میں، خوشی اور غمی میں اور خود پر ترجیح دیے جانے کی صورت میں بھی سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم اقتدار کے معاملے میں اصحاب اقتدار سے تنازع نہیں کریں گے۔ (آپ نے فرمایا:) سوائے اس کے کہ تم اس میں کھلم کھلا کفر دیکھو، جس کے (کفر ہونے پر) تمہارے پاس (قرآن اور سنت سے) واضح آثار موجود ہوں! نیز اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے، حق بات کہیں گے اور اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کریں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

(بايعنا) أي بايع الصحابة -رضي الله عنهم- الرسول -صلى الله عليه وسلم- على السمع والطاعة، وهو من ولاه الله الأمر في العهد النبوي؛ لأن الله -تعالى- قال: (يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم)، (النساء: ٥٩)، وبعده -صلى الله عليه وسلم- أولو الأمر طائفتان: العلماء والأمراء، لكن العلماء أولياء أمر في العلم والبيان، وأما الأمراء فهم أولياء أمر في التنفيذ والسلطان. يقول: بايعناه على السمع والطاعة، وقوله: "في العسر واليسر" يعني سواء كانت الرعية معسرة في المال أو كانت موسرة، يجب على جميع الرعية أغنياء كانوا أوفقراء أن يطيعوا ولاة أمورهم ويسمعوا لهم في المنشط والمكره، يعني سواء كانت الرعية كارهين لذلك لكونهم أمروا بما لا تهواه ولا تريده أنفسهم أو كانوا نشيطين في ذلك؛ لكونهم أُمِروا بما يلائمهم ويوافقهم. "وأثرة علينا" أثرة يعني استئثارًا علينا، يعني لو كان ولاة الأمر يستأثرون على الرعية بالمال العام أو غيره، مما يرفهون به أنفسهم

اجمالی معنی:

(بایعنا) یعنی صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ وہ (اولی الامر کی) سمع و طاعت کریں گے۔ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کسی معاملہ کا ذمہ دار بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (یاأیہا الذین آمنوا أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم) (النساء: ٥٩) (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اصحاب اقتدار کی (جو) تم میں سے ہوں پھر اگر تم اختلاف کرو کسی چیز میں تو لوٹاؤ اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر ہو تم ایمان رکھتے اللہ پر اور روز آخرت پر، یہ بہت اچھی بات ہے اور بہت بہتر انجام کے لحاظ سے)۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اولو الامر کے دو گروہ ہیں۔ علماء اور حکمران۔ علماء علم و (احکام شریعت کو) بیان کرنے کے ذمہ دار ہیں اور حکمران احکاماتِ شریعت کی تنفیذ اور عمل درآمدگی کے ذمہ دار ہیں۔ راوی کہتے ہیں: بایعناہ علی السمع والطاعۃ (ہم نے سمع و اطاعت پر بیعت کی) اور فرمایا: فی العسر والیسر (تنگی اور خوشحالی میں)۔ یعنی چاہے رعیت مالی طور پر تنگی کا شکار ہو یا خوشحال ہو۔ تمام رعایا پر چاہے وہ مالی طور پر امیر ہوں یا غریب یہ واجب ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اسی طرح فرمایا: فی المنشط والمکرہ۔ یعنی چاہے رعایا بادل ناخواستہ ان کی اطاعت کرے بایں طور کہ انہیں کسی ایسی بات کا حکم دے دیا

ويحرمون من ولاهم الله عليهم، فإنه يجب السمع والطاعة. ثم قال: "وألا ننازع الأمر أهله" يعني لا ننازع ولاة الأمور ما ولاهم الله علينا، لنأخذ الإمرة منهم، فإن هذه المنازعة توجب شرًّا كثيرًا، وفِتَنًا عظيمةً وتفرقًا بين المسلمين، ولم يدمر الأمة الإسلامية إلا منازعة الأمر أهله، من عهد عثمان - رضي الله عنه- إلى يومنا هذا. قال: " إلا أن تروا كفرًا بواحًا عندكم فيه من الله برهان" هذه أربعة شروط، فإذا رأينا هذا وتمت الشروط الأربعة فحينئذ ننازع الأمر أهله، ونحاول إزالتهم عن ولاية الأمر، والشروط هي: الأول: أن تروا، فلابد من علم، أما مجرد الظن، فلا يجوز الخروج على الأئمة. الثاني: أن نعلم كفرًا لا فسقًا، الفسوق، مهما فسق ولاة الأمور لا يجوز الخروج عليهم؛ لو شربوا الخمر، لو زنوا، لو ظلموا الناس، لا يجوز الخروج عليهم، لكن إذا رأينا كفرًا صريحًا يكون بواحًا. الثالث: الكفر البواح: وهذا معناه الكفر الصريح، البواح الشيء البين الظاهر، فأما ما يحتمل التأويل فلا يجوز الخروج عليهم به، يعني لو قدرنا أنهم فعلوا شيئا نرى أنه كفر، لكن فيه احتمال أنه ليس بكفر، فإنه لا يجوز أن ننازعهم أو نخرج عليهم، ونولهم ما تولوا، لكن إذا كان بواحا صريحا، مثل: لو اعتقد إباحة الزنا وشرب الخمر. الشرط الرابع: "عندكم فيه من الله برهان"، يعني عندنا دليل قاطع على أن هذا كفر، فإن كان الدليل ضعيفًا في ثبوته، أو ضعيفًا في دلالته، فإنه لا يجوز الخروج عليهم؛ لأن الخروج فيه شر كثير جدا ومفاسد عظيمة. وإذا رأينا هذا مثلا فلا تجوز المنازعة حتى يكون لدينا قدرة على إزاحته، فإن لم يكن لدى الرعية قدرة فلا تجوز المنازعة؛ لأنه ربما إذا نازعته الرعية وليس عندها قدرة يقضي على البقية الصالحة، وتتم سيطرته. فهذه الشروط شروط للجواز أو للوجوب -وجوب الخروج على ولي الأم- لكن بشرط أن تكون القدرة موجودة، فإن لم تكن القدرة موجودة، فلا يجوز الخروج؛ لأن هذا

جائے جو ان کے لئے ناگوار و ناپسند ہو یا پھر خوشدلی سے ان کی فرمانبرداری کرے بایں طور کہ جس حکم کو بجالانے کا انہیں کہا جائے وہ ان کے مزاج سے مناسبت اور موافقت رکھتا ہو۔ وأثرة علينا : یعنی اگر حکمران رعیت کو محروم رکھتے ہوئے عوامی دولت وغیرہ پر تن تنہا قابض ہو کر بیٹھ جائیں اور اس کی بدولت خود تو خوشحال ہوتے جائیں اور جن لوگوں پر اللہ نے انہیں حکمران بنایا تھا انہیں اس سے محروم رکھیں تو اس صورت میں بھی ان کی اطاعت و فرمانبرداری واجب ہے۔ پھر فرمایا : وألا ننازع الأمر أهله : یعنی حکمرانوں سے ہم اس اقتدار میں جھگڑا نہ کریں جو اللہ نے انہیں ہم پر بخشا ہے بایں طور کہ ہم ان سے اقتدار چھیننے کے درپے ہو جائیں کیونکہ اس قسم کا جھگڑا شدید قسم کی شرانگیزی اور فتنوں کا باعث بنتا ہے اور مسلمانوں کے مابین پھوٹ پیدا کرتا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر آج تک امت مسلمہ کو حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے معاملہ میں اسی کشاکشی نے ہی تو تباہ کیا ہے۔ فرمایا : إلا أن تروا كفرا بواحا عندكم فيه من الله برهان : یہ چار شرائط ہیں۔ جب ہم یہ دیکھ لیں اور یہ چاروں شرائط پوری ہو جائیں تو اس وقت ہم حکمرانوں سے لڑیں گے اور انہیں حکومت سے ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ تاہم ایسا کرنے کے لئے کچھ شرائط ہیں : اول : أن تروا : (تم دیکھ لو) چنانچہ یقینی علم کا ہونا ضروری ہے۔ محض گمان کی بنا پر حکمرانوں کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں۔ دوم : ہمیں ان کی طرف سے کفر کے ارتکاب کا علم ہو نہ کہ فسق کا۔ کیونکہ حکمران چاہے جتنے بھی فاسق ہو جائیں، ان کے فسق کی بنا پر ان کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ شراب نوشی کریں، زنا کریں اور لوگوں پر ظلم و ستم ڈھائیں، بہرحال ان باتوں کی وجہ سے ان کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں ہے۔ تاہم جب ہمیں ان کی طرف سے صریح کفر کے ارتکاب کا علم ہو تو یہ 'کفر بواح' ہوگا (جس کی وجہ سے ان کے خلاف خروج جائز ہو جائے گا)۔ سوم : کفر بواح : اس کا معنی ہے : صریح کفر۔ 'بواح' سے مراد وہ شے ہے جو واضح اور ظاہر ہو۔ تاہم اگر بات ایسی ہو جس میں تاویل کا احتمال ہو تو اس کی بنا پر ان کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں ہوگا۔ یعنی اگر ہمیں لگے کہ انہوں نے کسی ایسی شے کا ارتکاب کیا ہے جو ہمارے نزدیک کفر ہے تاہم احتمال ہو کہ ہو سکتا ہے وہ کفر نہ ہو تو اس صورت میں ہمارا ان سے لڑنا اور ان کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں ہوگا اور جب تک وہ حکمران رہیں گے ہم انہیں حکمران تسلیم کرتے رہیں گے۔ تاہم اگر کفر بالکل صریح اور کھلا ہو مثلا حکمران رعیت کے لئے زنا اور شراب نوشی کو جائز قرار دے دے (تو اس صورت میں اس کے خلاف خروج کیا جائے گا)۔ چوتھی شرط : عندكم فيه من الله برهان : یعنی ہمارے پاس اس بات کے کفر ہونے کی قطعی دلیل ہو۔ اگر دلیل کے ثبوت میں ضعف ہو یا پھر معنی کے اعتبار سے وہ ضعیف ہو تو اس صورت میں بھی ان کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں ہو

من إلقاء النفس في التهلكة؛ لأنه لا فائدة في الخروج.

گا۔ کیونکہ خروج میں بہت زیادہ شر اور مفاسد ہیں۔ اگر ہمیں کسی ایسی بات کا علم ہو (جس میں یہ چاروں شرائط پائی جائیں) تو اس صورت میں بھی صرف تب ہی حکمران سے لڑنا جائز ہو گا جب ہم میں اسے ہٹا دینے کی طاقت ہو۔ اگر رعایا میں یہ قدرت نہ ہو تو پھر لڑنا جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ قدرت نہ رکھتے ہوئے اگر رعایا حکمران سے لڑائی مول لے تو اس سے بچی کھچی بھلائی بھی جاتی رہے اور اس کا پوری طرح سے تسلط قائم ہو جائے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ شرائط یا تو خروج کے جواز کی شرائط ہیں یا اس کے وجوب کی بشرطیکہ اس کی قدرت پائی جائے۔ اگر قدرت نہ ہو تو اس صورت میں خروج کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے اور ایسے حالات میں خروج سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية

الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > الخروج على الإمام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِت -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَايَعْنَا : عاهدنا.
- على السَّمع والطَّاعَة : لأولي الأمر والحكام.
- والمَنْشَطِ والمَكْرَه : أي في السهل والصعب.
- أَثَرَةٍ : الأثرة الاختصاص بالمشترك.
- كُفْراً : محمول على الكفر الظاهر.
- بَوَاحاً : أي ظاهرًا لا يحتمل تأويلًا.
- عِندَكُم مِن الله تَعَالَى فِيه بُرهَان : عندكم دليل قاطع على أن هذا كفر، فإن كان الدليل ضعيفاً في ثبوته، أو ضعيفاً في دلالته، فإنه لا يجوز الخروج عليهم.

فوائد الحديث:

١. الحض على السمع والطاعة لولاة الأمور من المسلمين في غير معصية.
٢. ثمرة الطاعة في جميع ما ذُكِر في الحديث اجتماع كلمة المسلمين ونبذ الفُرقة والخلاف من صفوفهم.
٣. عدم منازعة ولاة الأمور إلا إذا ظهر منهم كفر مُحَقَّق فيه مخالفة لمبادئ الإسلام، فيجب عندها الإنكار عليهم والانتصار للحق مهما كانت التضحية.
٤. حُرمة الخروج على وُلاة الأمور وقتالهم بالإجماع وإن كانوا فَسَقة؛ لأن في الخروج عليهم مفسدة أعظم من فسقهم فيرتكب أخف الضررين.
٥. البيعة للإمام الأعظم لا تكون إلا في طاعة الله -تعالى.-
٦. طاعة الإمام الأعظم في المعروف واجبة في المنشط والمكره والعسر واليسر، ولو خالف هوى النفس.
٧. احترام حق ولاة الأمور، وأنه يجب على الناس طاعتهم في اليسر والعسر، والمنشط والمكره والأثرة التي يستأثرون بها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار

طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: **محمد فؤاد عبد الباقي**)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: **محمد فؤاد عبد الباقي**، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3061)

حدثوا الناس بما يعرفون، أتريدون أن يُكَذَّب اللهُ ورسولهُ

لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیا جائے۔

١٤٣٩. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: "حدثوا الناس بما يعرفون، أتريدون أن يُكَذَّب اللهُ ورسولهُ؟".

١٤٣٩. حديث:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیا جائے۔؟''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يرشد أمير المؤمنين علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- إلى أنه لا ينبغي أن يحدث عامة الناس إلا بما هو معروف ينفع الناس في أصل دينهم وأحكامه من التوحيد وبيان الحلال والحرام ويُترك ما يشغل عن ذلك؛ مما لا حاجة إليه أو كان مما قد يؤدي إلى رد الحق وعدم قبوله مما يشتبه عليهم فهمه، ويصعب عليهم إدراكه.

اجمالی معنیٰ:

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رہنمائی فرما رہے ہیں کہ عام لوگوں سے وہی باتیں کرنی چاہئیں جو ان کے ہاں معروف ہوں اور جو انہیں ان کے دین کے سلسلے میں فائدہ دیں جیسے توحید اور حلال و حرام کی وضاحت اور جو باتیں ان سے دور رکھنے والی ہوں اور جن کی ضرورت نہ ہو یا پھر وہ باتیں جو حق کو جھٹلانے اور اس کے قبول نہ کرنے کا باعث ہوں اور جن کو سمجھنا ان کے لیے مشتبہ اور جن کا ادراک کرنا ان کے لیے مشکل ہو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله

راوي الحديث: أخرجه البخاري.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- بما يعرفون : بما لا يفتنهم مما لا تدركه عقولهم.

فوائد الحديث:

١. أنه إذا خشي ضررٌ من تحديث الناس ببعض ما لا يفهمون؛ فلا ينبغي تحديثهم بذلك وإن كان حقاً.
٢. ما يؤدي إلى الحرام فهو حرام.
٣. لا يجوز تحديث الناس بما لا تدركه عقولهم.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب، ت: د. دغش العجمي، مكتبة أهل الأثر, الطبعة الخامسة, ١٤٣٥ه. الجديد في شرح كتاب التوحيد، لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد, مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه. الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح البخاري, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار طوق النجاة, الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (3344)

خذوا من العمل ما تطيقون، فوالله لا يسأم الله حتى تسأموا

تم عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود ہی اکتا جاؤ۔

١٤٤٠. الحديث:

عن عائشة زوجِ النبي -صلى الله عليه وسلم-، أخبرته أنَّ الحَوْلاء بنت تُوَيت بن حبيب بن أسد بن عبد العُزَّى مرَّت بها وعندها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقلتُ: هذه الحَوْلاء بنت تُوَيت، وزعموا أنها لا تنام الليلَ، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تنامُ الليلَ! خذوا مِن العمل ما تُطِيقون، فواللهِ لا يسأمُ اللهُ حتى تسأموا».

١٤٤٠. حدیث:

حضرت عائشہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ حولاء بنت تُویت بن حبیب بن اسد بن عبدالعزیٰ ان کے پاس ایسے وقت میں گزریں جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے، میں نے کہا کہ یہ حولاء بنت تویت ہیں اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ رات بھر نہیں سوتیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات بھر نہیں سوتی! تم عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود ہی اکتا جاؤ۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

مرَّت الحَوْلاء بنت تُوَيت بعائشة، فقالت عائشة للنبي -صلى الله عليه وسلم-: هذه الحَوْلاء بنت تُوَيت، وهي تصلي الليل كله ولا تنام. فأنكر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عليها قيامها الليل كله، وقال: «خذوا مِن العمل ما تُطِيقون» فأمر النبي -عليه الصلاة والسلام- هذه المرأة أن تكف عن عملها الكثير، الذي قد يشق عليها وتعجز عنه في المستقبل فلا تديمه، ثم أمر النبي - عليه الصلاة والسلام- أن نأخذ من العمل بما نطيق، «فواللهِ لا يسأمُ اللهُ حتى تسأموا» يعني: أن الله عز وجل يعطيكم من الثواب بقدر عملكم، مهما داومتم من العمل فإن الله تعالى يثيبكم عليه، فإذا سئم العبد من العمل وملَّه قطعه وتركه فقطع الله عنه ثواب ذلك العمل؛ فإن العبد إنما يجازى بعمله، فمن ترك عمله انقطع عنه ثوابه وأجره إذا كان قطعه لغير عذر من مرض أو سفر، وهذا هو الراجح في معنى الملل الذي يُفهم من ظاهر الحديث أن الله يتصف به، وملل الله ليس كمللنا نحن، لأن مللنا نحن ملل تعب وكسل، وأما ملل الله عز وجل فإنه صفة يختص به جل وعلا تليق بجلاله، والله سبحانه وتعالى لا يلحقه تعب ولا يلحقه كسل.

اجمالی معنی:

ایک دفعہ حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزریں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ: یہ حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ ساری رات نماز پڑھتی رہتی ہیں سوتی ہی نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے پوری پوری رات کے قیام کو ناپسند کیا اور فرمایا: «خذوا مِن العمل ما تُطِيقون» (صرف اتنا ہی عمل کرو جتنی طاقت رکھتے ہو) نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو اتنے کثیر عمل سے روکا کہ جو مشقت کا باعث ہو اور مستقبل میں جس کے کرنے سے عاجز آ جائے اور اس پر مداومت نہ کر سکے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ہمیں اتنا ہی عمل کرنا چاہیے جتنی طاقت ہو۔ «فواللهِ لا يسأمُ اللهُ حتى تسأموا» (اللہ کی قسم! اللہ (دینے سے) نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم ہی اکتا جاؤ) یعنی اللہ عزوجل تمہارے عمل کے مطابق تمہیں ثواب عطا کر دے گا جب تک اس عمل پر ہمیشگی رہے گی اور جب بندہ کسی عمل سے اکتا جائے، تھک جائے، اس کو منقطع کر دے اور ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ثواب کے سلسلے کو منقطع کر دیتا ہے۔ کیوں کہ بندے کو اس کے عمل کے مطابق جزا ملتی ہے اور اگر بغیر عذر، مرض اور سفر کے کسی عمل کو چھوڑ دیا جائے تو اس کا ثواب بھی ختم کر دیا جاتا ہے۔ اور یہی اکتاہٹ کا راجح معنی ہے جو اس حدیث کے ظاہر سے سمجھ آ رہا ہے جس سے اللہ متصف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اکتاہٹ ہماری اکتاہٹ کی طرح نہیں ہے، کیوں کہ ہماری اکتاہٹ تھکاوٹ اور سستی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی اکتاہٹ ایک ایسی صفت ہے جس سے اللہ عزوجل مختص ہے اور اس کے شایان شان ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو تھکاوٹ اور سستی نہیں لاحق ہوتی۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > حقوق الإنسان في الإسلام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- لاتنام الليل : يعني تقضيه في الصلاة والعبادة.
- يسأم : يمل ويضجر.

فوائد الحديث:

١. الاقتصاد في العمل والأخذ منه بما يتمكن صاحبه من المداومة عليه.
٢. إثبات السآمة صفة لله -تعالى- على ما يليق به سبحانه على ما سبق تفصيله.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لزين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي، تحقيق: محمود بن شعبان بن عبد المقصود وآخرين، الناشر: مكتبة الغرباء الأثرية - المدينة النبوية، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٦ م. معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (10411)

ذكرتُ شيئًا من تبر عندنا فكرهت أن يحبسني، فأمرت بقسمته

ہمارے پاس موجود سونے کے ایک ٹکڑے کا خیال میرے ذہن میں آیا۔ مجھے یہ برا لگا کہ میری توجہ اس کی طرف لگی رہے۔ چنانچہ میں نے اسے بانٹ دینے کا حکم دے دیا۔

١٤٤١. الحديث:

عن عقبة بن الحارث -رضي الله عنه- قال: صليت وراء النبي -صلى الله عليه وسلم- بالمدينة العصر، فسَلَّمَ ثم قام مُسرعًا، فتخَطَّى رِقَابَ الناس إلى بعض حُجَرِ نِسائه، فَفَزِعَ الناسُ من سُرْعَتِهِ، فخرج عليهم، فرأى أنهم قد عجبوا من سُرْعَتِهِ، قال: «ذكرت شيئا من تِبْرٍ عندنا فكرهت أن يَحْبِسَنِي، فأمرتُ بِقِسْمَتِهِ». وفي رواية: «كنت خَلَّفْتُ في البيت تِبْرًا من الصدقة، فكرهت أن أُبَيِّتَهُ».

١٤٤١. حدیث:

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینے میں نبی ﷺ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ جلدی سے کھڑے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرے کی طرف چلے گئے۔ آپ ﷺ کی جلدی کی وجہ سے لوگ گھبرا گئے۔ جب آپ ﷺ (حجرے سے) نکل کر ان کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی سے حیرت زدہ ہیں، تو فرمایا: "ہمارے پاس موجود سونے کے ایک ٹکڑے کا خیال میرے ذہن میں آیا۔ مجھے یہ برا لگا کہ میری توجہ اس کی طرف لگی رہے۔ چنانچہ میں نے اسے بانٹ دینے کا حکم دے دیا"۔ ایک اور روایت میں ہے: "میں گھر میں صدقے کے مال سے سونے کا ایک ٹکڑا چھوڑ آیا تھا۔ مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ رات میں اسے اپنے پاس رکھوں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال عقبة بن الحارث -رضي الله عنه- أنه صلَّى مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات يوم صلاة العصر، فقام النبي -صلى الله عليه وسلم- حين انصرف من صلاته مسرعا، يَتخطَّى رقاب الناس متوجها إلى بعض حجرات زوجاته؛ فخاف الناس من ذلك، ثم خرج فرأى الناس قد عجبوا من ذلك؛ فبين لهم النبي -صلى الله عليه وسلم- سبب هذا، وأخبر أنه تذكر شيئًا من ذهب غير مضروب مما تجب قسمته، فكره أن يمنعه ويشغله التفكير فيه عن التوجه والإقبال على الله -تعالى-.

اجمالی معنی:

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک دن نبی ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ نبی ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو جلدی سے کھڑے ہو کر صفوں کو چیرتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کے حجرے کی طرف چلے گئے۔ اس کی وجہ سے لوگ گھبرا گئے۔ پھر جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کے اس عمل سے حیرت میں مبتلا ہیں، تو اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو کچھ اَن ڈھلا سونا یاد آگیا تھا، جسے تقسیم کرنا ضروری تھا۔ آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ اسے اپنے پاس رکھے رہیں اور اس کی وجہ سے آپ ﷺ کی توجہ اور ذہن اللہ تعالی سے ہٹا رہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > زهده صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عقبة بن الحارث -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَتَخَطَّى : قَطَع الصفوف حال جلوس الناس.

- حُجَر: جمع حُجْرة، اسم للمنزل.
- فَفَزِعَ: خاف الناس؛ لأنه خالف عادته؛ لأنَّ عادته أن يمشي بتأن.
- يَحْبِسَنِي: يشغلني التفكير فيه عن التوجه والإقبال على الله -تعالى.-
- التِبر: الذهب والفضة قبل أن يضربا دنانير ودراهم، ويطلق على الذهب تغليبًا، كما يطلق على غيره من المعادن.

فوائد الحديث:

١. جواز قيام الإمام بعد الفراغ من الصلاة دون أن يقول أذكار دبر الصلاة إذا أتاه ما يشغله، ويؤخر الأذكار.

٢. أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أسرع الناس مبادرة إلى الخير.

٣. جواز تخطي الرقاب بعد السلام من الصلاة، ولا سيما إذا كان لحاجة.

٤. جواز التعجب ممن فعل فعلا ليس من عادته.

٥. أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كغيره من البشر يلحقه النسيان، وأنه ينسى كما ينسى غيره.

٦. انشغال الفكر في الصلاة لا يبطلها، ولكن يُخشى أن يذهب بالخشوع.

٧. استحباب التخلص مما يشغل القلب عن الله -تعالى-، واستحباب المبادرة إلى عمل الخير.

٨. شدة الأمانة وعظمها، وأن الإنسان إذا لم يبادر بأدائها فإنها قد تحبسه.

٩. جواز الاستنابة والتوكيل في صرف الصدقات مع القدرة على المباشرة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3483)

١٤٤٢. الحديث:

عن صهيب بن سنان الرومي -رضي الله عنه- مرفوعا: «كان ملك فيمَن كان قبلَكم وكان له ساحِر فلَمَّا كَبِرَ قال للمَلِكِ: إنِّي قد كَبِرْتُ فَابْعَثْ إلى غلامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْر؛ فبعث إليه غلامًا يُعَلِّمُهُ، وَكَانَ في طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ، فَقَعدَ إليه وسَمِعَ كَلامَهُ فَأَعْجَبَهُ، وكان إذا أَتَى السَّاحِرَ، مَرَّ بالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إليه، فَإذَا أَتَى الساحر ضَرَبَهُ، فَشَكَا ذلِكَ إِلَى الرَّاهِب، فَقَالَ: إِذَا خَشِيتَ الساحر فَقُل: حَبَسَنِي أَهلِي، وَإذَا خَشِيتَ أهلَكَ فَقُل: حَبَسَنِي السَّاحِرُ. فَبَينَما هو عَلَى ذلِك إِذ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَد حَبَسَت النَّاسَ، فَقَال: اليومَ أعلَمُ السَّاحرُ أفضَلُ أم الرَّاهبُ أفضَل؟ فَأَخَذَ حَجَرا، فَقَالَ: اللَّهُم إن كَانَ أمرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إليكَ مِن أمرِ السَّاحِرِ فَاقتُل هذه الدّابَّة حَتَّى يَمضِي النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَها ومَضَى النَّاسُ، فَأَتَى الرَّاهبَ فَأَخبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ الرَّاهبُ: أَي بُنَيَّ أَنتَ اليومَ أفضَل منِّي قَد بَلَغَ مِن أَمرِكَ مَا أَرَى، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى، فَإن ابتُلِيتَ فَلاَ تَدُلَّ عَلَيَّ؛ وَكَانَ الغُلامُ يُبرِيءُ الأكمَهَ وَالأَبرصَ، ويُداوي النَّاس من سَائِرِ الأَدوَاء، فَسَمِعَ جَلِيس لِلملِكِ كَانَ قَد عَمِيَ، فأتاه بَهَدَايا كَثيرَة، فَقَالَ: مَا ها هُنَا لَكَ أَجمعُ إن أنتَ شَفَيتَنِي، فقال: إنّي لا أشْفِي أحَدًا إِنَّمَا يَشفِي اللهُ تَعَالَى، فَإن آمَنتَ بالله تَعَالَى دَعَوتُ اللهَ فَشفَاكَ، فَآمَنَ بالله تَعَالَى فَشفَاهُ اللهُ تَعَالَى، فَأَتَى المَلِكَ فَجَلسَ إليهِ كَما كَانَ يَجلِسُ، فَقَالَ لَهُ المَلِكُ: مَن رَدّ عليكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّي، قَالَ: وَلَكَ رَب غَيري؟ قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ، فَأَخَذَهُ فَلَم يَزَل يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الغُلامِ، فَجيء بالغُلاَمِ، فَقَالَ لَهُ المَلِك: أيْ بُنَيَّ، قد بَلَغَ مِن سِحرِك مَا تُبْرىء الأكمَهَ وَالأَبْرَص وتفعل وتَفعل؟! فَقَالَ: إنِّي لا أَشفي أحَدًا، إِنَّمَا يَشفِي الله تَعَالَى. فَأَخَذَهُ فَلَم يَزَل يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهبِ؛ فَجِيء بالرَّاهبِ فَقيلَ لَهُ: ارجِع عن دينكَ، فَأَبى، فَدَعَا بِالمنشَار فَوُضِعَ المِنشارُ في مَفْرق رأسه، فَشَقَّهُ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيءَ بِجَلِيسِ المَلِكِ فقيل لَهُ: ارجِع عن

١٤٤٢. حدیث:

صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ ''تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا جب وہ جادوگر بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں تو بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لیے جادوگر کے پاس بھیج دیا، جب وہ لڑکا چلا تو اس کے راستے میں ایک راہب تھا تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا جو کہ اسے پسند آئیں، پھر جب بھی وہ جادوگر کے پاس آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا تو اس کے پاس بیٹھتا (اور اس کی باتیں سنتا) اور جب وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا تو وہ جادوگر اس لڑکے کو (دیر سے آنے کی وجہ سے) مارتا، تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی تو راہب نے کہا کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تجھے گھر والوں سے ڈر ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ اسی دوران ایک بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا (جب لڑکا اس طرف آیا) تو اس نے کہا: میں آج جاننا چاہتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے؟ اس نے ایک پتھر لیا اور کہا ''الٰہی اگر راہب کا طریقہ تجھے جادوگر کے طریقے سے زیادہ پسند ہو، تو اس جانور کو قتل کر تاکہ لوگ گزر جائیں''۔ پھر لڑکے نے اس جانور کو پتھر سے مارا تو وہ جانور مر گیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اس سے یہ حال کہا تو وہ بولا کہ بیٹا تو مجھ سے بڑھ گیا ہے، یقیناً تیرا رتبہ یہاں تک پہنچا جو میں دیکھتا ہوں اور تو عنقریب آزمایا جائے گا۔ پھر اگر تو آزمایا جائے تو میرا نام نہ بتلانا۔ اور وہ لڑکا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتا تھا بلکہ ہر ایک بیماری کا علاج بھی کر دیتا تھا۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہوگیا اس نے لڑکے کے بارے میں سنا تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اگر تم مجھے شفا دے دو تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں وہ سارے تمہارے لیے ہوجائیں گے، اس لڑکے نے کہا کہ میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفا دے دے۔ پھر وہ (شخص) اللہ پر ایمان لے آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی۔ پھر وہ آدمی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا، بادشاہ نے اس سے کہا کہ کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ اس نے کہا کہ کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے عذاب

دِينِك، فَأَبَى، فَوضِعَ المِنشَارُ في مَفْرِق رَأسِه، فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيءَ بالغُلاَمِ فقيلَ لَهُ: ارجِع عَن دِينكَ، فَأَبَى، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَر مِن أصحَابه، فَقَالَ: اذهبوا بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فاصعَدُوا بِهِ الجَبَل، فَإِذَا بَلَغتُم ذِرْوَتَهُ فَإِن رَجَعَ عَن دِينِهِ وَإِلاَّ فاطرَحُوهُ. فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الجَبَلَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ أكْفنيهم بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بهِمُ الجَبلُ فَسَقَطُوا، وَجاءَ يَمشي إِلَى المَلِكِ، فَقَالَ لَهُ المَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيهِمُ الله تَعَالَى، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَر مِن أَصحَابِهِ فَقَالَ: اذهَبُوا بِهِ فاحمِلُوهُ في قُرْقُورٍ وتَوَسَّطُوا بِهِ البَحر، فَإِن رَجعَ عَن دِينِه وإِلاَّ فَاقْذِفُوه. فَذَهَبُوا بِهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنيهم بمَا شِئتَ، فانكَفَأَت بِهِمُ السَّفينةُ فَغَرِقُوا، وَجَاء يمشي إِلَى المَلِكِ. فقال له الملِك: ما فعلَ أصحابك؟ فَقَالَ: كَفَانيهمُ الله تَعَالَى. فَقَالَ لِلمَلِكِ: إنَّكَ لست بقاتلي حتى تفعل ما آمُرُكَ به. قَالَ: ما هو؟ قَالَ: تجمع الناس في صعيد واحد وتَصْلبني على جِذع، ثم خُذ سهمًا من كِنَانَتي، ثم ضَع السهم في كَبِدِ القوس ثم قل: بسم الله رب الغلام، ثم ارْمِني، فإنَّكَ إِذَا فَعَلت ذلك قَتَلتَني، فَجَمَعَ النَّاسَ في صَعيد واحد، وَصَلَبَهُ عَلَى جِذْع، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا من كِنَانَتِهِ، ثم وضع السهم في كَبِدِ القوس، ثم قَالَ: بسم الله رب الغلام، ثم رَمَاهُ فَوقَعَ فِي صُدْغِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فمات، فقال الناس: آمَنَّا بِرَبِّ الغُلامِ، فأتي المَلِكُ فقيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا كنت تَحْذَرُ قَد والله نَزَلَ بكَ حَذَرُكَ، قد آمَنَ الناس. فَأَمَرَ بِالأُخْدُودِ بأفْواهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وأُضْرِمَ فيها النِّيرانُ وقال: من لم يَرْجِع عن دينه فأقحموه فيها، أو قيلَ لَهُ: اقتحِم فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءت امرأة ومعَها صَبِيٌّ لها، فتَقَاعَسَت أن تَقَع فيها، فقال لها الغُلام: يا أمه اصبِرِي فإنَّكِ على الحقِّ».

دینے لگا تو اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں بتادیا۔ چنانچہ اس لڑکے کو لایا گیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے بادشاہ نے اس کو پکڑا اور مارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے راہب کا نام بتلایا۔ راہب پکڑلیا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جا۔ اس کے نہ ماننے پر بادشاہ نے آرا منگوا کر اس کے سر کی مانگ پر رکھوایا اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کروادیا پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا اس نے بھی انکار کردیا، بادشاہ نے آرا منگوا کر اس کے بھی سر کی مانگ پر رکھوایا اور اسے چروا کر دو ٹکڑے کرادیا پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا وہ آیا تو اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے مذہب سے پھر جا اس نے بھی انکار کردیا تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کرکے کہا اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کردے تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا۔ چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ! تو مجھے ان سے کافی ہے۔جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچالے، اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آگیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا: اللہ پاک نے مجھے ان سے بچالیا ہے، پھر بادشاہ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو ایک چھوٹی کشتی میں دریا کے اندر لے جاؤ، اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، ورنہ اس کو دریا میں دھکیل دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے۔ لڑکے نے کہا کہ اے اللہ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے بچالے، پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہوگئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آگیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچالیا ہے، پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھے اس وقت تک نہ مار سکے گا، جب تک کہ جو طریقہ میں بتلاؤں وہ نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ پھر میرے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو پھر اس تیر کو کمان کے وسط میں رکھو اور پھر کہو: اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر مجھے تیر مارو اگر تم اس طرح کرو تو مجھے قتل کرسکتے ہو پھر بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا پھر اس تیر کو کمان کے بیچ میں رکھ کر کہا: اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر وہ تیر

اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا تو سب لوگوں نے کہا : ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے! ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے! ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے! بادشاہ آیا اور اس سے کہا گیا کہ جس سے تو ڈرتا تھا وہی ہوا یعنی لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے گلیوں کے دہانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی بادشاہ نے کہا کہ جو شخص اس (لڑکے) کے دین سے نہ پھرے، اسے ان خندقوں میں دھکیل دو، یا اس سے کہا جائے کہ ان خندقوں میں داخل ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا، وہ عورت آگ میں گرنے سے جھجکی (پیچھے ہٹی) تو بچے نے کہا کہ اے امی جان! صبر کر کیونکہ تو حق پر ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه قصة عجيبة: وهي أن رجلاً من الملوك فيمن سبق كان عنده ساحر اتخذه الملك مستشارًا؛ من أجل أن يستخدمه في مصالحه ولو على حساب الدين؛ لأن هذا الملك لا يهتم إلا بما فيه مصلحته، وهو ملك مستبد قد عبَّد الناس لنفسه. هذا الساحر لما كبُر قال للملك: إني قد كبرت فابعث إلى غلاما أعلمه السحر. واختار الغلام ؛ لأن الغلام أقبل للتعليم؛ ولأن التعليم للغلام الشاب هو الذي يبقي، ولا ينسى. ولكن الله تعالى قد أراد بهذا الغلام خيراً. مرَّ هذا الغلام يوماً من الأيام براهب، فسمع منه فأعجبه كلامه؛ لأن هذا الراهب- يعني العابد- عابد لله عز وجل، لا يتكلم إلا بالخير، وقد يكون راهباً عالماً لكن تغلب عليه العبادة فسمي بما يغلب عليه من الرهبانية، فصار هذا الغلام إذا خرج من أهله جلس عند الراهب فتأخَّر على الساحر، فجعل الساحر يضربه، لماذا تتأخر؟ فشكا الغلام إلى الراهب وطلب أمرًا يتخلص به، قال: إذا ذهبت إلى الساحر وخشيت أن يعاقبك فقل: أخرني أهلي. وإذا ذهبت لأهلك وسألوك فقل: إن الساحر أخَّرني؛ حتى تنجو من هذا ومن هذا. وكان الراهب - والله أعلم- أمره بذلك -مع أنه كذب- لعله رأى أن

اجمالی معنی :

اس حدیث میں ایک عجیب و غریب قصے کا بیان ہے اور وہ یہ کہ گزرے ہوئے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا، بادشاہ نے اس جادوگر کو اپنا خاص مشیر بنا رکھا تھا تاکہ اسے اپنے مقاصد میں استعمال کرے گرچہ وہ دین کی بنیاد پر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ بادشاہ اپنے ذاتی مقاصد کا خاص دھیان رکھتا تھا اور وہ ظالم بادشاہ تھا جو لوگوں کو اپنی عبادت کے لیے بھی مجبور کرتا تھا۔ یہ جادوگر جب بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں۔ جادوگر نے لڑکے کا انتخاب کیا کیونکہ لڑکا تعلیم حاصل کرنے اہل اور زیادہ مناسب ہوتا ہے اور وہ جب کوئی چیز سیکھتا ہے تو جلدی نہیں بھولتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے ساتھ اچھائی کا ارادہ کیا، چنانچہ اس لڑکے کا گزر ایک دن ایک راہب کے پاس سے ہوا اور اس نے اس کی باتیں سنیں جو اس کو پسند آئیں، کیونکہ یہ راہب یعنی عبادت گزار اللہ کی عبادت کرتا اور صرف اچھی باتیں بولتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی عبادت گزار عالم ہو لیکن اس پر رہبانیت کا غلبہ تھا، اسی لیے اس کا نام راہب پڑا۔ چنانچہ یہ لڑکا جب گھر سے نکلتا اور راہب کے پاس بیٹھتا تو جادوگر کے پاس دیر سے پہنچتا تو جادوگر اس لڑکے کو مارتا کہ تو دیر سے کیوں آتا ہے؟ لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی اور مار سے بچنے کا نسخہ دریافت کیا، راہب نے کہا کہ جب تو جادوگر کے پاس جائے اور مار کا ڈر ہو تو کہہ دیا کرنا کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تو گھر والوں کے پاس جائے اور تاخیر کی وجہ پوچھیں تو کہہ دینا کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا، اس طرح تو دونوں کی ڈانٹ سے محفوظ ہوجائے گا اللہ ہی بہتر جانے راہب نے اس لڑکے کو

المصلحة في هذا تزيد على مفسدة الكذب، أو قصد التورية، والحبس المعنوي، ففعل، فصار الغلام يأتي إلى الراهب ويسمع منه، ثم يذهب إلى الساحر، فإذا أراد أن يعاقبه على تأخره قال: إن أهلي أَخَّروني، وإذا رجع إلى أهله وتأخر عند الراهب قال: إنَّ الساحر أَخَّرني. فمرَّ ذات يوم حيوان عظيم، وهو أسد، قد حبس الناس عن التجاوز، فلا يستطيعون أن يتجاوزوه، فأراد هذا الغلام أن يختبر: هل الراهب خير له أم الساحر، فأخذ حجراً، ودعا الله سبحانه وتعالى إن كان أمر الراهب خير له أن يقتل هذا الحجر الدابة، فرمى بالحجر، فقتل الدابة، فمشى الناس. فعرف الغلام أن أمر الراهب خير من أمر الساحر، فأخبر الراهب بما جرى فقال له الراهب: أنت اليوم خير مني، قد بلغ من أمرك ما أرى وإنك ستبتلي فإن ابتليت فلا تدل علي. وكان الغلام يبرئ الأكمه والأبرص، ويداوي الناس من سائر الأدواء. فسمع جليس للملك كان قد أصابه العمى، فأتاه بهدايا كثيرة فقال: ما هاهنا لك أجمع إن أنت شفيتني فقال: إني لا أشفي أحداً، إنما يشفي الله تعالى، فإن آمنت بالله دعوتُ الله فشفاك، فآمن بالله تعالى فشفاه الله، ثم جئ بالرجل الأعمى الذي كان جليساً عند الملك وآمن بالله، وكفر بالملك، فدعي أن يرجع عن دينه فأبى، وهذا يدل على أن الإنسان عليه أن يصبر. فجيء بالراهب فقيل له: ارجع عن دينك فأبى فدعا بالمنشار فوضع المنشار في مفرق رأسه فشقه به حتى وقع شقاه، ثم جيء بالغلام فقيل له: ارجع عن دينك فأبى، فدفعه إلى نفر من أصحابه فقال: اذهبوا به إلى جبل كذا وكذا فاصعدوا به الجبل، فإذا بلغتم أعلاه فإن رجع عن دينه وإلا فاطرحوه فذهبوا به فصعدوا به الجبل، فقال: اللّٰهُمَّ اكفينهم بما شئت، فاهتز بهم الجبل فسقطوا، وجاء يمشي إلى الملك فقال له الملك: ما فعل بك بأصحابك؟ فقال: كفانيهم الله تعالى، فدفعه إلى نفر من اصحابه فقال: اذهبوا به فاحملوه في سفينة وتوسطوا به البحر، فإن رجع عن دينه وإلا فاقذفوه، فذهبوا به فقال: اللّٰهُمَّ اكفينهم بما شئت، فانقلبت

ایسا کرنے کے لیے کہا جب کہ وہ جھوٹ تھا، شاید اس نے یہ سوچا ہوگا کہ اس میں جو مصلحت پوشیدہ ہے وہ جھوٹ کے نقصان پر غالب ہے، یا پھر اس کا ارادہ توریہ اور معنوی طور پر روکنے کا رہا ہے۔ لڑکے نے ایسا ہی کیا اور اس قابل ہوگیا کہ وہ راہب کے پاس آتا اور اس کی باتیں سنتا اور پھر جادوگر کے پاس جاتا، جب جادوگر اپنے پاس دیر سے آنے پر اس کو سزا دیتا تو کہتا کہ میرے گھر والوں نے مجھے روک لیا تھا اور جب گھر لوٹتا اور راہب کے پاس دیر ہوجاتی تو کہتا ہے کہ جادوگر نے روک لیا تھا۔ ایک دن ایک بہت بڑا جانور شیر گزرا اور اس نے لوگوں کا راستہ روک لیا، لڑکا اس طرف آیا تو اس نے کہا میں آج آزمانا چاہوں گا کہ جادوگر میرے لیے افضل ہے یا راہب بہتر ہے، اور پھر ایک پتھر لیا اور کہنے لگا: اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ میرے لیے بہتر ہے تو اس پتھر سے یہ جانور مرجائے، پھر اس کو پتھر سے مارا تو وہ جانور مرگیا اور لوگ گزرنے لگے۔ اور لڑکے نے جان لیا کہ راہب کا معاملہ جادوگر کے بالمقابل اس کے حق میں بہتر ہے۔ پھر لڑکے نے راہب کو اس کی خبر دی تو راہب نے اس لڑکے سے کہا: آج تو مجھ سے افضل ہے، یقیناً تیرا رتبہ یہاں تک پہنچا جو میں دیکھتا ہوں اور تو عنقریب آزمایا جائے گا، اور اگر تو آزمایا جائے تو میرا نام نہ بتلانا۔ (اس لڑکے کا حال یہ تھا کہ) وہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کردیتا تھا بلکہ لوگوں کی ہر بیماری کا علاج بھی کردیتا تھا۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہوگیا اس نے لڑکے کے بارے میں سنا تو وہ بہت سے تحفائف لے کر اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اگر تم مجھے شفا دے دو تو یہ سارے تحائف جو میں یہاں لے کر آیا ہوں وہ تمہارے لیے ہوجائیں گے، اس لڑکے نے کہا کہ میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہیں شفا دے دے، پھر وہ (شخص) اللہ پر ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمادی۔ پھر اس اندھے آدمی کو لایا گیا جو کہ بادشاہ کا ہم نشین تھا، وہ اللہ پر ایمان لے آیا اور بادشاہ پر ایمان لانے سے انکار کردیا، بادشاہ نے اس سے کہا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائے لیکن لڑکے نے انکار کردیا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ (مشکل حالات میں) انسان کو صبر سے کام لینا چاہیے۔ پھر راہب کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، راہب نے انکار کردیا۔ اس پر بادشاہ نے آرا منگوا کر اس کے سر کی مانگ پر رکھوایا اور اسے چروا کر دو ٹکڑے کروادیا۔ پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا، وہ آیا تو اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے مذہب سے پھر جا۔ اس نے بھی انکار کردیا تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کرکے کہا: اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ، اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کردے تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے دھکیل دینا۔ چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے

بهم السفينة فغرقوا، وجاء يمشي إلى الملك فقال له الملك: ما فعل بأصحابك؟ فقال: كفانيهم الله تعالى، فقال للملك: إنك لن تستطيع قتلي حتى تفعل ما آمرك به، قال: ما هو؟ قال: تجمع الناس في مكان واحد وتصلبني على جذع، ثم خذ سهما من وعائي الذي أضع فيه السهام، ثم ضع السهم في وسط القوس، ثم قل: بسم الله رب الغلام، ثم ارمني، فإنك إذا فعلت ذلك قتلتني. فجمع الناس في صعيد واحد، وصلبه على جذع، ثم أخذ سهمًا من وعائه الذي يضع فيها السهام، ثم وضع السهم في وسط القوس، ثم قال: بسم الله رب الغلام، ثم رماه فوقع السهم في صدغه، فوضع يده في صدغه فمات. فقال الناس: آمنا برب الغلام، فأتى الملك فقيل له: أرأيت ما كنت تحذر؟ قد والله نزل بك ما كنت تحذر، قد آمن الناس. فأمر بالأخدود بأبواب الطرق فَشُقَّت، وأُوقِدَت فيها النيران وقال: من لم يرجع عن دينه فاقحِمُوه فيها، أو قيل له: اقتحم، ففعلوا، حتى جاءت امرأة ومعها صبي لها، فتأخرت أن تقع فيها رحمة بصبيها، فقال لها الصبي: يا أماه اصبري فإنك على الحق.

تو اس لڑکے نے کہا : اے اللہ! تو میرے لیے اُن کے بالمقابل کافی ہے، جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچالے۔ اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا : اللہ پاک نے مجھے ان سے بچالیا ہے۔ پھر بادشاہ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو ایک کشتی میں دریا کے اندر لے جاؤ، اگر اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، ورنہ اس کو دریا میں دھکیل دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے، لڑکے نے کہا کہ اے اللہ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے بچالے، چنانچہ وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا : اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچالیا ہے، پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھے اس وقت تک نہ مار سکے گا جب تک کہ جو طریقہ میں بتلاؤں وہ نہ کرے، بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکالو اور اس تیر کو کمان کے بیچ میں رکھو اور پھر کہو : اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر مجھے تیر مارو اگر تم اس طرح کرو تو مجھے قتل کر سکتے ہو! چنانچہ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا، پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور اس تیر کو کمان کے بیچ میں رکھ کر کہا کہ اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا، تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا، (یہ دیکھ کر) سب لوگوں نے کہا کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ آیا اور اس سے کہا گیا کہ : جس سے ڈر رہے تھے وہی ہوا یعنی لوگ ایمان لے آئے۔ چنانچہ بادشاہ نے راستوں کے دروازوں پر خندق کھودنے کا حکم دے دیا۔ پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی، بادشاہ نے کہا : جو شخص اس دین سے (یعنی لڑکے کے دین سے) نہ پھرے اسے خندقوں میں دھکیل دو، یا اس سے کہا جائے کہ ان خندقوں میں داخل ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کی گود میں اس کا بچہ بھی تھا، وہ عورت (بچے کی وجہ سے) آگ میں کودنے سے پیچھے ہٹی تو بچے نے کہا کہ : اے امی جان صبر کر! اس لیے کہ تو حق پر ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > سير الدعاة وواجباتهم

السيرة والتاريخ > التاريخ > قصص وأحوال الأمم السابقة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: صُهيب بن سِنان الرومي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ساحِر : الساحر هو: مباشر السِّحر والسحر عبارة عن: عقد ورق يعني قراءات مُطَلسَمَة (أي غير مفهومة)، ينفث بها الساحر فيؤذي المسحور بواسطة الجن، بمرض أو موت أو صرف أو عطف، والصرف أن يصرفه عما يريد، والعطف يعني يعطفه على ما لا يريد المسحور.
- غلاما : والغلام لغة: الصبي من الفطام إلى البلوغ
- رَاهِب : هو المُتَعبِّد من النصارى
- ستُبتَلى : من البلاء، وهو: المحنة والشِدَّة تنزل بالمرء؛ ليختبر بها ويمتحن.
- حَبَسَنِي أَهلِي : منعني أهلي
- دَابَّة عَظِيمَة : كل ما يدب على الأرض، وقد غُلِّب على ما يركب من الحيوان، والدابة في هذا الحديث أسد، كما في رواية أخرى.
- الأكمَهَ : الذي وُلِد أعمى
- الأَبرَص : هو الذي أصابه البرص، وهو بياض يقع في الجسد لعِلَّة.
- ذِروته : ذروة الجبل: أعلاه
- الأَدوَاء : الأمراض والأسقام
- مَفْرق رأسه : مكان فرق شعره
- فَرَجَفَ بهِمُ الجَبل : تحرك الجبل واضطرب بهم
- القُرقُور : نوع من السُفُن
- انكَفَأَت : انقلبت
- الصعيد : المكان الواسع
- تصلُبَنِي : صَلَب الجسم: شد أطرافه وعلَّقه على شيء ما.
- جِذع : عود من أعواد النخل
- كِنَانَتِي : جُعبَة صغيرة من جلد للنبل والسهام
- كَبِد القوس : مَقبَضِها عند الرمي
- نزل بك حَذَرُك : حصل لك ما كنت تحذر
- صُدْغِه : هو مابين العين إلى شحمة الأذن
- بأفْواهِ السِّكَكِ : بأبواب الطرق
- فَخُدَّت : شُقَّت الأخاديد
- أُضرم : أُوقِد
- تقاعَسَت : توقفت وجَبُنَت
- فأقحموه فيها : ألقوه كرها

فوائد الحديث:

١. -1إثبات كرامة الأولياء، في قتل الأسد برمية الغلام، وفي إجابة دعاء الغلام مرتين، وفي كلام الرضيع.
٢. -2نصر من توكل على الله سبحانه.
٣. -3أن أعمى القلب لا يبصر الحق
٤. -4بيان شرف الصبر والثبات على الدين.
٥. -5أن الحكمة في التعلم في أول العُمر؛ لأنَّ الشاب في الغالب أسرع حفظاً من الكبير.
٦. -6قُوَّة إيمان هذا الغلام، وأنه لم يتزحزح عن إيمانه ولم يتحول.
٧. -7إكرام الله عز وجل الغلام بقبول دعوته.
٨. -8أن الله عز وجل يجيب دعوة المضطر إذا دعاه.
٩. -9أن الإنسان يجوز أن يغرر بنفسه في مصلحة عامة للمسلمين، فإن هذا الغلام دل الملك على أمر يقتله به ويهلك به نفسه، وهو ان يأخذ سهماً من كنانته ويضعه في كبد القوس ويقول: باسم الله رب الغلام.
١٠. -10جواز الكذب في الحرب ونحوها، وفي إنقاذ النفس من الهلاك.
١١. -11المؤمن يُختَبر في صدق إيمانه والثبات على قول الحق، وإن وصل به الأمر إلى إزهاق نفسه.

١٢. -12التضحية في سبيل الدعوة إلى الله وإظهار الحق.

١٣. -13أن الله يظهر الحق وينصر أهله، ويهزم الباطل وحزبه.

١٤. -14إثبات نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم؛ لإخباره عن المغيبات التي نسيها التأريخ.

١٥. -15استعمال المربي القصص في التوجيه؛ لأن فيه تأثيرا قد لا يكون بالموعظة المباشرة.

١٦. -16استعانة الملوك والذين لا يحكمون بشرع الله بالسحرة والعرافين.

١٧. -17قلوب العباد بيد الله فيهدي من يشاء ويضل من يشاء، فقد اهتدى الغلام وهو في أحضان الساحر وعناية الملك العاثر.

١٨. -18عدم الاغترار بالكرامة ونسبتها إلى الله؛ لأنها من فضل الله تعالى.

١٩. -19جواز سؤال الله تعالى أن يري العبد علامة يعرف بها الصواب ويحصل له اليقين.

٢٠. -20أهل الإيمان يسخرون كل ما أتاهم الله وتفضل به عليهم لخدمة دينه والدعوة إلى سبيله.

٢١. -21بيان لحقيقة الصراع بين الطواغيت والدعاة إلى الله، وسبب ذلك: أن الدعاة يريدون تعبيد العباد لرب العباد وحده، بينما الطواغيت يريدون من الناس أن يتخذونهم أربابا من دون الله.

٢٢. -22أسباب الهلاك بيد الله، فإن شاء أنفذها وإن شاء قطعها.

٢٣. -23الإصرار على إيصال الدعوة إلى الله إلى كافة الناس ولو كان ذلك يؤدي إلى الموت في سبيل الله.

٢٤. -24قد تكرر الكرامة للعبد المؤمن مرة بعد مرة تثبيتا له على ما هو عليه من الحق، وزجرا لخصومه ومبغضيه.

٢٥. -25أهل الكفر لا تنقصهم الحجج والبراهين ليؤمنوا، وإنما سبب كفرهم هو العناد والكبر.

٢٦. -26الطواغيت والظالمون عندهم الاستعداد لقتل الناس جميعا ليبقوا على ما هم فيه من نعيم الدنيا.

٢٧. -27أن الله يعاقب الذين ظلموا من حيث لم يحتسبوا، فقد آمن الناس برب الغلام عندما رأوا ثباته وصدق دعوته وعدم خشيته في الله لومة لائم.

٢٨. -28هناك من تكلم في المهد غير المسيح عليه السلام، وهذا الحديث يشرح قول رسول الله صلى الله عليه وسلم : "لم يتكلم في المهد إلا ثلاثة..."، وذكرهم، وحصرهم في بني إسرائيل دون غيرهم.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3303)

كان ابن مسعود -رضي الله عنه- يذكرنا في كل خميس

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن ہمیں نصیحت کرتے تھے

١٤٤٣. الحديث:

عن شقيق بن سلمة -رحمه الله- قال: كان ابن مسعود -رضي الله عنه- يُذَكِّرُنا في كل خميس، فقال له رجل: يا أبا عبد الرحمن، لَوَدِدْتُ أنك ذَكَّرْتَنا كل يوم، فقال: أما إنه يمنعني من ذلك أني أكره أن أُمِلَّكُم، وإني أَتَخَوَّلُكُم بالمَوْعِظَةِ، كما كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَخَوَّلُنَا بها مَخَافَةَ السَّآمَةِ علينا.

١٤٤٣. حدیث:

شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو ایک مرتبہ وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ تو ان سے ایک شخص نے کہا : اے ابو عبد الرحمن! میری بڑی خواہش ہے کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کریں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے روزانہ وعظ کرنے سے یہ چیز روکتی ہے کہ میں تمھیں اکتاہٹ میں ڈالنا پسند نہیں کرتا، اور میں وعظ میں تمہارا خیال رکھتا ہوں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہمارا خیال رکھتے تھے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر شقيق بن سلمة -رحمه الله- أن ابن مسعود -رضي الله عنه- كان يعظهم كل خميس، فقال له رجل: إننا لنحب أن تعظنا كل يوم، فقال: إن الذي يمنعني من ذلك كراهية أن أوقعكم في الملل والضجر، وإني أتعهدكم بالموعظة وأتفقد حال احتياجكم إليها كما كان يفعل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- معنا، خشية أن يوقعنا في الملالة، إذ لا تأثير للموعظة عند الملالة.

اجمالی معنی:

شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا : ہم لوگ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ کیا کریں۔ انھوں نے جواب دیا : ایسا کرنے سے مجھے ایک ہی بات روکتی ہے کہ میں تمھیں اکتاہٹ اور بیزاری میں مبتلا کردوں۔ میں موقع و محل دیکھ کر تمھیں نصیحت کرتا ہوں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم اس خیال سے کہ ہم اکتا نہ جائیں نصیحت کرنے میں وقت اور موقع کا لحاظ فرماتے تھے، کیوں کہ اکتاہٹ کے وقت وعظ کا کوئی فائدہ نہیں۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > آداب الدعوة إلى الله

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُذَكِّرُنَا : أي بالتكاليف الشرعية أو يذكر لنا ثواب الطاعات وعقاب المعاصي.
- لَوَدِدْتُ : لأحببت.
- بِالْمَوعِظَةِ : الوعظ: هو ذكر الأحكام الشرعية مقرونة بالترغيب أو الترهيب.
- يَتَخَوَّلُنَا : يتعهدنا.
- السَّآمَةِ : الملل أو المشقة.

فوائد الحديث:

١. الاقتصاد في الوعظ والإرشاد؛ لأن من طبائع النفوس الملل مما يداوم عليه وإن كان محبوبا لها.
٢. بيان أن أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل.
٣. استحباب التخول في الوعظ خشية الملال.

٤. استحباب أوقات النشاط للتعليم والموعظة.

٥. استحباب أن يجعل الواعظ موعظته مشوقة حتى يُقبِل الناس على استماعها ولا يكون ذلك إلا بالعلم المصاحب للعمل.

٦. عدم استجابة الواعظ لكل ما يطلب منه بل يقدر بنفسه مقدار ما يصلح في كل أمر من الأمور؛ لأنه ينظر من بصيرة علمه، والناس يتعاملون باندفاع عواطفهم.

٧. حرص الصحابة على متابعة الرسول -صلى الله عليه وسلم- في أقواله وأفعاله.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3082)

كل سُلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس: تَعْدِلُ بين اثنين صدقةٌ، وتُعِينُ الرجلَ في دابتِه فتَحملُهُ عليها أو تَرفعُ له عليها متاعَهُ صَدَقَةٌ، والكلمةُ الطيبةُ صدقةٌ

١٤٤٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم-: «كل سُلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس: تَعْدِلُ بين اثنين صدقةٌ، وتُعِينُ الرجلَ في دابتِه فتَحملُهُ عليها أو تَرفعُ له عليها متاعَهُ صَدَقَةٌ، والكلمةُ الطيبةُ صدقةٌ، وبكل خُطْوَةٍ تمشيها إلى الصلاة صدقةٌ، وتُميط الأذَى عن الطريق صدقةٌ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كلُّ يوم تطلع فيه الشمس فعلى جميع تلك السلامى -وهي ستون وثلاثمائة- صدقة في ذلك اليوم، ثم ذكر بعد ذلك أمثلة مِمَّا تحصل به الصدقة، وهي فعلية وقولية، وقاصرة ومتعدِّية، ومعنى قاصرة أي نفعها لفاعلها، ومتعدية أي نفعها يصل للآخرين. وما ذكره النَّبيُّ -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث هو من قبيل التمثيل لا الحصر، فالعدل بين الاثنين يكون في الحكم أو الصلح بين متنازعين بالعدل، وهو قوليٌّ متعدٍّ، وإعانة الرَّجل في حمله على دابَّته أو حمل متاعه عليها هو فعليٌّ متعدٍّ، وقول الكلمة الطيِّبة يدخل تحته كلُّ كلام طيِّب من الذِّكر والدعاء والقراءة والتعليم والأمر والمعروف والنهي عن المنكر وغير ذلك، وهو قوليٌّ قاصرٌ ومتعدٍّ، وكلُّ خطوة يمشيها المسلم إلى الصلاة صدقة من المسلم على نفسه، وهو فعليٌّ قاصر، وإماطة الأذى عن الطريق من شوك أو حجر أو زجاج وغير ذلك، وهو فعليٌّ متعدٍّ.

ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، ہر آدمی کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے، آدمی کو اس کی سواری پر سوار کرنا، اس کا سامان اٹھانا یا اس کے سامان کو سواری سے اتارنا صدقہ ہے، پاکیزہ بات کرنا صدقہ ہے، نماز کی طرف چل کر جانے میں ہر قدم صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

١٤٤٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، ہر آدمی کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے؛ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے، آدمی کو اس کی سواری پر سوار کرنا، اس کا سامان اٹھانا یا اس کے سامان کو سواری سے اتارنا صدقہ ہے، پاکیزہ بات کرنا صدقہ ہے، نماز کی طرف چل کر جانے میں ہر قدم صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

متفق علیہ

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > فضل الإسلام ومحاسنه

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- سُلامى : بضم السين المهملة وتخفيف اللام مع القصر، وهي المفاصل، وقد ثبت في صحيح مسلم أنها ثلاثمائة وستون.
- عليه : تذكير الضمير مع عوده إلى المؤنث باعتبار المعنى وهو المفصل.
- صدقة : في مقابلة ما أنعم الله به عليه في تلك السلاميات، إذ لو شاء لسلبها القدرة وهو في ذلك عادل. فإبقاؤها يوجب دوام الشكر بالتصدق، إذ لو فقد له عظم واحد، أو يبس، أو لم ينبسط أو ينقبض لاختلت حياته، وعظم بلاؤه، والصدقة تدفع البلاء.
- تطلع فيه الشمس : أتى بهذا القيد لئلا يتوهم أن المراد باليوم هنا المدة الطويلة، كما يقال: يوم صفين، وهو أيام كثيرة، أو مطلق الوقت كما في آية: ((يوم يأتيهم ليس مصروفا عنهم)).
- تعدل بين اثنين : متحاكمين، أومتخاصمين، أو متهاجرين.
- تعدل بين اثنين صدقة : عليهما لوقايتهما مما يتسبب على الخصام من قبيح الأقوال والأفعال.
- والكلمة الطيبة : وهي الذكر والدعاء للنفس والغير، ومخاطبة الناس بما فيه السرور، واجتماع في القلوب وتألفها.
- خطوة : بفتح الخاء: المرة الواحدة، وبضمها: ما بين القدمين.
- تُميط : بضم أوله: تُنحي.

فوائد الحديث:

١. تركيب عظام الآدمي وسلامتها من أعظم نعم الله تعالى عليه، فيحتاج كل عظم منها إلى تصدق عنه بخصوصه ليتم شكر تلك النعمة.
٢. الترغيب في تجديد الشكر كل يوم لدوام تلك النعم.
٣. وجوب الصدقة على كل إنسان كل يوم تطلع فيه الشمس عن كل عضو من أعضائه، لأن قوله: "عَلَيهِ صَدَقَة"، وعلى للوجوب.
٤. المداومة على النوافل كل يوم، وأن العبادة إذا وقعت في يوم لا تغني عن يوم آخر، فلا يقول القائل مثلا: قد فعلت أمس فأجزأ عني اليوم، لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "كل يوم تطلع فيه الشمس".
٥. كل يوم يصبح فيه الإنسان بمنزلة حياة جديدة له لأنه بعث بعد وفاة، قال تعالى: {وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ} [الأنعام : ٦٠].
٦. الصدقة لا تنحصر في المال.
٧. فضل الإصلاح بين الناس.
٨. الحث على معونة الرجل أخاه، لأن معونته إياه صدقة، سواء في المثال الذي ذكره الرسول -صلى الله عليه وسلم- أو في غيره.
٩. الحث على حضور الجماعات والمشي إليها، وعمارة المساجد بذلك، إذ لو صلى في بيته فاته الأجر المذكور في الحديث.
١٠. الحث على الكلمة الطيبة.
١١. الترغيب في إماطة الأذى، وفي معناه: توسيع الطرق التي تضيق على المارة، وإقامة من يبيع ويشتري في وسط الطرق العامة.
١٢. وجوب احترام طرق المسلمين بتجنب ما يؤذيهم أو يضر بهم.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4568)

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ على عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مَخِيطًا فَمَا فَوْقَهُ، كانَ غُلُولًا يَأْتِي به يَوْمَ القِيَامَةِ

تم میں سے جب ہم کسی کام کی ذمے داری سونپیں اور وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کوئی کم تر چیز چھپائے، تو وہ خیانت ہوگی، جسے لے کر وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا۔

١٤٤٥. الحديث:

عن عدي بن عميرة الكندي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من اسْتَعْمَلْنَاهُ منكم على عمل، فكَتَمَنَا مِخْيَطًا فما فوقه، كان غُلُولا يأتي به يوم القيامة». فقام إليه رجلٌ أسودُ من الأنصار، كأني أنظر إليه، فقال: يا رسول الله، اقبل عني عَمَلَكَ، قال: «وما لك؟» قال: سمعتك تقول كذا وكذا، قال: «وأنا أقوله الآن: من اسْتَعْمَلْنَاهُ على عمل فلْيَجِئْ بقليله وكثيره، فما أُوتِيَ منه أَخَذَ، وما نهي عنه انْتَهَى».

١٤٤٥. حدیث:

عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جب ہم کسی کام کی ذمہ داری سونپیں، پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کوئی کم تر چیز چھپائے، تو وہ خیانت ہوگی، جسے لے کر وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا"۔ یہ سن کر ایک سانولے رنگ کے انصاری، جنھیں گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں، کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! آپ نے مجھے جو کام سونپا تھا، اس سے مجھے مستعفی ہونے کی اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمھیں کیا ہوگیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو ایسے فرماتے ہوئے جو سن لیا ہے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! میں اب اسے پھر کہتا ہوں کہ جسے ہم کسی کام کی ذمے داری سونپیں، وہ کم یا زیادہ سب کچھ لے کر آئے۔ جو اسے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے منع کر دیا جائے اس سے رک جائے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من استعملناه منكم على عمل من جمع مال الزكاة أو الغنائم أو غير ذلك، فأخفى منه إبرة فما أصغر منها كان غلولا يأتي به يوم القيامة، فقام إليه رجل من الأنصار يستأذنه في أن يترك العمل الذي كلفه صلى الله عليه وسلم به، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: وما لك. قال: سمعتك تقول: كذا وكذا. فقال: وأنا أقوله الآن، من استعملناه منكم على عمل فليأت بقليله وكثيره، فما أعطي من أجره أخذه، وما نهي عنه ولم يكن من حقه امتنع عن أخذه.

اجمالی معنی:

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عدي بن عميرة الكندي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كتمنا مخيطا : أي: أخفاه.
- مخيطا فما فوقه : إبرة أو ما هو أصغر منها.

- غلولا : الغلول: أخذ الشيء خُفية وخيانة.
- اقبل عني عملك : ائذن لي أن أستقيل من العمل الذي وليتني عليه.
- كذا وكذا : من ألفاظ الكنايات يكنى بها عن المجهول، وعما لا يراد التصريح به، وما سبق ذكره.
- فليجئ : فليأت.
- أوتي : أعطي أجره.
- ما نهي عنه انتهى : ما بين له أن أخذه غير جائز انتهى من أخذه.

فوائد الحديث:

١. الوعيد الشديد لمن خان في عمله أو وظيفته في قليل أو كثير.

٢. من اؤتمن على أموال الأمة عليه أن يصونها ويؤديها إلى مستحقيها ولا يختص نفسه بشيء منها، وإن حدثته نفسه بالخيانة وأَخَذَ شيئًا منها وجب عليه رده، وإلا افتضح يوم القيامة على رؤوس الأشهاد.

٣. وجوب البعد عن الإمارة والوظيفة لمن لمس من نفسه عدم الثقة والقدرة على القيام بها بأمانة وإخلاص.

٤. ولاة الأمور ينبغي أن يعرفوا الجهات التي يرد منها المال العام فيأخذوا ما هو حلال، وما لم يجز أخذه يرد إلى أهله.

٥. جواز نعت الرجل بما فيه للمعرفة إذا لم يكن ذلك يغضبه، ولذلك قال في الحديث: فقام إليه رجل أسود من الأنصار.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5412)

ما بعث الله من نبي، ولا استخلف من خليفة إلا كانت له بطانتان: بطانة تأمره بالمعروف وتحضه عليه، وبطانة تأمره بالشر وتحضه عليه	اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ ایسا بنایا جس کے دو مشیر (قریبی رازدار) نہ ہوں، ایک مشیر اسے خیر و بھلائی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا اسے شر اور برے کام کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے۔

١٤٤٦. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة -رضي الله عنهما- مرفوعاً: "ما بعث الله من نبي ولا اسْتَخْلَفَ من خليفة إلا كانت له بطانتان: بطانة تأمره بالمعروف وتَحُضُّهُ عليه، وبطانة تأمره بالشر وتَحُضُّهُ عليه، والمعصوم من عصم الله".

١٤٤٦. حدیث:

حضرت ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ ایسا بنایا جس کے دو مشیر (قریبی رازدار) نہ ہوں۔ ایک مشیر اسے خیر و بھلائی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا اسے شر اور برے کام کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے، اور برائیوں سے معصوم و محفوظ تو وہی ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ معصوم و محفوظ رکھے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -عليه الصلاة والسلام- أن الله ما بعث من نبي ولا استخلف من خليفة إلا كان له بطانتان: بطانة خير تأمره بالخير وتحثه عليه، وبطانة سوء تدله على السوء وتأمره به، والمحفوظ من تأثير بطانة الشر هو من حفظه الله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ:

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ ایسا بنایا جس کے دو مشیر (قریبی راز دار) نہ ہوں۔ ایک مشیر اسے خیر و بھلائی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا اسے شر اور برے کام کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے اور برائی کے مشیر کی تاثیر سے وہی شخص بچ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > فضل الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خَلِيفَة : حاكم أو ذو ولاية.
- كَانَت : وُجدت.
- بِطَانَتَان : فئتان من الأعوان، وبطانة الرجل: صاحب سره الذي يشاوره في أحواله.
- تَأْمُرُهُ بِالمَعْرُوفِ : تشير عليه بما عرف واستحسن من العدل وغيره.
- تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ : تدعوه إليه.
- تَحُضُّهُ : تحثه.
- المَعْصُومُ : المحفوظ من تأثير بطانة الشر.
- مَنْ عَصَمَ الله : حفظه الله، إما بنور النبوة والوحي أو الاهتداء بشرع الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. الأمر بيد الله -تعالى- يؤتي ملكه من يشاء وينزع الملك ممن يشاء، ويهدي من يشاء ويضل من يشاء.
٢. من واجب الحاكم أن يتخيَّر البطانة الصالحة، التي هي عنوان سعادته.

٣. العبد إما أن يكون داعية إلى الله يأمر بالمعروف ويحض عليه، وينهى عن المنكر ويحذر منه، أو يدعو إلى الشيطان وحزبه.

٤. الخواص والبطانة منهم أهل صلاح وخير يأمرون بطاعة الله ورسوله، وينهون عن الشر ويذكرون بلقاء الله، ومنهم أهل فساد وشر على العكس من ذلك.

٥. لا سبيل إلى اتقاء شر بطانة السوء إلا بالاعتصام بالله ولزوم تطبيق شرعه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ ١٩٩٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3012)

ما من عبد يَسْتَرْعِيْهِ الله رَعِيَّةً, يموت يوم يموت, وهو غاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ؛ إلا حرَّم الله عليه الجنة

کوئی ایسا بندہ، جسے اللہ کسی رعایا کا نگران بناتا ہے اور مرنے کے دن وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ اپنی رعیت سے دھوکا کرنے والا ہے، تو اللہ اس پر جنت حرام کردیتا ہے۔

١٤٤٧. الحديث:

عن معقل بن يسار -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما من عبد يَسْتَرْعِيهِ الله رَعِيَّةً, يموت يوم يموت, وهو غاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ؛ إلا حرَّم الله عليه الجنة».

١٤٤٧. حدیث:

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی ایسا بندہ، جسے اللہ کسی رعایا کا نگران بناتا ہے اور مرنے کے دن وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ اپنی رعیت سے دھوکا کرنے والا ہے، تو اللہ اس پر جنت حرام کردیتا ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في حديث معقل بن يسار هذا التحذير من غش الرعية، وأنه: (ما من عبد يسترعيه الله رعية): أي يفوض إليه رعاية رعية: وهي بمعنى المرعية، بأن ينصبه إلى القيام بمصالحهم ويعطيه زمام أمورهم، والراعي: الحافظ المؤتمن على ما يليه من الرعاية وهي الحفظ. (يموت يوم يموت وهو غاش) أي خائن (لرعيته) المراد يوم يموت وقت إزهاق روحه، وما قبله من حالة لا تقبل فيها التوبة؛ لأن التائب من خيانته أو تقصيره لا يستحق هذا الوعيد. فمن حصلت منه الخيانة في ولايته، سواء كانت هذه الولاية عامة أو خاصة؛ فإن الصادق المصدوق عليه أفضل الصلاة وأزكى التسليم توَعَّده بقوله: (إلا حرم الله عليه الجنة) أي إن استحل أو المراد يمنعه من دخوله مع السابقين الأولين.

اجمالی معنی:

متفق علیہ

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: مَعْقِلُ بن يَسار -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَسْتَرْعِيْهِ : يفوّض إليه رعايتها، بأن يكون أميرا أو واليا عليها
- رَعِيَّةً : الرعية هم عامة الناس الخاضعون للأمير ونحوه.
- غاشّ : خائن لا يقوم بمصالحهم
- إلا حرم الله عليه الجنة : حرم عليه دخول دار النعيم العظيم مع الفائزين أول الأمر أو حرمها عليه مطلقا إن استحل غش وخيانة المسلمين

فوائد الحديث:

١. الوعيد الشديد للولاة الذين لا يهتمون بأمور رعيتهم
٢. هذا الحديث ليس خاصا بالإمام الأعظم ونوابه، بل هو عام في كل من استرعاه الله رعية، كالأب، ومدير المدرسة ونحوهما
٣. أنه لو تاب هذا الغاش قبل موته لا يلحقه هذا الوعيد
٤. تحذير الحكام من التفريط في حق رعاياهم وإهمال قضاياهم وتضييع حقوقهم.
٥. بيان واجب الحكام في بذل أقصى جهودهم لنصح شعوبهم، وأن من فرط في ذلك حرم الجنة مع الفائزين
٦. بيان أهمية منصب الحاكم في الإسلام

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ه. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، ط١، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، ١٣٥٦ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5335)

ما من مسلم يَغرس غَرسًا إلا كان ما أُكل منه له صدقة، وما سُرق منه له صدقة، ولا يَرْزَؤُهُ أحد إلا كان له صدقة

جو مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے، تو اس میں سے جو کچھ کھایا جاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا، جو اس میں سے چوری ہوجاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا اور اس میں جو شخص بھی کچھ کمی کرتا ہے، وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوگا۔

١٤٤٨. الحديث:

عن جابر-رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما من مسلم يَغرس غَرسا إلا كان ما أُكل منه له صدقة، وما سُرق منه له صدقة، ولا يَرْزَؤُهُ أحد إلا كان له صدقة». وفي رواية: «فلا يَغرس المسلم غَرسا فيأكلَ منه إنسان ولا دَابَة ولا طير إلا كان له صدقة إلى يوم القيامة»، وفي رواية: «لا يَغرس مسلم غرسا، ولا يزرع زرعًا، فيأكل منه إنسان ولا دَابَة ولا شيء، إلا كانت له صدقة».

١٤٤٨. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے تو اس میں سے جو کچھ کھایا جاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا، جو اس میں سے چوری ہوجاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا اور اس میں گر کوئی شخص کچھ کمی کرتا ہے، تو وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوگا۔ ایک روایت میں ہے: "مسلمان کوئی پودا لگائے اور اس میں سے کوئی انسان، چوپایہ اور پرندہ کھا لے، تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے صدقہ ہوگا"۔ ایک اور روایت میں ہے: "جو مسلمان کوئی پودا لگائے یا فصل بوئے، تو اس میں سے جو بھی انسان یا چوپایہ یا کوئی اور شے کھائے، وہ اس کے لیے صدقہ ہے"۔ یہ دونوں روایتیں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث أنه ما من أحد من المسلمين يغرس غرسا أو يزرع زرعا، فيأكل منه حي من أحياء المخلوقات، إلا أثيب على ذلك، حتى بعد مماته فيجري له عمله ما بقي زرعه وغراسه. ففي حديث الباب الحث على الزرع، وعلى الغرس، وأن الزرع والغرس فيه الخير الكثير، فيه مصلحة في الدين، ومصلحة في الدنيا. وأنه إذا أكل منه صار له صدقة، وأعجب من ذلك لو سرق منه سارق، كما لو جاء شخص مثلًا إلى نخل وسرق منه تمرًا، فإن لصاحبه في ذلك أجرا، مع أنه لو علم بهذا السارق لرفعه إلى المحكمة، ومع ذلك فإن الله تعالى يكتب له بهذه السرقة صدقة إلى يوم القيامة. كذلك أيضًا: إذا أكل من هذا الزرع دواب الأرض وهوامها كان لصاحبه صدقة. وخص الحديث بالمسلم؛ لأنه الذي ينتفع بثواب الصدقة في الدنيا والآخرة.

اجمالی معنی:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو بھی مسلمان کوئی پودا لگائے یا فصل بوئے اور اس میں سے کوئی جان دار مخلوق کھا لے، تو اسے اس پر ثواب ملتا ہے، یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد بھی اس کے اس عمل کا ثواب اس وقت تک جاری رہتا ہے، جب تک اس کی یہ کھیتی اور لگایا ہوا درخت باقی رہتا ہے۔ اس حدیث میں کھیتی کرنے اور پودے لگانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ کیوں کہ کھیتی کرنے اور پودے لگانے میں بہت سی خیر مضمر ہے۔ اس میں دینی فائدہ بھی ہے اور دنیاوی بھی۔ اگر اس میں سے کوئی کھا لے، تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔ اس سے عجیب تر یہ کہ اگر اس میں سے کسی چور نے کچھ چرالیا، مثلا کوئی شخص کھجور کے پودے پاس آ کر اس میں سے کھجوریں چرالے، تو اس کھجور کے مالک کو اس پر بھی اجر ملے گا، اگرچہ اسے اگر اس چور کا پتہ لگ جائے، تو وہ اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دے گا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس چوری کے بدلے میں قیامت کے دن تک اس کے لیے صدقہ کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اسی طرح جب کھیتی کو جانور یا کیڑے مکوڑے کھا جائیں، تو یہ بھی صدقہ شمار ہوگا۔ حدیث بالخصوص مسلم کا ذکر اس لیے ہوا ہے کہ وہی در حقیقت دنیا و آخرت میں صدقہ کے ثواب سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > فضل الإسلام ومحاسنه

راوي الحديث: متفق عليه من حديث أنس، ورواه مسلم من حديث جابر.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه- جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَرْزَؤُهُ : ينقصه.
- يغرس : الغرس للأشجار والزرع لغيرها من النباتات.
- الدابة : كل ما يدب على الأرض ثم غلب استعماله في كل ما يركب من الحيوان.

فوائد الحديث:

١. الحث على الغرس والزراعة.
٢. فضل من يغرس غرسا أو يزرع زرعا.
٣. أن هذه الأعمال من الصدقة الجارية.
٤. سعة فضل الله تعالى وكرمه أن يثيب الإنسان على عمله بعد مماته.
٥. السعي في تحصيل النفع لمخلوقات الله تعالى.
٦. يثاب المسلم على ما سُرق من ماله، أو ما غصب منه، أو أتلف منه إذا صبر واحتسب عند الله تعالى، وكذلك إذا سرق منه ولم يعلم.
٧. ظاهر الحديث: أنه متى حصل الأكل من الزرع أو السرقة، فله بذلك أجر ولو لم ينو ذلك.
٨. فيه الرحمة بالحيوان.
٩. شمل الحديث جميع الحيوانات،مأكولة اللحم وغير مأكولة اللحم؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: (..وما أكل السبع فهو له صدقة).

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - الأدب النبوي، محمد عبد العزيز الخَوْلي، دار المعرفة -بيروت- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3911)

مثل القائم في حدود الله والواقع فيها، كمثل قوم استهموا على سفينة فصار بعضهم أعلاها وبعضهم أسفلها، وكان الذين في أسفلها إذا استقوا من الماء مروا على من فوقهم

اللہ کی حدود پر قائم رہنے والوں اوران کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنھوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا جس کے نتیجہ میں بعض لوگ کشتی کے اوپر والے حصے میں اور بعض نیچے والے حصے میں آ گئے۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے، انہیں پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرنا پڑتا۔

١٤٤٩. الحديث:

عن النعمان بن بشير -رضي الله عنهما- مرفوعًا: «مَثَلُ القَائِمِ فِي حُدُود الله والوَاقِعِ فيها كَمَثَل قَوم اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَة فصارَ بعضُهم أَعلاهَا وبعضُهم أسفَلَها، وكان الذين في أسفَلِها إِذَا اسْتَقَوا مِنَ الماءِ مَرُّوا على من فَوقِهِم، فَقَالُوا: لَو أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقاً وَلَم نُؤذِ مَنْ فَوقَنَا، فَإِنْ تَرَكُوهُم وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعاً، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيدِيهِم نَجَوا وَنَجَوا جَمِيعاً».

١٤٤٩. حدیث:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ کی حدود پر قائم رہنے والوں اوران کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنھوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا جس کے نتیجہ میں بعض لوگ کشتی کے اوپر والے حصے میں اور بعض نیچے والے حصے میں آ گئے۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے، انہیں پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرنا پڑتا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کرلیں تاکہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔ اب اگر اوپر والے نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں (اور انہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے) تو یہ خود بھی بچ جائیں گے اور باقی لوگ بھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث النعمان بن بشير الأنصاري -رضي الله عنهما- في باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "مثل القائم في حدود الله والواقع فيها" القائم فيها يعني الذي استقام على دين الله فقام بالواجب، وترك المحرم، والواقع فيها أي: في حدود الله، أي: الفاعل للمحرم، أو التارك للواجب. "كمثل قوم استهموا على سفينة" يعني ضربوا سهما، وهو ما يسمى بالقرعة، أيهم يكون الأعلى؟. "فصار بعضهم أعلاها، وبعضهم أسفلها، وكان الذين في أسفلها إذا استقوا الماء"، يعني إذا طلبوا الماء؛ ليشربوا منه "مروا على من فوقهم"، يعني الذين في أعلاها؛ لأن الماء لا يقدر عليه إلا من فوق. "فقالوا لو أنا خرقنا في نصيبنا"، يعني لو نخرق خرقا في مكاننا نستقي منه، حتى لا نؤذي من فوقنا،

اجمالی معنی:

نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب سے متعلق ہے۔ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مثل القائم فی حدود اللہ والواقع فیھا"۔ یعنی جو اللہ کے دین پر ثابت قدم رہا، واجبات کی ادائیگی کرتا رہا اور حرام کردہ اشیاء سے بچتا رہا اور وہ جو حدود میں جا پڑنے والا ہے یعنی حرام کا ارتکاب کرنے والا اور واجبات کو ترک کرنے والا ہے۔ "کمثل قوم استھموا علی سفینۃ": اس کی مثال ان لوگوں کی طرح جنھوں نے تیر پھینکے یعنی جنھوں نے اس سلسلے میں قرعہ اندازی کی کہ کون اوپر والے حصے میں رہے گا؟۔ "فصار بعضھم أعلاھا، و بعضھم أسفلھا، وکان الذین فی أسفلھا إذا استقوا الماء"۔ یعنی جب انہیں پینے کے لیے پانی کی طلب ہوتی تو وہ اپنے اوپر والوں کے پاس سے گزرتے کیونکہ اوپر والی منزل سے ہی (ڈول لٹکا کر) پانی نکالا جا سکتا ہے۔ "فقالوا لو أنا خرقنا فی نصیبنا"۔ یعنی اگر ہم اپنی جگہ پر پانی نکالنے کے لیے ایک سوراخ کرلیں تو یہ بہتر ہو گا تاکہ ہم اپنے اوپر والے لوگوں کو تنگ نہ کریں۔ وہ یہ فیصلہ کرلیں اور ایسا کرنے کا ارادہ اور خواہش رکھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "اگر اوپر والے انہیں ویسا کرنے دیں گے جسا کرنے

هكذا قدروا وأرادوا وتمنوا. قال النبي -عليه الصلاة والسلام-: "فإن تركوهم وما أرادوا هلكوا جميعا"؛ لأنهم إذا خرقوا خرقا في أسفل السفينة دخل الماء، ثم أغرق السفينة كلها. "وإن أخذوا على أيديهم" ومنعوهم من ذلك "نجوا ونجوا جميعا"، يعني نجا هؤلاء وهؤلاء. وهذا المثل الذي ضربه النبي -صلى الله عليه وسلم- هو من الأمثال التي لها مغزى عظيم ومعنى عال، فالناس في دين الله كالذين في سفينة في لجة النهر، فهم تتقاذفهم الأمواج، ولابد أن يكون بعضهم إذا كانوا كثيرين في الأسفل وبعضهم في أعلى، حتى تتوازن حمولة السفينة وقد لا يضيق بعضهم بعضا، وفيه أن هذه السفينة المشتركة بين هؤلاء القوم إذا أراد أحد منهم أن يخربها فإنه لابد أن يمسكوا على يديه، وأن يأخذوا على يديه؛ لينجوا جميعا، فإن لم يفعلوا هلكوا جميعا، هكذا دين الله، إذا أخذ العقلاء وأهل العلم والدين على الجهال والسفهاء نجوا جميعا، وإن تركوهم وما أرادوا هلكوا جميعا، كما قال الله -تعالى-: (واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا أن الله شديد العقاب) (لأنفال: ٢٥) .

کا وہ ارادہ رکھتے ہیں تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ "کیونکہ جب وہ نچلے حصے میں سوراخ کریں گے تو اس میں سے پانی اندر آ جائے گا جو پورے جہاز کو غرق کر دے گا۔ "اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے" اور انہیں روک دیں گے تو یہ بھی بچ جائیں گے اور وہ بھی۔ یہ ایک مثال ہے جو نبی ﷺ نے دی۔ یہ ایسی مثال ہے جو اپنے لب لباب کے لحاظ سے عظیم اور معنوی اعتبار سے بہت بلند ہے۔ لوگ اللہ کے دین میں ایسے ہی ہیں جیسے دریا کے طلاطم میں جہاز ہوتا ہے۔ اس پر سوار لوگوں کو موجیں ادھر ادھر پھینکتی ہیں۔ جب لوگ زیادہ ہوتے ہیں تو کچھ اوپری حصے پر چلے جاتے ہیں اور کچھ نیچے والے میں تاکہ جہاز کا توازن قائم رہے اور وہ ایک دوسرے سے وہ تنگی محسوس نہ کریں۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ یہ کشتی سب کی مشترک ہے۔ اگر ان میں سے کوئی اسے خراب کرنے کا ارادہ کرے تو دوسروں پر لازم ہے کہ وہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیں تاکہ سب نجات پا جائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ کا دین بھی ایسے ہی ہے۔ جب عقل مند لوگ، اہل علم اور دین دار حضرات جاہلوں اور بے وقوفوں کو روک لیں گے تو سب کی خلاصی ہو جائے گی اور اگر انہیں بنا روکے چھوڑ دیں گے اور انہیں جو وہ کرنا چاہتے ہوں گے کرنے دیں گے تو سب ہلاک ہو جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: (واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا أن الله شديد العقاب) (لأنفال: ٢٥)۔
ترجمہ: اور تم ایسے وبال سے بچو! کہ جو خاص کر صرف ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > فضل الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: النعمان بن بشير-رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- القَائِم في حُدُود الله : المنكر لها، القائم في دفعها وإزالتها.
- الحُدُود : ما نهى الله عنه.
- اسْتَهَمُوا : اقترعوا.
- والوَاقِع فيها : والمرتكب لهذه المناهي.
- فَوقِهِم : أعلى السفينة.
- خَرَقْنَا : فتحنا ثقبا نستخرج منه الماء.
- أَخَذُوا عَلَى أَيدِيهِم : منعوهم وكفّوهم عما أرادوا من الخرق.

فوائد الحديث:

١. في هذا المثل دليل على أنه ينبغي لمعلم الناس أن يضرب لهم الأمثال؛ ليقرب لهم المعقول بصورة المحسوس، قال الله -تعالى-: (وتلك الأمثال نضربها للناس وما يعقلها إلا العالمون) (العنكبوت: ٤٣)، وكم من إنسان تشرح له المعنى شرحاً كثيراً وتُرَدِّدُه عليه فلا يفهم، فإذا ضربت له مثلا بشيء محسوس يفهمه ويعرفه.

٢. إثبات القرعة، وأنها جائزة.
٣. يجوز قسمة العقار المُتَفاوت بالقرعة وإن كان فيه علو وسفل.
٤. يحق لصاحب العلو أن يمنع صاحب السُّفل أن يلحق ضرراً بالعقار.
٥. ليس لصاحب السفل أن يحدث ما يلحق الضرر بصاحب العلو، فإن فعل ذلك؛ لزمه إصلاحه.
٦. فائدة ترك المنكر لا تعود على تاركه فحسب بل على المجتمع بأسره، وكذلك مفسدة فعل المنكر.
٧. هلاك المجتمع مُتَرَتِّب على ترك أصحاب المنكر يعثون في الأرض فسادا.
٨. إن كل منكر يرتكبه الإنسان في مجتمعه، إنما هو خرق خطير في سفينة المجتمع.
٩. حرية الإنسان ليست مطلقة بل مقيدة بضمان حقوق الناس من حوله، وضمان مصالحهم.
١٠. إن كل منكر يرتكبه الإنسان في مجتمعه إنما هو خرق خطير في سلامة المجتمع.
١١. قد يتصرف بعض الناس بما يضر المجتمع بدافع اجتهاد خاطئ ونية حسنة، فيجب منعهم وتبصيرهم بنتائج ما يفعلون.
١٢. الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر صمام أمان للمجتمعات من غضب الله -تعالى.-
١٣. المسؤولية في المجتمع المسلم مشتركة لا تناط بفرد بعينه، بل كلهم راع ومسؤول عن رعيته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3341)

من خرج من الطاعة، وفارق الجماعة فمات، مات ميتة جاهلية، ومن قاتل تحت راية عمية يغضب لعصبة، أو يدعو إلى عصبة، أو ينصر عصبة، فقتل، فقتلة جاهلية

جو(امیر کی) اطاعت سے نکل گیا اور اس نے (مسلمانوں کی) جماعت چھوڑ دی اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جو شخص کسی جھنڈے تلے اندھی تقلید میں لڑے یا تعصب کی بنا پر غصہ کرے یا تعصب کی دعوت دے یا مدد بھی کرے اور پھر قتل کر دیا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

١٤٥٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: «من خرج من الطاعة، وفارق الجماعة فمات، مات مِيتَةً جاهلية، ومن قاتل تحت راية عِمِّيَّة يغضب لِعَصَبَة، أو يدعو إلى عَصَبَة، أو ينصر عَصَبَة، فقتل، فَقِتْلَة جاهلية، ومن خرج على أمتي، يضرب برها وفاجرها، ولا يَتَحَاشَى من مؤمنها، ولا يفي لذي عهد عهده، فليس مني ولست منه»

١٤٥٠. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جو(امیر کی) اطاعت سے نکل گیا اور اس نے (مسلمانوں کی) جماعت چھوڑ دی اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جو شخص کسی جھنڈے تلے اندھی تقلید میں لڑے یا تعصب کی بنا پر غصہ کرے یا تعصب کی دعوت دے یا اس میں تعاون کرے اور پھر قتل کر دیا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جو شخص میری امت کے خلاف بغاوت کرے اور نیک و بد ہر کسی کا قتل کرے ، نہ تو کسی مومن سے ہاتھ روکے اور نہ کسی معاہد کے عہد کا پاس رکھے تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث أن مَن فارق الجماعة الذين اتفقوا على طاعة إمام انتظم به شملهم واجتمعت به كلمتهم وحاطهم عن عدوهم وخرج عن طاعة ولي أمر المسلمين فمات وهو كذلك فقد مات كميتة أهل الجاهلية من حيث إنهم فوضى لا إمام لهم، ومن قاتل تحت راية أمرها أعمى لا يستبين وجهه، كتقاتل القوم للعصبية والقبلية، يغضب لعصبة أو يدعو إلى عصبة أو ينصر عصبة، ومعناها أنه يقاتل لشهوة نفسه وغضبة لها وعصبيةٍ لقومه وهواه. ومن خرج على الأمة يضرب الصالح والفاسق، المؤمن والمعاهد المقيم بدياره، والذمي المقيم بديار المسلمين مقابل الجزية، ولا يكترث بما يفعله فيها ولا يخاف وباله وعقوبته؛ فقد تبرأ منه النبي -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی :

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے ان لوگوں کی جماعت چھوڑ دی جو کسی ایسے حکمران پر متفق ہو چکے ہوں جس سے ان کی اجتماعیت اور وحدت وابستہ ہو، ان کا کلمہ جمع ہو اور وہ انہیں ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہو، چنانچہ وہ شخص مسلمانوں کے ولی الامر (حکمراں) کی اطاعت سے نکل جائے اور اسی حال میں وہ مر جائے تو وہ اہل جاہلیت کی موت مرے گا کہ وہ بھی غیر منظم تھے اور ان کا کوئی سربراہ نہیں تھا۔ جس نے کسی ایسے جھنڈے تلے جنگ کی جس کا مقصد اور وجہ اوجھل اور غیر واضح ہو مثلاً کوئی قوم تعصب اور قبائلی عصبیت میں لڑے یا کوئی شخص تعصب کی وجہ سے غضبناک ہو، عصبیت ہی کی دعوت دے اور تعصب کی بنا پر ہی مدد کرے یعنی اپنے نفس کی شہوت و غضب، اپنی قومی عصبیت اور ہوائے نفس کی پیروی میں لڑے۔ جو شخص امت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے ہر نیک و بد نیز مومن اور ہر اس معاہد کو جو اُس ملک میں مقیم ہو اسی طرح ان ذمیوں کو جو جزیہ کے بدلے میں مسلمانوں کے علاقے میں سکونت پذیر ہوں، سب کو مارنا شروع کر دے اور اسے کچھ پرواہ نہ ہو کہ وہ ان کے ساتھ کیا کر رہا ہے نہ ہی اسے اپنے کردہ افعال کے وبال اور ان کی سزا کا خوف ہو تو ایسے شخص سے نبی ﷺ نے برأت کا اظہار کیا ہے۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > الخروج على الإمام

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- من خرج عن الطاعة : طاعة ولي أمر المسلمين.
- جَاهلية : منسوبة إلى: الجهل، والمراد به: من مات على الكفر قبل الإسلام.
- عِمِّية : الأمر الأعمى، أي الذي لا يستبين وجهه.
- لعَصَبة : عصبة الرجل أقاربه من جهة الأب سموا بذلك؛ لأنهم يعصبونه ويعتصب بهم أي يحيطون به ويشتد بهم.
- لا يتحاشى : لا يكترث بما يفعله فيها ولا يخاف وباله وعقوبته.

فوائد الحديث:

١. طاعة ولاة الأمور واجبة في غير معصية الله -عز وجل.-

٢. فيه تحذير شديد لمن خرج عن المسلمين، وعن طاعة الإمام ، وفارق جماعة المسلمين، فإذا مات على هذه الحال، فقد مات على طريق أهل الجاهلية.

٣. في الحديث دليل على أنه إذا فارق أحد الجماعة ولم يخرج عليهم، ولا قاتلهم أنا لا نقاتله لنرده إلى الجماعة ويذعن للإمام بالطاعة بل نخليه وشأنه.

٤. في الطاعة ولزوم الجماعة الخير الكثير، والأمن والطمأنينية، وصلاح الأحوال.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج-محيي الدين يحيى بن شرف النووي - دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (58218)

والذي نفسي بيده، لتأمرن بالمعروف، ولتنهون عن المنكر؛ أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه، ثم تدعونه فلا يستجاب لكم

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم معروف (بھلائی) کا حکم دو اور منکر (برائی) سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے۔

١٤٥١. الحديث:

عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِه، لَتَأْمُرُنَّ بِالمَعرُوف، وَلَتَنهَوُنَّ عَنِ المُنْكَر؛ أَو لَيُوشِكَنَّ الله أَن يَبْعَثَ عَلَيكُم عِقَاباً مِنْه، ثُمَّ تَدعُونَه فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُم».

١٤٥١. حدیث:

حذیفہ بن یمان - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم معروف (بھلائی) کا حکم دو اور منکر (برائی) سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

قوله -عليه الصلاة والسلام-: "والذي نفسي بيده" هذا قسم، يقسم فيه النبي -صلى الله عليه وسلم- بالله؛ لأنه هو الذي أَنْفُسُ العباد بيده -جل وعلا-، يهديها إن شاء، ويضلها إن شاء، ويميتها إن شاء، ويبقيها إن شاء، فالأنفس بيد الله هداية وضلالة، وإحياء وإماتة وتصرفًا وتدبيرًا في كل شيء، كما قال الله -تبارك وتعالى-: (ونفس وما سواها، فألهمها فجورها وتقواها) (الشمس: ٧، ٨) ، فالأنفس بيد الله وحده؛ ولهذا أقسم النبي -صلى الله عليه وسلم- ، وكان يقسم كثيرًا بهذا القسم: (والذي نفسي بيده)، وأحيانًا يقول: "والذي نفس محمد بيده"؛ لأن نفس محمد -صلى الله عليه وسلم- أطيب الأنفس، فأقسم بها؛ لكونها أطيب الأنفس. ثم ذكر المقسم عليه، وهو أن نقوم بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر؛ أو يعمنا الله بعقاب من عنده، حتى ندعوه فلا يستجيب لنا، وهذا بيان لأهمية الأمر بالمعروف كالصلاة والزكاة وأداء الحقوق، وأهمية النهي عن المنكر كالزنى والربا وسائر المحرمات، وذلك بالفعل لمن له سلطة كالأب في بيته ورجال الحسبة والشرطة، أو بالقول الحسن وهذا لكل أحد، أو بالقلب مع مفارقة مكان المنكر، وهذا لمن لا يستطيع الإنكار بالفعل أو بالقول.

اجمالی معنی:

آپ کا فرمان "والذي نفسي بيده" یہ قسم ہے، اس میں آپ ﷺ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں، اس لیے کہ تمام لوگوں کی جانیں اس کے ہاتھ میں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، جسے چاہتا ہے مارتا ہے اور جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، لہٰذا لوگوں کی جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، ہدایت و گمراہی، زندہ کرنا و مارنا اور ہر چیز میں تصرف اور اس کی تدبیر کرنا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا، فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا“ (سورۃ الشمس: ۷، ۸) (ترجمہ: قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی، پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی) تمام نفوس اللہ کے اختیار میں ہیں، اسی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ قسم اٹھا رہے ہیں، آپ اکثر ''والذي نفسي بيده'' کی قسم اٹھاتے تھے، اور کبھی اس طرح فرماتے "والذي نفس محمد بيده"۔ اس لیے کہ آپ ﷺ سب سے پاکیزہ جان ہے۔ اس لئے آپ سب سے پاکیزہ اور اطیب جان کی قسم کھا رہے ہیں۔ پھر جس چیز کی قسم اٹھا رہے ہیں اس کا ذکر فرمایا اور وہ یہ ہے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قائم کریں ورنہ اللہ ہم پر اپنا عذاب بھیج دے گا اور ہماری دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > حكم الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِه : أي: والله، وأتى بالقسم لتوكيد الأمر الذي بعده.
- لَيُوشِكَنَّ : مضارع أوشك، وهو من أفعال المقاربة، بمعنى يقرب ويكاد.

فوائد الحديث:

١. جواز القسم دون أن يطلب من الإنسان أن يقسم.

٢. وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وهو فرض، وهو من أهم واجبات الدين وفروضه.

٣. يعم شؤم المنكر وبلاؤه فاعله وغيره.

٤. الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر صمام أمان من غضب الله وعقابه.

٥. إذا لم يُنكَر المنكر عمَّ شؤمه وبلاؤه بجور الولاة أو تسليط الأعداء، أو غير ذلك.

٦. من عقوبات التفريط بترك الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر عدم استجابة الدعاء.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٨هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل، أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وعادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3531)

يا أبا ذر، إنك ضعيف، وإنها أمانة، وإنها يوم القيامة خزي وندامة، إلا من أخذها بحقها، وأدى الذي عليه فيها

ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ (امارت) امانت ہے، قیامت کے دن یہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث ہوگی، سوائے اُس شخص کے، جس نے اسے حق کے مطابق قبول کیا اور اس نے متعلقہ ذمہ داری جو اُس پر عائد ہوتی تھی اسے (اچھی طرح) ادا کیا۔

١٤٥٢. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- قال: قُلتُ: يَا رسُولَ الله، أَلاَ تَسْتَعْمِلُنِي؟ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِي، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ القِيَامَةِ خِزيٌ وَنَدَامَةٌ، إلاَّ مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيهِ فِيهَا».

١٤٥٢. حدیث:

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عامل نہیں بنائیں گے؟ آپ ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ”ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ (امارت) امانت ہے، قیامت کے دن یہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث ہوگی، سوائے اس شخص کے، جس نے اسے حق کے مطابق قبول کیا اور اس نے متعلقہ ذمہ داری جو اس پر عائد ہوتی تھی اسے (اچھی طرح) ادا کیا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو ذر أن النبي -صلى الله عليه وسلم- خصّه بنصيحة في شأن الإمارة وتوليها، وهذا لما سأل -رضي الله عنه- النبي -صلى الله عليه وسلم- أنْ يستعمله في الولاية، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: "إنك ضعيفٌ"، وهذا القول فيه نوع قوة لكن الأمانة تقتضي أن يُصرَّحَ للإنسان بوصفه الذي هو عليه، إن قويًّا فقوي، وإن ضعيفًا فضعيف. ففي هذا دليل على أنه يشترط للإمارة أن يكون الإنسان قويًّا وأن يكون أمينًا؛ لأن الرسول -عليه الصلاة والسلام- قال: "وإنها أمانة"، فإذا كان قويًّا أمينًا فهذه هي الصفات التي يستحق بها أن يكون أميرًا واليًا، فإن كان قويًّا غيرَ أمينٍ، أو أمينًا غيرَ قوي، أو ضعيفًا غيرَ أمينٍ، فهذه الأقسام الثلاثة لا ينبغي أن يكون صاحبها أميرًا. وعليه فإنَّنَا نُؤَمِّر القوي؛ لأنَّ هذا أنفع للناس، فالناس يحتاجون إلى سلطة وإلى قوة، وإذا لم تكن قوة ولا سيما مع ضعف الدين ضاعت الأمور. فهذا الحديث أصل عظيم في اجتناب الولايات، لا سيما لمن كان فيه ضعف عن القيام بوظائف تلك الولاية. وأما الخزي والندامة الواردة في الحديث، في قوله: "وإنها يوم القيامة خزي وندامة"

اجمالی معنی:

ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے بطورِ خاص انہیں حکومت اور اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے بارے میں نصیحت فرمائی۔ ایسا اس وقت ہوا جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ انہیں کوئی حکومتی ذمہ داری سونپیں۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم کمزور ہو"۔ اس بات میں گو کہ کچھ سختی ہے لیکن امانت کا تقاضا یہی ہے کہ انسان کو اس کے بارے میں بالکل صراحت کے ساتھ بتا دیا جائے کہ وہ کیسا ہے۔ اگر وہ قوی ہے تو قوی اور اگر کمزور ہے تو کمزور۔ اس میں دلیل ہے کہ حکومتی ذمہ داری سنبھالنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان قوی اور امین ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "یہ امانت ہے"۔ اگر وہ قوی اور امین ہو تو یہ صفات ایسی ہیں جن کی وجہ سے وہ امیر اور حاکم بننے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگر قوی تو ہو لیکن امین نہ ہو یا پھر امین ہو لیکن قوی نہ ہو یا پھر کمزور بھی ہو اور امین بھی نہ ہو تو ان تینوں اقسام کی کمزوریوں کے مالک شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ حکمران بنے۔ چنانچہ اس بنا پر ہم قوی شخص کو حکمرانی سونپتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔ لوگوں کو اقتدار اور قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر قوت نہ ہو خاص طور پر اس وقت جب دین بھی کمزور ہو تو اس صورت میں معاملات بگاڑ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث حکومتی ذمہ داریوں کو لینے سے اجتناب کرنے کے بارے میں ایک بنیاد ہے خاص طور پر اس شخص کے لیے جس میں اس حکومتی ذمہ داری کے تقاضوں کو پورا کرنے کے سلسلے میں کمزوری پائی جائے۔ جہاں تک اُس رسوائی اور ندامت کا تعلق ہے جس کا حدیث میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے

فهو في حق من لم يكن أهلًا لها، أو كان أهلًا ولم يعدل فيها، فيخزيه الله -تعالى- يوم القيامة، ويفضحه، ويندم على ما فرَّط. وأما من كان أهلًا للولاية وعدل فيها، فلا يشمله الوعيد؛ ولذلك النبي الكريم استثنى فقال -صلى الله عليه وسلم-: "إلا من أخذها بحقها، وأدى الذي عليه فيها"، ذلك أن من أخذها بحقها له فضل عظيم تظاهرت به الأحاديث الصحيحة؛ كحديث: "سبعة يظلهم الله في ظله"، ذكر منهم "إمام عادل"، وحديث: "إنّ المقسطين على منابر من نور يوم القيامة"، وغير ذلك.

فرمایا: "یہ قیامت کے روز رسوائی اور ندامت کے سوا کچھ نہ ہوگی"۔ تو یہ اس شخص کے حق میں ہے جو اس حکومتی ذمہ داری کا اہل نہ ہو۔ یا پھر اہل تو ہو لیکن وہ اس میں انصاف نہ کرے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالی قیامت کے دن ذلیل اور رسوا کر دے گا اور وہ اپنی کوتاہی پر نادم ہو گا۔ جب کہ وہ شخص جو حکومتی ذمہ داری کا اہل ہو اور وہ اس میں انصاف بھی کرے تو یہ وعید اُس پر صادق نہیں آئے گی۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے استثناء کرتے ہوئے فرمایا: "ماسوا اس شخص کے جس نے اس کا اہل ہونے کی وجہ سے اسے لیا اور اس کے بارے میں اس پر جو ذمہ داری عائد ہوتی تھی اسے پورا کیا"۔ کیونکہ جو اس کا اہل ہو اس کی بہت فضیلت ہے جس کا ذکر بہت سی صحیح احادیث میں آیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: "سات لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا"(جس میں انصاف کرنے والا حاکم بھی ہے)۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ: "عدل کرنے والے نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے"۔ وغیرہ۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > طرق اختيار الإمام للإمامة الكبرى
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > شروط الإمامة العظمى

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَلاَ تَسْتَعْمِلُنِي : تجعلني عاملًا، أي تجعلني موظفًا على شيء.
- مَنْكِبِي : المنكب: مجتمع رأس العضُد والكتف.
- وَإِنَّهَا : أي الإمارة.
- خِزيٌ وَنَدَامَةٌ : فضيحة قبيحة لمن لم يقم بحقها فتجعله يندم على تقلدها.
- بِحَقِّهَا : أي كان مستحقًّا لها قادرًا على القيام بأعمالها.

فوائد الحديث:

١. من طلب الولاية لا يُوَلَّى؛ فالإسلام لا يعطي الإمارة من سألها وحرص عليها وعمل على طلبها.
٢. أحق الناس بالإمارة من امتنع عنها وكرهها، وكان أهلًا لها.
٣. الولاية أمانة عظيمة ومسؤولية خطيرة، فعلى من وليها أن يرعاها حق رعايتها، وأن لا يخون عهد الله فيها.
٤. فضل من تولى الولاية وكان أهلا لها، سواء كان إمامًا عادلًا، أو خازنًا أمينًا، أو عاملًا متقنًا.
٥. أن العاجز عن القيام بحقوق الإمارة وتنفيذ أُمورها لا يجوز له أن يدخل فيها، وكذلك العاجز عن إصلاح مال اليتيم لا يتولاه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، ط٢، دار إحياء التراث العربي - بيروت، ١٣٩٢ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من

الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3467)

يا أبا ذر، إني أراك ضعيفًا، وإني أحب لك ما أحب لنفسي، لا تأمرن على اثنين، ولا تولين مال يتيم

اے ابوذر! میں تمھیں کمزور سمجھتا ہوں اور مجھے تمھارے لیے بھی وہی بات پسند ہے، جو خود اپنے لیے پسند ہے۔ دو آدمیوں پر کبھی حاکم نہ بننا اور نہ ہی یتیم کے مال کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لینا۔

١٤٥٣. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- «يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا، وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي، لاَ تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ، وَلاَ تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ».

١٤٥٣. حدیث:

ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے ابوذر! میں تمھیں کمزور سمجھتا ہوں اور مجھے تمہاری لیے بھی وہی بات پسند ہے، جو خود اپنے لیے پسند ہے۔ دو آدمیوں پر کبھی حاکم نہ بننا اور نہ ہی یتیم کے مال کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لینا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو ذر -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال له: "إني أراك ضعيفاً وإني أحب لك ما أحب لنفسي فلا تأمرن على اثنين ولا تولين على مال يتيم" هذه أربع جمل بيَّنها الرسول -عليه الصلاة والسلام- لأبي ذر: الأولى: قال له: "إني أراك ضعيفاً"، وهذا الوصف المطابق للواقع يحمل عليه النصح، ولا حرج على الإنسان إذا قال لشخص مثلا: إن فيك كذا وكذا، من باب النصيحة لا من باب السب والتعيير، فالنبي -عليه الصلاة والسلام- قال: "إني أراك ضعيفاً". الثانية: قال: "وإني أحب لك ما أحبه لنفسي" وهذا من حسن خلق النبي -عليه الصلاة والسلام-، لما كانت الجملة الأولى فيها شيء من الجرح قال: "وإني أحب لك ما أحب لنفسي" يعني: لم أقل لك ذلك إلا أني أحب لك ما أحب لنفسي. الثالثة: "فلا تأمرنَّ على اثنين"، يعني: لا تكن أميرا على اثنين، وما زاد فهو من باب أولى. والمعنى أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهاه أن يكون أميرًا؛ لأنه ضعيف، والإمارة تحتاج إلى إنسان قوي أمين، قوي بحيث تكون له سلطة وكلمة حادة؛ وإذا قال فعل، لا يكون ضعيفا أمام الناس؛ لأن الناس إذا استضعفوا الشخص لم يبق له حرمة عندهم، وتجرأ عليه السفهاء، لكن إذا كان قويًّا لا يتجاوز حدود الله عز

اجمالی معنی:

ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کررہے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "میں تمھیں کمزور سمجھتا ہوں اور مجھے تمھارے لیے بھی وہی بات پسند ہے، جو خود اپنے لیے پسند ہے۔ دو آدمیوں پر کبھی حاکم نہ بننا اور نہ ہی یتیم کے مال کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لینا"۔ یہ تین جملے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمائے: اول: آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "میں تمھیں کمزور سمجھتا ہوں"۔ اس نصیحت کو مبنی بر حقیقت صورت حال پر محمول کیا جائے گا۔ کسی آدمی کا کسی دوسرے شخص کو ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ مثلا تم میں یہ یہ کمزوریاں ہیں؛ بشرطے کہ اس کا یہ کہنا نصیحت کی غرض سے ہو، نہ کہ برا بھلا کہنے اور عار دلانے کے لیے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: "میں تمھیں کمزور سمجھتا ہوں"۔ دوم: آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے تمھارے لیے بھی وہی بات پسند ہے، جو خود اپنے لیے پسند ہے"۔ یہ نبی ﷺ کے حسن اخلاق کا ایک مظہر ہے۔ چوں کہ پہلے جملے میں کچھ دل آزاری کا پہلو تھا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے تمھارے لیے بھی وہی بات پسند ہے، جو خود اپنے لیے پسند ہے"۔ سوم: "دو آدمیوں پر کبھی حاکم نہ بننا"۔ یعنی دو آدمیوں پر بھی کبھی امیر نہ بننا۔ اس سے زیادہ پر امیر بننے کی ممانعت تو بطریق اولی ہوگی۔ مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں امیر بننے سے منع کیا؛ کیوں کہ وہ کمزور تھے، جب کہ امارت کے لیے طاقت ور اور امانت دار شخص کی ضرورت ہوتی ہے۔ طاقت ور اس طرح سے کہ وہ صاحب اقتدار ہو اور اس کی بات میں تیز پن ہو۔ بایں طور کہ جو کہے اسے کر گزرے اور لوگوں کے سامنے کمزوری ظاہر نہ ہونے دے؛ کیوں کہ لوگ جب کسی شخص کو کمزور سمجھنا شروع کر دیں، تو ان کے ہاں اس کا احترام باقی نہیں رہتا اور بے وقوف لوگ اس پر جری ہونے لگتے ہیں۔ تاہم اگر وہ طاقت ور ہو، اللہ کی حدود

وجل، ولا يقصر عن السلطة التي جعلها الله له فهذا هو الأمير حقيقة. الرابعة: "ولا تولين مال يتيم" واليتيم هو الذي مات أبوه قبل أن يبلغ، فنهاه الرسول -عليه الصلاة والسلام- أن يتولى على مال اليتيم؛ لأنَّ مال اليتيم يحتاج إلى عناية ويحتاج إلى رعاية، وأبو ذر ضعيف لا يستطيع أن يرعى هذا المال حق رعايته فلهذا قال: "ولا تولين مال يتيم" يعني لا تكن وليا عليه دعه لغيرك. وليس في هذا انتقاصًا لأبي ذر فقد كان يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر بالإضافة للزهد والتقشف، ولكنه ضعف في باب معين وهو باب الولاية والإمارة.

سے تجاوز نہ کرتا ہو اور نہ اللہ کے عطا کردہ اقتدار میں کوئی کوتاہی برتتا ہو، تو یہ شخص ہی حقیقی امیر ہوتا ہے۔ چہارم: "اور نہ ہی یتیم کے مال کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اٹھانا"۔ یتیم اس بچے کو کہا جاتا ہے، جس کے بالغ ہونے سے پہلے ہی اس کا باپ فوت ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو یتیم کے مال کی ذمے داری اٹھانے سے منع فرمایا؛ کیوں کہ یتیم کے مال کو دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کمزور شخص تھے، جو اس کی کما حقہ دیکھ بھال نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "اور نہ ہی یتیم کے مال کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اٹھانا"۔ یعنی یتیم کے مال کا نگران نہ بننا، بلکہ یہ ذمے داری کسی اور کے لیے چھوڑ دینا۔ اس میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی تنقیص نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ تو بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے۔ ساتھ ہی آپ بہت زاہد اور تقشف اختیار کرنے والے تھے۔ یہ تو بس ایک میدان میں کمزور تھے؛ امارت اور حکومت کا میدان۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > شروط الإمامة العظمى

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ضعيفاً : لا قدرة لديك على القيام بأعباء الولاية، وذلك لما كان عليه من الزهد وعدم الاكتراث بأمور الدنيا.
- لا تَأَمَّرَنَّ : لا تتأمرن أي تصير أميرا.
- لا تَوَلَّيَنَّ : أي لا تتولين، وتولي الأمر تقلده والقيام به، ومنه ولي اليتيم: الذي يلي أمره ويقوم بكفايته.
- يتيم : هو الذي مات أبوه قبل أن يبلغ.

فوائد الحديث:

١. تحريم الولاية لمن علم من نفسه الضعف عن القيام بأعبائها.
٢. وجوب حفظ مال اليتيم وعدم الأكل منه بغير حق أو تضييعه.
٣. حرص الإسلام على المصلحة العامة وأموال اليتامى.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3311)

يصلون لكم، فإن أصابوا فلكم، وإن أخطئوا فلكم وعليهم

جو لوگ تمھیں نماز پڑھاتے ہیں، پس اگر صحیح پڑھاتے ہیں، تو تمھیں اس کا ثواب ملے گا اور اگر کوئی غلطی کرتے ہیں، تو تمھیں (تمھاری نماز) کا ثواب مل کر رہے گا اور ان کا گناہ ان کے ذمے ہوگا۔

١٤٥٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "يُصَلُّونَ لكم، فإن أصابوا فلكم، وإن أخطأوا فلكم وعليهم".

١٤٥٤. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جو لوگ تمھیں نماز پڑھاتے ہیں، پس اگر صحیح پڑھاتے ہیں، تو تمھیں اس کا ثواب ملے گا اور اگر کوئی غلطی کرتے ہیں، تو تمھیں (تمھاری نماز) کا ثواب مل کر رہے گا اور ان کا گناہ ان کے ذمے ہوگا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن هناك أئمة يعني أمراء يصلون لكم، فإن أحسنوا فلكم ولهم الأجر، وإن أساءوا فلكم الأجر على الصلاة وعليهم وزر الإساءة فيها، وهذا وإن كان في الأمراء فإنه يشمل أيضًا أئمة المساجد، كل منهم على حسب إحسانه للصلاة أو إساءتها، وفي الحديث إشارة إلى أنه يجب الصبر على ولاة الأمر وإن أساءوا في الصلاة وإن لم يصلوها على وقتها، فإن الواجب ألا نشذ عنهم وأن نؤخر صلاة الجماعة كما يؤخرون، وحينئذ يكون تأخيرنا للصلاة عن أول وقتها يكون تأخيرًا بعذر لأجل موافقة الجماعة وعدم الشذوذ ويكون بالنسبة لنا كأننا صلينا في أول الوقت، والتأخير مشروط بألا يخرج وقت الصلاة، وأن الشذوذ عن الناس وعن ولاة الأمور والبعد عنهم وإثارة الناس عليهم ونشر مساوئهم كل هذا مجانب للدين الإسلامي.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ کچھ ائمہ یعنی حکمران ایسے آئیں گے، جو تمھیں نماز پڑھائیں گے، اگر وہ خیر و خوبی کے ساتھ نماز ادا کریں، تو تمھارے اور ان کے حق میں اجر و ثواب کا باعث ہوگی اور اگر نماز میں بگاڑ پیدا کر دیں، تو تمھیں اجر و ثواب حاصل ہو جائے گا اور نماز کی خرابی و بگاڑ کا وبال ان کے سر ہوگا۔ یہ بات گرچہ امرا کے تعلق سے کہی گئی ہے، لیکن مساجد کے ائمہ بھی اس میں شامل ہیں، ان میں سے ہر شخص نماز کو بحسن و خوبی یا بگاڑ کر ادا کرنے کے اعتبار سے بدلے کا مستحق ہوگا۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ امرا و حکمرانوں کی زیادتیوں پر صبر کرنا واجب ہے۔ اگر وہ نماز خراب طریقے سے پڑھائیں اور مقررہ اوقات میں ادا نہ کریں، تو ہم پر واجب یہی ہے کہ ان سے علٰحدگی اختیار نہ کریں اور نماز باجماعت انھیں کے مطابق موخر کرکے پڑھ لیا کریں۔ ہمارا یہ نماز کو اول وقت سے موخر کرکے پڑھنا، جماعت کی موافقت اور علٰحدگی سے بچنے کی وجہ سے عذر پر مبنی ہوگا اور ہمیں اول وقت میں نماز ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔ لیکن تاخیر اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ نماز کا وقت ختم نہ ہونے پائے۔ خیال رہے کہ لوگوں اور حکمرانوں سے علٰحدگی اختیار کرنا، لوگوں کو ان کے خلاف بغاوت پر اکسانا اور ان کی برائیوں کو عام کرنا، یہ سارے کام دین اسلام سے دور کرنے کے ذرائع و اسباب ہیں۔

التصنيف: الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يصلون لكم : يصلي الأئمة لإقامة الجماعة لكم.
- فلكم : الأجر لكم ولهم أيضًا.
- فلكم وعليهم : إن أخطأوا فلكم الأجر وعليهم الوزر.

فوائد الحديث:

١. الرد على من يزعم أنه إذا فسدت صلاة الإمام فسدت صلاة المأموم، وصحة صلاة المأمومين قال بها الجمهور من الفقهاء.

٢. في الحديث إشارة إلى أنه يجب الصبر على ولاة الأمر وإن أساءوا في الصلاة وإن لم يصلوها على وقتها فإن الواجب ألا نشذ عنهم وأن لا نؤخر الصلاة كما يؤخرونها.

٣. بيان فضل صلاة الجماعة.

٤. الإمام ضامن بمعنى أنه يتحمل خطأ بعض المأمومين خلفه، ولا يحملون خطأه فتصح صلاتهم دونه عند وجود خلل في الصلاة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه.
صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧ه، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م.
رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د.ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. مجموع فتاوى العلامة عبد العزيز بن باز -رحمه الله- أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر.

الرقم الموحد: (4931)

أحاديث السيرة والتاريخ

اللّٰهُمَّ اغفر لي وارحمني، وألحقني بالرفيق الأعلى	اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلی میں شامل کردے۔
١٤٥٥. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وارْحَمْنِي، وأَلْحِقْنِي بالرَّفِيقِ الأَعْلَى».	**١٤٥٥. حدیث:** عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو جب کہ وہ میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وارْحَمْنِي، وأَلْحِقْنِي بالرَّفِيقِ الأَعْلَى»۔ ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلی میں شامل کردے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: لما اقترب أجل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- استند إلى أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- وهو يسأل ربه أن يلحقه بالرفيق وهم النبيون والصديقون والشهداء والصالحون.	**اجمالی معنی:** جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ اُم المومنین حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہ - کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیے اور آپ ﷺ اپنے رب سے دعا کر رہے تھے کہ وہ آپ ﷺ کو رفیق اعلی کے ساتھ ملا دے۔ رفیق اعلی سے مراد انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ ہیں۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > وفاته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الرفيق الأعلى : والمقصود بالرفيق الأعلى : مرافقة الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين في أعلى جنات النعيم

فوائد الحديث:

١. بيان أن النبي –صلى الله عليه وسلم خيّر بين الموت والحياة، فاختار الموت لما فيه من الخير، ولقائه لربه سبحانه.
٢. ينبغي للمريض طلب المغفرة والرحمة، ولا يقنط ولا ييأس من رحمة الله.
٣. يستحب للمؤمن أن يكثر من الخير حتى ولو على فراش الموت.
٤. تفريغ القلب من التعلق بالدنيا عند نزول علامات الموت.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. الاستذكار لابن عبد البر، ت: سالم محمد عطاء، محمد علي معوض، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ.

الرقم الموحد: (5472)

انطلقَ ثلاثةُ نَفَرٍ ممن كان قبلكم حتى آواهم المبِيتُ إلى غَارٍ فدخلوه، فانحَدَرَتْ صخرةٌ من الجبل فسَدَّتْ عليهم الغار

پہلی امت کے تین آدمی کہیں سفر میں جا رہے تھے۔ (رات ہونے پر) رات گزارنے کے لیے انھوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی اور اس میں داخل ہو گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ سب نے کہا کہ اب اس غار سے تمیں کوئی چیز نکالنے والی نہیں، سوا اس کے کہ تم سب اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

١٤٥٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «انطلق ثلاثة نفر ممن كان قبلكم حتى آواهم المبيت إلى غار فدخلوه، فانحدرت صخرة من الجبل فسدت عليهم الغار، فقالوا: إنَّهُ لاَ يُنْجِيكُمْ من هذه الصخرة إلا أن تدعوا الله بصالح أعمالكم. قال رجل منهم: اللهُمَّ كان لي أبوان شيخان كبيران، وكنتُ لاَ أَغْبِقُ قبلهما أهلا، ولا مالا فنأى بي طلب الشجر يوما فلم أَرِحْ عليهما حتى ناما، فحلبت لهما غَبُوقَهُمَا فوجدتهما نائمين، فكرهت أن أوقظهما وأَنْ أَغْبِقَ قبلهما أهلا أو مالا، فلبثت -والقدح على يدي- أنتظر استيقاظهما حتى بَرِقَ الفَجْرُ والصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْن عند قدمي، فاستيقظا فشربا غَبُوقَهُما، اللَّهُمَّ إن كنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فَفَرِّجْ عنا ما نحن فيه من هذه الصخرة، فانفرجت شيئا لا يستطيعون الخروج منه. قال الآخر: اللَّهُمَّ إنَّهُ كانت لي ابنة عم، كانت أحب الناس إليَّ -وفي رواية: كنت أحبها كأشد ما يحب الرجال النساء- فأردتها على نفسها فامتنعت مني حتى أَلَمَّتْ بها سَنَةٌ من السنين فجاءتني فأعطيتها عشرين ومئة دينار على أنْ تُخَلِّيَ بيني وبين نفسها ففعلت، حتى إذا قدرت عليها -وفي رواية: فلما قعدت بين رجليها- قالتْ: اتَّقِ اللهَ ولاَ تَفُضَّ الخَاتَمَ إلا بحقه، فانصرفت عنها وهي أحب الناس إليَّ وتركت الذهب الذي أعطيتها، اللَّهُمَّ إنْ كنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافْرُجْ عَنَّا ما نحن فيه، فانفرجت الصخرة، غير أنهم لا يستطيعون الخروج منها. وقال الثالث: اللَّهُمَّ استأجرت أُجَرَاءَ

١٤٥٦. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلی امت کے تین آدمی کہیں سفر میں جا رہے تھے۔ (رات ہونے پر) رات گزارنے کے لیے انھوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی اور اس میں داخل ہو گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور غار کا منہ بند کر دیا۔ سب نے کہا کہ اب اس غار سے تمھیں کوئی چیز نکالنے والی نہیں، سوا اس کے کہ تم اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس پر ان میں سے ایک شخص نے اپنی دعا شروع کی کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میں روزانہ ان سے پہلے گھر میں کسی کو بھی دودھ نہیں پلاتا تھا؛ نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ اپنے غلام وغیرہ کو۔ ایک دن مجھے درخت کی تلاش میں دیر ہو گئی اور میں ان کے پاس واپس نہ آ سکا، یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ میں نے ان کے لیے دودھ دوہا، لیکن دیکھا کہ وہ سو چکے ہیں۔ مجھے یہ بات ہرگز اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ میں ان کو جگاؤں اور یہ کہ ان سے پہلے اپنے بال بچوں یا اپنے کسی غلام کو دودھ پلاؤں۔ اس لیے میں ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا۔ بچے میرے قدموں پر بھوک سے بلبلا رہے تھے۔ اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ اب میرے ماں باپ جاگے اور انھوں نے اپنا شام کا دودھ اس وقت پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا، تو اس چٹان کی آفت کو ہم سے ہٹا دے۔ اس دعا کے نتیجے میں وہ غار تھوڑا سا کھل گیا، اتنا کہ اس سے وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ پھر دوسرے نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی۔ جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ -ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس سے اس حد تک محبت کرتا تھا، جتنا ایک مرد عورت سے کر سکتا ہے- میں نے اس کے ساتھ برا کام کرنا چاہا، لیکن اس نے نہ مانا۔ یہاں تک کہ (ایک بار) قحط پڑ گیا اور وہ بھی اس سے متاثر ہوئی۔ وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیے کہ وہ خلوت میں مجھ سے برا کام کرائے گی۔ چنانچہ وہ راضی ہو گئی، یہاں تک کہ جب میں اس پر قابو پا چکا -اور ایک اور روایت میں ہے کہ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے سامنے بیٹھ گیا- تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور مہر کو ناحق نہ توڑو! یہ سن کر میں

وأعطيتهم أجرهم غير رجل واحد ترك الذي له وذهب، فَثَمَّرْتُ أجره حتى كثرت منه الأموال، فجاءني بعد حين، فقال: يا عبد الله، أدِّ إِلَيَّ أجري، فقلت: كل ما ترى من أجرك: من الإبل والبقر والغنم والرقيق، فقال: يا عبد الله، لا تَسْتَهْزِئْ بي! فقلت: لاَ أَسْتَهْزِئُ بك، فأخذه كله فاستاقه فلم يترك منه شيئا، اَللَّهُمَّ إنْ كنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافْرُجْ عَنَّا ما نحن فيه، فانفرجت الصخرة فخرجوا يمشون».

اس سے ہٹ گیا، حالاں کہ وہ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔ میں نے اسے جو سونا دیا تھا، وہ بھی واپس نہ لیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو ہماری اس مصیبت کو دور کردے۔ چنانچہ چٹان ذرا سی اور کھسکی، لیکن اب بھی وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ تیسرے شخص نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! میں نے چند مزدور اجرت پر لیے۔ پھر سب کو ان کی مزدوری پوری دے دی، مگر ایک مزدور ایسا نکلا کہ وہ اپنی مزدوری لیے بغیر ہی چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا، یہاں تک کہ اس سے مال کی کثرت ہوگئی۔ کچھ عرصے کے بعد وہی مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے کہا: یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے؛ اونٹ، گائے، بکری اور غلام، یہ سب تمھاری مزدوری ہی ہے۔ وہ کہنے لگا: اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا۔ چنانچہ اس شخص نے سب کچھ لے لیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک چیز بھی اس میں سے باقی نہیں چھوڑی۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ سب کچھ تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا، تو تو ہماری اس مصیبت کو دور کردے۔ چنانچہ وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ سب باہر نکل کر چلے گئے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

انطلق ثلاثة رجال، فدفعهم طلب البيات إلى أن يلجأوا إلى الكهف، فانحدَرَتْ صخرةٌ من الجبل فسَدَّتْ عليهم الكهف، ولم يستطيعوا أن يزحزحوها؛ لأنها صخرة كبيرة، فرأوا أن يتوسلوا إلى الله -سبحانه وتعالى- بصالح أعمالهم. أما الأول فذكر أن له أبوين شيخين كبيرين وكان له غنم، فكان يسرح فيها ثم يرجع في آخر النهار، ويحلب الغنم، ويعطي أبويه- الشيخين الكبيرين- ثم يعطي بقية أهله وماله، فيقول: بعد بي طلب الشجر الذي يرعاه. فرجع، فوجد أبويه قد ناما، فنظر، هل يسقي أهله وماله قبل أبويه، أو ينتظر حتى برق الفجر، فاختار أن ينتظر حتى يطلع الفجر -وهو ينتظر استيقاظ أبويه-، فلما استيقظا وشربا اللبن سقى أهله وماله، ثم قال: اللّٰهُمَّ إن كنت مخلصاً في عملي هذا- فعلته من أجلك- فافرج عنا ما نحن فيه، انفرجت الصخرة، لكن انفراجًا لا يستطيعون الخروج منه. أما الثاني: فتوسل

اجمالی معنی:

متفق علیہ

إلى الله عز وجل بالعفة التامة، وذلك أنه كان له ابنة عم، وكان يحبها حبًّا شديدًا كأشد ما يحب الرجال النساء "فأرادها على نفسها"، أي أرادها- والعياذ بالله- بالزنا؛ ليزني بها، ولكنها لم توافق وأبت، ثم أصابها فقر وحاجة فاضطرت إلى أن تجود بنفسها في الزنا من أجل الضرورة، وهذا لا يجوز، ولكن على كل حال، هذا الذي حصل، فجاءت إليه، فأعطاها مائة وعشرين دينارا من أجل أن تمكنه من نفسها، ففعلت من أجل الحاجة والضرورة، فلما جلس منها مجلس الرجل من امرأته على أنه يريد أن يفعل بها، قالت له هذه الكلمة العجيبة العظيمة: "اتق الله، ولا تفض الخاتم إلا بحقه"، فقام عنها وهي أحب الناس إليه، لكن أدركه خوف الله -عز وجل- وترك لها الذهب الذي أعطاها، ثم قال: "اللّٰهُمَّ إن كنت فعلت هذا لأجلك فافرج عنا ما نحن فيه، فانفرجت الصخرة، إلا أنهم لا يستطيعون الخروج". وأما الثالث: فتوسل إلى الله -سبحانه وتعالى- بالأمانة والإصلاح والإخلاص في العمل، فإنه يذكر أنه استأجر أجراء على عمل من الأعمال، فأعطاهم أجورهم، إلا رجلًا واحدًا ترك أجره فلم يأخذه، فقام هذا المستأجر فثمر المال، فصار يتكسب به بالبيع والشراء وغير ذلك، حتى نما وصار منه إبل وبقر وغنم ورقيق وأموال عظيمة. فجاءه بعد حين، فقال له: يا عبد الله أعطني أجري، فقال له: كل ما ترى فهو لك، من الإبل والبقر والغنم والرقيق، فقال: لا تستهزئ بي، الأجرة التي لي عندك قليلة، كيف لي كل ما أرى من الإبل والبقر والغنم والرقيق؟ لا تستهزيء بي. فقال: هو لك، فأخذه واستاقه كله ولم يترك له شيئًا، ثم قال: "اللّٰهُمَّ إن كنت فعلت ذلك من أجلك فافرج عنا ما نحن فيه، فانفرجت الصخرة، وانفتح الباب، فخرجوا يمشون"؛ لأنهم توسلوا إلى الله بصالح أعمالهم التي فعلوها إخلاصاً لله -عز وجل-.

التصنيف: السيرة والتاريخ > التاريخ > قصص وأحوال الأمم السابقة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نفر : ما بين الثلاثة إلى العشرة.
- آواهم المبيت إلى غار : أي دفعهم طلب البيات إلى أن يلجأوا إلى الغار.والغار: الكهف.
- لا أغبق : الغَبوق: شرب اللبن وقت العشاء.
- فنأى بي طلب الشجر : نأى: بعد، والمراد: أنه بعد به طلب الشجر لغنمه عن المكان الذي اعتاده.
- فلم أُرِح عليهما : فلم أرجع إليهما.
- القَدَح : إِنَاء يشرب بِهِ المَاء ونَحْوه.
- برق الفجر : طلع وظهر.
- يتضاغَون : يصيحون ويستغيثون من الجوع.
- ابتغاء وجهك : طلبا لرضاك بإخلاص وتجرد.
- ففرج : دعاء من التفريج؛ أي: افتح.
- فأردتها : كناية عن طلب الجماع، والمراد الزنا.
- ألمت : نزلت.
- السنة : الجدب والفقر.
- قدرت عليها : تمكنت من الوقاع بها من غير معارض.
- لا تفض : الفض: الكسر والفتح.
- الخاتم : كناية عن البكارة.
- إلا بحقه : بزواج مشروع.
- فثمرت أجره : كثرت أجره بتنمية حتى أصبح مالا كثيرا.
- أغبق أهلا : أسقيهم الغبوق.
- ولا مالا : أي: من رقيق وخدم.ويُحتمل المال: الإبل، يعني: يُرضع صغارها من أمهاتها.

فوائد الحديث:

١. استحباب الدعاء وقت الكرب وغيره، والتوسل إلى الله -تعالى- بصالح العمل.

٢. فضيلة بر الوالدين وفضل خدمتهما وإيثارهما على من سواهما من الولد والزوجة.

٣. الحض على العفاف عن المحرمات، ولا سيما بعد القدرة عليها، وترك ذلك لله -تعالى- خالصًا.

٤. فضل حسن العهد وأداء الأمانة، والسماحة في المعاملة.

٥. استجابة دعاء من توجه إلى الله -تعالى- بصدق وإخلاص في الشدائد، ولا سيما من سبق له عمل صالح.

٦. إثبات كرامات أولياء الله الصالحين.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين،، مصطفى الخن والبغا ومستو والشربجي ومحمد أمين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد العمار، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (6465)

إنْ كَانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- لَيَدَعُ العَمَلَ، وهو يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ؛ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ	رسول اللہ ﷺ بسا اوقات کسی عمل کو چاہتے ہوئے بھی محض اس ڈر سے ترک فرما دیتے تھے کہ لوگوں کے عمل کرنے سے کہیں وہ ان پر فرض نہ ہو جائے۔
١٤٥٧. الحديث: عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- قالت: إنْ كَانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- لَيَدَعُ العَمَلَ، وهو يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ؛ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ.	**١٤٥٧. حديث:** عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات ایک عمل کو چاہتے ہوئے بھی محض اس ڈر سے ترک فرما دیتے تھے کہ لوگوں کے عمل کرنے سے کہیں وہ ان پر فرض نہ ہو جائے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يترك العمل وهو يحب أن يفعله، لئلا يعمل به الناس، فيكون سببًا في فرضه عليهم، فتلحقهم بذلك مشقة عظيمة وهو -عليه الصلاة والسلام- يكره إلحاق المشقة بهم.	**اجمالی معنی:** بسا اوقات نبی ﷺ کسی عمل کو چاہتے ہوئے بھی چھوڑ دیتے، اس اندیشے کے تحت کہ مبادا لوگوں کی طرف سے اس عمل کو کرنے کی وجہ سے وہ فرض نہ ہو جائے اور اس کی وجہ سے انھیں کسی بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ آپ ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ لوگوں کو مشقت میں ڈالیں۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يدع : يترك.
- خشية : خوف.

فوائد الحديث:

١. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على التخفيف والتيسير على أمته في الدين.
٢. وجوب الاقتداء بالنبي -صلى الله عليه وسلم-، وعدم جواز الخروج عن هديه قولا أو فعلا أو تقريرا.
٣. الغلو في الدين سبب في العجز عن القيام بالمشروع.
٤. ترك المستحب من الأعمال إذا انبنى على تركه مصلحة شرعية.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي -الطبعة الأولى ١٤١٨هـ صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4228)

إنْ كان عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هذه الليلةَ في شَنَّةٍ وإِلَّا كَرَعْنَا

اگر تمہارے پاس مشکیزے میں رات کا پڑا ہوا پانی ہے تو لاؤ ورنہ پھر ہم (ندی یا نالے سے) منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔

١٤٥٨. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- دَخَلَ على رجلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، ومعه صاحبٌ له، فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «إنْ كان عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هذه الليلةَ في شَنَّةٍ وإِلَّا كَرَعْنَا».

١٤٥٨. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اگر تمہارے پاس مشکیزے میں رات کا پڑا ہوا پانی ہے تو لاؤ ورنہ پھر ہم منہ لگا کر پی لیتے ہیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال جابر -رضي الله عنهما-: دخل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على رجل من الأنصار، يقال: إنه أبو الهيثم بن التيهان الأنصاري -رضي الله عنه-، ومعه صاحب له وهو أبو بكر -رضي الله عنه-، فسأله النبي -صلى الله عليه وسلم- إن كان عنده ماء بائت في قربة، وكان الوقت صائفا، والحكمة من ذلك أن الماء البائت يكون باردا، وإلا تناولنا الماء بالفم من غير إناء ولا كف.

اجمالی معنی:

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کے ہاں تشریف لائے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ انصاری ابو الہیثم ابن التیہان انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ کے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی ﷺ نے اس انصاری صحابی سے پوچھا کہ کیا ان کے پاس کوئی مشکیزے میں رات سے پڑا ہوا پانی ہے؟ یہ دراصل گرمی کا وقت تھا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ رات سے پڑا ہوا پانی ٹھنڈا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نہیں ہے تو پھر ہم بنا برتن اور چُلو کے، منہ لگا کر ہی پانی پی لیں گے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شَنَّة : قِربة.
- كَرَعْنَا : تناولنا الماء بالفم من غير إناء ولا كف.

فوائد الحديث:

١. جواز شرب الماء من منبعه مباشرة.
٢. لا بأس بشرب الماء البارد في اليوم الحار.
٣. دوام مصاحبة أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعدم مفارقته.
٤. يجوز للرجل أن يطلب السقيا من غيره من زائد حاجته بلا إلحاق ضرر له.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م.
دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة،

الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (4230)

إِنَّ اللهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، ولم يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تواضع وانکسار کرنے والا بنایا ہے، متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔

١٤٥٩. الحديث:

عن عبدِ اللهِ بنِ بُسْرٍ -رضي الله عنه- قال: كان للنبيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَصْعَةٌ يقالُ لها: الغَرَّاءُ يحملها أَرْبَعَةُ رِجَالٍ؛ فلما أَضْحَوْا وسَجَدُوا الضُّحَى أُتِيَ بتلك القَصْعَةِ -يعني وَقَدْ ثُرِدَ فيها- فالتَفُّوا عليها، فلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فقال أعرابيٌّ: ما هذه الجِلْسَةُ؟ فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «إِنَّ اللهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، ولم يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا»، ثم قال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا، ودَعُوا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيهَا».

١٤٥٩. حدیث:

عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ : نبی ﷺ کے ہاں ایک بڑا پیالہ تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے۔ اس کو "غراء" کہا جاتا تھا۔ جب چاشت کا وقت ہو جاتا اور لوگ چاشت کی نماز پڑھ لیتے تو وہ پیالہ لایا گیا۔ یعنی اس میں ثرید تیار کیا گیا تھا۔ لوگ اس کے گرد بیٹھ گئے یہاں تک کہ جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی (اور بیٹھنے کی جگہ تنگ ہوگئی) تو آپ ﷺ دوزانو بیٹھ گئے۔ ایک دیہاتی نے کہا کہ : یہ کیسے بیٹھے ہیں؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تواضع وانکساری کرنے والا بنایا ہے، متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اس کے کناروں سے کھاؤ اس کی بلندی (درمیانی حصے) کو چھوڑ دو، تمہارے لیے اس میں برکت رکھ دی جائے گی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان للنبي صلى الله عليه وسلم وعاء يؤكل فيه يقال له الغراء يحملها أربعة رجال، فلما دخلوا في وقت الضحى وصلوا صلاة الضحى جيء بها وفُتَّ الخبز فيها، فاستداروا حولها، فلما كثروا وضاقت بهم الحلقة قعد النبي صلى الله عليه وسلم على ركبتيه جالسا على ظهور قدميه توسعة على إخوانه، فقال أعرابي من الحاضرين: ما هذه الجِلسة يا رسول الله! لما فيها من التواضع، فقال صلى الله عليه وسلم: إن الله جعلني عبدا كريما بالنبوة والعلم، ولم يجعلني جَبَّارًا عنيدًا، فلم يكن صلى الله عليه وسلم متكبرا ولا جائرا، ثم قال صلى الله عليه وسلم: كلوا من حواليها ودعوا ذروتها يبارك فيها، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بالأكل من جوانبها وترك أعلاها وبين أن ذلك من أسباب البركة في الطعام.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ کے پاس ایک کھانے کا برتن تھا جسے "غراء" کہا جاتا تھا۔ اسے چار آدمی مل کر اٹھاتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہو جاتا اور انھوں نے چاشت کی نماز پڑھ لی تو اس برتن کو لایا گیا اور روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ سب اس برتن کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی اور بیٹھنے کا حلقہ ان کے لیے تنگ پڑ گیا تو نبی ﷺ اپنے بھائیوں کے لیے کشادگی پیدا کرنے کے لیے اپنے گھٹنوں کے بل اور اپنے پاؤں کی پشت پر بیٹھ گئے۔ حاضرین میں سے ایک اعرابی نے کہا : یا رسول اللہ! یہ کیسے بیٹھنا ہوا! (ایسا اس نے اس لیے پوچھا) کیونکہ یہ بیٹھنے کا بہت ہی متواضع انداز تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا : اللہ نے مجھے نبوت و علم عطا فرما کر متواضع بندہ بنایا ہے اور مجھے متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔ نبی ﷺ نہ تو متکبر تھے اور نہ ظالم۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا : برتن کے کناروں سے کھاؤ اور اس کی چوٹی (درمیانی حصہ) کو چھوڑ دو، اس میں برکت ہو جائے گی۔ نبی ﷺ نے برتن کے کناروں سے کھانے اور اس کے بلند حصے کو چھوڑ رکھنے کا حکم دیا اور وضاحت فرمائی کہ یہ کھانے میں برکت پیدا ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > تواضعه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه.

التخريج: عبد الله بن بُسْرٍ الأسلمي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قصعة : وعاء يؤكل فيه.
- الغَرَّاء : تأنيث الأغر بمعنى: الأبيض الأنور.
- أضحوا : دخلوا في الضحى، وهو قدر ربع النهار.
- وسجدوا الضحى : أي: صلوا صلاة الضحى.
- وثُرِدَ فيها اللحم : أي: جُعل فيها الثريد، وهو الخبز المفتوت المبلل بالمرق، وغالبا ما يكون بمرق اللحم ومعه.
- جثا : قعد على ركبتيه جالسا على ظهور قدميه.
- كريما : أي: شريفا بالنبوة والعلم.
- جبَّارا : من التجبر، وهو قهر الغير على المراد.
- عَنِيدًا : وهو الجائر عن القصد الباغي الذي يرد الحق مع العلم به.
- حواليها : جوانبها.
- دعوا : اتركوا
- ذِروتها : أعلاها.
- يُبَارَك : من البركة: وهي الزيادة والنماء.

فوائد الحديث:

١. جواز تخصيص قصعة للطعام.
٢. جواز إطلاق وصف على القصعة، أو تسميتها بما اشتهرت به.
٣. كرم النبي صلى الله عليه وسلم وتواضعه، وعنايته بأصحابه وجلسائه.
٤. جواز الجلوس جماعة بعد الفجر لانتظار صلاة الضحى وصلاتها فرادى.
٥. خدمة الأصحاب وإعانتهم لأخيهم وحملهم حاجته له.
٦. استحباب الاجتماع على الطعام، واستحباب الجلسة المذكورة، وخاصة عند ضيق المجلس، وأنها من شأن الكرام.
٧. بيان استحباب مشاركة الكبير والقادة والأمراء وغيرهم لعامة الناس في طعامهم وشرابهم، وعدم تخصيص أنفسهم بشيء زائد عن العامة.
٨. التنفير من الكبر والترفع على الأخير ورد الحق.
٩. البدء بالطعام من جوانب القصعة، والحرص على إبقاء ما فيه من البركة والخير وعدم إزالته.
١٠. مراقبة أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم له، واستفسارهم عما لم يعقلوا أو جهلوا حكمته ليقتدوا به.
١١. البركة تكون في الوسط، وهي تؤثر في الطعام كله.
١٢. تعليم الناس كيفية الأكل.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي - بدون تاريخ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨ه. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (4946)

إِنِّي لَأَقُومُ إلى الصلاةِ، وأُرِيدُ أَن أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ

میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے لمبا کرنے کا ہوتا ہے کہ میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، تو میں اپنی نماز میں اختصار سے کام لیتا ہوں، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں

١٤٦٠. الحديث:

عن أبي قتادة وأنس بن مالك -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إني لأقوم إلى الصلاة، وأريد أن أُطَوِّلَ فيها، فأسمع بكاء الصبي فأَتَجَوَّزُ في صلاتي كراهية أن أَشُقَّ على أمه».

١٤٦٠. حدیث:

ابو قتادہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: ''میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے لمبا کرنے کا ہوتا ہے کہ میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، تو میں اپنی نماز میں اختصار سے کام لیتا ہوں، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- يدخل في صلاة الجماعة إمامًا وهو يريد أن يطيل فيها، فإذا سمع بكاء الطفل خفف مخافة أن يشق التطويل على أمه؛ لانشغال قلبها بطفلها.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے نماز باجماعت کی امامت کراتے ہوئے نماز شروع فرماتے اور آپ ﷺ چاہتے کہ اسے لمبا کریں لیکن جب آپ ﷺ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس اندیشے کی وجہ سے اسے مختصر کر دیتے کہ لمبا کرنے کی وجہ سے اس کی ماں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے کیونکہ اس کا دل اپنے بچے کے ساتھ لگا ہوگا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: حديث أبي قتادة -رضي الله عنه-: رواه البخاري. حديث أنس -رضي الله عنه-: متفق عليه.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه- أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الطفل : أي: المولود.

فوائد الحديث:

١. شفقة النبي صلى الله عليه وسلم على أصحابه، ومراعاة أحوال الكبار والصغار منهم.
٢. حكمة الرسول صلى الله عليه وسلم فهو يضع الأمور في مواضعها.
٣. الإمام هو الذي يقدر مقدار الصلاة، وله أن يتحول عن تقديره لعارض
٤. جواز إحضار الصغار إلى المسجد، وهذا إذا لم يكن إحضارهم مصدر إيذاء للمسجد والمصلين.
٥. جواز حضور النساء إلى المساجد ليصلين مع الجماعة، وهذا ما لم تخرج المرأة على وجه لا يجوز، مثل أن تخرج متعطرة أو متبرجة

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (4249)

إذا قام أحدكم من الليل فَلْيَفْتَتِح الصلاة بركعتين خَفِيفَتَيْن

جب تم میں سے کوئی شخص رات کو(نماز تہجد کے لئے) اٹھے تو وہ دو ہلکی رکعتوں سے نماز کا آغاز کرے۔

١٤٦١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا قام أحدكم من الليل فَلْيَفْتَتِح الصلاة بركعتين خَفِيفَتَيْن». وعن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام من الليل افتتح صلاته بركعتين خفيفتين.

١٤٦١. حدیث:

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو(نماز تہجد کے لئے) اٹھے تو وہ دو ہلکی رکعتوں سے نماز کا آغاز کرے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو آپ ﷺ اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں سے کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث: فيه بيان أن السُنَّة في صلاة الليل أن تُفتتح بركعتين خَفِيفَتين، ثم بعد ذلك يُطَوِّل ما شاء، كما هي رواية أبي داود، عن أبي هريرة -رضي الله عنه- موقوفًا عليه: "ثم ليُطَول بعد ما شاء". وقد صح ذلك من فعله -صلى الله عليه وسلم- كما هي رواية مسلم. والحكمة من افتتاح صلاة الليل بركعتين خَفِيفَتَين تمرين النفس وتهيئتها للاستمرار في الصلاة والمبادرة إلى حَلِّ عُقَد الشيطان؛ لأن حَلَّ العُقد كلها لا يتم إلا بإتمام الصلاة؛ وأما ما جاء عنه -صلى الله عليه وسلم- من افتتاحه صلاة الليل بركعتين خَفِيفَتَين، مع كونه محفوظاً ومُنَزَهاً عن عُقَد الشيطان، فهذا من باب تعليم أمته وإرشادهم إلى ما يحفظهم من الشيطان. فصحت بذلك السنة القولية والفعلية على مشروعية افتتاح صلاة الليل بركعتين خفيفتين.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ نماز تہجد میں سنت یہ ہے کہ اس کی ابتداء دو ہلکی رکعتوں سے کی جائے۔ ان کے بعد نمازی جتنی چاہے طویل کرلے۔ جیسا کہ سنن ابوداود میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک موقوف روایت میں ہے کہ: "پھر اس کے بعد جتنا چاہے طویل کرے"۔ نبی ﷺ سے ایسا کرنا ثابت ہے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے۔ نماز تہجد کی ابتداء دو ہلکی رکعتوں سے کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے نفس کی مشق ہوتی ہے اور اس میں نماز کو جاری رکھنے پر آمادگی پیدا ہوتی ہے اور اشیطان کی دی گئی گرہیں جلدی کھل جاتی ہیں۔ کیونکہ تمام گرہیں اسی وقت کھلتی ہیں جب نماز پوری ہوجائے۔ آپ ﷺ کے بارے میں جو یہ آیا ہے کہ آپ ﷺ رات کی نماز کا آغاز دو خفیف رکعتوں سے فرماتے تھے حالانکہ آپ ﷺ شیطان کی گرہوں سے محفوظ اور پاک تھے تو آپ ﷺ کا ایسا کرنا اپنی امت کی تعلیم اور ان کی اس طریقے کی طرف راہنمائی کرنے کی غرض سے تھا جو انہیں شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ قولی و فعلی دونوں قسم کی احادیث سے نماز تہجد کا آغاز دو ہلکی رکعتوں سے کرنے کی مشروعیت ثابت ہوئی۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم. حديث عائشة رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. استحباب افتتاح قيام الليل بركعتين خفيفتين؛ امتثالا لأمر النبي _ صلى الله عليه وسلم _ ، وأقل أحوال الأمر الاستحباب.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ه.

الرقم الموحد: (3543)

إن الزمانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ والأَرْضَ: السنةُ اثنا عَشَرَ شَهْرًا، منها أربعةٌ حُرُمٌ: ثلاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو القَعْدَةِ، وذُو الحَجَّةِ، والمحرمُ، ورَجَبُ مُضَرَ

بے شک زمانہ پلٹ کر اسی حالت پر آگیا جیسا اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں تین مسلسل مہینے؛ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، ، محرم، اور (چوتھا) رجب مُضَر ہے۔

١٤٦٢. الحديث:

عن أبي بكرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إِنَّ الزمانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ والأَرْضَ: السنةُ اثنا عَشَرَ شَهْرًا، منها أربعةٌ حُرُمٌ: ثلاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو القَعْدَةِ، وذُو الحَجَّةِ، والمحرمُ، ورَجَبُ مُضَرَ الذي بين جُمَادَى وشَعْبَانَ، أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟» قلنا: اللهُ ورسولُهُ أَعْلَمُ، فسكتَ حتى ظننا أنه سَيُسَمِّيهِ بغير اسمه، قال: «أَلَيْسَ ذَا الحَجَّةِ؟» قُلْنَا: بَلَى. قال: «فأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟» قلنا: اللهُ ورسولُهُ أَعْلَمُ، فسكتَ حتى ظننا أنه سُيَسَمِّيهِ بغير اسمه. قال: «أَلَيْسَ البَلْدَةَ؟» قلنا: بلى. قال: «فأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟» قُلْنَا: اللهُ ورسولُهُ أَعْلَمُ، فسكتَ حتى ظَنَنّا أنه سيسميه بغير اسمه. قال: «أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟» قلنا: بَلَى. قال: «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وأَمْوَالَكُمْ وأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، وَسَتَلْقَونَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُم رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يكونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ»، ثُمَّ قال: «أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟» قلنا: نعم. قال: «اللَّهُمَّ اشْهَدْ».

١٤٦٢. حدیث:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ : ”بے شک زمانہ پلٹ کر اسی حالت پر آگیا جیسا اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں تین مسلسل؛ ذوالقعدہ ، ذوالحجہ، محرم، اور (چوتھا) رجب مُضَر جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔ (آپ ﷺ نے پوچھا بتاؤ) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ : اللہ اوراس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ اس پر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمیں خیال ہونے لگا کہ آپ ﷺ اسے کوئی اور نام دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟“ ہم نے جواب دیا: کیوں نہیں (یہ ذوالحجہ ہی ہے)۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کون سا شہر ہے؟“ ہم نے کہا: اللہ اوراس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم گمان کرنے لگے کہ آپ ﷺ اس کا نام تبدیل کر کے کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا یہ بلدہ نہیں ہے؟" ہم نے جواب دیا: کیوں نہیں (یہ بلدہ ہی ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا؟ ”یہ کون سا دن ہے؟“ ہم نے جواب دیا کہ اللہ اوراس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمیں خیال گزرا کہ آپ ﷺ اس دن کا نام تبدیل کر کے کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ”کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟“ ہم نے جواب دیا کہ کیوں نہیں (یہ یوم النحر ہی ہے)۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس شہر میں اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ عنقریب تم اپنے رب سے ملوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کردو۔ خبردار! یہاں موجود شخص غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے۔ کیونکہ بعض وہ لوگ جنہیں کوئی بات پہنچائی جائے اس بات کو سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔ کیا میں نے (احکام الہی کو) پہنچا دیا۔ کیا میں نے (احکام الہی کو) پہنچا دیا؟“ ہم نے جواب دیا: ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اے اللہ! تم گواہ رہنا“۔

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

خطب النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر، وذلك في حجة الوداع، فأخبر أن الزمان صادف في تلك السنة أن النسيء صار موافقًا لما شرعه الله عزّ وجلّ في الأشهر الحرم؛ لأنه كان قد غير وبدل في الجاهلية، حين كانوا يفعلون النسيء فيحلون الشهر الحرام، ويحرمون الشهر الحلال، ولكن لما بين عليه الصلاة والسلام أن عدة الشهور اثنا عشر شهرًا هي: المحرم، وصفر، وربيع الأول، وربيع الثاني، وجمادى الأولى، وجمادى الثانية، ورجب، وشعبان، ورمضان، وشوال، وذو القعدة، وذو الحجة، هذه هي الأشهر الاثنا عشر شهرًا، التي جعلها الله أشهرًا لعباده منذ خلق السموات والأرض. وبين عليه الصلاة والسلام، أن هذه الاثنا عشر شهرًا منها أربعة حرم ثلاثة متوالية وواحد منفرد، الثلاثة المتوالية هي: ذو القعدة وذو الحجة والمحرم، جعلها الله تعالى أشهرا محرمة، يحرم فيها القتال، ولا يعتدي فيها أحد على أحد، لأن هذه الأشهر هي أشهر سير الناس إلى حج بيت الله الحرام، فجعلها الله عزّ وجلّ محرمة لئلا يقع القتال في هذه الأشهر والناس سائرون إلى بيت الله الحرام، وهذه من حكمة الله عزّ وجلّ. ثم قال عليه الصلاة والسلام: "ورجب مضر الذي بين جمادى وشعبان" وهو الشهر الرابع، وكانوا في الجاهلية يؤدون العمرة فيه فيجعلون شهر رجب للعمرة، والأشهر الثلاثة للحج، فصار هذا الشهر محرمًا يحرم فيه القتال، كما يحرم في ذي القعدة وذي الحجة والمحرم. ثم سألهم النبي عليه الصلاة والسلام: أي شهر هذا؟ وأي بلد هذا؟ وأي يوم هذا؟ سألهم عن ذلك من أجل استحضار هممهم، وانتباههم؛ لأن الأمر أمرٌ عظيمٌ فسألهم: "أي شهر هذا؟" قالوا: الله ورسوله أعلم؛ فإنهم استبعدوا أن يسأل النبي صلى الله عليه وسلم عن الشهر وهو معروف أنه ذو الحجة، ولكن من أدبهم رضي الله عنهم أنهم لم يقولوا: هذا شهر ذي الحجة؛ لأن الأمر

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے یوم النحر کو خطبہ دیا۔ یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا۔ نبی ﷺ نے خبر دی کہ اس سال میں اتفاقاً 'نسئ' اللہ عزّ و جلّ کی طرف سے مقررہ حرمت والے مہینوں کے موافق ہو گئی ہے۔ کیونکہ جاہلیت میں انہیں بدل دیا گیا تھا جب کہ لوگ نسئ کا طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے حرمت والے مہینے کو حلال کر دیتے اور حلال مہینے کو حرمت والا قرار دے دیتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ مہینوں کی تعداد بارہ ہے جو کہ یہ ہیں: محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذو القعدہ، ذو الحجہ۔ یہ مہینے کل بارہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے اپنے بندوں کے لیے مہینے قرار دے رکھا ہے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ ان بارہ مہینوں میں سے چار حرمت والے ہیں جن میں سے تین تو مسلسل آتے ہیں اور ایک الگ سے آتا ہے۔ تین مسلسل آنے والے مہینے ذو القعدہ، ذو الحجہ اور محرم ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے جن میں لڑنا حرام ہے اور نہ ہی ان میں یہ جائز ہے کہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی کرے۔ کیونکہ یہ مہینے لوگوں کے بیت اللہ کی طرف حج کے لیے جانے کے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرمت والا قرار دیا تاکہ ان مہینوں میں جب کہ لوگ بیت اللہ کی طرف رواں دواں ہوں قتال نہ ہو۔ یہ اللہ عزّ و جلّ کی خاص حکمت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اور رجب مُضَر جو جمادی الثانی اور شعبان کے مابین ہے"۔ یہ چوتھا حرمت والا مہینہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس میں عمرہ کیا کرتے تھے اور انہوں نے رجب کے مہینے کو عمرہ کے لیے اور تین مہینوں کو حج کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔ چنانچہ یہ مہینہ بھی حرمت والا ہو گیا جس میں قتال کرنا حرام ہے جیسا کہ یہ ذو القعدہ، ذو الحجہ اور محرم میں حرام ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ یہ کون سا شہر ہے؟ یہ کون سا دن ہے؟ آپ ﷺ نے ان سے یہ باتیں انہیں متوجہ اور چوکنا کرنے کے لیے پوچھیں کیونکہ معاملہ بہت بڑا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ نبی ﷺ کا مہینے کے بارے میں پوچھنا انہیں بعید از امکان معلوم ہو رہا تھا جب کہ آپ ﷺ کو اس کا بخوبی علم تھا کہ یہ ذوالحجہ ہے۔ تاہم ادب کے تقاضے کے تحت انہوں نے یہ نہ کہا کہ یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے کیونکہ یہ بات سب کو معلوم تھی۔ بلکہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے یہ کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ کیونکہ انسان جب بول کر چپ ہو جائے تو لوگ متوجہ

معلوم، بل من أدبهم أنهم قالوا: الله ورسوله أعلم. ثم سكت لأجل أن الإنسان إذا تكلم ثم سكت انتبه الناس، فسكت النبي عليه الصلاة والسلام، يقول أبو بكرة: حتى ظننا أنه سيسميه بغير اسمه، ثم قال: أليس ذا الحجة؟ " قالوا: بلى، ثم قال عليه الصلاة والسلام: "أي بلد هذا؟" قالوا: الله ورسوله أعلم، هم يعلمون أنه مكة، لكن لأدبهم واحترامهم لرسول الله صلى الله عليه وسلم لم يقولوا: هذا شيء معلوم يا رسول الله. كيف تسأل عنه؟ بل قالوا: الله ورسوله أعلم. ثم سكت حتى ظنوا أنه سيسميه بغير اسمه، فقال: "أليس البلدة؟" والبلدة اسم من أسماء مكة. قالوا: بلى. ثم قال: "أي يوم هذا؟" قالوا: الله ورسوله أعلم، مثل ما قالوا في الأول، قال: "أليس يوم النحر؟" قالوا: بلى يا رسول الله، وهم يعلمون أن مكة حرام، وأن شهر ذي الحجة حرام، وأن يوم النحر حرامٌ، يعني كلها حرم محترمة. فقال عليه الصلاة والسلام: "إن دماءكم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام، كحرمة يومكم هذا، في بلدكم هذا، في شهركم هذا" فأكد عليه الصلاة والسلام تحريم هذه الثلاثة: الدماء والأموال والأعراض، فكلها محرمة، والدماء تشمل النفوس وما دونها، والأموال تشمل القليل والكثير، والأعراض تشمل الزنا واللواط والقذف، وربما تشمل الغيبة والسب والشتم. فهذه الأشياء الثلاثة حرامٌ على المسلم أن ينتهكها من أخيه المسلم. ثم قال: "ألا لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض". لأن المسلمين لو صاروا يضرب بعضهم رقاب بعض صاروا كفارًا؛ لأنه لا يستحل دم المسلم إلا الكافر. ثم أمر عليه الصلاة والسلام أن يبلغ الشاهد الغائب، يعني يبلغ من شهده وسمع خطبته باقي الأمة، وأخبر عليه الصلاة والسلام أنه ربما يكون مبلغ أوعى للحديث من سامع، وهذه الوصية من الرسول عليه الصلاة والسلام، وصية لمن حضر في ذلك اليوم، ووصية لمن سمع حديثه إلى يوم القيامة. ثم قال عليه الصلاة والسلام: "ألا هل بلغت؟ ألا هل بلغت؟". يسأل

ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ جب ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ آپ ﷺ اس کا نام تبدیل کر کے کوئی اور نام رکھ دیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، یہ ذوالحجہ ہی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں؟ وہ جانتے تھے کہ یہ مکہ ہے تاہم رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے یہ نہ کہا کہ یا رسول اللہ! یہ بات تو سب کو معلوم ہے، آپ اس کے بارے میں کیونکر پوچھ رہے ہیں؟ بلکہ اس کے بجائے انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ آپ ﷺ اس کا نام تبدیل کر کے کوئی اور نام رکھ دیں گے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ بلدہ نہیں؟ بلدہ مکہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لوگوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، یہ بلدہ ہی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں جیسا کہ انہوں نے پہلے سوال کے جواب میں کہا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ یوم النحر نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں، یہ یوم النحر ہی ہے۔ انہیں معلوم تھا کہ مکہ حرام ہے، ذوالحجہ کا مہینہ بھی حرام ہے اور یوم النحر بھی حرام ہے۔ یعنی یہ سب حرمت والے اور محترم ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے ایسے ہی حرمت والی ہیں جیسے تمہارے اس دن کی اس شہر میں اس مہینے میں حرمت ہے۔ آپ ﷺ نے ان تینوں یعنی جانوں، اموال اور عزتوں کے حرام ہونے پر زور دیا کہ یہ سب حرام ہیں۔ "الدماء" کے لفظ میں جانیں اور اس سے کمتر سب اشیاء آتی ہیں۔ اموال میں کم اور زیادہ سب قسم کے اموال آتے ہیں۔ عزتوں (کی پامالی) میں زنا، لواطت اور تہمت سب گناہ آتے ہیں اور شاید غیبت اور گالم گلوچ بھی اس میں شامل ہیں۔ مسلمان پر حرام ہے کہ وہ اپنے بھائی کی ان تین اشیاء کی حرمت کو پامال کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "خبردار! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔" کیونکہ مسلمان اگر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگیں تو وہ کافر ہو جاتے ہیں اس لیے کہ مسلمان کے خون بہانے کو صرف کافر ہی حلال سمجھتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں۔ یعنی جو بھی آپ ﷺ کے سامنے موجود تھا اور جس نے آپ ﷺ کا خطبہ سنا وہ باقی امت تک اسے پہنچا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بسا اوقات جس تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ بات کو ذہن نشین رکھتا ہے۔ اس دن جو لوگ موجود تھے انہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت تھی اور اسی طرح قیامت تک کے لیے ہر اس

الصحابة رضي الله عنهم. قالوا: نعم، أي: بلغت. فقال عليه الصلاة والسلام: "اللَّهُمَّ اشهد".

شخص کو یہ وصیت ہے جو آپ ﷺ کی حدیث کو سنے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے پہنچا دیا؟ کیا میں نے پہنچا دیا؟ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں یعنی آپ نے (احکام دین کو) پہنچا دیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: 'اے اللہ! تو گواہ رہ''۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > التاريخ > مناسبات دورية

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام المسجد الحرام والمسجد النبوي وبيت المقدس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو بكرة نُفَيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إن الزمان قد استدار : أي: إن الزمن عاد في انقسامه إلى الأعوام، والعام في انقسامه إلى الأشهر وإلى الوضع الذي اختار الله وضعه عليه.والاستدارة: الطواف حول الشيء والعودة إلى الموضع الذي ابتدأ منه.
- كهيئته : الهيئة: الصورة والشكل والحال التي كان عليها.
- حُرُم : أي: محرمة يحرم فيها ابتداء القتال.
- رجب مُضر : أضيف رجب إلى قبيلة مضر؛ لأنها كانت تحافظ على حرمته أكثر من سائر العرب.
- البلدة : المراد بها مكة.
- يوم النحر : هو اليوم العاشر من ذي الحجة، ويسمى بذلك لأنه تذبح فيه الأضاحي وينحر الهدي.
- أوعى : أفهم لمعناه.
- كحرمة : كعظم الذنب في هذا اليوم.

فوائد الحديث:

١. بطلان النسيء -أي التأخير، والمراد تأخير تحريم شهر من الشهور المحرمة إلى شهر آخر- وهو عادة جاهلية، كانوا إذا احتاجوا إلى الحرب في الأشهر الحرم استحلوها وأخروها إلى الأشهر التي تليها، وأخروا على ذلك الحج.
٢. التأكيد على حرمة الدماء والأعراض والأموال والحث على صيانتها وعدم الاعتداء عليها.
٣. وجوب تبليغ العلم ونقله بأمانة وصدق بعد فهمه وحفظه.
٤. التأكيد على فهم ما يقال من التوجيه والعلم.
٥. الناس متفاوتون في مراتب الفهم، ولذلك فقد يأتي من يكون أفهم وأفقه ممن تقدمه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، ط١، نشر: دار ابن الجوزي، ١٤١٥هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (10104)

إن الله زوى لي الأرض، فرأيت مشارقها ومغاربها، وإن أمتي سيبلغ ملكها ما زوي لي منها، وأعطيت الكنْزين الأحمر والأبيض

اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا اور جہاں تک کی زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی تھی وہاں تک عنقریب میری امت کی سلطنت و حکومت پہنچ کر رہے گی اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا کیے گئے۔

١٤٦٣. الحديث:

عن ثوبان -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "إن الله زَوَى لي الأرض، فرأيت مشارقها ومغاربها، وإن أمتي سيبلغ ملكُها ما زُوِيَ لي منها. وأعطيت الكنْزين الأحمر والأبيض. وإني سألت ربي لأمتي أن لا يهلكها بسَنَةٍ بعامةٍ، وأن لا يُسَلِّطَ عليهم عدوا من سوى أنفسهم فيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ؛ وإن ربي قال: يا محمد، إذا قضيتُ قضاءً فإنه لا يُرَدُّ، وإني أعطيتك لأمتك أن لا أهلكهم بسنة عامة، وأن لا أُسَلِّطَ عليهم عدوا من سوى أنفسهم فيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ ولو اجتمع عليهم مَنْ بأقطارها، حتى يكون بعضُهم يُهْلِكُ بعضًا ويَسْبِي بعضُهم بعضًا". ورواه البرقاني في صحيحه، وزاد: "وإنما أخاف على أمتي الأئمةَ المضلين، وإذا وقع عليهم السيف لم يرفع إلى يوم القيامة. ولا تقوم الساعة حتى يلحق حي من أمتي بالمشركين، وحتى تعبد فِئامٌ من أمتي الأوثان. وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون؛ كلهم يزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي. ولا تزال طائفة من أمتي على الحق منصورة لا يضرهم من خذلهم حتى يأتي أمر الله تبارك وتعالى".

١٤٦٣. حدیث:

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا اور جہاں تک کی زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی تھی وہاں تک عنقریب میری امت کی سلطنت و حکومت پہنچ کر رہے گی۔ اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا کئے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا مانگی کہ وہ انہیں عمومی قحط سالی سے ہلاک نہ کرے اور اپنے علاوہ ان پر کوئی ایسا دشمن بھی مسلط نہ کرے جو ان سب کی جانوں کی ہلاکت کو مباح سمجھے۔ میرے رب نے فرمایا: اے محمد! جب میں کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے تبدیل نہیں کیا جاتا اور بے شک میں نے آپ کی امت کے لیے فیصلہ کر لیا ہے کہ انہیں عام قحط سالی کے ذریعہ ہلاک نہ کروں گا اور نہ ہی ان کے علاوہ ان پر ایسا کوئی دشمن مسلط کروں گا جو ان سب کی جانوں کو مباح وجائز سمجھ کر انہیں ہلاک کر دے اگرچہ ان کے خلاف زمین کے چاروں اطراف سے ہی لوگ جمع کیوں نہ ہو جائیں یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو خود ہی قیدی بنائیں گے۔ امام برقانی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الصحیح میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: مجھے اپنی امت پر گمراہ کن ائمہ (حکمران، علماء اور پیشواؤں) کا خوف ہے اور جب میری امت میں ایک بار تلوار چل پڑی گی تو قیامت تک نہیں رکے گی۔ اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری اُمت کا ایک قبیلہ مشرکین کے ساتھ نہ مل جائے اور یہاں تک کہ ان میں سے کچھ گروہ وہ بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں اور عنقریب میری اُمت میں تیس کذاب اٹھیں گے جن میں سے ہر ایک کا یہی دعوی ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ انہیں چھوڑنے والا انہیں کوئی نقصان نہیں دے سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آن پہنچے گی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا حديثٌ جليلٌ يشتمل على أمور مهمة وأخبار صادقة، يخبر فيها الصادق المصدوق -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أن الله سبحانه جمع له الأرض حتى أبصر ما تملكه أمته من أقصى المشارق والمغارب، وهذا خبرٌ وُجد مخبره، فقد اتسع ملك أمته حتى بلغ من أقصى المغرب إلى أقصى المشرق، وأخبر أنه أُعطي الكنزين فوقع كما أخبر، فقد حازت أمته ملكي كسرى وقيصر بما فيهما من الذهب والفضة والجوهر، وأخبر أنه سأل ربه لأمته أن لا يهلكهم بجدبٍ عامٍّ ولا يسلط عليهم عدواً من الكفار يستولي على بلادهم ويستأصل جماعتهم، وأن الله أعطاه المسألة الأولى، وأعطاه المسألة الثانية ما دامت الأمة متجنبة للاختلاف والتفرق والتناحر فيما بينها، فإذا وُجد ذلك سلط عليهم عدوهم من الكفار، وقد وقع كما أخبر حينما تفرقت الأمة. وتخوّف -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- على أمته خطر الأمراء والعلماء الضالين المضلين؛ لأن الناس يقتدون بهم في ضلالهم. وأخبر أنها إذا وقعت الفتنة والقتال في الأمة فإن ذلك يستمر فيها إلى يوم القيامة وقد وقع كما أخبر، فمنذ حدثتِ الفتنة بمقتل عثمان رضي الله عنه وهي مستمرة إلى اليوم. وأخبر أن بعض أمته يلحقون بأهل الشرك في الدار والديانة. وأن جماعاتٍ من الأمة ينتقلون إلى الشرك وقد وقع كما أخبر، فعُبدت القبور والأشجار والأحجار. وأخبر عن ظهور المدّعين للنبوة -وأن كل من ادعاها فهو كاذب؛ لأنها انتهت ببعثته -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-. وبشّر -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ببقاء طائفة من أمته على الإسلام رغمَ وقوع هذه الكوارث والويلات، وأن هذه الطائفة مع قِلّتها لا تتضرر بكيد أعدائها ومخالفيها.

اجمالی معنی:

یہ ایک بہت جلیل القدر حدیث ہے جس میں بہت سے اہم امور اور سچی خبریں ہیں۔ نبی صادق و مصدوق ﷺ اس حدیث میں خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ساری زمین کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مشرق بعید سے لے کر مغرب بعید تک وہ سارا علاقہ دیکھ لیا جو آپ ﷺ کی امت کی ملکیت میں آئے گا۔ یہ ایک ایسی خبر ہے جس کا مصداق وجود میں آ چکا ہے۔ آپ ﷺ کی امت کا دائرہ اقتدار اتنا وسیع ہوا کہ وہ مغرب بعید سے لے کر مشرق بعید تک پھیل گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کو دو خزانے دیے گئے۔ آپ ﷺ نے جیسے بتایا ویسے ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ کی امت کو کسریٰ و قیصر کی سلطنت پر غلبہ حاصل ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ سونا و چاندی اور جواہرات بھی ان کے ہاتھ آئے۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ آپ ﷺ نے اپنے رب سے اپنی امت کے حق میں دعا کی کہ وہ انہیں کسی عمومی قحط سے ہلاک نہ کرے اور یہ کہ کفار میں سے ان پر کوئی ایسا دشمن نہ مسلط کر دے جو ان کے علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کی پہلی دعا قبول کر لی اور دوسری بھی جب تک کہ امت اختلافات و تفرقہ اور باہمی لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرتی رہے گی۔ جب یہ سب کچھ ہونے لگ جائے گا تو پھر اللہ ان پر کفار میں سے دشمن کو مسلط کر دے۔ جب امت تفرقے کا شکار ہو گئی تو یہ سب کچھ بھی واقع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے امت کے سلسلے میں حکام اور خود گمراہ اور گمراہ کن علما کے خوف کا اظہار کیا۔ کیونکہ لوگ بھی ان کے گمراہی میں ان کی اقتدا کریں گے۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ جب امت میں فتنہ اور قتل و غارت گری کا آغاز ہو جائے گا تو پھر یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ سب کچھ ویسے ہی ہو چکا ہے جیسے آپ ﷺ نے خبر دی۔ جب سے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے فتنہ پیدا ہوا ہے تب سے لے کر آج تک ویسے ہی جاری ہے۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ آپ ﷺ کی امت کے بعض لوگ مشرکین کے علاقوں میں چل جائیں گے اور ان کا دین اختیار کر لیں گے اور امت کے کچھ گروہ شرک کی طرف راغب ہو جائیں گی۔ یہ سب کچھ جیسے آپ ﷺ نے بتایا ویسے ہو چکا ہے۔ چنانچہ قبروں، درختوں اور پتھروں ساری چیزوں کی پوجا کی گئی۔ آپ ﷺ نے نبوت کے دعوے دار ظاہر ہونے کے خبر دی اور فرمایا کہ جو بھی نبوت کا دعوی کرے گا وہ جھوٹا ہو گا کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے خوشخبری دی کہ آپ ﷺ کی امت میں سے ایک گروہ اسلام پر قائم رہے گا حالانکہ بہت الم ناک واقعات اور مصائب کا ظہور ہو گا اور یہ

کہ یہ گروہ باوجود اپنی قلت کے اپنے دشمنوں اور مخالفین سے بالکل بھی زک نہیں اٹھائے گا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: الرواية الأولى: رواها مسلم. الرواية الثانية: رواها أبو داود وابن ماجه وأحمد.
التخريج: ثوبان مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- زوى لي الأرض : طواها وجعلها مجموعة كهيئة كفٍّ في مرآةٍ ينظره، فأبصر ما تملكه أمته من أقصى مشارق الأرض ومغاربها.
- الكنزين : كنزُ كسرى وهو ملكُ الفرس وكنز قيصرَ وهو ملكُ الروم.
- الأحمر : عبارةٌ عن كنز قيصر، لأن الغالب عندهم كان الذهب.
- والأبيض : عبارةٌ عن كنز كِسرى، لأن الغالب عندهم كان الجوهر والفضة.
- بسنة : السنة: الجدْب.
- بعامّة : صفةٌ لسنةٍ رُوي بالباء وبحذفها -أي: جدبٌ عامّ يكون به الهلاك العام.
- من سوى أنفسهم : أي: من غيرهم من الكفار.
- بيضتهم : قيل ساحتهم وما حازوه من البلاد، وقيل معظمهم وجماعتهم.
- حتى يكون بعضهم يهلك بعضاً : أي: حتى يوجد ذلك منهم، فعند ذلك يسلِّط عليهم عدوَّهم من الكفار.
- الأئمة المضلين : أي: الأمراء والعلماء والعباد الذين يقتدي بهم الناس.
- وإذا وقع عليهم السيف : أي: وقعت الفتنة والقتال بينهم.
- لم يُرفع إلى يوم القيامة : أي: تبقى الفتنة والقتال بينهم.
- يلحق حيٌّ من أمتي : الحي واحد الأحياء وهي القبائل.
- بالمشركين : أي: ينزلون معهم في ديارهم.
- فئامٌ : أي: جماعات.
- خاتم النبيين : أي: آخر النبيين.
- حتى يأتي أمر الله : الظاهر أن المراد به: الريح الطيبة التي تقبض أرواح المؤمنين.
- تبارك : كمُل وتعاظم وتقدَّس، ولا يقال إلا لله.

فوائد الحديث:

١. وقوع الشرك في هذه الأمة والرد على من نفى ذلك.
٢. علمٌ من أعلام نبوته صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حيث أخبر بأخبار وقع مضمونها كما أخبر.
٣. كمال شفقته صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بأمته حيث سأل ربه لها ما فيه خيرها وأعظمُه التوحيد، وتخوّف عليها ما يضرها وأعظمُه الشرك.
٤. تحذير الأمة من الاختلاف ودعاة الضلال.
٥. ختم النبوة به صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
٦. البشارة بأن الحق لا يزول بالكلية وببقاء طائفة عليه لا يضرها من خذلها ولا من خالفها.
٧. بيان معجزة للنبي صلى الله عليه وسلم.
٨. إباحة الغنائم للمسلمين.
٩. حرص النبي صلى الله عليه وسلم على أمته.
١٠. أن سبب هلاك هذه الأمة هو النزاع فيما بينهم.
١١. بيان خطر الأئمة المضلين والتحذير منهم.
١٢. تكذيب كل من يدعي النبوة بعد النبي محمد صلى الله عليه وسلم.
١٣. محمد صلى الله عليه وسلم هو خاتم النبيين.

١٤. استمرار الحق في هذه الأمة حتى يأتي أمر الله تعالى.

١٥. إثبات صفة القول لله تعالى.

١٦. تحريم الإقامة بين ظهراني المشركين لمن كان مستطيعًا للذهاب لبلاد أخرى يأمن فيها على دينه.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3337)

إن الله كتب الإحسانَ على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسِنوا القِتلةَ وإذا ذبحتم فأحسِنوا الذِّبحة، وليحد أحدُكم شَفْرَتَه ولْيُرِحْ ذبيحتَهُ	بے شک اللہ تعالی نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب (جانور) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو لہٰذا یہ ضروری ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص (جو جانور کو ذبح کرنا چاہتا ہو) اپنی چھری کو خوب تیز کرلے اور ذبح کیے جانے والے جانور کو آرام پہنچائے۔

١٤٦٤. الحديث:

عن شداد بن أوس -رضي الله عنه- مرفوعًا:« إن الله كتب الإحسانَ على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسِنوا القِتلةَ وإذا ذبحتم فأحسِنوا الذِّبحة، وليحد أحدُكم شَفْرَتَه ولْيُرِحْ ذبيحتَهُ».

١٤٦٤. حدیث:

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالی نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب (جانور) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو لہٰذا یہ ضروری ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص (جو جانور کو ذبح کرنا چاہتا ہو) اپنی چھری کو خوب تیز کرلے اور ذبح کیے جانے والے جانور کو آرام پہنچائے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المسلم مطالب بإحسان نيته وسريرته، ومطالب بإحسان طاعته وعبادته، ومطالب بإحسان عمله وصنعته، ومطالب بالإحسان إلى الناس والحيوان؛ بل وإلى الجماد أيضا. ولا شك أن ذابح الحيوان سيؤلمه بالذبح، ولا بد من ذبحه للانتفاع به، إذا فالمقصود من ذلك هو تربية الرحمة والرأفة والشفقة والرفق في نفس المؤمن حتى لا يغفل عن تلك المعاني ولو كان ذابحا أو قاتلا بحق، وهو تنبيه على أن الإحسان إذا طلب في القتل والذبح فطلبه في غيره من الأعمال آكد وأشد، ومن الإحسان تحديد السكين وإراحة الحيوان.

اجمالی معنی:

مسلمان سے یہ امر مطلوب ہے کہ وہ اپنے دل اور نیت کا صاف ہو، عبادت واطاعت میں عمدہ ہو، اپنے کام اور پیشے میں بہترین ہو، انسانوں اور حیوانوں سے بلکہ جمادات سے بھی عمدہ اور بہترین سلوک کرتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جانور کو ذبح کرنے والا اسے ذبح کرکے اسے تکلیف دیتا ہے، لیکن اس جانور (کے گوشت وغیرہ) سے مستفید ہونے کے لیے اسے ذبح کرنا بھی ضروری ہے، یہاں رحمت وشفقت، نرمی اور مہربانی کے جذبات کو ایک مومن کے دل میں پیدا کرنا مقصود ہے کہ وہ ان جذبات سے عاری نہ ہوجائے اگرچہ وہ ذبح کررہا ہو یا کسی کو حق کے ساتھ قتل کررہا ہو۔ دراصل یہ تنبیہ ہے کہ جب ذبح اور قتل کے دوران احسان کے معاملہ کا مطالبہ ہورہا ہے تو دوسرے اعمال میں یہ بدرجہ اولی مطلوب ومقصود ہے۔ چھری کو تیز کرنا اور جانور کو آرام پہنچانا بھی احسان کی ایک شکل ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رفقه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: شداد بن أوس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعين النووية.

معاني المفردات:

- كتب : أوجب.
- على كل شيء : "على" هنا بمعنى "في" أو "إلى".
- فإذا قتلتم : قصاصًا أو حدًا.

- فأحسنوا القِتلة : بأن تختاروا أسهل الطرق وأخفها وأسرعها زهوقا، القتلة بكسر القاف.
- وإذا ذبحتم : ما يحل ذبحه من البهائم.
- فأحسنوا الذِّبحة : بأن ترفقوا بالبهيمة وبإحداد الآلة، وتوجيهها القبلة والتسمية، ونية التقرب بذبحها إلى الله.
- وليُحِدَّ : بضم الياء، من حد السكين، وبفتحها من حد.
- الشفرة : السكينة العريضة.
- لِيُرِحْ : بإحداد السكين وتعجيل إمرارها وغير ذلك.
- ذبيحته : مذبوحته.

فوائد الحديث:

١. الأمر بالإحسان وهو في كل شيء بحسبه. فالإحسان في الإتيان بالواجبات الظاهرة والباطنة: الإتيان بها على وجه كمال واجباتها، فهذا القدر من الإحسان فيها واجب، وأما الإحسان بإكمال مستحباتها فمستحب. والإحسان في ترك المحرمات: الانتهاء عنها وترك ظاهرها وباطنها، وهذا القدر منه واجب، والإحسان في الصبر على المقدورات، الصبر عليها من غير تسخط، ولا جزع. والإحسان الواجب في معاملة الخلق ومعاشرتهم: القيام بما أوجب الله من حقوقهم. والإحسان الواجب في ولاية الخلق: القيام فيهم بواجبات الولاية المشروعة. والإحسان في قتل ما يجوز قتله من الدواب: إزهاق نفسه على أسرع الوجوه وأسهلها وأرجاها، من غير زيادة في التعذيب، فإنه إيلام لا حاجة إليه.

٢. رأفة الله عزّ وجل بالعباد، وأنه كتب الإحسان على كل شيء.

٣. الله -عزّ وجل- له الأمر وإليه الحكم، لقوله: "إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ" وكتابة الله تعالى نوعان: كتابة قدرية، وكتابة شرعية.

٤. الإحسان شامل في كل شيء، كل شيء يمكن فيه الإحسان لقوله: "إِنَّ الله كَتَبَ الإِحسَانَ عَلَى كِلِّ شَيء."

٥. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- بضرب الأمثال؛ لأن الأمثلة تقرّب المعاني في قوله: إِذَا قَتَلتُمْ.. إِذَا ذَبَحْتُمْ.

٦. وجوب إحسان القِتلة؛ لأن هذا وصف للهيئة لا للفعل.

٧. إحسان الذبحة، بأن نذبحها على الوجه المشروع.

٨. تحريم تعذيب الحيوان كاتخاذه غرضاً وتجويعه وحبسه بلا طعام ولا شراب.

٩. كمال هذه الشريعة واشتمالها على كل خير، ومن ذلك رحمة الحيوان والرفق بالحيوان.

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ. شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4319)

إن كانت الأمة من إماء المدينة لتأخذ بيد النبي- صلى الله عليه وسلم- فَتَنْطَلِقُ بِهِ حيثُ شَاءتْ

(آپ ﷺ کے تواضع کا یہ حال تھا کہ) مدینے کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر (آپ ﷺ کو اپنے کسی کام کے لیے) جہاں چاہتی، لے جاتی۔

١٤٦٥. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: إنْ كانَتْ الأَمَةُ من إمَاءِ المدينةِ لتَأْخُذُ بيدِ النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَتَنْطَلِقُ بِهِ حيثُ شَاءتْ.

١٤٦٥. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (آپ ﷺ کے تواضع کا یہ حال تھا کہ) مدینے کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر (آپ ﷺ کو اپنے کسی کام کے لیے) جہاں چاہتی، لے جاتی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث تواضع الرسول -عليه الصلاة والسلام- وهو أشرف الخلق، حيث كانت الأمة المملوكة من إماء المدينة تأتي إليه، وتأخذ بيده، وتذهب به حيث شاءت ليعينها في حاجتها، هذا وهو أشرف الخلق، ولا يقول أين تذهبين بي، أو يقول: اذهبي إلى غيري، بل كان يذهب معها ويقضي حاجتها، لكن مع هذا ما زاده الله -عز وجل- بذلك إلا عزاً ورفعة - صلوات الله وسلامه عليه-. تنبيه: ليس المقصود بأخذ اليد أن تكون مستة يده –صلى الله عليه وسلم- يد الأمة، قال الحافظ: والمقصود من الأخذ باليد لازمه وهو الرفق والانقياد، وقد اشتمل على أنواع من المبالغة في التواضع لذكره المرأة دون الرجل، والأمة دون الحرة، وحيث عمم بلفظ الإماء أي أمة كانت.

اجمالی معنی:

حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے تواضع کا بیان ہے، حالانکہ آپ ﷺ تمام انسانوں سے اشرف ہیں، بایں طور کہ مدینے کی باندیوں میں سے کوئی باندی آپ ﷺ کے پاس آتی، آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑتی اور جہاں چاہتی لے جاتی؛ تاکہ آپ ﷺ اس کے کسی کام میں اس کی مدد کردیں۔ آپ ﷺ جو اشرف الخلق ہیں، یہ تک بھی نہ پوچھتے کہ تم مجھے کہاں لے جارہی ہو؟ میری بجائے کسی اور کو لے جاؤ! بلکہ آپ ﷺ اس کے ساتھ جاکر اس کی ضرورت پوری کردیتے۔ ان سب کے باوجود اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی عزت و مرتبے میں اضافہ ہی فرمایا۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔ قابل توجہ بات: ہاتھ پکڑنے سے مراد یہ نہیں کہ آپ ﷺ کا ہاتھ باندی کے ہاتھ سے مس ہوتا ہو۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہاں ہاتھ پکڑنے سے مراد اس کا لازمی معنی ہے۔ یعنی آپ ﷺ اس کے ساتھ بہت نرم رویہ رکھتے اور اس کی بات مانتے۔ اس حدیث میں تواضع کے بیان میں کئی اعتبار سے مبالغہ ہے۔ ایک تو یہ کہ مرد کی بجائے عورت کا ذکر کیا گیا، پھر آزاد عورت کی بجائے باندی کا ذکر کیا گیا اور پھر "باندیوں" کے لفظ کے ساتھ تعمیم کا معنی پیدا کیا گیا (یعنی ایسا کسی خاص باندی کے ساتھ نہیں کرتے تھے بلکہ) کوئی بھی باندی ہوتی، (آپ ﷺ کا رویہ یہی ہوا کرتا تھا۔)

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > تواضعه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه البخاري في صحيحه (٢٠/٨ رقم٦٠٧١)، ولفظه من عند الحميدي، انظر: الجمع بين الصحيحين (٦٢٨/٢ رقم٢٠٧١).

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأمة : المرأة المملوكة خلاف الحرة.

فوائد الحديث:

١. شدة تواضعه –صلى الله عليه وسلم- بوقوفه مع المرأة والأمة وكل من احتاجه.

٢. بذل العون لكل محتاج، وقضاء حاجات الناس، قرب مكانه أو بعد.
٣. بروز النبي –صلى الله عليه وسلم- للناس وقربه منهم، حتى يأخذ كل أحدٍ ما يريد، ويُقتدى به في كل شيء.
٤. عدم كسر نفس الصغير أو نهر السائل والفقير، والاستجابة لطلبه ما لم يكن إثماً.
٥. حرصه –صلى الله عليه وسلم- على قضاء حاجات الناس.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الجمع بين الصحيحين؛ للإمام محمد بن فتوح الحميدي، تحقيق د. علي البواب، دار ابن حزم. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5655)

إنه ليس بك على أهلِكِ هوانٌ، إن شئتِ سَبَّعتُ لك، وإن سبعت لكِ، سبعت لنسائي

اس میں آپ ﷺ کے خاندان (نبی ﷺ) پر بے عزتی نہیں ہے، اگر چاہو تو سات دن پورا کروں اور اگر تمہارے لیے سات دن پورا کیا تو اپنی دوسری عورتوں کے لیے بھی سات دن پورا کروں گا۔

١٤٦٦. الحديث:

عن أَمِّ سَلَمَة -رضي الله عنها- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لمَّا تزوَّجها أقام عندها ثلاثا، وقال: «إنه ليس بِكِ على أَهْلِكِ هَوَانٌ، إنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لكِ، وإنْ سَبَّعْتُ لكِ، سَبَّعْتُ لِنسائي».

١٤٦٦. حدیث :

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے شادی کی تو ان کے پاس تین رات قیام فرمایا اور کہنے لگے اس میں آپ کے خاندان (نبی ﷺ) پر بے عزتی نہیں ہے، اگر چاہو تو سات دن پورا کروں اور اگر تمہارے لیے سات دن پورا کیا تو اپنی دوسری عورتوں کے لیے بھی سات دن پورا کروں گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تذكر أم سلمة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لما تزوجها خيَّرها, بين أن يقيم عندها سبع ليال، ثم يقيم عند كل واحدة من نسائه كذلك، وإن شاءت اكتفت بالثلاث، ودار على نسائه كل واحدة في ليلتها فقط, وقبل أن يخيرها قال لها -تمهيدا للعذر من الاقتصار على التثليث-: (إنه ليس بك على أهلك هوان) أي ليس بك شيء من الحقارة والنقص عندي، بل أنت عندي عزيزة غالية, فإذا قسمت بعد الثلاث فليس هذا لنقص فيك, ولكن لأن هذا هو الحق.

اجمالی معنی :

ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس وقت کی بات ذکر کر رہی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو انہیں اس بات کا اختیار دیا کہ ان کے پاس سات رات قیام فرمائیں، پھر ہر ایک بیوی کے پاس ایسے ہی سات رات قیام فرمائیں، اور اگر چاہیں تو تین رات قیام فرمائیں، اور ہر بیوی کے پاس اس کی باری ہی میں جائیں، اس سے پہلے کہ انہیں تین رات کے قیام پر اقتصار کے لیے اختیار دیں، معذرت کے لیے تمہید بنایا، فرمایا : اس میں آپ کے خاندان (یہاں نبی ﷺ مراد ہیں) پر بے عزتی نہیں ہے،، یعنی اس میں کسی قسم کی کوئی ذلت نہیں اور نہ تو میرے نزدیک کسی طرح کی کوئی کمی ہے بلکہ میرے نزدیک تم بیش قیمتی اور اہمیت کی حامل ہو، لہذا اگر تین رات مکمل قیام کے بعد باری مقرر کی تو اس میں آپ کی نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ ایسا اس لیے کہ یہی صحیح ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > زوجاته صلى الله عليه وسلم وأحوال بيت النبوة
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > عدله صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- إنه ليس بك : أي لا يتعلق بك, ولا يقع بك.
- أَهْلِك : يعني بالأهل هنا النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لأن كل واحد من الزوجين أهل لصاحبه.
- هَوَان : الهوان: الحقارة والذل والضعف، أي: ليس بك شيء من هذا عندي، وهذا تمهيد للعذر من الاقتصار على التثليث لها.
- سبَّعتُ لَك : من التسبيع، أي: إن شئت بت عندك سبع ليالٍ، فأمكثها عندك، ثم أسبع لنسائي.

فوائد الحديث:

١. أن العدل بين الزوجات واجب، والميل إلى إحداهن دون الأخرى ظلم؛ فيجب على الرجل العدلُ ما أمكنه، وأما ما ليس في طوقه، فلا حرج عليه فيه.

٢. أن الزوج يخير الزوجة الجديدة الثيب بعد الثلاث، فإن شاءت أقام عندها سبعا، ثم أقام عند كل واحدة من نسائه سبعا، وإن شاءت اكتفت بالثلاث، ودار على نسائه كل واحدة في ليلتها فقط.

٣. إباحة الإقامة عند العروس الجديدة أكثر من ليلة عند أول دخول الزوج بها: من الحفاوة بها، ولإكرام مقدمها، وإيناسها، في المسكن الجديد، وإشعارها بالرغبة فيها.

٤. التنبيه على العناية بالقادم؛ بإكرام وفادته، وإيناس وحدته، ومباسطته في الكلام.

٥. حسن ملاطفة الزوجة بالكلام اللين.

٦. التمهيد والتوطئة لما سيفعله الإنسان، أو يقوله لصاحبه، مما يخشى أن يتوهم منه نفرة منه، أو عدم رغبة فيه.

٧. استحباب الصراحة مع من تعامله، فتخبره بما له من الحق، وما عليه؛ ليكون على بصيرة، ويعلم أن ما قلت له هو حقه، وما قسم الله له.

٨. الواجب على الإنسان ألا يحابي أحدًا في الواجب, ولكن يبين عذره, وأن مراده تطبيق الأمر الواجب.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية.الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58127)

أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بِلَبَنٍ قد شِيبَ بماءٍ، وعن يمينِهِ أَعْرَابِيٌّ، وعن يَسَارِه أبو بكرٍ -رضي الله عنه- فَشَرِبَ، ثم أَعْطَى الأَعْرَابِيَّ، وقال: الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک اعرابی تھا اور بائیں طرف ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی کر اسے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے۔ پھر وہ جو اس کی داہنی طرف ہے۔

١٤٦٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بِلَبَنٍ قد شِيبَ بماءٍ، وعن يمينِهِ أَعْرَابِيٌّ، وعن يَسَارِهِ أبو بكرٍ -رضي الله عنه- فَشَرِبَ، ثم أَعْطَى الأَعْرَابِيَّ، وقال: «الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ».

١٤٦٧. حديث:

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک اعرابی تھا اور بائیں طرف ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی کر اسے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: "دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے۔ پھر وہ جو اس کی داہنی طرف ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أُتِي النبي -صلى الله عليه وسلم- بلبن قد خُلِطَ بالماء، وعلى يمينه رجل من الأعراب وعلى يساره أبو بكر، فشرب النبي -صلى الله عليه وسلم- ثم أعطى الأعرابي، فأخذ الإناء وشرب، وأبو بكر أفضل من الأعرابي؛ لكن فضَّله النبي -صلى الله عليه وسلم- عليه لأنه عن يمينه، وقال: الأيمن فالأيمن، أي: قدموا وأعطوا الأيمن فالأيمن.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب ایک اعرابی آدمی تھا اور بائیں طرف ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ خود نوش کرنے کے بعد اعرابی کو دے دیا۔ اس نے برتن اٹھایا اور اسے پی لیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اعرابی سے افضل تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو ترجیح دی کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الأيمن فالأيمن"۔ یعنی دائیں طرف والے کو مقدم رکھو اور اسے دو اور پھر اس کے بعد جو اس کے دائیں جانب ہو، اسے دو۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شِيبَ : أي: خُلِطَ.

فوائد الحديث:

١. تقديم الأيمن في الشرب وإن كان الأيسر أفضل منه.
٢. حرص النبي صلى الله عليه وسلم على التيامن في كل أمره وشأنه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، دار ابن كثير، اليمامة، بيروت، الطبعة الثالثة، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. بهجة الناظرين

شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (4221)

أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- دَخَلَ يومَ فَتْحِ مَكَّةَ وعليه عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔

١٤٦٨. الحديث:

عن جابرٍ -رضي الله عنه-: أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- دَخَلَ يومَ فَتْحِ مَكَّةَ وعليه عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ. عن أبي سعيدٍ عمرو بنِ حُرَيْثٍ -رضي الله عنه- قال: كَأَنِّي أَنْظُرُ إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وعليه عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ. في رواية: أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- خَطَبَ النَّاسَ، وعليه عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

١٤٦٨. حدیث :

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔ ابو سعید عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں : گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا ہے جس کے دونوں کنارے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے مابین لٹک رہے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے اور آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في حديث جابر أخبر -رضي الله عنه- أن النبي -عليه الصلاة والسلام- دخل عام الفتح وعليه: (عمامة سوداء) ففيه جواز لباس الثياب السود، وفي الرواية الأخرى: خطب الناس وعليه عمامة سوداء فيه جواز لباس الأسود في الخطبة، وإن كان الأبيض أفضل منه كما ثبت في الحديث الصحيح: "خير ثيابكم البياض"، وأما لباس الخطباء السواد في حال الخطبة فجائز، ولكن الأفضل البياض، وإنما لبس العمامة السوداء في هذا الحديث بيانا للجواز. وأما قول عمرو بن حريث في الحديث الآخر: (كأني أنظر إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعليه عمامة سوداء قد أرخى طرفيها بين كتفيه)، مما يدل على جواز كون العمامة سوداء ومدلاة بين الكتفين.

اجمالی معنی :

جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں بتلایا ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔ اس میں سیاہ رنگ کے لباس کے پہننے کا جواز ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ لوگوں سے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ اس میں اس بات کا جواز ہے کہ دوران خطبہ سیاہ لباس پہنا جا سکتا ہے اگرچہ سفید لباس افضل ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ : "تمہارا سب سے بہتر لباس سفید ہے۔" جب کہ خطیب حضرات کا دوران خطبہ سیاہ لباس پہننا جائز ہے تاہم افضل سفید لباس ہی ہے۔ آپ ﷺ نے سیاہ لباس جس کا بیان اس حدیث میں ہے اس لئے پہنا تاکہ اس سے جواز کا علم ہو سکے۔ جب کہ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ : "میں گویا رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا ہے جس کے دونوں کنارے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے مابین لٹک رہے ہیں۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ کا سیاہ ہونا اور اس کا شانوں کے مابین لٹکانا جائز ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > لباسه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم بروايتيه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عمامة : ما يُلف على الرأس.
- أرخى : أنزل.

- خطب : في يوم الجمعة وعلى المنبر.

فوائد الحديث:

١. جواز لبس العمامة السوداء.

٢. استحباب إرخاء طرف العمامة بين الكتفين.

٣. اهتمام الصحابة رضي الله عنهم بنقل دقائق حياة الرسول صلى الله عليه وسلم.

٤. جواز دخول مكة بغير إحرام.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ط٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، ط.٢، دار إحياء التراث العربي – بيروت، ١٣٩٢ه.

الرقم الموحد: (4222)

أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- كان يَتَنَفَّسُ في الشَّرَابِ ثَلَاثًا.	رسول اللہ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔
١٤٦٩. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- كان يَتَنَفَّسُ في الشَّرَابِ ثَلَاثًا.	**١٤٦٩. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا شرب تنفس في الشراب ثلاثا، يشرب ثم يفصل الإناء عن فمه، ثم يشرب الثانية ثم يفصل الإناء عن فمه، ثم يشرب الثالثة، ولا يتنفس في الإناء.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ جب پانی پیتے تو اس دوران تین دفعہ سانس لیا کرتے تھے بایں طور کہ پی کر برتن اپنے منہ سے الگ کرتے پھر دوبارہ پیتے، پھر برتن کو اپنے منہ سے الگ کرتے اور پھر تیسری دفعہ پیتے۔ آپ ﷺ برتن میں سانس نہیں لیتے تھے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتنفس : أي: خارج الإناء.

فوائد الحديث:

١. استحباب أخذ الماء على ثلاث جرعات، وأن يتنفس بعد كل جرعة، وأن يجعل تنفسه بعيدا عن إناء الماء.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4225)

أَوَ أَمْلِكُ إن كانَ اللهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوبِكُم الرَّحْمَةَ

اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے شفقت نکال لی ہو تو میں بھلا کیا کر سکتا ہوں!

١٤٧٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فقالوا: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ فقال: «نعم» قالوا: لَكِنَّا واللهِ ما نُقَبِّلُ! فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «أَوَ أَمْلِكُ إن كانَ اللهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوبِكُم الرَّحْمَةَ!».

١٤٧٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے کہ کچھ اعرابی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تم اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر وہ کہنے لگے: لیکن اللہ کی قسم! ہم تو (اپنے بچوں کو) نہیں چومتے! اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے شفقت نکال لی ہو تو میں بھلا کیا کر سکتا ہوں!“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء قوم من الأعراب إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فسألوا: هل تقبلون صبيانكم؟ قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "نعم"، والأعراب عندهم غلظة وشدة؛ فقالوا: إنا لسنا نقبل صبياننا، فقال النبي -عليه الصلاة والسلام-: "إذا نزع الله من قلوبكم الرحمة فلا أملك وضعها في قلوبكم".

اجمالی معنی:

کچھ اعرابی لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے دریافت کیا: کیا تم اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اور اعرابی لوگ ذرا سخت اور درشت ہوتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو اپنے بچوں کو نہیں چومتے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ نے تمارے دلوں سے شفقت نکال دی ہے تو میں اسے تمہارے دلوں میں پیدا نہیں کر سکتا۔“ "دلیل الفالحین" (٣/٩ : ١٠)، و"شرح ریاض الصالحین" لابن عثیمین (٢/٥٥٣ : ٥٥٤)۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأعراب : هم سكان البادية.
- أملك : أقدر.
- نزع : اقتلع.

فوائد الحديث:

١. الرحمة غريزة في النفس الإنسانية أودعها الله عباده الرحماء.
٢. جعل الله الرحمة في قلوب عباده ليعطف بعضهم على بعض، ولتستقيم أمور الحياة.
٣. البيئة لها أثر في التكوين النفسي للإنسان.
٤. مشروعية الشفقة على الأولاد وتقبيلهم ورحمتهم.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦هـ. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ط٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان. رياض الصالحين

للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4251)

أقام النبي -صلى الله عليه وسلم- بين خيبر والمدينة ثلاث ليال يبنى عليه بصفية

١٤٧١. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: أقام النبي -صلى الله عليه وسلم- بين خيبر والمدينة ثلاث ليال يُبْنَى عليه بصفية، فدعوتُ المسلمين إلى وليمته، وما كان فيها من خبز ولا لحم، وما كان فيها إلا أن أمر بلالا بالأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ، فألقى عليها التمر والأَقِطَ والسَّمْنَ، فقال المسلمون: إحدى أمهات المؤمنين، أو ما مَلَكَتْ يمينه؟ قالوا: إن حَجَبَهَا فهي إحدى أمهات المؤمنين، وإن لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه، فلما ارتحل وَطَّأَ لها خَلْفَهُ، ومَدَّ الحِجَابَ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

خرج النبي -صلى الله عليه وسلم- في سفر بين خيبر والمدينة، وبقي ثلاثة أيام بلياليها مع أم المؤمنين صفية -رضي الله عنها- حين تزوجها، فأقام -عليه الصلاة والسلام- وليمة لها فأمر أنسًا -رضي الله عنه- أن يدعو الناس إليها ليأكلوا، ولم يكن فيها لحم ولا خبز لقلة حال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ولكن بسطت البسط من الجلد فجعل فيها التمر والأقط ونحو ذلك فأكل الناس منها، ثم إنهم تساءلوا فقالوا: إن جعل النبي -عليه الصلاة والسلام- الحجاب على صفية فهي من أمهات المؤمنين لأن الحجاب فرض عليهن، وإن لم يحجبها فهي جارية من الجواري، فلما ضرب عليها الحجاب ووسع لها في المركب خلفه أيقنوا أنها من أمهات المؤمنين.

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے مدینہ اور خیبر کے درمیان تین دن تک قیام فرمایا اور وہیں صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی

١٤٧١. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے مدینہ اور خیبر کے درمیان تین دن تک قیام فرمایا اور وہیں صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت کی تھی۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف سے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے ولیمے میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا؛ صرف اتنا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھا دیا گیا۔ پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھی (کا ملیدہ) رکھ دیا گیا۔ مسلمان آپس میں کہنے لگے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں سے ہیں یا باندی ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے انھیں پردے میں رکھا، تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر آپ نے انھیں پردے میں نہیں رکھا، تو پھر یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ وہ باندی ہیں۔ آخر جب کوچ کا وقت ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کے لیے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کے لیے پردہ پھیلایا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ و سلم خیبر و مدینے کے درمیان سفر کے لیے نکلے اور ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد ان کے ساتھ تین دن اور رات گزاری۔ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ولیمے کا انتظام کیا۔ آپ نے انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو کھانے کے لیے بلائیں۔ اس ولیمے میں نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی خستہ حالی کی وجہ سے گوشت اور روٹی نہیں تھا؛ لیکن چمڑے کا دستر خوان لگایا گیا اور اس پر کھجور و پنیر وغیرہ پھیلایا گیا۔ لوگوں نے اس سے کھایا۔ پھر لوگ آپس میں سوال کرتے ہوئے کہنے لگے: اگر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کا پردہ کرایا، تو وہ امہات المومنین میں سے ہیں؛ کیوں کہ ان پر پردہ کرنا فرض تھا اور اگر پردہ نہیں کرایا، تو وہ باندیوں میں سے ایک باندی ہیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کے اوپر پردہ ڈالا اور اپنے پیچھے سواری میں ان کے لیے جگہ بنائی۔ اس سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ امہات المومنین میں سے ہیں۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > زوجاته صلى الله عليه وسلم وأحوال بيت النبوة

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > وليمة العرس

راوي الحديث: متفق عليه، وهذا لفظ البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- خيبر : اسم لمكان فيه مزارع وبيوت وقلاع لليهود يبعد عن المدينة نحو مائة ميل من جهة الشمال الغربي.
- يبنى عليه بصفية : يُبنى على صيغة المجهول من البناء، وهو الدخول بالزوجة، والأصل فيه أن الرجل إذا تزوج امرأة بني عليها قبة ليدخل بها فيها، فيقال: بنى الرجل على أهله.
- بالأنطاع : واحدها نِطْع، بفتح النون وكسرها، ومع كلا اللغتين: فتح الطاء وسكونها، وهو البساط من الجلود المدبوغة، يجمع بعضها إلى بعض.
- الأَقِط : بفتح الهمزة، اللبن المطبوخ حتى يتبخَّر ماؤه، ويغلظ، ثم يعمل منه أقراص صغيرة، فتؤكل لينة ويابسة.

فوائد الحديث:

١. أنَّ وقت الوليمة هو عند البناء بالزوجة، والدخول عليها؛ لأنَّ هذه الفترة هي المقصودة من النكاح، وما قبلها تمهيد لها.

٢. أنَّ المشروع هو تخفيف الوليمة، والدعوة إليها، والاستعداد لها، فإن كان الإنسان موسرًا فتكون بالشاتين والثلاث فأكثر قليلاً، حسب حال الزوج، وقَدْر المدعوِّين، وإن كان في حالة سفر، أو حالة عسرة فيكفي ما تيسَّر من الطعام والشراب.

٣. أنَّ صنع الوليمة للزواج متأكد جدًّا؛ فالسفر والتخفُّف من الزاد فيه لم يمنع من إعدادها، والاجتماع لها.

٤. جواز الدخول على المرأة في السفر، وذلك لثبوته من فعله -عليه الصلاة والسلام.-

٥. جواز التوكيل في الدعوة للوليمة.

٦. الإشارة إلى أنه ينبغي أن لا يكون في الولائم إسراف ولا تبذير لقوله: فما كان فيها من خبز ولا لحم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - عمدة القاري شرح صحيح البخاري، لبدر الدين العيني -دار إحياء التراث العربي - بيروت - بدون تاريخ.

الرقم الموحد: (58117)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى على قبر بعد ما دُفِنَ, فَكَبَّرَ عليه أَرْبَعاً

نبی اکرم ﷺ نے ایک قبر پر دفن کیے جانے کے بعد اس میت کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

١٤٧٢. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-: «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى على قبر بعدَ ما دُفِنَ, فَكَبَّرَ عليه أَرْبَعاً».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

قد جُبلَ النبي -صلى الله عليه وسلم- على محاسن الأخلاق، ومن ذلك ما اتصف به من الرحمة والرأفة، فما يَفْقِدُ أحداً من أصحابه حتى يسأل عنه، ويتفقد أحواله. فقد سأل عن صاحب هذا القبر، فأخبروه بوفاته، فأحب أنهم أخبروه ليصلي عليه، فإن صلاته سكنٌ للميت، ونور يزيل الظلمة التي هو فيها، فصلى على قبره كما يصلى على الميت الحاضر. صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- على القبر لا يفهم منها صعوده على القبر, وإنما المعنى الوقوف بجانبه واستقباله والصلاة عليه صلاة الجنازة.

١٤٧٢. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ''نبی اکرم ﷺ نے ایک قبر پر دفن کیے جانے کے بعد اس میت کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کی فطرت میں محاسن اخلاق ودیعت کر دیے گیے اور انھیں اوصاف میں سے رحمت اور نرم دلی ہے، اگر آپ ﷺ اپنے کسی صحابی کو نہ پاتے تو ان کے بارے میں ضرور دریافت فرماتے اور ان کے احوال کی خیر خبر لیتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صاحبِ قبر کے تئیں دریافت کیا تو صحابہ کرام نے آپ کو ان کی وفات کی خبر دی اور آپ کی خواہش تھی کہ اگر انھوں نے آپ ﷺ کو خبر دی ہوتی تو ان کی نماز جنازہ پڑھاتے کیوں کہ آپ ﷺ کی نماز میت کے لیے سکون کا باعث ہوتی ہے اور اس سے اُس کو ایسی روشنی میسر آتی ہے جو قبر کی تاریکی کا خاتمہ کر دیتی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا فرمائی جس طرح کسی موجود میت کی نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ نبی ﷺ کی جانب سے قبر پر نمازِ جنازہ ادا کرنے سے یہ مفہوم مستنبط نہ کیا جائے کہ آپ نے قبر کے اوپر چڑھ کر نماز ادا فرمائی، بلکہ اس کا یہ معنی ہے کہ آپ نے عام نمازِ جنازہ کی طرح اس قبر کے ایک کنارے کھڑے ہو کر، اس کی طرف رُخ کر کے ان کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الجنائز

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- صلّى على قبر : أي على صاحب قبر.
- بعد ما دفن : أي بساعات لأن الصلاة كانت صبيحة دفنه.
- كَبَّرَ أربعا : صلى عليه فقال: الله أكبر أربع مرات, كما يفعل في صلاة الجنازة على الميت الحاضر.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الصلاة على القبر، ولا يلتفت إلى من منعه، لرَدِّه النصوص بلا حجة.
٢. أن صفة الصلاة على القبر، مثل صفة الصلاة على الميت الحاضر.
٣. ما كان عليه -صلى الله عليه وسلم- من الرحمة والرأفة، وتفقد الواحد من أصحابه, مهما كانت منزلته.

٤. صلاة الجنازة جائزة في المقبرة، لأنها ليس فيها ركوع ولا سجود، والنهي عن الصلاة في المقبرة مخصص بالصلاة ذات الركوع والسجود المعروفة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر- الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. - العمدة في الأحكام, لعبد الغني بن عبد الواحد بن علي الحنبلي, المحقق: سمير بن أمين الزهيري, الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية, الطبعة الأولى، ١٤١٩هـ- ١٩٩٨م. - تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦ه. - تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي- دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام, المؤلف: أبو عبد الرحمن عبد الله بن عبد الرحمن البسام, حققه: محمد صبحي بن حسن حلاق, الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة, الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦م. - فتاوى اللجنة الدائمة، رئاسة البحوث العلمية والإفتاء.

الرقم الموحد: (5210)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا صَلَّى فرّج بين يديه، حتى يبدو بياض إبْطَيْهِ	نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو اس قدر کشادہ کرتے کہ آپ ﷺ کی دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی۔

١٤٧٣. الحديث:

عن عبد الله بن مالك بن بُحَيْنَةَ -رضي الله عنهم-: «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا صَلَّى فرّج بين يديه، حتى يَبْدُوَ بياضُ إبْطَيْهِ».

١٤٧٣. حدیث:

عبد اللہ بن مالک بن بُحَینہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ”نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو اس قدر کشادہ کرتے کہ آپ ﷺ کی دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا سجد يباعد عضديه عن جنبيه؛ لتنال اليدان حظهما من الاعتماد والاعتدال في السجود، ومن شدة التفريج بينهما يظهر بياض إبطيه. وهذا لأنه -صلى الله عليه وسلم- كان إماما أو منفردا، أما المأموم الذي يتأذى جاره بالمجافاة؛ فلا يشرع له ذلك.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے تاکہ سجدے میں ہاتھ اچھی طرح سے ٹک جائیں اور اعتدال میں آ جائیں۔ انھیں بہت زیادہ کشادہ کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی۔ ایسا اس وجہ سے ہوتا کیوں کہ آپ ﷺ یا تو امام ہوتے یا پھر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوتے۔ جب کہ مقتدی جس کے بازو پھیلانے سے اس کے ساتھ نمازی کو تکلیف ہوتی ہو اس کے لیے ایسا کرنا مشروع نہیں ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مالك بن بُحَيْنَةَ -رضي الله عنهم-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا صلّى : إذا سجد.
- فرّج : باعد.
- بين يديه : أي: عَضُديه، والمراد باعد بينهما وبين جنبيه.
- بياض إبطيه : تثنية إبط، وهو باطن المنكب، وبياضهما أي: لون جلدهما من شدة المجافاة؛ ولأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن على إبطيه شعر.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذه الهيئة في السجود، وهي مباعدة عَضُديه عن جنبيه.
٢. في المجافاة في السجود حِكَمَ وفوائد كثيرة، منها: إظهار النشاط والرغبة في الصلاة، وأنه إذا اعتمد على كل أعضاء السجود أخذ كل عضو حقه من العبادة.
٣. أن الإبط ليس بعورة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى، ١٣٨١هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى.

الرقم الموحد: (3220)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان في سفر، فصلى العشاء الآخِرَة، فقرأ في إحدى الركعتين بِالتِّينِ وَالزَّيْتُون فما سمعت أحدًا أحسن صوتًا أو قراءة منه

نبی ﷺ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے نمازِ عشاء ادا کی تو اس کی (پہلی) دو رکعتوں میں سے ایک میں سورہ ''تین'' اور سورہ ''زیتون'' کی تلاوت کی۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ اچھی آواز والا یا آپ ﷺ سے اچھا پڑھنے والا کبھی نہیں سنا۔

١٤٧٤. الحديث:

عن الْبَرَاء بْن عَازِبٍ -رضي الله عنهما- «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان في سفر، فصلى العشاء الآخِرَة، فقرأ في إحدى الركعتين بِالتِّينِ وَالزَّيْتُون فما سمعت أحدًا أحسن صوتًا أو قراءة منه».

١٤٧٤. حدیث:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے نمازِ عشاء ادا کی تو اس کی (پہلی) دو رکعتوں میں سے ایک میں سورہ ''تین'' اور سورہ ''زیتون'' کی تلاوت کی۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ اچھی آواز والا یا آپ ﷺ سے اچھا پڑھنے والا کبھی نہیں سنا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قرأ النبي -صلى الله عليه وسلم- بسورة التين والزيتون في الركعة الأولى في صلاة العِشاء؛ لأنه كان في سفر، والسفر يراعى فيه التخفيف والتسهيل؛ لمشقته وعنائه، ومع كون النبي -صلى الله عليه وسلم- مسافرًا، فإنه لم يترك ما يبعث على الخشوع وإحضار القلب عند سماع القرآن، وهو تحسين الصوت في قراءة الصلاة.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے نمازِ عشاء کی پہلی رکعت میں سورہ ''تین'' اور سورہ ''زیتون'' کی تلاوت فرمائی کیوں کہ آپ ﷺ سفر میں تھے اور سفر کی مشقت و کلفت کے پیش نظر اس میں تخفیف اور سہولت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ نبی ﷺ سفر میں تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس بات کو نہیں چھوڑا جو خشوع و خضوع پیدا کرتی ہے اور جس کی وجہ سے قرآن کی سماعت کرتے ہوئے دل یکسو ہوتا ہے اور یہ نماز میں خوبصورت آواز سے تلاوت سے عبارت ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > سفره صلى الله عليه وسلم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إحدى الركعتين : هي الأولى كما رواه النسائي.
- بالتين والزيتون : سورة التين والزيتون.
- أحسن صوتًا أو قراءةً : أو يحتمل أنها للشك من الراوي؛ فيكون الحسن إما في الصوت أو القراءة، ويحتمل أنها للتنويع، أي: أحسن صوتا وقراءة؛ فيكون الحسن في كليهما.

فوائد الحديث:

١. جواز قراءة قصار المُفَصَّل في صلاة العشاء.
٢. أن الأحسن تخفيف الصلاة في السفر، ومراعاة حال المسافرين، ولو كان عند الإمام رغبة في التطويل.
٣. استحباب تحسين الصوت في القراءة، ومن ذلك القراءة في الصلاة؛ لأنه يبعث على الخشوع والحضور.
٤. الجهر في صلاة العشاء.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى، ١٣٨١هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3177)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بعث بعثا إلى بني لحيان من هذيل، فقال: لينبعث من كل رجلين أحدهما، والأجر بينهما

رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنو لحیان کے مقابلہ پر جہاد (کے لئے) ایک لشکر روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ ہر دو مردوں میں سے ایک جہاد میں جانے کے لیے نکلے جب کہ جہاد کا ثواب دونوں کے مابین تقسیم ہوگا۔

١٤٧٥. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بَعَث بَعْثاً إلى بني لحيان من هُذَيل، فقال: «لِيَنْبَعِث مِن كُلِّ رَجُلَين أَحَدُهُما، والأَجْرُ بَينهُما».

١٤٧٥. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنو لحیان کے مقابلہ پر جہاد (کے لیے) ایک لشکر روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ ''ہر دو مردوں میں سے ایک جہاد میں جانے کے لیے نکلے جب کہ جہاد کا ثواب دونوں کے مابین تقسیم ہوگا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء في حديث أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه-، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أراد أن يبعث جيشاً إلى بني لحيان، وهم من أشهر بطون هذيل. واتفق العلماء على أن بني لحيان كانوا في ذلك الوقت كفاراً، فبعث إليهم بعثاً يغزوهم، (فقال) لذلك الجيش: (لينبعث من كل رجلين أحدهما)، مراده من كل قبيلة نصف عددها، (والأجر) أي: مجموع الأجر الحاصل للغازي والخالف له بخير (بينهما)، فهو بمعنى قوله في الحديث قبله: «ومن خلف غازياً فقد غزا»، وفي حديث مسلم: «أيكم خلف الخارج في أهله وماله بخير كان له مثل نصف أجر الخارج»، بمعنى أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمرهم أن يخرج منهم واحد، ويبقى واحد يخلف الغازي في أهله، فيقوم على شؤونهم واحتياجاتهم، ويكون له نصف أجره؛ لأنَّ النصف الثاني للغازي.

اجمالی معنی:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ فرمایا جو قبیلہ ہذیل کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بنو لحیان اس وقت کافر تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے جنگ کے لیے ان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اس لشکر والوں سے کہا "ہر دو آدمیوں میں سے ایک لشکر کے ساتھ جانے کے لیے اٹھے۔" آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ ہر قبیلے سے آدھے مرد لشکر کے ساتھ جائیں۔ (والأجر): یعنی مجموعی اجر لڑنے والے اور اچھے انداز میں اس کی جانشینی کرنے والے دونوں کا ہوگا۔ (بینهما): یہ آپ ﷺ کے اس قول کی طرح ہے جو سابقہ حدیث میں گزرا ہے کہ "ومن خلف غازياً فقد غزا"۔ جس نے لڑنے والے مجاہد (کے امور میں اس) کی جانشینی کی وہ گویا بذاتِ خود لڑائی میں شریک ہوا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے «أيكم خلف الخارج في أهله وماله بخير كان له مثل نصف أجر الخارج» (جس نے بھی جہاد پر نکلنے والے کے اہل عیال اور مال میں اچھے انداز میں اس کی جانشینی کی اس کے لیے جہاد پر جانے والے کے اجر کا نصف ہے۔) مطلب یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں ایک شخص لشکر کے ساتھ جائے اور ایک مجاہد کے گھر والوں کے لیے اس کا جانشین بن جائے بایں طور کہ ان کے معاملات کو نپٹائے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اس صورت میں اس کے لیے اس مجاہد کا نصف اجر ہوگا کیونکہ باقی آدھا خود مجاہد کو ملے گا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > التاريخ > الحروب والغزوات
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَعَث : أراد أن يبعث.
- بنو لحيان : بطن (أي: طائفة) من قبيلة هذيل.
- من هُذَيل : قبيلة من قبائل العرب المشهورة.
- لِيَنْبَعِث : ليَخرُج.
- البعث : الجيش.

فوائد الحديث:

١. أنه لا يذهب رجال القبيلة أو البلد جميعهم إلى الجهاد، بل يذهب بعضهم، ويكون لمن بقي منهم مثل أجر من خرج إذا خلفوهم في أهليهم بخير وأنفقوا عليهم.

٢. دلالة على أن الغازي والخالف له بخير، أجرهما سواء.

٣. مشروعية التعاون على البر والتقوى.

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3068)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دخل مكة عام الفَتح، وعلى رأسه المِغْفَرُ، فلما نَزَعه جاءه رجل فقال: ابن خَطَلٍ متعَلِّقٌ بأستار الكعبة، فقال: اقْتُلُوهُ

رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے آ کر بتایا کہ ابن اخطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

١٤٧٦. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دخل مكة عام الفَتح، وعلى رأسه المِغْفَرُ، فلما نَزَعه جاءه رجل فقال: ابن خَطَلٍ متعَلِّقٌ بأستار الكعبة، فقال: اقْتُلُوهُ».

١٤٧٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے آ کر بتایا کہ ابن اخطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان بين النبي -صلى الله عليه وسلم- وبين كفار قريش عهد, وكان قد أهدر دم بعض المشركين وأمر بقتلهم، وهم تسعة فقط، فلما كان فتح مكة، دخلها -صلى الله عليه وسلم- في حالة حيطة وحذر، فوضع على رأسه المِغْفَر، ووجد بعض الصحابة ابنَ خَطَل متعلقاً بأستار الكعبة، عائذاً بحرمتها من القتل؛ لما يعلم من سوء صنيعه، وقبح سابقته، فتحرجوا من قتله قبل مراجعة النبي -صلى الله عليه وسلم- فلما راجعوه قال: اقتلوه، فقتل بين الحجر والمقام.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اور کفار قریش کے مابین ایک معاہدہ تھا۔ آپ ﷺ نے کچھ مشرکین کے خون کو رائیگاں قرار دیا ہوا تھا اور ان کے قتل کرنے کا حکم صادر فرما رکھا تھا۔ یہ صرف نو افراد تھے۔ جب مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ اس میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ بہت محتاط اور چوکنے انداز میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنے سر پر خود (جنگی ٹوپی) پہن رکھی تھی۔ بعض صحابہ نے دیکھا کہ ابن اخطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور ان کی حرمت کے توسط سے قتل ہونے سے بچنا چاہ رہا ہے کیونکہ وہ اپنے برے طرز عمل اور جو برا سلوک وہ پہلے کرتا رہا اس سے خوب واقف تھا۔ صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے پوچھ لینے سے پہلے اسے قتل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ جب انہوں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں رجوع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ چنانچہ اسے حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے مابین قتل کر دیا گیا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الْمِغْفَرُ : ما يلبس على الرأس من الحديد ليتقي به ضرب السيوف والسهام.
- أستار الكعبة : جمع ستر، وهو الثوب التي تغطى به الكعبة.
- ابن خَطَل : رجل مشرك اختلف في اسمه، قيل: هِلَال، وقيل غير ذلك، وقاتله أبو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ -رضي الله عنه.-

فوائد الحديث:

١. جواز دخول مكة من غير إحرام لمن لا يريد نسكا؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- دخلها وهو غير محرم، إذ دخلها وعلى رأسه المِغْفَرُ.

٢. تقديم الجهاد على النُّسُكِ؛ لأن مصالح الأَوَل أعم وأنفع.
٣. كون مكة فتحت عَنْوَة.
٤. الأخذ بأسباب الوقاية، وأن ذلك لا ينافي التوكل.
٥. من جاز قتله في الحرم لم يمنعه منه تعلقه بأستار الكعبة.
٦. عظم الكعبة وحرمتها في النفوس.
٧. مشروعية ستر الكعبة بالثياب.
٨. رفع أخبار المجرمين إلى ولاة الأمور.

المصادر والمراجع:

تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت،١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (4440)

أولم النبي -صلى الله عليه وسلم- على بعض نسائه بمدين من شعير	نبی ﷺ نے اپنی کسی بیوی کا ولیمہ دو مُد جو سے کیا تھا۔
١٤٧٧. الحديث: عن صفية بنت شيبة -رضي الله عنها- قالت: «أَوْلَمَ النبي صلى الله عليه وسلم على بعض نسائه بِمُدَّيْنِ من شعير».	**١٤٧٧. حدیث:** صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "نبی ﷺ نے اپنی کسی بیوی کا ولیمہ دو مُد جو سے کیا تھا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أفاد الحديث أن النبي صلى الله عليه وسلم تزوج إحدى أمهات المؤمنين، وأقام لها وليمة ،وكانت وليمته عليها -عليه الصلاة والسلام- أن جعل طبيخها بمدين من شعير لم يجد غيرهما، مما يدل على قلة ذات يد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومع ذلك لم يترك هذه السنة ولم يهملها مع صعوبة ظروفه وعيشه -عليه السلام-، وهو دليل على أن الوليمة تصح بأقل من شاة، وأن ما تيسر من الطعام يصح أن تكون به الوليمة؛ فهي على قدر استطاعة الإنسان.	**اجمالی معنیٰ:** حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے امہات المومنین میں سے کسی سے شادی کی اور ان کے لیے ولیمہ کیا۔ ان کے ولیمہ میں آپ ﷺ نے جَو کھانا پکوایا وہ دو مد جو سے تیار کیا تھا، جَو کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ تنگ دست تھے لیکن باوجود مشکل اور سخت حالات کے آپ ﷺ نے ولیمہ کی یہ سنت نہ چھوڑی اور نہ ہی اس میں کچھ اہمال برتا۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ایک بکری سے کم پر بھی ولیمہ کرنا صحیح ہے اور یہ کہ جو کھانا بھی سہولت کے ساتھ میسر ہو اسی سے ولیمہ ہو جاتا ہے۔ اس کا دار ومدار انسان کی طاقت و وسعت پر ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > زوجاته صلى الله عليه وسلم وأحوال بيت النبوة
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > وليمة العرس
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: صفية بنت شَيْبَةَ -رضي الله عنها-.
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أولم : عمل وليمة، وهي طعام يصنع عند العرس.
- بمُدَّين : تثنية مُدّ، والمُدّ ربع الصاع، فالمدان نصف الصاع النبوي، وقدر المدين بالمكيال المعاصر -بعد أن حوّل إلى الوزن-: ١٥٠٠ غرامًا تقريبًا.
- شعير : هو الحب المعروف، وهو نبات عُشْبِيّ حبيّ.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الوليمة في الزواج؛ لأنَّ ذلك من إظهار السرور والفرح.
٢. أنَّ الوليمة تكون على الزوج دون الزوجة وأوليائها؛ لأنَّ الزوجين هما صاحبا العرس، والزوج هو المُنفِق؛ فتكون عليه.
٣. أنه عليه الصلاة والسلام لم يكن يتكلف في وليمة الزواج، بل كان ما يتيسر.
٤. توكيد سنة الوليمة، لأنه لم يتركها مع الفقر وقلة الشيء.
٥. فيه صبر رسول الله صلى الله عليه وسلم على الفقر وضيق العيش، وأكل الشعير.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي -مكة المكرمة -الطبعة: الخامِسَة،

١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ محمد بن صالح العثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. كشف المشكل من حديث الصحيحين/ عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي-المحقق: علي حسين البواب- دار الوطن – الرياض.

بعثَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- سَرِيَّةً إِلَى نَجْدٍ فخَرَجَ ابن عمر فِيهَا

رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک سریہ بھیجا جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی نکلے۔

١٤٧٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «بعث رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- سَرِيَّةً إِلَى نَجْدٍ فخرجَت فِيهَا، فَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَماً، فبلغتْ سُهْمَانُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيراً، وَنَفَّلَنَا رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم- بَعِيراً بَعِيراً».

١٤٧٨. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک سریہ بھیجا جس کے ساتھ میں بھی گیا۔ مالِ غنیمت کے طور پر بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہمارے ہاتھ لگیں۔ (مال غنیمت میں) ہمارے حصے بارہ اونٹوں تک پہنچ گیے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایک اونٹ زائد دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بعثهم في سرية إلى نجد فأصابوا غنائم كثيرة من إبل وغنم، فنال كل واحد منهم اثني عشر بعيراً، وأعطاهم زيادة على ذلك بعيراً لكل واحد فوق عدد سهامهم.

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک سریہ کی شکل میں انہیں نجد کی طرف بھیجا اور ان کے ہاتھ اونٹوں اور بھیڑ بکریوں پر مشتمل بہت سارا مالِ غنیمت آیا۔ ہر ایک کے حصے میں بارہ اونٹ آئے اور نبی ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کو ان کے حصوں میں آنے والے اونٹوں کی تعداد سے ایک ایک اونٹ زائد دیا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- سَرِيَّةً : بفتح السين المهملة، وكسر الراء، وتشديد الياء: هي القطعة من الجيش، وهي من خمسة إلى أربعمائة.
- سُهمَانُنَا : بضم السين المهملة، جمع سهم، وهو النصيب.
- نَفَّلَنا : النفل، بفتح النون والفاء: هو الزياة يعطاها الغازي، زيادةً عن نصيبه من الغنيمة.

فوائد الحديث:

١. بعث السرايا لإضعاف العدو، ومفاجأته إذا رأى الإمام ذلك مصلحة.
٢. حل الغنيمة للغازين الغانمين، وهذا مما خصت به هذه الأمة المحمدية.
٣. جواز تنفيل الغانمين زيادة على أسهمهم، إذا رأى الإمام ذلك مصلحة، ويكون النفل من الخمس، أو من أصل الغنيمة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2963)

خَرَجَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَاتَ غَدَاةٍ، وعليه مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ

رسول اللہ ﷺ ایک صبح باہر نکلے، آپ ﷺ پر ایک چادر تھی جس پر سیاہ بال سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے۔

١٤٧٩. الحديث:

عن عائشةَ -رضي الله عنها- قالت: خَرَجَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَاتَ غَدَاةٍ، وعليه مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ.

١٤٧٩. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ ایک صبح باہر نکلے، آپ ﷺ پر ایک چادر تھی جس پر سیاہ بال سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تصف أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- بعض أحوال النبي -عليه الصلاة والسلام- في لباسه، ومن ذلك أنه خرج في ساعة من أول النهار على أصحابه، وعليه كساء فيه صورة رحال الإبل من شعر أسود، أو هو الكساء الذي فيه خطوط كالتي في الرحل.

اجمالی معنی:

اُمُّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے لباس سے متعلق بعض احوال کو بیان کررہی ہیں کہ آپ ﷺ دن کے ابتدائی حصے میں باہر اپنے صحابہ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ ﷺ پر ایک چادر تھی جس میں سیاہ اون سے اونٹ کے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے یا پھر وہ ایک ایسی چادر تھی جس میں ایسی لکیریں تھیں جیسی کجاوے میں ہوتی ہیں۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > لباسه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- غداة : ما بين الفجر وطلوع الشمس.
- مِرط : كِساء.
- مُرَحَّل : فيه صورة رِحَال الإبل. والرَّحْل: ما يوضع على البعير ليركب عليه. أو هو الذي فيه خطوط.

فوائد الحديث:

١. جواز لبس الأسود من الثياب دون تخصيص وقت من الأوقات.
٢. جواز لبس الشعر.
٣. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- من حيث بساطة ملابسه وعدم مغالاته فيها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ه - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه

الرقم الموحد: (4293)

خرجنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في غزاة ونحن سِتَّةُ نَفَرٍ بَيننا بعيرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أقدامُنا وَنَقِبَت قَدَمِي

ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا تھا

١٤٨٠. الحديث:

عن أبي موسى -رضي الله عنه- قال: خرجنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فِي غَزَاة ونحن سِتَّةُ نَفَرٍ بَيننا بعيرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أقدامُنا وَنَقِبَت قَدَمِي، وسَقطت أَظْفَارِي، فكنَّا نَلُفُّ على أَرْجُلِنَا الخِرَقَ ، فَسُمِّيَت غَزْوَة ذَاتُ الرِّقَاع لما كنَّا نَعْصِب على أرجُلنا من الخِرق، قال أبو بردة: فحدث أبو موسى بهذا الحديث، ثم كره ذلك، وقال: ما كنت أصنع بأن أَذْكُرَه! قال: كأنه كره أن يكون شيئا من عمله أفْشَاه.

١٤٨٠. حديث:

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا تھا اور میرے ناخن گر گئے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹ لیتے تھے۔ اسی لیے اس غزوہ کا نام ہی غزوۂ ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا۔ کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھتے تھے۔ ابوبردہ بیان کرتے ہیں کہ ابوموسی نے یہ حدیث بیان کی، پھر اسے ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے بیان کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ابو بردہ کہتے ہیں کہ: گویا انہیں یہ بات ناپسند آئی کہ اپنے کسی عمل کو ظاہر کریں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث : أن أبا موسى -رضي الله عنه- خرج مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في غزوة ومعه بعض أصحابه وعددهم ستة نَفَرٍ بينهم بعير يتعاقبونه، فيركبه أحدهم مسافة، ثم إذا انتهت نوبته نزل من البعير وركبه الآخر وهكذا يتناوبون الركوب، حتى وصلوا إلى مقصدهم. " فَنَقِبَتْ أقدامنا ونَقِبتْ قدمي، وسقطت أظفاري" بسبب المشي في أرض صحراوية مع بُعد المسافة، ولم يكن عندهم ما يستر أقدامهم لتمزقها؛ فكانوا يمشون حفاة، فحصل بذلك الضرر البليغ ومع هذا لم يتوقفوا عن مسيرهم، بل واصلوا السير للقاء العدو. "فكنَّا نَلُفُّ على أرجلنا الخِرَق" وهذا مما يدل على أن أحذيتهم قد تمزقت من طول المسافة وقوة الأرض وصلابتها؛ فكانوا يَلِفُّون على أقدامهم الخرق؛ لتحميهم من صلابة الأرض وحرارتها. "فسميت غزوة ذات الرقاع لما كنَّا نعصب على أرجلنا من الخَرِق". أي: أن هذه الغزوة التي غزاها النبي -صلى الله عليه وسلم-: سميت بعد ذلك بغزوة

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: یہ ہے کہ ابوموسی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں نکلے۔ ان کے ساتھ ان کے کچھ اور ساتھی بھی تھے جن کی تعداد چھے تھی۔ ان کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے، چنانچہ ان میں سے ایک آدمی کچھ فاصلے تک اس پر سوار ہوتا، پھر جب اس کی باری ختم ہوجاتی تو وہ اونٹ سے اتر جاتا اور دوسرا اس پر سوار ہوجاتا۔ اسی طرح سے وہ باری باری سوار ہوتے رہے یہاں تک کہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ "اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا تھا اور میرے ناخن گر گئے تھے۔" ایسا صحرائی علاقے میں ایک لمبی مسافت تک پیدل چلنے کی وجہ سے ہوا۔ پاؤں پھٹنے پر ان کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں تھی جسے وہ لپیٹ لیتے۔ چنانچہ وہ ننگے پاؤں ہی چلتے رہے جس سے انہیں بہت تکلیف ہوئی، تاہم وہ اپنے سفر سے رکے نہیں بلکہ دشمن کا سامنا کرنے کے لئے رواں دواں رہے۔ "ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے۔" اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طولِ مسافت اور زمین کی قوت و سختی کی وجہ سے ان کے جوتے پھٹ گئے تھے۔ تو وہ اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے تاکہ زمین کی سختی اور گرمی سے انہیں محفوظ رکھ سکیں۔ "اس غزوے کا نام غزوۂ ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا۔ کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھ رکھے تھے۔" یعنی

ذات الرِقَاع وهذا هو أحد الأسباب في تسميتها، قال أبو بردة: "فحدَّث أبو موسى بهذا الحديث، ثم كره ذلك، وقال: ما كنت أصنع بأن أذكره! قال: كأنه كره أن يكون شيئا من عمله أفشاه". والمعنى: أن أبا موسى -رضي الله عنه- بعد أن حدث بهذا الحديث تمنى أنه لم يحدِّث به؛ لما فيه من تزكية نفسه؛ ولأن كِتْمان العمل الصالح أفضل من إظهاره إلا لمصلحة راجحة، كمن يكون ممن يُقتدى به. وفي الحديث الآخر: (فأخفاها حتى لا تَعلم شماله ما تنفق يمينه) متفق عليه.

رسول اللہ ﷺ کے اس غزوے کا نام بعد میں غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا۔ اور یہ اس کی ایک وجہ تسمیہ ہے۔ ابو بردہ کہتے ہیں : "ابو موسی نے یہ حدیث بیان کی، پھر اسے ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے بیان کرنا نہیں چاہتا تھا! ابو بردہ کہتے ہیں : گویا انہیں یہ بات ناپسند آئی کہ اپنے کسی عمل کو ظاہر کریں۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس بات کی تمنا کی کہ کاش انہوں نے اسے بیان نہ کیا ہوتا کیونکہ اس میں خودستائی کا اظہار ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نیک عمل کو چھپانا اس کے اظہار سے افضل ہے الا یہ کہ اس کے اظہار میں کوئی مصلحت راجحہ ہو، مثلا بیان کرنے والا ایسا شخص ہو جس کی لوگ اقتدا کرتے ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے : "فأخفاها حتی لا تَعلم شماله ما تنفق يمينه". یعنی اس نے اسے (صدقہ کو) چھپا کر دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو سکا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ متفق علیہ

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو بُرْدَة بن أبي موسى -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- غزاة : غزوة.
- نعتقبه : يركبه كل واحد منا نوبة.
- فنقبت : قرحت وتشققت من الحفاء.
- الخرق : جمع الخرقة: القطعة من الثوب الممزق.
- نعصب : أي: نشد على أرجلنا.
- ما كنت أصنع بأن أذكره : ما أصنع بذكره.
- أفشاه : أي: أظهره ولم يكتمه.
- النَفَر : من ثَلَاثَة إِلَى عشرَة من الرِّجَال

فوائد الحديث:

١. بيان ما كان عليه الصحابة من التقشف وخشونة العيش وصبرهم على ذلك مع الرضا.
٢. جواز التعَاقب على البعير الواحد.
٣. جواز ذكر العمل الصالح والتحدث بنعمة الله إذا لم يكن فيه رياء ولا سمعة وكان في ذكره تذكير ونفع للناس.
٤. كراهة أن يذكر الإنسان ما فعله من عمل صالح خشية الوقوع في الرياء.
٥. قوة تحمل الصحابة -رضي الله عنهم.-
٦. فيه جواز المسح على اللفائف.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر، رقمه وبوب أحاديث: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة، بيروت، ١٣٧٩هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين

يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه.

الرقم الموحد: (3704)

دخل عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما- على النبي -صلى الله عليه وسلم- وأنا مسندته إلى صدري، ومع عبد الرحمن -رضي الله عنهما- سواك رطب يستن به فأبده رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بصره

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دے رکھا تھا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک لیے اسے کر رہے تھے۔ آپ ﷺ مسلسل مسواک کی طرف دیکھ رہے تھے۔

١٤٨١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: ((دخل عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما- على النبي -صلى الله عليه وسلم- وأنا مُسْنِدَتُه إلى صدري، ومع عبد الرحمن سِواك رَطْب يَسْتَنُّ به، فأَبَدَّه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بَصَره، فَأَخَذْتُ السِّوَاك فَقَضَمتُه، فَطَيَّبتُه، ثُمَّ دَفَعتُهُ إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فَاسْتَنَّ به فما رأيتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- استَنَّ اسْتِنَانًا أَحسَنَ منه، فما عَدَا أن فَرَغَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: رَفَع يَدَه -أو إصبعه-، ثم قال: في الرفيق الأعلى -ثلاثا- ثمَّ قَضَى، وكانت تقول: مَاتَ بَينَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي)).

١٤٨١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دے رکھا تھا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک لیے اسے کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مسلسل مسواک کی طرف دیکھا، تو میں نے مسواک لے کر اسے دانتوں سے چبایا اور اچھی طرح سے قابل استعمال بنا کر نبی ﷺ کی طرف بڑھا دی۔ آپ ﷺ نے وہ مسواک جتنی اچھی طرح سے کی، اس طرح سے میں نے آپ ﷺ کو کبھی مسواک کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ یا اپنی انگلی اٹھائی اور فرمایا۔ "فی الرفیق الاعلی" (اے اللہ مجھے رفیق اعلی میں پہنچا)۔ آپ ﷺ نے ایسا تین دفعہ کہا اور پھر وفات پا گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے مابین تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تذكر عائشة -رضي الله عنها- قصةً تبين لنا مدى محبة النبي -صلى الله عليه وسلم- للسواك وتعلقه به، وذلك أن عبد الرحمن بن أبي بكر -رضي الله عنه- -أخا عائشة- دخل على النبي -صلى الله عليه وسلم- في حال النزع ومعه سواك رطب، يدلك به أسنانه. فلما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- السواك مع عبد الرحمن، لم يشغله عنه ما هو فيه من المرض والنزع، من محبته له، فمدَّ إليه بصره، كالراغب فيه، ففطنت عائشة -رضي الله عنها- فأخذت السواك من أخيها، وقصت رأس السواك بأسنانها ونظفته وطيبته، ثم ناولته النبي -صلى الله عليه وسلم-، فاستاك به. فما رأت عائشة تسوكًا أحسن من تسوكه. فلما طهر وفرغ من التسوك، رفع إصبعه،

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا ایک قصہ بیان کر رہی ہیں، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ نبی ﷺ مسواک سے کس قدر محبت کرتے تھے۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب کہ آپ ﷺ حالت نزع میں تھے۔ ان کے پاس ایک تروتازہ مسواک تھی، جسے وہ اپنے دانتوں پر رگڑ رہے تھے۔ نبی ﷺ نے جب عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس مسواک دیکھی، تو اپنی بیماری اور حالت نزع کے باوجود آپ ﷺ مسواک کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے، کیونکہ آپ ﷺ کو یہ بہت پسند تھی۔ آپ ﷺ مسلسل اس کی طرف دیکھ رہے تھے، جیسے اسے استعمال کرنے کے خواہش مند ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھانپ کر اپنے بھائی سے مسواک لی، اپنے دانتوں سے اس کا سرا کاٹا اور صاف ستھری کر کے نبی ﷺ کو دے دیا اور آپ ﷺ نے اس سے مسواک کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اس سے بہتر انداز میں مسواک کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب آپ ﷺ (دندان مبارک) صاف کر چکے اور مسواک سے

يوحد الله -تعالى-، ويختار النقلة إلى ربه -تعالى-، ثم توفي -صلى الله عليه وسلم-. فكانت عائشة -رضي الله عنها- مغتبطة، وحُق لها ذلك، بأنه -صلى الله عليه وسلم- توفي ورأسه على صدرها.

فارغ ہو گئے، تو انگلی اٹھا کر اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اپنے رب کے جوار کو اختیار کرتے ہوئے وفات پا گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ نبی ﷺ کی جب وفات ہوئی، تو آپ ﷺ کا سر مبارک ان کے سینے پر تھا اور ان کا اس بات پر فخر کرنا بجا بھی تھا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > وفاته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مُسْنِدَتُه : مميلته.
- الرطب : ضد اليابس، ويصدق على الأخضر والمندى.
- يَستَنُّ به : يُمِرُّ السواك على أسنانه، كأنه يحددها.
- فأَبَدَّه : مدَّ إليه بصره وأطاله.
- بين حَاقِنَتِي وذَاقِنَتِي : الحاقنة: هي المعدة أو أسفل البطن، والذاقنة: ما تحت الذقن ورأس الحلقوم.
- فقَضَمته : مضغته بأطراف الأسنان؛ لِيَلِين.
- سواك : مسواك من الجريد الأخضر.
- طيَّبتُه : جعلته طيبا صالحا؛ للتسوك به.
- فما عَدَا أن فَرَغ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رَفَع : ما جاوز، وفرغ: انتهى، والمعنى: ما جاوز فراغه من التسوك حتى رفع، أي: أنه بادر بذلك.
- الرفيق : المرافق.
- والأعلى : صفة للرفيق، وهو الأرجح؛ لأن الرسل أعلى الخلق فضلا ومنزلة.
- قضى : مات.
- أشار برأسه : أومأ به.

فوائد الحديث:

١. جواز الاستياك بالسواك الرطب.
٢. محبة النبي -صلى الله عليه وسلم- للسواك.
٣. قوة فطنة عائشة -رضي الله عنها.-
٤. العمل بما يفهم من الإشارة والدلالة.
٥. إصلاح السواك وتهيئته.
٦. جواز الاستياك بسواك الغير بعد تطهيره وتنظيفه.
٧. توكيد أمر السواك لكونه -صلى الله عليه وسلم- حرص عليه مع ما هو فيه من تعب المرض.
٨. قوة قلب النبي -صلى الله عليه وسلم- ورباطة جأشه حيث لم يذهل عن التسوُّك والدعاء حال الموت.
٩. استحباب الاستياك عند الاحتضار.
١٠. إثبات علو الله -عز وجل- في السماء.
١١. فضيلة عائشة -رضي الله عنها- ووفاته -صلى الله عليه وسلم- في حِجرها، وبيتها، ويومها.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة

الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين ، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3484)

رَأَيْتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- جَالِسًا مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا	میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سرین کے بل بیٹھے دونوں زانوں کھڑے کیے کھجوریں کھا رہے تھے۔
١٤٨٢. الحديث: عن أنسٍ -رضي الله عنه- قال: رَأَيْتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- جَالِسًا مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا.	**١٤٨٢. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سرین کے بل بیٹھے دونوں زانوں کو کھڑا کر کے کھجوریں کھا رہے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: قال أنس -رضي الله عنه-: رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- جالسًا لاصقًا أليَتَيْهِ بالأرض ناصبا ساقيه يأكل تمرًا؛ لئلا يأكل كثيرًا، فإنه في هذه الحالة لا يكون مطمئنًا في الجلوس فلن يأكل كثيرًا.	**اجمالی معنی:** انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی سرین کو زمین پر لگائے اور اپنی ٹانگوں کو کھڑا کر کے بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے تاکہ بہت زیادہ نہ کھا سکیں کیونکہ اس حالت میں انسان پورے اطمئنان سے نہیں بیٹھ سکتا اس لیے اس سے زیادہ نہیں کھایا جاتا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > زهده صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مقعيا : هو الذي يُلصق أَلْيَتَيْهِ بالأرض وينصب ساقيه.

فوائد الحديث:

١. عدم الإكثار من الطعام والجلوس على المائدة طويلا.
٢. الحث على التواضع مطلقا، اقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم.
٣. جواز الأكل مُقعيا.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ.

الرقم الموحد: (4296)

رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وعليه ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ	میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (کے بدن مبارک) پر دو سبز کپڑے تھے۔
١٤٨٣. الحديث: عن أبي رمثة التيمي -رضي الله عنه- قال: رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وعليه ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ.	**١٤٨٣. حديث:** ابو رمثہ التیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (کے بدن مبارک) پر دو سبز کپڑے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر أبو رمثة -رضي الله عنه- أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- وعليه لباس أخضر.	**اجمالی معنی:** ابو رمثہ بتا رہے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سبز لباس پہن رکھا تھا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > لباسه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه الترمذي وأبو داود والنسائي في السنن الكبرى والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو رِمْثَة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. جواز ارتداء الثياب الخضر.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦ه. شرح صحيح البخارى، لابن بطال، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، ط٢، مكتبة الرشد، السعودية، الرياض، ١٤٢٣هـ. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. السنن الكبرى، للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مسند الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، التميمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ - ٢٠٠٠م.

الرقم الموحد: (4297)

صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة فافتتح البقرة

ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرۃ پڑھنی شروع کی۔

١٤٨٤. الحديث:

عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- قال: صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة فَافْتَتَحَ البقرة، فقلت: يركع عند المئة، ثم مضى، فقلت: يصلي بها في ركعة فمضى، فقلت: يركع بها، ثم افتتح النساء فقرأها، ثم افتتح آل عمران فقرأها، يقرأ مُتَرَسِّلًا: إذا مَر بآية فيها تَسبِيحٌ سَبّحَ، وإذا مَر بسؤال سَأل، وإذا مَر بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثم ركع، فجعل يقول: «سبحان ربي العظيم» فكان ركوعه نحوًا من قِيَامِهِ، ثم قال: «سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد» ثم قام طويلًا قريبا مما ركع، ثم سجد، فقال: «سبحان ربي الأعلى» فكان سجوده قريبًا من قيامه.

١٤٨٤. حدیث:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرۃ پڑھنی شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو آیات پڑھ کر رکوع میں چلے جائیں گے، لیکن آپ پڑھتے رہے۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ایک رکعت میں ختم کریں گے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رہے۔ میں نے سوچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پڑھ کر رکوع کریں گے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ النساء شروع کر دی اور اسے پورا پڑھ ڈالا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل عمران شروع کی اور اسے بھی پورا پڑھ ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر کسی ایسی آیت پر ہوتا، جس میں تسبیح (اللہ کی پاکی) کا بیان ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسبیح کرتے اور جب کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں (اللہ سے) مانگنے کا ذکر ہوتا، تو مانگتے اور اگر کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا، تو پناہ مانگتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا اور «سبحان ربی العظیم» پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکوع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کے بقدر تھا۔ پھر آپ نے «سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد» کہا اور طویل وقت تک قیام کیا، جو رکوع کے لگ بھگ تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور «سبحان ربی الأعلی» پڑھنے لگے۔ آپ کا سجدہ آپ کے قیام کے بقدر تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قام حذيفة مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في قيام الليل فأطال الصلاة، قرأ في ركعة واحدة البقرة ثم النساء ثم آل عمران، وكان إذا مر بآية سؤال سأل وإذا مر بآية تسبيح سبح وإذا مر بآية تعوذ تعوذ، في أثناء قراءته، وكانت صلاته متناسقة في الطول، الركوع قريبا من القيام، والسجود قريبا من الركوع.

اجمالی معنی:

حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیام اللیل پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز لمبی کر دی۔ ایک رکعت میں سورۃ البقرۃ پھر سورۃ النساء پھر سورۃ آل عمران پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قراءت کے درمیان جب کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں (اللہ سے) مانگنے کا ذکر ہوتا، تو مانگتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر کسی ایسی آیت سے ہوتا، جس میں تسبیح (اللہ کی پاکی) کا بیان ہوتا، تو تسبیح کرتے اور جب کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا، تو پناہ مانگتے۔ آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی نماز لمبائی میں بالکل ترتیب وار تھی؛ رکوع کا طول قیام کے قریب اور سجدے کا طول رکوع کے قریب۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- : أي: صلاة التهجد.
- مترسلًا : متأنيًا غير مستعجل.
- نحوا : مثلاً.
- الاستعاذة : لقد لجأت إلى ملجأ ولذت بملاذ.
- الصلاة : التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة ، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.
- سبحَّ الله : قال: سبحان الله. أي نزهه وقدسه.

فوائد الحديث:

١. جواز صلاة الليل في جماعة، لا على وجه المداومة.

٢. يستحب تطويل القيام في صلاة الليل.

٣. استحباب تطويل الركوع والاعتدال والسجود وجعله نحوا من القيام.

٤. جواز القراءة في صلاة الليل على غير ترتيب سور المصحف.

٥. استحباب تكرار التسبيح في الركوع والسجود ولا حصر له في صلاة الليل.

٦. قراءة القرآن تكون بتدبر لآياته وفهم لمعانيه.

٧. يستحب تسبيح الله -تعالى- إذا مر بآية فيها تسبيح.

٨. يستحب أن يكون القيام والركوع والاعتدال والسجود قريبا من السواء.

٩. جواز إطلاق البقرة وآل عمران دون إضافة سورة كذا.

١٠. اجتهاد النبي -صلى الله عليه وسلم- في العبادة، ومجاهدته لنفسه في طاعة الله.

١١. فيه فضيلة حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- حيث قام مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى. بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن - د. مصطفى البغا - محي الدين مستو - علي الشرجبي - محمد أمين لطفي - مؤسسة الرسالة، بيروت - الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م. شرح رياض الصالحين، الشيخ: محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن للنشر، طبع عام ١٤٢٦هـ دليل الفالحين - محمد بن علان - دار الكتاب العربي. رياض الصالحين، النووي، تحقيق د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3727)

عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَوْمَ أُحُدٍ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ؛ فَلَمْ يُجِزْنِي

غزوۂ احد کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے (جنگ میں شرکت کی) اجازت نہ دی۔

١٤٨٥. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يوم أُحُدٍ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ؛ فَلَمْ يُجِزْنِي، وعرضت عليه يوم الخندق، وأنا ابنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَنِي».

١٤٨٥. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ''غزوہ احد کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے (جنگ میں شرکت کی) اجازت نہ دی۔ غزوہ خندق کے موقع پر جب کہ میں پندرہ سال کا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے (جنگ میں شرکت کی) اجازت دے دی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر عبد الله بن عمر -رضي الله عنه- أنه عُرِض للذهاب إلى الغزو على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- -من باب عرض العسكر على الأمير- في وقعة أحد، وكانت في السنة الثالثة من الهجرة، وعمره أربع عشرة سنة، فرده النبي -صلى الله عليه وسلم- من الذهاب إلى الحرب؛ لصغره، ثم عرض عليه في عام الخندق وكانت في السنة الخامسة، وعمره خمس عشرة سنة، فأجازه النبي -صلى الله عليه وسلم- في المقاتلة، فلعله كان يوم أحد في أول الرابعة عشر، ويوم الخندق في آخر الخامسة عشر.

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر جنگ میں جانے کے لیے انھیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا جیسا کہ فوجیوں کو امیر لشکر کے سامنے جائزے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ غزوۂ احد ہجرت کے تیسرے سال ہوا تھا جب کہ ان کی عمر چودہ سال تھی۔ نبی ﷺ نے انھیں جنگ میں جانے سے روک دیا کیونکہ وہ چھوٹے تھے۔ غزوہ خندق جو ہجرت کے پانچویں سال پیش آیا اس میں جب انھیں نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ پندرہ سال کے ہو چکے تھے چنانچہ نبی ﷺ نے انھیں لڑائی میں شرکت کی اجازت دے دی۔ شاید کہ وہ جنگ احد کے موقع پر چودھویں سال کے آغاز میں تھے اور جنگ خندق کے موقع پر پندرہویں سال کے آخر میں تھے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- عُرِضت : عُرِض ابن عمر في ضمن الجيش لاختبار أحوالهم قبل مباشرة القتال؛ للنظر في هيئتهم، وترتيب منازلهم وغير ذلك.
- فَأَجَازَنِي : سمح لي بالقتال.

فوائد الحديث:

١. ينبغي للقائد والأمير، تفقُّدُ رجال جيشه وسلاحهم؛ لأنه أكمل للأهبة والاستعداد، وهو من الحزم المطلوب في القائد، فيرد من لا يصلح من الرجال، كالضعفاء والمرجفين، وما لا يصلح من أدوات القتال، كالأسلحة الفاسدة، ويقبل الصالح من ذلك.

٢. البلوغ يحصل في تمام الخامسة عشر، أو بإنزال المَني، أو بنبات عانته، وهو الشعر الخشن حول القبل، هذا للذكر، وتزيد الأنثى بالحيض، فهو من علامات البلوغ الخاصة بها.

المصادر والمراجع:
-صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ - تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: ١٤٢٧هـ - مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (2972)

فَلَم أَكُن لِأَفْشِي سِرَّ رسُولَ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- وَلَو تَرَكَهَا النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلم- لَقَبِلتُهَا

میں نہیں چاہتا کہ آپ ﷺ کا راز کھولوں ہاں اگر نبی ﷺ انھیں چھوڑ دیتے تو میں ان کو قبول کر لیتا۔

١٤٨٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أَنَّ عمرَ -رضي الله عنه- حِينَ تَأَيَّمت بِنتُهُ حَفصَة، قَالَ: لَقِيتُ عثمانَ بن عفان -رضي الله عنه- فَعَرَضتُ عَلَيه حَفصَة، فَقُلتُ: إِنْ شِئْتَ أَنكَحْتُكَ حَفصَةَ بِنتَ عُمَر؟ قَال: سَأَنظُر فِي أَمْرِي، فَلَبِثتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي، فَقَال: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَومِي هَذَا، فَلَقِيتُ أَبَا بَكر -رضي الله عنه- فقُلتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفصَةَ بِنتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكر -رضي الله عنه- فَلَم يَرجِعْ إِلَيَّ شَيئًا! فَكُنْتُ عَلَيهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثمَانَ، فَلَبِثَ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِي -صلَّى الله عليه وسلَّم- فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكر، فقال: لَعَلَّكَ وَجَدت عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفصَةَ فَلَمْ أَرْجِع إِلَيكَ شَيئًا؟ فَقُلتُ: نَعَم، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِع إِلَيكَ فِيمَا عَرَضت عَلَيَّ إِلاَّ أَنِّي كُنتُ عَلِمْتُ أَنَّ النبِيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- ذَكَرَهَا، فَلَم أَكُن لِأُفْشِي سِرَّ رسُولَ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- وَلَو تَرَكَهَا النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلم- لَقَبِلتُهَا.

١٤٨٦. حدیث:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو میری ملاقات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کر دوں؟ انھوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لیے میں چند دنوں کے لیے ٹھہر گیا، پھر انھوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر سے کر دوں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گیے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کا یہ طریقہ عمل عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ میرے لیے باعثِ تکلیف ہوا۔ کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم ﷺ نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انھوں نے کہا، شاید آپ کو میرے اس طرزِ عمل سے تکلیف ہوئی ہوگی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں تکلیف تو ہوئی تھی۔ انھوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے صرف اس لیے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے (مجھ سے) حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں نبی کریم ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر نبی ﷺ ان سے (نکاح کا ارادہ) چھوڑ دیتے تو بے شک میں انھیں قبول کر لیتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أخبر عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أنّ عمر رضي الله عنه- حين تأيمت بنته "حفصة" أي من خنيس بن حذافة السهمي، وهو أخو عبد الله بن حذافة، وكان من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- توفي بالمدينة، وكان موته من جراحة أصابته بأحد، وكان من السابقين إلى الإسلام وهاجر إلى أرض الحبشة. قال عمر: "لقيت عثمان بن عفان" أي

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ بتا رہے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں یعنی خنیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ سے جو کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے ان ساتھیوں میں سے تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے اور ان کی موت کی وجہ وہ زخم تھی جو انھیں جنگ احد میں لگی تھی۔ اسی طرح یہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے پہلے پہل اسلام قبول کیا اور ہجرت حبشہ بھی کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "لقیت عثمان بن عفان" (میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا) یعنی ان کی

بعد موت زوجته رقية بنت سيدنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. قال عمر: "فعرضت عليه حفصة" ففيه جواز عرض الإنسان بنته على أهل الخير والصلاح، ولا نقص في ذلك، كما ترجم به البخاري. قال عمر: "فقلت: إن شئت أنكحتك حفصة بنت عمر" وأتى بهذا الأسلوب: وهو التعبير بالجملة الشرطية، تجعل المخاطب حر الاختيار، وهذا من حسن البيان المشجع والحاض على القبول، ونسب ابنته إليه، وهذا فيه إيجاز بالحذف، كأنه يقول: أي بنت عمر وأنت تعلم شأنه وحسن خلطته. فكان رد عثمان: "سأنظر في أمري" أي أفكر في شأني هل أتزوج الآن أو أؤخر ذلك، قال عمر: "فلبثت ليالي ثم لقيني فقال: قد بدا لي أن لا أتزوج يومي هذا" أراد عثمان من ذلك مطلق الزمن: أي في زمني هذا، وأتى به لدفع توهم إرادته التبتل والانقطاع عن التزوج المنهي عنه، قال عمر: "فلقيت أبا بكر الصديق - رضي الله عنه- فقلت: إن شئت أنكحتك حفصة بنت عمر فصمت" فترك الصديق الكلام عن قصد ولِدَاعٍ له أَخَص من السكوت، قال عمر: "فكنت أوجد" أي أشد غضباً "عليه منى على عثمان" وذلك لأن عثمان حصل منه الجواب، وأمَّا الصديق فتركه أصلاً، "فلبثت ليالي ثم خطبها النبي فأنكحتها إياه فلقيني أبو بكر" أي بعد تمام التزويج وزوال محذور بيان حقيقة الأمر، قال الصديق وقدّم لاعتذاره وتطييبا لخاطر أخيه: "لعلك" هي للإشفاق، وأتى به اعتماداً على حسن خلق عمر، وأنه لا يغضب لذلك، ولكن جواز الغضب منه بحسب الطبع، فقال له ذلك، قال الصديق: "لعلك وجدت علي حين عرضت عليّ حفصة فلم أرجع" أي غضبت علي حينها، فقال عمر: "نعم": وهذا من عمر إخباراً بالوقوع وعملاً بالصدق، فقال أبو بكر الصديق "فإنه لم يمنعني أن أرجع إليك فيما عرضت عليّ إلا أني كنت علمت أن النبيّ -صلى اله عليه وسلم- ذكرها"، أي: كنت مريداً التزوج بها، ولعل ذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- في رغبته في خطبة حفصة كان بحضرة الصديق دون

بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : "فعرضت علیہ حفصۃ" (میں نے ان کو حفصہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ پیش کیا) اس میں اس بات کا جواز ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کا رشتہ اہل خیر اور نیک لوگوں کو پیش کر سکتا ہے، اس میں کوئی عیب نہیں جیسا کہ بخاری نے اس کا باب قائم کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : "فقلت : إن شئتَ أنكحتك حفصۃ بنت عمر" (میں نے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر سے کرا دوں) یہاں پر ایک اسلوب بیان کیا جا رہا ہے اور وہ جملہ شرطیہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا تاکہ مخاطب کو اختیار کی مکمل آزادی ہو اور اس میں جرأت مندانہ حسن بیان اور قبولیت پر تشجیع پائی جاتی ہے۔ اور اس میں بیٹی کی نسبت اپنی طرف کی ہے جب کہ اس میں حذف کی بھی اجازت ہے جیسا کہ وہ کہتے کہ بنت عمر۔ اور آپ (اے عثمان) اس کے معاملے اور حسن معاشرت سے واقف ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے کہا "سأنظر في أمري" (میں اس معاملے پر غور کروں گا) یعنی میں یہ سوچ لوں کہ کیا میں ابھی شادی کرنا چاہتا ہوں یا کوئی تاخیر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فلبثت ليالي ثم لقيني فقال : قد بدا لي أن لا أتزوج يومي ہذا" (میں نے کچھ دن انتظار کیا پھر ایک دن مجھے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ملے اور کہا کہ مجھے یہی لگتا ہے کہ میں ابھی شادی نہ کروں)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فلقيت أبا بكر الصديق -رضي اللہ عنہ- فقلت : إن شئتَ أنكحتك حفصۃ بنت عمر فصمت" (میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح آپ سے کر دوں تو وہ خاموش رہے) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوئی بات نہ کی اور الوداع کرتے ہوئے خاص انداز سے خاموشی اختیار کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فكنت أوجد" (میں نے پایا) یعنی شدید غصہ۔ "عليہ مني على عثمان" (ان پر بہ نسبت عثمان کے) کیوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے انھیں جواب مل گیا تھا جب کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے معاملے کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ " فلبثت ليالي ثم خطبها النبي فأنكحتها إياه فلقيني أبو بكر" (کچھ دن گزرے تو نبی کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے) یعنی شادی کے بعد۔ گلہ دور کرنے اور حقیقتِ حال بیان کرنے کے لیے اپنا عذر پیش کیا اور اپنے بھائی کی تسلی کی خاطر ان سے کہا : "لعلک" (شاید کہ آپ) شفقت کے انداز میں۔ ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حسن خلق پر اعتماد تھا اور یہ بھی بھروسہ تھا کہ وہ ناراض نہیں ہوں گے۔ لیکن غصہ کا جواز ہونے کی وجہ سے ان کی طبع کا خیال کرتے ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا "لعلک وجدت علي حين عرضت عليّ حفصۃ فلم أرجع" (آپ نے میرے بارے میں اپنے دل میں کچھ پایا تو ہو

غيره، فرأى أن ذلك من السرّ الذي لا يباح؛ فلذا قال "فلم أكن لأفشي سرّ رسول الله" أي أظهر ما أسره إليّ وذكره لي، "ولو تركها النبيّ" بالإعراض عنها "لقبلتها": وهذ لأنه يحرم خطبة من ذكرها النبي -صلى الله عليه وسلم- على من علم به. وفي هذا تربية للأمة وأفرادها، وأن الذي ينبغي: كتم السر، والمبالغة في إخفائه، وعدم التكلم فيما قد يخشى منه أن يجرّ إلى شيء منه.

گا ہی جب آپ نے حفصہ کے نکاح کی بات کی اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا) یعنی آپ کو اس وقت مجھ پر غصہ آیا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے : ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملاً جو کچھ ہوا تھا وہ سچائی کے ساتھ بتا دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا "فإنہ لم يمنعني أن أرجع إليک فيما عرضت عليّ إلا أني كنت علمت أن النبيّ ذكرها" (آپ نے جو صورت میرے سامنے رکھی تھی اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول کریم ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے) یعنی میں شادی کا ارادہ رکھتا تھا لیکن نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی رغبت کا اظہار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس وقت کیا جب ان کے علاوہ اور کوئی بھی موجود نہیں تھا تو انھوں نے خیال کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا راز ہے جس کو بیان کرنا درست نہیں۔ اس لیے کہا کہ "فلم أكن لأفشي سرّ رسول الله" (میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ ﷺ کا راز بیان کروں) یعنی جو بات چھپا کر مجھ سے کی میں اس کو ظاہر کر دوں۔ "ولو تركها النبيّ" (ہاں اگر آپ ﷺ انھیں چھوڑ دیتے) یعنی ان کے متعلق اپنا ارادہ ترک کر دیتے تو "لقبلتها" (تو میں ان کو قبول کر لیتا) وہ اس بات کو حرام سمجھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کا تذکرہ کیا تھا جس کا انھیں علم تھا اور وہ وہاں پر شادی کرتے۔ اس میں افراد امت کی تربیت موجود ہے جو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ راز کو چھپانا، اس کو خفیہ رکھنے میں انتہائی احتیاط کرنا اور اس کے بارے میں کسی بھی قسم کی بات کرنے سے رک جانا چاہیئے جب یہ ڈر ہو کہ اس (افشائے راز) وجہ سے کوئی مصیبت وودقت پیش آ سکتی ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > زوجاته صلى الله عليه وسلم وأحوال بيت النبوة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تأيمت : صارت بلا زوج، وكان زوجها خُنيس بن حذافة السهمي توفي رضي الله عنه.
- وجدت : غضبت.
- لِأُفْشِي : لأنشر وأظهر.
- فَلَبِثْتُ : انتظرت.
- بَدَا : ظهر.
- يَومِي هَذَا : زمني هذا، وحدد باليوم، لمنع إرادة التبتل، وترك الزواج مطلقا.
- فَكُنْتُ عَلَيهِ أَوْجَدَ : أي أشد غضبا.
- ذَكَرَهَا : أي ذكر أنه يريد أن يتزوج بها.

فوائد الحديث:

١. جواز عرض الإنسان ابنته أو أخته على أهل الخير والصلاح؛ لما فيه من النفع العائد على المعروضة عليه.

٢. فضل كتمان السر والمبالغة في إخفائه؛ فإذا أظهره صاحبه؛ ارتفع الحرج عمن سمعه.

٣. يجوز الزواج بامرأة ذكرها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم أعرض عنها؛ لأنها لا تعد من أزواجه.

٤. المعاتبة لا تفسد المحبة، بل العتاب على قدر المحبة كما قيل، ولذلك كان عمر -رضي الله عنه- عاتبا على أبي بكر -رضي الله عنه- أشد من عَتبه على عثمان -رضي الله عنه-؛ لما كان لأبي بكر -رضي الله عنه- عند عمر -رضي الله عنه- ولعمر عند أبي بكر -رضي الله عنه- من مزيد المحبة والمنزلة.

٥. يستحب لمن أبدى عذره أن يقبل منه ذلك.

٦. الثيب لا بد لها من ولي كالبكر؛ فلا تزوج نفسها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3448)

قال رجل للنبي -صلى الله عليه وسلم- يومَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إن قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قال: "في الجَنَّة"، فأَلْقَى تَمراتٍ كُنَّ في يَدِه، ثم قاتل حتى قُتِلَ.

ایک شخص نے اُحُد کے دن آپ ﷺ سے کہا : آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر میں مارا گیا تو میں کہاں رہوں گا (میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا)؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینکیں اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گیے۔

١٤٨٧. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال رجل للنبي -صلى الله عليه وسلم- يومَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إن قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قال: «في الجَنَّةِ» فأَلْقَى تَمراتٍ كُنَّ في يَدِه، ثم قاتل حتى قُتِلَ.

١٤٨٧. حدیث :

جابر بن عبد اللہ- رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اُحُد کے دن آپ ﷺ سے کہا : آپ کیا کہتے ہیں اگر میں مارا گیا تو میں کہاں رہوں گا (یعنی میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا)؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینک دیں اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گیے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر جابر -رضي الله عنه- أن رجلًا -واسمه عُمير بن الحُمَام- قال للنبي -صلى الله عليه وسلم- يوم غزوة أحد: يا رسول الله! أرأيتَ إن قاتلتُ حتى قُتلتُ، يعني جاهدت المشركين وقتلت في هذه الوقعة ما مصيري؟ قال: "أنت في الجنة"، فألقى تمرات كانت معه، وقال: (إنها لحياة طويلة إن بقيت حتى آكل هذه التمرات) ثم تقدم فقاتل حتى قتل -رضي الله عنه-.
تنبيه: قال ابن حجر -رحمه الله-: (أخرجه مسلم من حديث أنس أن عمير بن الحمام أخرج تمرات فجعل يأكل منهن ثم قال: لئن أنا أحييت حتى آكل تمراتي هذه إنها لحياة طويلة. ثم قاتل حتى قتل. قلت: لكن وقع التصريح في حديث أنس أن ذلك كان يوم بدر، والقصة التي في الباب وقع التصريح في حديث جابر أنها كانت يوم أحد، فالذي يظهر أنهما قصتان وقعتا لرجلين، والله أعلم).

اجمالی معنی :

جابر- رضی اللہ عنہ- نے فرمایا کہ ایک شخص- جن کا نام عمیر بن الحمام تھا- نے غزوہ احد کے موقعے پر آپ ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ذرا بتلا ئیے اگر میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں یعنی میں مشرکین کے ساتھ جہاد کروں اور اسی میں مارا جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم جنت میں رہو گے۔ انھوں نے کھجوریں پھینک دی اور کہا۔ اگر میں زندہ رہا تو زندگی لمبی ہوگی کھجوریں پھر کھا لوں گا، آگے بڑھے اور لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گیے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. يفيد هذا الحديث المسارعة بفعل الخيرات.
٢. جزاء من قتل في سبيل الله الجنة.
٣. استحباب أن يسأل الإنسان عما لا يعلم.
٤. ما كان الصحابة عليه من حب نصر الإسلام، والرغبة في الشهادة ابتغاء مرضاة الله وثوابه.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ- تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - فتح الباري لابن حجر العسقلاني، دار المعرفة، ١٣٧٩.

الرقم الموحد: (3194)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يزور قباء راكبًا وماشيًا، فيصلي فيه ركعتين	نبی ﷺ سوار اور پیادہ (مسجد) قباء تشریف لاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے۔
١٤٨٨. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يزورُ قُبَاءَ راكبًا وماشيًا، فيُصَلِّي فيه ركعتين. وفي رواية: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأتي مسجد قُبَاءَ كل سَبْتٍ راكبًا وماشيًا، وكان ابن عُمر يفعله.	**١٤٨٨. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ''نبی ﷺ سوار اور پیادہ (مسجد) قباء تشریف لاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ مسجد قباء میں ہر ہفتے کے دن سوار اور پیادہ تشریف لاتے۔ اور ابن عمر بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: منطقة قباء التي بُنِيَ بها أول مسجد في الإسلام قرية قريبة من مركز المدينة من عواليها، فكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يزوره راكبا وماشيا، وقوله كل سبت: حيث كان يخصص بعض الأيام بالزيارة والحكمة في مجيئه -صلى الله عليه وسلم- إلى قباء يوم السبت من كل أسبوع، إنما كان لمواصلة الأنصار وتفقُّد حالهم وحال من تأخَّر منهم عن حضور الجمعة معه، وهذا هو السِر في تخصيص ذلك بالسبت.	**اجمالی معنیٰ:** قباء کا علاقہ جس میں اسلام کی سب سے پہلی مسجد تعمیر کی گئی مدینہ کے بالائی حصے کے قریب واقع ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ نبی ﷺ سوار اور پیادہ اس کی زیارت کے لیے تشریف لاتے۔ راوی کا یہ کہنا کہ "ہر ہفتے کے دن" تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بعض ایام کو زیارت کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔ نبی ﷺ کی ہر ہفتے کے دن قباء آنے میں حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ کا انصاری لوگوں سے تعلق قائم رہے اور آپ ﷺ ان کا اور ان لوگوں کا حال جان سکیں جو آپ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ میں حاضر ہونے سے رہ جاتے تھے۔ اور بطور خاص ہفتے کے دن آنے میں یہی راز پنہاں تھا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: متفق عليها.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قُبَاءَ : منطقة قباء: قرية كانت على بُعد ميلين من المدينة، وهي الآن داخل المدينة.
- سبت : السبت إما اليوم أي: كل يوم سبت، وهو الأقرب، أو الأسبوع، أي: أسبوعيًا.

فوائد الحديث:

١. استحباب زيارة مسجد قباء، وقد صح الخبر عن سيِّد البشر -صلى الله عليه وسلم- أن من حرج من بيته متطهرًا فصلى فيه ركعتين كان كعدل عمرة.
٢. حرص عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- على التأسِّي برسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، للحافظ ابن حجر العسقلاني، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز، دار المعرفة، بيروت، ١٣٧٩هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن

الحجاج، للنووي، ط٢، دار إحياء التراث العربي - بيروت، ١٣٩٢هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3443)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في صلاة الفجر يوم الجُمعَةِ: الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وهَلْ أتى على الإنسان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن فجر کی نماز میں سورہ (الم تَنزِيلُ السَّجْدَة) اور سورہ (ہَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ) پڑھا کرتے تھے۔

١٤٨٩. الحديث:

عن أبي هُرَيْرة -رضي الله عنه- قال: «كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يَقْرأ فِي صلاة الفجر يَومَ الجُمُعَةِ: الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وهَلْ أتى على الإنسَان».

١٤٨٩. حديث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں "الم تَنزِيلُ السَّجْدَة" اور "ہَلْ أَتَىٰ على الإنسان" پڑھا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان من عادة النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة سورة السجدة كاملة، وذلك في الركعة الأولى بعد الفاتحة، ويقرأ في الركعة الثانية بعد الفاتحة سورة الإنسان كاملة؛ تذكيرا بما اشتملت عليه السورتان من أحداث عظيمة وقعت وستقع في هذا اليوم, كخلق آدم، وذكر المعاد وحشر العباد، وأحوال القيامة, وغيرها.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ جمعے کے دن نماز فجر میں پہلی رکعت کے اندر سورۃ الفاتحہ کے بعد مکمل سورۃ سجدہ پڑھتے اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بعد مکمل سورۃ الانسان کی تلاوت فرماتے۔ ایسا آپ ﷺ ان عظیم واقعات کو یاد دلانے کے لیے کرتے، جن کا ذکران دونوں سورتوں میں آیا ہے اور جو واقع ہو چکے یا اس دن (یعنی جمعے کے دن) واقع ہوں گے، جیسے تخلیق آدم، قیامت اور انسانوں کے میدان حشر میں جمع ہونے اور قیامت کے احوال وغیرہ کا ذکر۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كان : هنا تدل على الاستمرار.
- "الم تنزيل" السجدة : السورة التي اسمها السجدة.
- "هل أتى على الإنسان" : السورة التي اسمها الإنسان.

فوائد الحديث:

١. استحباب قراءة هاتين السورتين في صلاة فجر يوم الجمعة.
٢. من السنة المواظبة على قراءة هاتين السورتين في صلاة الفجر يوم الجمعة.
٣. فيه تذكير للناس بما كان وسيكون في هذا اليوم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، لعبد العزيز بن باز، اعتناء سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ه. خلاصة الكلام، لفيصل المبارك الحريملي، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ - ١٩٩٢م. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5320)

كان أَحَبَّ الثِّيَابِ إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- القَمِيصُ	رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ ترین لباس قمیص تھا۔
١٤٩٠. الحديث: عن أم سلمة -رضي الله عنها- قالت: كان أَحَبَّ الثِّيَابِ إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- القَمِيصُ.	**١٤٩٠. حدیث:** ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ ترین لباس قمیص تھا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان أحب الثياب إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- القميص؛ لأنه أستر من الإزار والرداء، ولأنه قطعة واحدة يلبسها الإنسان مرة واحدة فهي أسهل من أن يلبس الإزار أولا ثم الرداء ثانيا. ولكن مع ذلك لو كنت في بلد يعتادون لباس الأزر والأردية ولبست مثلهم فلا حرج والمهم ألا تخالف لباس أهل بلدك فتقع في الشهرة وقد نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن لباس الشهرة.	**اجمالی معنیٰ:** "رسول اللہ ﷺ کا سب سے پسندیدہ لباس قمیص تھا۔" کیوں کہ اس میں ازار اور چادر کی بہ نسبت زیادہ ستر پوشی ہوتی ہے اور اس لیے بھی کہ یہ ایک ہی کپڑا ہوتا ہے، جسے انسان ایک ہی بار پہن لیتا ہے۔ چنانچہ اس کا پہننا اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے کہ پہلے ازار پہنی جائے اور پھر چادر۔ تاہم اس سب کے باوجود اگر آپ کسی ایسے علاقے میں ہیں، جہاں لوگ ازار باندھتے اور چادریں پہنتے ہیں اور آپ بھی وہاں یہی لباس استعمال کریں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ قابل لحاظ امر یہ ہے کہ آپ اپنے علاقے کے باشندوں کے لباس سے مختلف لباس نہ پہنیں؛ کیوں کہ اس سے آپ چرچے میں آ جائیں گے اور نبی ﷺ نے ایسا لباس پہننے سے منع فرمایا ہے جو چرچے کا باعث ہو۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > لباسه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي في السنن الكبرى وأحمد

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- القميص : ثوب مخيط بكمين غير مفرج يلبس تحت الثياب، من القطن غالبا.

فوائد الحديث:

١. النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يحب القميص من الثياب المخيطة. لأنه أستر للأعضاء، وأقل مؤنة، وأخف على البدن، ولابسه أكثر تواضعا.

٢. مشروعية الاقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم- في ملبسه وما يحبه من اللباس.

٣. جواز استحباب لبس بعض الثياب دون بعض.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي.ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مختصر الشمائل المحمدية، للألباني، نشر: المكتبة الإسلامية – عمان – الأردن.

الرقم الموحد: (4827)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أشد حياءً من العذراء في خدرها

رسول اللہ ﷺ پردہ دار کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ جب آپ ﷺ کو کوئی بات ناپسند گزرتی، تو ہم اس ناپسندیدگی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر پہچان لیتے تھے۔

١٤٩١. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَشَدَّ حياءً من العَذْرَاءِ في خِدْرِهَا، فإذا رأى شيئا يَكْرَهُهُ عرفناه في وجهه.

١٤٩١. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پردہ دار کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ جب آپ ﷺ کو کوئی بات ناپسند گزرتی، تو ہم اس ناپسندیدگی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر پہچان جاتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- أشد حياء من المرأة التي لم تتزوج وهي أشد النساء حياءً؛ لأنَّها لم تتزوج ولم تعاشر الرجال فتجدها حيية في خدرها، فرسول الله -صلى الله عليه وسلم- أشدُّ حياء منها، ولكنه -صلى الله عليه وسلم- إذا رأى ما يكره وما هو مخالف لطبعه -صلى الله عليه وسلم- عُرف ذلك في وجهه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کنواری عورت سے بھی زیادہ حیا دار تھے، جس میں سب سے زیادہ شرم و حیا ہوتی ہے؛ کیوں کہ شادی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مردوں کے ساتھ میل جول سے دور ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ شرم و حیا کا پیکر بن کر اپنے گھر ہی میں رہتی ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اس سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ تاہم نبی ﷺ کو جب کوئی ناپسندیدہ یا ایسی بات نظر آتی، جو آپ ﷺ کی طبیعت کے برخلاف ہوتی، تو اس کے اثرات آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ظاہر ہو جاتے تھے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > حياؤه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حياء : الحياء خلق عظيم يحمل على فعل الجميل وترك القبيح.
- العَذْرَاء : البكر، وهي الأنثى التي لم يمسها رجل، سميت به لبقاء عذرتها، وهي ما يكون من التحام في فم الرحم.
- الخِدْر : ناحية في البيت يترك عليها ستر.
- يكرهه : لا يحبه.
- عَرَفْنَاه في وجهِه : تغير وجهه ولم يتكلم لشدة حيائه.

فوائد الحديث:

١. بيان ما اشتمل عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من الحياء، وهو الخلق العظيم.
٢. الحياء خلق غريزي في النساء.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد

زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3153)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يبيت الليالي المتتابعة طاوياً، وأهله لا يجدون عشاء، وكان أكثر خبزهم خبز الشعير	رسول اللہ ﷺ مسلسل کئی راتیں بھوکے گزارتے اوران کے اہل و عیال کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا اور اکثر ان کے کھانے میں جَو کی روٹی ہوتی۔
١٤٩٢. الحديث: عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يبيت الليالي المتتابعة طَاوِياً، وأهلُهُ لا يجِدُون عَشَاءً، وكان أكثر خبزهم خبز الشعير.	**١٤٩٢. حدیث:** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے, کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل کئی راتیں بھوکے گزارتے اوران کے اہل و عیال کورات کا کھانا میسر نہیں ہوتا اور اکثر ان کے کھانے میں جَو کی روٹی ہوتی۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- ينام الليالي المتتابعة المتوالية من غير أكل، وكذلك زوجاته وعياله؛ لأنهم لا يجدون طعام العَشاء، وكان أكثر خبزهم من الشعير، وهو أقل كلفة من البر وغيره.	**اجمالی معنی:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کئی راتیں بنا کھائے سوتے، اوراسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال، کیونکہ ان کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا، اور اکثر ان کے کھانے میں جو کی روٹی ہوتی اورجو گیہوں کے بالمقابل کم مہنگا ہوتا ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- طاوياً : خالي البطن لم يأكل.

فوائد الحديث:

١. بيان لزهده -صلى الله عليه وسلم- وتقلله من الدنيا وصبره على لأوائها.
٢. فضيلة لأزواج النبي -صلى الله عليه وسلم- لتحملهم المشاق معه.
٣. بيان لخشونة العيش التي كانوا عليها.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي, تأليف: محمد بن عيسى الترمذي, تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه: لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. مختصر الشمائل المحمدية, تأليف: محمد بن عيسى الترمذي, الناشر: المكتبة الإسلامية, تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي, دار الكتاب العربي-بيروت، بدون تاريخ.

الرقم الموحد: (5860)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يعجبه التيمن في تنعله، وترجله، وطهوره، وفي شأنه كله

رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، حصول طہارت، اور اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے آغاز کرنے کو پسند فرماتے تھے

١٤٩٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يعجبه التيمُّن في تَنَعُّلِه، وترجُلِه، وطُهُورِه، وفي شَأنه كُلِّه».

١٤٩٣. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں : ''رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، حصول طہارت، اور اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے آغاز کرنے کو پسند فرماتے تھے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبرنا عائشة -رضي الله عنها- عن عادة النبي -صلى الله عليه وسلم- المحببة إليه، وهي تقديم الأيمن في لبس نعله، ومشط شعره، وتسريحه، وتطهره من الأحداث، وفي جميع أموره التي من نوع ما ذكر كلبس القميص والسراويل، والنوم، والأكل والشرب ونحو ذلك. كل هذا من باب التفاؤل الحسن وتشريف اليمين على اليسار. وأما الأشياء المستقذرة فالأحسن أن تقدم فيها اليسار؛ ولهذا نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الاستنجاء باليمين، ونهى عن مس الذكر باليمين، لأنها للطيبات، واليسار لما سوى ذلك.

اجمالی معنی :

عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں نبی ﷺ کی ایک پسندیدہ عادت کے بارے میں بتلا رہی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے جوتے پہننے، اپنے بالوں میں کنگھی کرنے اور انہیں سنوارنے میں اور ناپاکی سے طہارت حاصل کرنے میں اور مذکورہ قسم کے اپنے تمام کاموں جیسے قمیض اور پاجاما پہننے، سونے، کھانے پینے اور اسی طرح کے دیگر امور میں دائیں طرف کو مقدم رکھتے تھے۔ یہ سب کچھ اچھے شگون اور دائیں طرف کو بائیں پر عزت دینے کے قبیل سے ہے۔ غیر پاکیزہ چیزوں میں بہتر یہ ہے کہ بائیں طرف کو مقدم رکھا جائے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے اور عضوِ مخصوص کو چھونے سے منع فرمایا ہے کیونکہ دایاں ہاتھ پاکیزہ اشیاء کے لئے ہے اور ان کے علاوہ دیگر اشیاء کے لئے بایاں ہاتھ ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > لباسه صلى الله عليه وسلم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يعجبه التيمن : يفضل تقديم الأيمن على الأيسر.
- في تَنَعُّله : لبس نعله.
- وتَرَجُّله : تسريح شعر رأسه ولحيته بالمشط.
- وطُهُوره : تطهره، ويشمل الوضوء والغسل وإزالة النجاسة.
- وفي شأنه كله : جميع أمره.

فوائد الحديث:

١. تقديم اليمين للأشياء الطيبة هو الأفضل شرعًا وعقلًا وطِبًّا.
٢. جعل اليسار للأشياء المستقذرة، هو الأليق شرعًا وعقلًا.
٣. الشرع الشريف جاء لإصلاح الناس وتهذيبهم ووقايتهم من الأضرار.
٤. السنة في غسل اليدين والرجلين في الوضوء تقديم اليمين.

٥. كمال السنة المطهرة بمراعاة النظافة في تسريح الشعر وغيره.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، (١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3018)

كان كلام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كلاما فصلا يفهمه كل من يسمعه

رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کے کلمات الگ الگ ہوتے تھے، جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا۔

١٤٩٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كَانَ كَلاَمُ رَسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- كَلاَمًا فَصلاً يَفْهَمَهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ.

١٤٩٤. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کے کلمات الگ الگ ہوتے تھے، جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

حديث عائشة -رضي الله عنها- أنها قالت: إنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- كان كلامه فصلا، معناه أنه كان مفصلا لا يدخل الحروف بعضها على بعض، ولا الكلمات بعضها على بعض، بيِّن ظاهر لكل من سمعه ليس فيه تعقيد ولا تطويل، حتى لو شاء العاد أن يحصيه لأحصاه من شدة تأنيه -صلى الله عليه وسلم- في الكلام؛ وهذا لأنَّ النبيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- أُعْطِيَ جوامع الكلم واختصر له الكلام اختصارا، وجوامع الكلم أن تجمع المعاني الكثيرة في اللفظ القليل. وهكذا ينبغي للإنسان أن لا يكون كلامه متداخلا بحيث يخفى على السامع؛ لأن المقصود من الكلام هو إفهام المخاطب، وكلما كان أقرب إلى الإفهام كان أولى وأحسن. ثم إنه ينبغي للإنسان إذا استعمل هذه الطريقة، يعني إذا جعل كلامه فصلا بينا واضحا، وكرَّره ثلاث مرات لمن لم يفهم، ينبغي أن يستشعر في هذا أنه متبع لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- حتى يحصل له بذلك الأجر وإفهام أخيه المسلم. وهكذا جميع السنن اجعل على بالك أنك متبع فيها لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- حتى يتحقق لك الاتباع وثوابه.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی اس حدیث میں بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کے کلمات الگ الگ ہوتے تھے۔ یعنی آپ کی گفتگو جدا جدا ہوتی، بایں طور کہ حروف و کلمات باہم خلط ملط نہیں ہوتے تھے اور آپ ﷺ کی گفتگو سننے والے کے لیے بالکل واضح اور پیچیدگی و طوالت سے پاک ہوتی تھی۔ آپ ﷺ گفتگو اتنی آہستہ روی سے فرماتے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا آپ کی گفتگو کے الفاظ شمار کرنا چاہتا، تو کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے اور آپ ﷺ کی گفتگو بہت ہی مختصر ہوتی تھی۔ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے الفاظ میں بہت سارے معانی سمو دیے جائیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ انسان کی گفتگو اس طرح سے گڈمڈ نہ ہو کہ وہ سننے والے کو سمجھ ہی میں نہ آئے؛ کیوں کہ گفتگو کا مقصد مخاطب کو بات سمجھانا ہوتا ہے۔ اس لیے گفتگو تفہیم سے جتنی قریب تر ہوگی، اتنا ہی بہتر اور اچھا ہوگا۔ پھر انسان جب یہ طرزِ عمل اپنائے، یعنی اپنی گفتگو کو جدا جدا، صاف اور واضح رکھے اور جو شخص نہ سمجھ پائے، اس کے لیے اسے تین دفعہ دوہرائے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس دوران یہ بات ذہن میں رکھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر رہا ہے؛ تاکہ اس کی وجہ سے اسے اجر بھی حاصل ہو جائے اور وہ اپنے مسلمان بھائی کو (اپنی بات) بھی سمجھا دے۔ اسی طرح تمام سنتوں میں اپنے ذہن میں یہی رکھیں کہ آپ ان پر کاربند ہو کر رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں؛ تاکہ اتباع بھی ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو ثواب بھی مل جائے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > كلامه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه أبو داود واللفظ له، والتِّرمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَصلاً : مفصولا بين أجزائه وواضحا، وفاصلا بين الحق والباطل.

فوائد الحديث:

١. فصاحة النبي -صلى الله عليه وسلم- ومخاطبته للناس بما يفهمون.

٢. ينبغي على الداعي إلى الله أن يبذل كل جهده ليصل كلامه إلى كل من أحب سماعه.

٣. ينبغي على الداعي إلى الله أن يكون رحيما بالمدعوين في إيصال الحق لهم، وحريصا عليهم، ومهتما بأمرهم أكثر من أمره.

٤. ينبغي على المتحدث أن يُفهِم السامعين حديثه حتى لا يخفى منه شيء على بعضهم، فيفهم ضده وعكسه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، ط١، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ١٤٢٢هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3321)

كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي، وإنه لا نبي بعدي، وسيكون بعدي خلفاء فيكثرون

بنی اسرائیل کے معاملات کی تدبیر و انتظام پیغمبر کرتے تھے۔ جب ایک پیغمبر فوت ہوجاتا تو اس کا جانشین دوسرا پیغمبر بن جاتا۔ مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔

١٤٩٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «كانت بنو إسرائيل تَسُوسُهُمُ الأنبياء، كلما هلك نبي خَلَفَهُ نبي، وإنه لا نبي بعدي، وسيكون بعدي خلفاء فيكثرون»، قالوا: يا رسول الله، فما تأمرنا؟ قال: «أوفوا ببيعة الأول فالأول، ثم أعطوهم حقهم، واسألوا الله الذي لكم، فإنَّ الله سائلهم عما اسْتَرْعَاهُم».

١٤٩٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل کے معاملات کی تدبیر و انتظام پیغمبر کرتے تھے۔ جب ایک پیغمبر فوت ہوجاتا تو اس کا جانشین دوسرا پیغمبر بن جاتا۔ مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ان کے بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے پہلے بیعت کرو، اس کی بیعت پوری کرو، پھر اس کے بعد والے سے بیعت کرو۔ پھر انہیں ان کا حق ادا کرو۔ اور جو تمہارے اپنے حقوق ہیں، ان کا سوال اللہ سے کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جن کا والی بنایا ہے، ان کی بابت وہ خود ان سے پوچھ لے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت بنو إسرائيل تتولى الأنبياء أمرهم كما يفعل الولاة والأمراء بالرعية، كلما مات نبي جاء بعده نبي، وإنه لا نبي بعدي، وسيكون خلفاء كثيرون يحكمون الناس. فقال الصحابة -رضي الله عنهم-: إذا كثر بعدك الخلفاء فوقع التشاجر والتنازع بينهم فما تأمرنا أن نفعل؟ فأجابهم النبي -صلى الله عليه وسلم- بقوله: "أوفوا ببيعة الأول" وأعطوهم حقهم وإن لم يعطوكم حقكم؛ لأن الله سيسألهم عن حقكم، ويثيبكم بما لكم عليهم من الحق.

اجمالی معنی:

بنی اسرائیل کے معاملات کی تدبیر و انتظام پیغمبر کرتے تھے، جیسے کہ امراء اور حکمران رعایا کی کرتے ہیں۔ جب بھی کسی نبی کی وفات ہوجاتی تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ کثیر تعداد میں خلفاء ہوں گے جو لوگوں پر حکمرانی کریں گے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جب آپ کے بعد کثرت سے خلفاء ہوں گے تو ان کے مابین اگر جھگڑا اور تنازعہ پیدا ہوجائے تو آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے پہلے بیعت ہوجائے اس کی بیعت کو پورا کرو، اور ان کو ان کا حق ادا کرو اگرچہ وہ تمہارا حق ادا نہ کریں۔ کیونکہ تمہارے حق کے بارے میں اللہ تعالی خود ان سے پوچھ لے گا اور اس حق کے بدلے تمہیں اجر عطا فرمائے گا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > التاريخ > قصص وأحوال الأمم السابقة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إسرائيل : هو النبي يعقوب عليه السلام، وإسرائيل اسم عبراني معناه : عبد الله. وأبناؤه هم قبائل اليهود.
- تسوسهم : يتولون أمورهم.

- هلك نبي : مات.
- خلفه نبي : جاء مكانه نبي آخر يقيم أمرهم وينصر مظلومهم.
- لا نبي بعدي : فيفعل ما كان يفعل أولئك.
- فيكثرون : يكثر عددهم.
- أوفوا : الزموا بيعته
- البيعة : المعاقدة والمعاهدة على طاعة ونصرة الحاكم الأول.
- أعطوهم حقهم : أطيعوهم وعاشروهم بالسمع والطاعة.
- الذي لكم : أي عليهم من الرفق بكم ورعايتكم.
- استرعاهم : استحفظهم.

فوائد الحديث:

١. أنه لا بد للرعية من نبي أو خليفة يقوم بأمرها، ويحملها على الطريق المستقيم.
٢. أنه لا نبي بعد نبينا محمد صلى الله عليه وسلم.
٣. السمع والطاعة لولاة أمر المسلمين.
٤. من معجزات النبي صلى الله عليه وسلم الإخبار عن المغيبات.
٥. أنه لا يجوز عقد البيعة لخليفتين في آن واحد.
٦. عظم مسؤولية الإمام، فإن الله تعالى سيسأله عن رعيته.
٧. وجوب مناصحة الحاكم المسلم بالحسنى والرفق.
٨. البيعة لا تجب إلا لإمام جماعة المسلمين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي. دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (4936)

كانت يد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- اليمنى لطهوره وطعامه، وكانت اليسرى لخلائه وما كان من أذى

رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانا کھانے کے لیے اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت اور ان چیزوں کے لیے ہوتا تھا جن میں گندگی ہوتی ہے۔

١٤٩٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: "كَانَت يَدُ رسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- اليُمنَى لِطُهُورِهِ وطَعَامِهِ، وكَانَت اليُسْرَى لِخَلَائِهِ، ومَا كَانَ مِنْ أَذَى". عن حفصة -رضي الله عنها- "أَنَّ رَسُولَ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَثِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ يَسَارَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ".

١٤٩٦. حدیث:

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانا کھانے کے لیے اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت اور ان چیزوں کے لیے ہوتا تھا جن میں گندگی ہوتی ہے۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے داہنے ہاتھ کو کھانے، پینے اور کپڑے پہننے کے لیے استعمال کرتے اور بائیں ہاتھ کو اس کے علاوہ کاموں کے لیے استعمال کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

بيَّنت عائشة -رضي الله عنها-، ما كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يستعمل فيه اليمين، وما كان يستعمل فيه اليسار، فذكرت أن الذي يستعمل فيه اليسار ما كان فيه أذى؛ كالاستنجاء، والاستجمار، والاستنشاق، والاستنثار، وما أشبه ذلك، كل ما فيه أذى فإنه تقدم فيه اليسرى، وما سوى ذلك؛ فإنه تقدم فيه اليمنى؛ تكريمًا لها؛ لأن الأيمن أفضل من الأيسر. وهذ الحديث داخل في استحباب تقديم اليمنى فيما من شأنه التكريم فقولها -رضي الله عنها-: "كَانَت يَدُ رسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- اليُمنَى لِطُهُورِهِ وطَعَامِهِ، وكَانَت اليُسْرَى لِخَلَائِهِ ومَا كَانَ مِنْ أَذَى". قولها: "لطهوره": يعني إذا تطهر يبدأ باليمين، فيبدأ بغسل اليد اليمنى قبل اليسرى، وبغسل الرجل اليمنى قبل اليسرى، وأما الأذنان فإنهما عضوٌ واحدٌ، وهما داخلان في الرأس، فيمسح بهما جميعًا إلا إذا كان لا يستطيع أن يمسح إلا بيد واحدة، فهنا يبدأ بالأذن اليمنى للضرورة. قولها: "وطَعَامِهِ": أي تناوله الطعام. "وكانت يده اليسرى لخلائه": أي لما فيه من استنجاء وتناول أحجار وإزالة أقذار. "وما كان من أذى" كتنحية بصاق ومخاط

اجمالی معنی:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت کی کہ نبی ﷺ کن کاموں میں اپنا دایاں ہاتھ استعمال کرتے تھے اور کن میں بایاں ہاتھ استعمال کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے بقول جن کاموں میں گندگی ہوتی جیسے استنجاء کرنا، استنجاء میں پتھر کا استعمال، ناک میں پانی ڈالنا اور ناک کو صاف کرنا جیسے کاموں میں یعنی ان تمام کاموں میں جن میں گندگی ہوتی آپ ﷺ بایاں ہاتھ استعمال کیا کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ کاموں میں دایاں ہاتھ استعمال کرتے تھے۔ اس میں دائیں ہاتھ کی تکریم ہے کیونکہ دایاں ہاتھ بائیں سے افضل ہے۔ اس حدیث کی رو سے ان تمام کاموں میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا مستحب ہے جو قابلِ تکریم ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہ کے قول کہ: رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو کے لیے اور کھانے کے لیے ہوتا اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت اور گندگی کے ازالے کے لیے ہوا کرتا تھا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب نبی ﷺ طہارت حاصل کرتے تو آپ ﷺ دائیں ہاتھ سے آغاز کرتے۔ چنانچہ آپ ﷺ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے پہلے دھوتے تھے اور اسی طرح آپ ﷺ دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں سے پہلے دھویا کرتے تھے۔ جب کہ دونوں کان ایک ہی عضو شمار ہوتے ہیں جو سر کا حصہ ہیں۔ چنانچہ ان کو اکھٹے ہی مسح کیا جائے گا بجز اس کے کہ ایک ہاتھ سے مسح کرنا ہو۔ اس صورت میں ضرورت کے تحت دائیں کان سے مسح کا آغاز کیا جائے گا۔ "وطَعَامِهِ" یعنی جب آپ ﷺ کھانا کھایا کرتے تھے۔ "وکانت یدہ الیسری لخلائہ"۔ یعنی قضائے حاجت کے وقت استنجاء کرنے، پتھر اٹھانے اور گندگی کے ازالے کے لیے بائیں کو استعمال کرتے تھے۔ "وما کان من أذی"۔ جیسے تھوک اور بلغم وغیرہ کو دور کرنے کے لیے۔ چیچڑی وغیرہ کو دور کرنا بھی اسی میں آتا

وقمل ونحوها. وحديث حفصة مؤكد لما سبق من حديث عائشة، الذي جاء في بيان استحباب البداءة باليمين فيما طريقه التكريم، وتقديم اليسار فيما طريقه الأذى والقذر؛ كالاستنجاء والاستجمار وما أشبه ذلك.

ہے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کی تصدیق ہوتی ہے جس میں اس بات کا بیان ہے کہ جو کام قابلِ تکریم ہوتے ان میں آپ ﷺ کا طریقہ کار دائیں ہاتھ کو استعمال کرنا تھا اور جن کاموں میں گندگی کا عمل دخل ہوتا تھا ان کاموں میں آپ ﷺ بایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے جیسے استنجاء کرتے ہوئے یا استنجاء کے لیے پتھر اٹھاتے ہوئے وغیرہ۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي

راوي الحديث: الحديث الأول: رواه أبو داود وأحمد. الحديث الثاني: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
حفصة بنت عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لِطُهُورِهِ : وهو بضم الطاء المهملة: استعمال الماء للتطهر، وبفتحها الماء المتطهر به.
- لِخَلَائِهِ : أي: للاستنجاء وتناول الأحجار وإزالة الأقذار.
- مِنْ أَذَى : كالبصاق والمخاط ونحو ذلك.

فوائد الحديث:

١. الحديث مؤكد لقاعدة الشريعة: في استحباب البداءة باليمين فيما فيه التكريم، وتقديم اليسار فيما فيه الأذى والقذر.
٢. اليد اليسرى لا تستعمل إلا في إزالة الخبيث، وكل ما كان لا تكريم فيه.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، المحقق: شعَيب الأرنؤوط، محَمَّد كامِل قره بلل، الناشر: دار الرسالة العالمية. صحيح أبي داود، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى، ١٤١٥هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر،١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى،١٤٢١هـ ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (3019)

كنت أغتسل أنا ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- من إناء واحد, كلانا جنب

میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے، جب کہ ہم دونوں جنبی ہوتے۔

١٤٩٧. الحديث:

عن عَائِشَةَ -رضي الله عنها- قالت: ((كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- مِن إِنَاءٍ وَاحِدٍ, كِلَانَا جُنُب، وكان يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ, فَيُبَاشِرُنِي وأنا حَائِض، وكان يُخْرِج رَأسَه إِلَيَّ, وهُو مُعْتَكِفٌ, فَأَغْسِلُهُ وأنا حَائِض)).

١٤٩٧. حدیث :

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے، جب کہ ہم دونوں جنبی ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے (ازار باندھ لینے کا) حکم فرماتے، پس میں ازار باندھ لیتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ مباشرت کرتے، جب کہ اس وقت میں حائضہ ہوتی اور آپ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مبارک میری طرف کر دیتے اور میں حیض کی حالت میں ہونے کے باوجود آپ کا سر مبارک دھو دیتی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- وزوجته عائشة -رضي الله عنها-، يغتسلان من الجنابة من إناء واحد، لأن الماء طاهر لا يضره غرف الجنب منه، إذا كان قد غسل يديه قبل إدخالهما في الإناء. وقد أراد النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يشرع لأمته في القرب من الحائض بعد أن كان اليهود لا يؤاكلونها، ولا يضاجعونها، فكان -صلى الله عليه وسلم- يأمر عائشة أن تتزر، فيباشرها بما دون الجماع، وهي حائض. وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يعتكف فيخرج رأسه إلى عائشة وهي في بيتها وهو في المسجد فتغسله، فالقرب من الحائض لا مانع منه لمثل هذه الأعمال وقد شرع توسعة بعد حرج اليهود، ولكن الحائض لا تدخل المسجد، لئلا تلوثه، كما في هذا الحديث.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ اور آپ کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں ایک ہی برتن سے غسل جنابت فرماتے، اس لیے کہ وہ پانی پاک ہے، جنبی کا چلو سے پانی لینا پانی کو نجس نہیں کرتا، جب کہ اس نے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل انھیں دھولیا ہو۔ اس عمل سے نبی ﷺ اپنی امت کے لیے اس امر کو مشروع و قرار دینا چاہتے تھے کہ حائضہ سے قربت اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ یہود حالت حیض میں اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ نہ تو اپنے دسترخوان پر شریک کرتے ہیں اور نہ انھیں اپنے بستروں پر سلاتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ازار باندھ لینے کا حکم فرماتے، پھر ان کے ساتھ جماع کے بغیر مباشرت فرماتے، جب کہ وہ اس وقت حالت حیض میں ہوتیں۔ نبی ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب فرماتے، جب کہ آپ مسجد میں اور وہ اپنے گھر میں ہوتیں اور آپ کے سر مبارک کو دھو دیتیں۔ اس سے پتہ چلا کہ اس طرح کے کاموں کے لیے حائضہ عورت سے قربت اختیار کرنے میں کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔ یقیناً آپ ﷺ نے یہودیوں کی مذہبی تنگی سے نجات دلاتے ہوئے وسعتیں پیدا فرمائیں، تاہم حائضہ کو مسجد میں داخل ہونے سے اس لیے روک دیا گیا کہ کہیں یہ مسجد کی نجاست کا باعث نہ بن جائے، جیسا کہ اس حدیث سے یہ امر واضح ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في النكاح ومعاشرته أهله

راوي الحديث: متفق عليه، لكنه روي مفرقًا، فمن أول الحديث إلى قولها"كلانا جنب": رواه البخاري، ومسلم. من قولها"وكان يأمرني" إلى قولها:"وأنا حائض": متفق عليه، رواه: البخاري، ومسلم. آخر الحديث: متفق عليه، رواه: البخاري، ومسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كِلانا جُنُبٌ : كل واحد منا على جنابة.
- فَأَتَّزِرُ : ألبس إزارًا.
- يُبَاشِرُنِي : يتمتع بي بالمباشرة دون الجماع.
- وأنا حائض : والحيض في اللغة: السيلان. وفي الشرع: سيلان دم طبيعي يعتاد الأنثى في أوقات معلومة عند بلوغها، وقابليتها للحمل.
- مُعْتَكِفٌ : مقيم في المسجد للعبادة.

فوائد الحديث:

١. جواز اغتسال الجنبين من إناء واحد.

٢. جواز مباشرة الحائض فيما دون الفرج، وأن بدنها طاهر، ولم تنجس بحيضها.

٣. استحباب لبسها الإزار وقت المباشرة.

٤. اتخاذ الأسباب المانعة من الوقوع في المحرم.

٥. منع دخول الحائض المسجد.

٦. إباحة مباشرتها الأشياء رطبة أو يابسة، ومن ذلك غسل الشعر وترجيله.

٧. جواز غسل المعتكف رأسه وترجيله.

٨. المعتكف إذا أخرج رأسه من المسجد لا يعد خارجا منه، ويقاس عليه غيره من الأعضاء، إذا لم يخرج جميع بدنه.

٩. استخدام الرجل امرأته فيما اقتضته العادة.

١٠. جواز التصريح بما يستحيا منه للمصلحة.

١١. حسن عشرة النبي -صلى الله عليه وسلم- لأهله.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3476)

لا يُبَلِّغْني أحد من أصحابي عن أحد شيئا، فإني أحب أن أخرج إليكم وأنا سليم الصدر

میرے صحابہ میں سے کوئی کسی کے بارے میں کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ صاف ہو۔

١٤٩٨. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يُبَلِّغْني أحد من أصحابي عن أحد شيئا، فإني أحب أن أخرج إليكم وأنا سليم الصدر».

١٤٩٨. حدیث:

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ "میرے صحابہ میں سے کوئی کسی دوسرے کے بارے میں کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں، کہ میرا سینہ صاف ہو (یعنی کسی کی طرف سے میرے دل کوئی میں کدورت نہ ہو)"۔

درجة الحديث: ضعيف الإسناد

حدیث کا درجہ: اس کی سند ضعیف ہے۔

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الشريف نهي النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه عن نقل الكلام الذي يؤدي إلى تأثر النفس سلبا بما تسمعه عمن نقل عنه الكلام. فالمطلوب من المسلم الستر على أخيه المسلم والتجاوز عن أخطائه، وعدم نقلها للآخرين؛لأنه إن لم يفعل ذلك انتشرت العداوة والبغضاء وعدم سلامة الصدر في أفراد المجتمع الإسلامي. وهذ مما يبغضه الله -تعالى- ولا يرضاه.

اجمالی معنی:

اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو ایسی بات کہنے سے منع فرمایا جو دل میں جس کے متعلق کہا جا رہا ہے اس کے لیے منفی اثر پیدا کردے۔ اس لیے مسلمان سے شریعت کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی خطاؤں سے درگزر کرے اور دوسروں تک اسے پہنچانے سے باز رہے۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے اسلامی معاشرے میں دشمنی اور بغض پیدا ہوگا اور ایک دوسرے کے لیے دل صاف نہیں رہیں گے۔ یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور اس پر ناراض ہوتا ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > شفقته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يُبَلِّغْني أحد من أصحابي عن أحد شيئا : أي مما أكرهه له، أو يعود عليه بضرر.

فوائد الحديث:

١. الحث على الستر على المسلم والتجاوز عن أخطائه.
٢. سلامة الصدر بين أفراد المسلمين تتحقق عند عدم نقل الكلام الذي يؤدي إلى تأثرهم سلبا بما يسمعون عن الآخرين.
٣. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على وحدة صف المجتمع الإسلامي وقوة أفراده.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين للنووي. تحقيق : ماهر الفحل.دار ابن كثير، دمشق.ط١، ٢٠٠٧م. سنن الترمذي-تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر- الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ ضعيف سنن الترمذي طبعة المكتب الإسلامي - بيروت. سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد.دار الفكر. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين: شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين. مؤسسة الرسالة.ط. ١، ١٩٨٧. تطريز رياض

الصالحين لفيصل بن عبد العزيز آل مبارك.تحقيق: عبد العزيز آل حمد. دار العاصمة.ط١، الرياض.٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لابن علان، دار الكتاب العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (6981)

لمَّا كان غَزْوَةُ تَبُوكَ، أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فقالوا: يا رسولَ اللهِ، لَوْ أَذِنْتَ لنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟

غزوۂ تبوک کے موقع پر لوگوں کو سخت بھوک لگی، انھوں نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنی سواری کے اونٹ ذبح کر لیں تاکہ ان کا گوشت کھائیں اور ان کے روغن سے فائدہ اٹھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کر لو۔

١٤٩٩. الحديث:

عن أبي هريرة، أو أبي سعيد الخدري -رضي الله عنهما- -شك الراوي- قال: لما كان غزوة تبوك، أصاب الناس مجاعة، فقالوا: يا رسول الله، لو أَذِنْتَ لنا فنحرنا نوَاضِحَنَا فأكلنا وَادَّهَنَّا؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «افعلوا» فجاء عمر -رضي الله عنه- فقال: يا رسول الله، إن فعلت قَلَّ الظَّهْرُ، ولكن ادْعُهُمْ بفضل أَزْوَادِهِمْ، ثم ادْعُ الله لهم عليها بالبركة، لعل الله أن يجعل في ذلك البركة. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «نعم» فدعا بنِطَعٍ فبسطه، ثم دعا بفضل أَزْوَادِهِمْ، فجعل الرجل يجيء بكف ذُرَةٍ، ويجيء بكف تمر، ويجيء الآخر بِكَسْرَةٍ، حتى اجتمع على النِّطَعِ من ذلك شيء يسير، فدعا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالبركة، ثم قال: «خذوا في أوعيتكم» فأخذوا في أوعيتهم حتى ما تركوا في العسكر وعاء إلا مَلَئُوهُ وأكلوا حتى شبعوا وفضل فضْلَةً، فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فَيُحْجَبَ عن الجنة».

١٤٩٩. حدیث:

ابوہریرہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (راوی کو شک ہے) کہ جب غزوہ تبوک کا وقت آیا تو اس دن لوگوں کو بہت سخت بھوک لگی، انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے سواری کے اونٹ ذبح کر لیں تاکہ ان کا گوشت کھائیں اور ان کے روغن سے فائدہ اٹھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "کر لو"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ، اگر آپ نے یہ کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی، اس کے بجائے آپ ان کے بچے ہوئے زاد راہ منگوائیں اور اس پر اللہ سے برکت کی دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ٹھیک ہے"۔ چنانچہ آپ نے ایک کھال کی چٹائی منگوائی اور اسے بچھا دیا پھر ان لوگوں جو بچا کھچا کھانے کا سامان تھا وہ منگوایا۔ کوئی شخص مٹھی بھر مکئی، کوئی مٹھی بھر کھجور اور کوئی (روٹی کا) ٹکڑا لے آیا۔ یہاں تک کہ کھال پر چھوٹی سی ڈھیر لگ گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی اور فرمایا: اسے اپنے برتنوں میں ڈال لو۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے۔ لشکر میں کوئی برتن نہیں بچا جسے انھوں نے نہ بھرا ہو۔ پھر انھوں نے کھایا اور سیر ہو گئے لیکن کھانا پھر بھی بچ رہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جو بندہ ان دونوں شہادتوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا (مرے گا) اسے جنت سے ہرگز نہ روکا جائے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في زمن غزوة تبوك أصاب الناس مجاعةٌ، فقالوا: يا رسول الله، لو أذنت لنا فنحرنا إبلنا، فأكلنا لحومها، وادهنا بشحومها، فأذن لهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وقال: افعلوا. فجاء عمر -رضي الله عنه-، فقال: يا رسول الله؛ إن فعلت ذلك نقصت الدواب التي تحملنا، وصارت قليلة، ولكن اجعلهم

اجمالی معنیٰ:

غزوہ تبوک کے موقع پر لوگ فاقے کا شکار ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر لیں اور ان کا گوشت کھائیں اور ان کی چربیوں سے روغن حاصل کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ ایسا کر لو۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ نے ایسا کرنے کی اجازت

يأتون بباقي طعامهم، ثم ادع الله عليها بالبركة؛ لعل الله أن يجعل في ذلك الخير ويبارك في القليل، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: نعم، فدعا ببساط من جلد فبسطه ثم دعا ببقية طعامهم، فجعل الرجل يجيء بذرة بمقدار الكف، وآخر بتمر، وآخر بقطعة خبز حتى اجتمع عليه من ذلك شيء يسير، فدعا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالبركة، ثم قال: (خذوا في أوعيتكم)، فأخذوا حتى ما تركوا في الجيش وعاء إلا ملؤوه، فأكلوا حتى شبعوا وبقيت منه بقية، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، لا يلقى اللهَ بهما عبدٌ بعد موته غير شاك فيمنع عن الجنة، بل لا بد له من دخولها، إما ابتداء مع الناجين، أو بعد إخراجٍ من النار.

دے دی تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے اور ان کی قلت ہو جائے گی۔ آپ لوگوں کو کہیں کہ وہ اپنا بچا ہوا کھانا لے کر آئیں۔ آپ اس پر برکت کی دعا کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی اس میں خیر ڈال دے اور کم میں برکت دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے چمڑے کی ایک چٹائی (دستر خوان) منگوا کر اسے بچھا دیا اور پھر لوگوں کو ان کا بچا ہوا کھانے کا سامان لانے کو کہا۔ کوئی شخص مٹھی بھر مکئی لے کر آ رہا تھا تو کوئی کھجور اور کوئی روٹی کا ٹکڑا یہاں تک کہ اس چٹائی پر ان چیزوں کی ایک چھوٹی سی ڈھیر لگ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اور پھر فرمایا: اسے اپنے برتنوں میں ڈال لو۔ چنانچہ لوگ اسے لینے لگ گئے یہاں تک کہ انہوں نے لشکر میں کوئی ایسا برتن نہ چھوڑا جسے بھرا نہ ہو۔ انہوں نے سیر ہو کر کھایا اور یہ پھر بھی بچ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ بنا شک کیے ان دو باتوں کی گواہی دے کر موت کے بعد اللہ سے ملے گا اسے جنت میں جانے سے نہیں روکا جائے گا بلکہ وہ ضرور اس میں جائے گا، یا تو شروع ہی سے وہ نجات پانے والوں کے ساتھ جنت میں جائے گا یا پھر دوزخ سے نکالے جانے کے بعد۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تبوك : بلدة بين وادي القرى والشام، وقد توجه النبي -صلى الله عليه وسلم- في السنة التاسعة إليها، وهي آخر غزواته.
- مجاعة : من الجوع، وهو ضد الشبع.
- نحرنا : ذبحنا بالطعن في أسفل رقبة الحيوان.
- نواضحنا : جمع ناضح، وهو البعير الذي يستسقى عليه الماء.
- وادَّهنا : أي: اتخذنا دهنا من شحومها.
- الظهر : الدواب التي يركب على ظهرها.
- فضل أزوادهم : بقية طعامهم.
- البركة : الزيادة وكثرة الخير.
- بنطع : أي: بساط من الجلد.
- بكسرة : بقطعة.
- أوعية : جمع وعاء، وهو ما يوعى فيه الشيء ويجمع.
- العسكر : الجيش.
- فيحجب : فيمنع.

فوائد الحديث:

١. يستحب للإمام أن يصحب جيشه في المعارك؛ ليكون عونا لهم على الثبات فيها.

٢. أدب الصحابة مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، حيث كانوا يستأذنونه فيما يحبون أن يفعلوا.

٣. جواز الإشارة على الأئمة بما فيه مصلحة.

٤. سداد رأي عمر -رضي الله عنه- وحسن تدبيره ورسوخ علمه.

٥. تواضع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ حيث استمع إلى رأي عمر؛ لأن فيه مصلحة.

٦. حياة السلف الأولى كانت تشاورًا وتحاورًا؛ فهداهم الله لأرشد أمرهم.

٧. تقديم الأهم فالأهم، وارتكاب أخف الضررين دفعًا لأشدهما.

٨. الحث على التعاون بين المسلمين في كافة أمورهم، وهذا واضح في إتيان كل واحد منهم بفضل زاده، حتى جاء الرجل بكف ذرة، والآخر بكف تمر، والآخر بقطعة خبز.

٩. ثبوت المعجزة لرسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

١٠. بيان فضل كلمة التوحيد، وأنها مفتاح الجنة، ما لم يكن صاحبها شاكًّا بها، أو تاركًا لبعض شروطها.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة (إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان، الطبعة: الثانية. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. . صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (4955)

لما قَدِم النبي -صلى الله عليه وسلم- من غَزْوة تَبوك تَلَقَّاهُ الناس، فَتَلَقَّيتُه مع الصِّبْيَان على ثَنِيَّةِ الوَدَاع

جب نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے آئے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا، اور میں بھی بچوں کے ساتھ آپ سے جا کر ثنیۃ الوداع پر ملا۔

١٥٠٠. الحديث:

عن السَّائب بن يزيد -رضي الله عنه- قال: لما قَدِم النبي -صلى الله عليه وسلم- من غَزْوة تَبُوك تَلَقَّاهُ الناس، فَتَلَقَّيتُه مع الصِّبْيَان على ثَنِيَّةِ الوَدَاع. ورواية البخاري قال: ذَهَبْنا نَتَلَقَّى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مع الصِّبْيَان إلى ثَنِيَّةِ الوَدَاع.

١٥٠٠. حدیث:

سائب بن یزید -رضی اللہ عنہ- کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے آئے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا، تو میں بھی بچوں کے ساتھ آپ سے جا کر ثنیۃ الوداع پر ملا۔ بخاری کی روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں ''ذَہَبْنا نَتَلَقَّى رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- مع الصِّبْیَان إلى ثَنِیَّةِ الوَدَاع''۔ (ہم سب بچے ثنیۃ الوداع تک آپ ﷺ کا استقبال کرنے گئے تھے۔)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: يخبر السَّائب بن يزيد -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عندما قدم من غزوة تبوك خرج الناس -ممن كان قد تخلف عن الغزو من المعذورين وغيرهم- إلى ثنية الوداع وذلك لاستقباله-صلى الله عليه وسلم- حين عودته. وخرج السَّائب بن يزيد مع صِبيان المدينة لتلقي النبي -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سائب بن یزید -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو جو معذورین وغیرہ میں سے جو لوگ غزوے سے پیچھے رہ گیے تھے وہ آپ سے ملاقات کے لیے ثنیۃ الوداع کی طرف نکلے، یہ آپ ﷺ کی واپسی پر آپ کے استقبال کے لیے نکلے۔ سائب بن یزید -رضی اللہ عنہ- بھی مدینہ کے بچوں کے ساتھ آپ ﷺ سے ملنے نکلے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الهجرة

راوي الحديث: رواه أبوداود، واللفظ الثاني للبخاري.

التخريج: السَّائب بن يزيد -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تلقاه الناس : أي استقبله من كان في المدينة.
- الصبيان : الغلمان قبل البلوغ.
- ثنية الوداع : ما ارتفع من الأرض، وثنية الوداع: مكان قرب المدينة، سميت بذلك؛ لأن المسافر كان يُودَّع عندها.

فوائد الحديث:

١. مشروعية استقبال القادمين من حَرب أو سَفر.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. - صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت -لبنان-الطبعة الرابعة عشرة. - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف- حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة

العربية السعودية- ١٤١٠ هـ- ١٩٩٠ م. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل/ محمد ناصر الدين الألباني - إشراف: زهير الشاويش-المكتب الإسلامي – بيروت-الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (3696)

لما قدم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه مكة قال المشركون: إنه يقدم عليكم قوم وهنتهم حمى يثرب، فأمرهم أن يرملوا الأشواط الثلاثة، وأن يمشوا ما بين الركنين

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ: تمہارے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے قوت کا اظہار ہو) کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسب معمول چلیں

١٥٠١. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «لَمَّا قَدِم رَسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- وأصحابه مكة، فقال المُشرِكُون: إِنَّه يَقدَمُ عَلَيكُم قَومٌ وَهَنَتهُم حُمَّى يَثرِب، فَأَمَرَهُم النَّبِيُّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- أن يَرمُلُوا الأَشوَاطَ الثلاَثَة، وأن يَمشُوا ما بَين الرُّكنَين، ولم يَمنَعهُم أَن يَرمُلُوا الأَشوَاطَ كُلَّها: إلاَّ الإِبقَاءُ عَلَيهِم».

١٥٠١. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ : ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ: تمہارے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے قوت کا اظہار ہو) کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسب معمول چلیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت و نرمی کرتے ہوئے یہ حکم نہیں دیا کہ سب پھیروں میں رمل کریں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء النبي -صلى الله عليه وسلم- سنة ست من الهجرة إلى مكة معتمرًا، ومعه كثير من أصحابه، فخرج لقتاله وصده عن البيت كفار قريش، فحصل بينهم صلح، من مواده أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه يرجعون في ذلك العام، ويأتون في العام القابل معتمرين، ويقيمون في مكة ثلاثة أيام، فجاءوا في السنة السابعة لعمرة القضاء. فقال المشركون، بعضهم لبعض -تشفيا وشماتة-: إنه سيقدم عليكم قوم قد وهنتهم وأضعفتهم حمى يثرب. فلما بلغ النبي -صلى الله عليه وسلم- قولهم، أراد أن يرد قولهم ويغيظهم، فأمر أصحابه أن يسرعوا إلا فيما بين الركن اليماني والركن الذي فيه الحجر الأسود فيمشوا، رفقًا بهم وشفقة عليهم، حين يكونوا بين الركنين لا يراهم المشركون، الذين تسلقوا جبل "قعيقعان" لينظروا إلى المسلمين وهم يطوفون فغاظهم ذلك حتى قالوا: إن هم إلا كالغزلان، فكان هذا الرمل سنة متبعة في طواف القادم إلى مكة،

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چھٹویں سال صحابہ کی کثیر تعداد کے ہمراہ عمرہ کی نیت سے مکہ آئے، تو کفار قریش آپ سے لڑنے اور آپ کو اللہ کے گھر سے روکنے کے لئے نکلے، چناں چہ ان کے درمیان صلح ہوئی جس کے مضمون میں یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سال اپنے اصحاب کے ہمراہ واپس لوٹ جائیں اور اگلے سال عمرہ کی نیت سے آئیں اور مکہ میں صرف تین دن تک قیام کریں، چناں چہ سن سات ھجری میں جب وہ دوبارہ عمرہ کی قضا کے لئے آئے تو مشرکین نے۔ تسکین خاطر اور بطور ہنسی اور ٹھٹھا۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں جنہیں یثرب کے بخار نے توڑ دیا اور کمزور بنا دیا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات پہونچی تو آپ ﷺ نے ان کے جواب میں اور ان کو برانگیختہ کرنے کے لئے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ تیز چلیں مگر رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیانی حصہ میں عام چال چلیں۔ یہ حکم صحابہ کے ساتھ نرمی اور شفقت کے باب سے تھا جب کہ وہ دونوں رکنوں کے درمیان ہوں اور وہ مشرکین انہیں نہ دیکھ سکیں جو "قعیقعان" نامی پہاڑ پر اس لئے چڑھ آئے تھے کہ وہ مسلمانوں کو طواف کرتے ہوئے دیکھ سکیں۔ لیکن تیز چال نے انہیں آگ بگولہ کر دیا اور وہ یہاں تک کہنے لگے کہ یہ سب تو ہرن کے مانند ہیں۔ اس طرح دلکی چال

تذكرا لواقع سلفنا الماضين، وتأسيًا بهم في مواقفهم الحميدة، ومصابرتهم الشديدة، وما قاموا به من جليل الأعمال، لنصرة الدين، وإعلاء كلمة الله، رزقنا الله اتباعهم واقتفاء أثرهم. والمشي بين الركنين وترك الرمل منسوخ؛ لنه في حجة الوداع رمل من الحجر إلى الحجر، روى مسلم عن جابر وابن عمر -رضي الله عنهم- «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رمل من الحجر إلى الحجر ثلاثًا، ومشى أربعًا».

طوافِ قدوم میں سنت جاریہ قرار پائی۔ تاکہ اپنے گزرے ہوئے اسلاف کے واقعہ کو یاد کیا جائے اور ان کے قابل تعریف مواقف اور زبردست صبر اور جو کچھ دین کی مدد اور اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لئے انہوں نے اچھے کام انجام دئے ہیں ان میں ان کی اقتدا کی جائے۔ اللہ ہمیں ان کی پیروی اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- وَهَنَتْهُم : أضعفتهم.
- يَثْرِب : من أسماء المدينة النبوية في الجاهلية.
- أَنْ يَرْمُلُوا : الرمل: الإسراع في المشي مع تقارب الخطا.
- الأَشْوَاط : جمع شوط: وهو الجرية الواحدة إلى الغاية. والمراد هنا: الطوفة حول الكعبة من الحجر إلى الحجر.
- الإِبْقَاءُ عَلَيْهِم : الرفق بهم، والشفقة عليهم.
- الركنين : المسافة بين الركنين: اليماني والحجر الأسود.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه، رملوا في الأشواط الثلاثة الأول ماعدا ما بين الركنين، فقد رخص لهم في تركه، إبقاء عليهم، وذلك في عمرة القضاء.
٢. استحباب الرمل في كل طواف وقع بعد قدوم، سواء أكان لنسك أم لا ففي صحيح مسلم: "كان ذلك إذا طاف الطواف الأول".
٣. إظهار القوة والجلد أمام أعداء الدين، إغاظة لهم، وتوهينا لعزمهم، وفتا في أعضادهم.
٤. من الحكمة في الرمل الآن تذكر حال سلفنا الصالح، في كثير من مناسك الحج، كالسعي، ورمي الجمار والهدي وغيرها.
٥. الرمل مختص بالرجال دون النساء، لأنه مطلوب منهن الستر.
٦. لو فات الرمل في الثلاثة الأول، فإنه لا يقضيه، لأن المطلوب في الأربعة الباقية، المشي، فلا يخلف هيئتهن، فتكون سنة فات محلها.
٧. جواز حِكاية قول الغير، وإن كان خلاف المشروع، في قوله: "وهنتهم حمى يثرب".
٨. شدة عداوة المشركين للمسلمين، وإظهار الشماتة بهم.
٩. شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- على أمته.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3020)

لولا أن أشق على أمتي؛ لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة	اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔

١٥٠٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (لولاَ أن أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي؛ لَأَمَرتُهُم بِالسِّوَاك عِندَ كُلِّ صَلاَة).

١٥٠٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دے دیتا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من كمال نصح النبي -صلى الله عليه وسلم- ومحبته الخير لأمته، ورغبته أن يفعلوا كل فعل يعود عليهم بالنفع؛ لينالوا كمال السعادة أن حثهم على التسوك، فهو -صلى الله عليه وسلم- لما علِم من كثرة فوائد السواك، وأثر منفعته عاجلا وآجلا؛ كاد يلزم أمته به عند كل وضوء أو صلاة؛ لورود رواية: (مع كل وضوء)، ولكن -لكمال شفقته ورحمته- خاف أن يفرضه الله عليهم؛ فلا يقوموا به؛ فيأثموا؛ فامتنع من فرضه عليهم خوفاً وإشفاقاً، ومع هذا رغبهم فيه وحضَّهم عليه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ بہت زیادہ خیر خواہی، آپ ﷺ کی اپنی امت کے لیے بھلائی کی چاہت اور اس بات کی رغبت کہ وہ ہر ایسا کام کریں جو ان کے لیے فائدے مند ہو تاکہ انہیں پوری سعادت حاصل ہو سکے، اس کی ایک علامت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں مسواک کرنے کی ترغیب دی کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ اس میں بہت زیادہ فوائد اور دنیوی و اخروی منفعت ہے۔ آپ ﷺ اسے ہر وضو یا ہر نماز کے ساتھ اپنی امت پر لازم کرنے کے قریب تھے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں "ہر وضو کے ساتھ" کے الفاظ آتے ہیں لیکن اپنے کمال شفقت اور رحمت کی بدولت آپ ﷺ کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ ان پر اسے فرض ہی نہ کر دے اور وہ اس کو نہ کر سکیں اور یوں گناہ گار ہوں۔ چنانچہ اس خوف اور شفقت کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے ان پر فرض نہ کیا۔ تاہم اس کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں مسواک کرنے کی ترغیب دی اور اس پر انہیں ابھارا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لَولا : حرف امتناع لوجود: أي أنها تدل على امتناع شيء؛ لوجود شيء آخر، ففي هذا الحديث تدل على امتناع إلزام النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته بالسواك عند كل صلاة؛ لوجود المشقة عليهم بذلك.
- أَشُق : أتعب وأثقل.
- أُمَتِّي : جماعتي، والمراد بهم: من آمن به واتبعه.
- لأَمَرتُهُم : لألزمتهم.
- بالسِّوَاك : أي: باستخدام السواك لتنظيف الفم.
- عند كلِّ صَلاة : عند فعل كل صلاة.

فوائد الحديث:

١. كمال شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- بأمته، وخوفه عليهم.

٢. لم يمنع من فرض السواك؛ إلا مخافة المشقة في القيام به.
٣. الشرع يسر لا عسر فيه، ولا مشقة.
٤. النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا أمر بشيء فهو لازم، إلا أن يقوم الدليل على أنه تطوع.
٥. استحباب السواك وفضله.
٦. تأكُّد مشروعية السواك عند الوضوء والصلاة.
٧. فضل الوضوء والصلاة المستعمل معهما السواك.
٨. تعظيم شأن الصلاة.
٩. عموم الحديث يشمل صلاة الصائم بعد الزوال؛ فيتأكَّد في حق الصائم أن يستاك عند كل صلاة، ولو بعد الزوال، كصلاتي: الظهر والعصر.
١٠. درء المفاسد مقدم على جلب المصالح، وهذه قاعدة عظيمة نافعة جدا، فإن الشارع الحكيم ترك فرض السواك على الأمة مع ما فيه من المصالح العظيمة؛ خشية أن يفرضه الله عليهم فلا يقوموا به؛ فيحصل عليهم فساد كبير؛ بتركِ الواجبات الشرعية.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3364)

ليس على أبيك كرب بعد اليوم

١٥٠٣. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: لمَّا ثَقُل النبي -صلى الله عليه وسلم- جَعَل يَتَغشَّاه الكَرب، فقالت فاطمة -رضي الله عنها-: واكَربَ أَبَتَاه، فقال: «لَيسَ عَلَى أَبِيك كَرب بعد اليوم». فلما مات، قالت: يا أَبَتَاه، أجاب ربًّا دَعَاه! يا أبَتَاه، جَنَّة الفِردَوس مَأوَاه! يا أبتاه، إلى جبريل نَنعَاه! فلمَّا دُفِن قالت فاطمة -رضي الله عنها-: أَطَابَت أَنفُسُكُم أَن تَحثُوا عَلَى رسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- التُّراب؟!

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يُصوِّر هذا الحديث صبر نبينا -صلى الله عليه وسلم- على سكرات الموت، فلمَّا ثقل في مرضه الذي مات فيه جعل يغشى عليه من الكرب من شدة ما يصيبه؛ لأنه -عليه الصلاة والسلام- يتشدد عليه الألم والمرض، وهذا لحكمة بالغة: حتى ينال ما عند الله من الدرجات العلى جزاء صبره، فإذا غشيه الكرب تقول فاطمة -رضي الله عنها-: "وأكرب أبتاه" تتوجع له من كربه، لأنها امرأة، والمرأة لا تطيق الصبر. فقال النبي -عليه الصلاة والسلام-: "لا كرب على أبيك بعد اليوم"؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- لما انتقل من الدنيا انتقل إلى الرفيق الأعلى، كما كان -صلى الله عليه وسلم -وهو يغشاه الموت- يقول "اللَّهُمَّ في الرفيق الأعلى، اللَّهُمَّ في الرفيق الأعلى وينظر إلى سقف البيت -صلى الله عليه وسلم-". توفي الرسول -عليه الصلاة والسلام-، فجعلت -رضي الله عنها- تندبه، لكنه ندب خفيفً، لا يدل على التسخط من قضاء الله وقدره. وقولها "أجاب ربا دعاه"؛ لأن الله تعالى هو الذي بيده ملكوت كل شيء، وآجال الخلق بيده.

آج کے بعد پھر تمھارے ابا جان کو کوئی بے چینی نہیں لاحق ہوگی!

١٥٠٣. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کے مرض کی شدت میں اضافہ ہوگیا، تو آپ ﷺ پر (سکرات) کی سختی طاری ہونے لگی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ہائے میرے ابا جان کو کیسی بے چینی لاحق ہوگئی ہے! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”آج کے بعد پھر تمھارے ابا جان کو کوئی بے چینی نہیں لاحق ہوگی!“۔ پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ہائے ابا جان! آپ نے اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہا، ہائے ابا جان! آپ اپنے مستقر یعنی جنت الفردوس میں چلے گئے، ہائے ابا جان! ہم جبریل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں! جب آپ ﷺ کی تدفین ہو چکی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم لوگوں نے آخر یہ کیسے گوارہ کرلیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال دو؟

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

یہ حدیث سکرات الموت میں ہمارے نبی ﷺ کے صبر کی منظر کشی کرتی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کرگیا، تو تکلیف کی شدت سے آپ ﷺ پر غشی طاری ہونے لگی۔ آپ ﷺ شدید تکلیف اور مرض سے دوچار تھے۔ اس میں ایک بڑی حکمت بھی تھی؛ حکمت یہ تھی کہ آپ کو صبر کے عوض میں اللہ تعالی کے پاس اونچے درجات حاصل ہوں۔ جب آپ پر بے چینی طاری ہوتی، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتیں: ”ہائے میرے ابا جان کو کیسی بے چینی لاحق ہوگئی ہے! انہیں آپ ﷺ کی بے چینی دیکھ کر دکھ ہو رہا تھا، کیوں کہ وہ ایک عورت تھیں اور عورت میں صبر کی طاقت نہیں ہوتی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آج کے بعد پھر تمھارے ابا جان کو کوئی بے چینی لاحق نہیں ہوگی!“۔ کیوں کہ آپ ﷺ دنیا سے رفیق اعلی کے پاس منتقل ہو گئے۔ جیسا کہ بوقت وفات آپ ﷺ فرما رہے تھے: "اللهم في الرفيق الأعلى، اللهم في الرفيق الأعلى"۔ ترجمہ: اے اللہ! مجھے رفیق اعلی میں پہنچا دے، اے اللہ! مجھے رفیق اعلی میں پہنچا دے۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ ﷺ گھر کی چھت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا رو رو کر آپ کے کچھ احوال بیان کرنے لگیں۔ تاہم اس کی نوعیت بہت معمولی تھی اور اس میں اللہ کی قضا وقدر پر ناراضگی کا اظہار بھی نہیں تھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "آپ نے اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہا"۔ کیوں کہ ہر

فأجاب داعي الله، وهو أنه -صلى الله عليه وسلم- إذا توفي صار كغيره من المؤمنين، يصعد بروحه حتى توقف بين يدي الله سبحانه فوق السماء السابعة. وقولها: "وابتاه جنة الفردوس مأواه" -صلى الله عليه وسلم-؛ لأنه -عليه الصلاة والسلام- أعلى الخلق منزلة في الجنة، كما قال النبي -صلى الله عليه وسلم- : "اسألوا الله لي الوسيلة؛ فإنها منزلة في الجنة لا تنبغي إلا لعبد من عباد الله، وأرجو أن أكون أنا هو"، ولا شك أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مأواه جنة الفردوس، وجنة الفردوس هي أعلى درجات الجنة، وسقفها الذي فوقها عرش الرب جل جلاله، والنبي -عليه الصلاة والسلام- في أعلى الدرجات منها. قولها: "يا أبتاه إلى جبريل ننعاه" وقالت: إننا نخبر بموته جبريل لأن جبريل هو الذي كان يأتيه ويدارسه بالوحي زمن حياته، والوحي مرتبط بحياة النبي -عليه الصلاة والسلام-. ثمَّ لمَّا حُمِل ودفِن، قالت -رضي الله عنها-: "أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- التراب؟" يعني من شدة حزنها عليه، وحزنها وألمها على فِراق والدها، ومعرفتها بأن الصحابة -رضي الله عنهم- قد ملأ الله قلوبهم محبة الرسول -عليه الصلاة والسلام- سألتهم هذا السؤال، لكن الله سبحانه هو الذي له الحكم، وإليه المرجع، وكما قال الله -تعالى- في كتابة: (إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ).

شے اللہ کے ہاتھ میں ہے اور تمام مخلوق کے اوقاتِ مرگ بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ کے بلاوے پر لبیک کہا۔ دراصل آپ ﷺ کی جب وفات ہوگئی تو آپ دیگر ایمان والوں کی طرح ہو گئے۔ آپ ﷺ کی روح مبارک بھی اوپر اٹھتی گئی یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر اللہ سبحانہ و تعالی کے حضور جا کر رک گئی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "ہائے ابا جان! آپ اپنے مستقر یعنی جنت الفردوس میں چلے گئے" فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا اس لیے کہا، کیوں کہ جنت میں آپ ﷺ کا مرتبہ سب مخلوق سے اعلی ہوگا، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔ یہ جنت میں ایک ایسا مرتبہ ہے، جس کا سزاوار اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندہ ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا"۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ جنت الفردوس جنت کے درجات میں سب سے اعلی درجہ ہے، جس کے اوپر موجود چھت رب تعالی شانہ کا عرش ہے۔ نبی ﷺ جنت الفردوس کے بھی سب سے اعلی درجے میں ہوں گے۔ "ہائے ابا جان! ہم جبریل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں"۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کی وفات کی خبر جبریل علیہ السلام کو دیتے ہیں؛ کیوں کہ یہ جبریل علیہ السلام ہی تھے، جو آپ ﷺ کے پاس آتے اور آپ ﷺ کی حیات میں آپ ﷺ کے ساتھ وحی کا مذاکرہ کرتے تھے اور وحی آپ کی حیات کے ساتھ مربوط ہے۔ جب آپ ﷺ کو لے جا کر دفن کر دیا گیا، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: "تم لوگوں نے آخر یہ کیسے گوارہ کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال دو؟" انھوں نے ان سے یہ سوال اس لیے کیا، کیوں کہ وہ آپ ﷺ کی وفات پر شدید غم زدہ اور آپ ﷺ کی جدائی کے دکھ اور درد میں مبتلا تھیں اور جانتی تھیں کہ اللہ تعالی نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو اپنے رسول کی محبت سے بھر رکھا ہے۔ تاہم فیصلہ کرنے کا اختیار تو اللہ کے پاس ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ: "إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ" (الزمر: ٣٠) ترجمہ: یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > وفاته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ثَقُل : من شدة المرض.
- يَتَغَشَّاه الكَرب : تنزل به الشدة من سكرات الموت، لعلو درجته وشرف رتبته، فإن أشد الناس بلاء الأنبياء.
- واكَربَ أبَتَاه : أي ما أشد وجع أبي، لم ترفع صوتها -رضي الله عنها- بذلك، كما يفعله بعض النساء عند المصيبة.

- لَيسَ عَلَى أَبِيك كَرب : لا يصيبه نصب ولا وصب يجد له ألما؛ لأنه ينتقل من دار البلاء إلى دار الخلود والصفاء.
- أجاب ربًّا دَعَاه : لبى نداءه، وفيه إشارة إلى ما ثبت عنه -صلى الله عليه وسلم- أنه خُيِّر؛ فاختار جوار ربه ولِقَاه.
- الفِردَوس : بستان يجمع كل ما في البساتين من شجر وزهر، وجنة الفردوس أعلى الجنان.
- مَأوَاه : منزله.
- نَنعَاه : نرفع خبر وفاته -صلى الله عليه وسلم- إلى جبريل.
- جبريل : هو اسم خاص لملك كريم خصَّه الله -تعالى- بالوحي.
- تحثوا : حثو التراب: دفعه باليد، والمراد دفنه عليه -صلى الله عليه وسلم- بالتراب.

فوائد الحديث:

١. في هذا الحديث بيان أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كغيره من البشر، يمرض ويجوع، ويعطش، ويموت.

٢. في الحديث رد على الذين يشركون بالرسول -صلى الله عليه وسلم-؛ يدعون الرسول -عليه الصلاة والسلام-، ويستغيثون به وهو في قبره، فهو عليه السلام ميت ولا يملك لهم شيئاً.

٣. في الحديث دليل على جواز الندب اليسير إذا لم يكن مؤذنا بالتسخُّط على الله -عز وجل-؛ لأن فاطمة ندَبَت النبي عليه -الصلاة والسلام-، لكنه نَدْب يسير، وليس فيه اعتراض على قدر الله -عز وجل.-

٤. في الحديث دليل: على أن فاطمة بنت محمد -صلى الله عليه وسلم- و -رضي الله عنها- بقيت بعد حياته -صلى الله عليه وسلم-، ولكن ليس لها ميراث؛ لأن الأنبياء لا يورثون.

٥. جواز التوجُّع للميت عند احتضاره.

٦. يجوز ذكر الميت بصفاته بعد موته دون رفع صوت وتسخط.

٧. صبر النبي -عليه الصلاة والسلام- على ما هو فيه من سكرات الموت وشدائده.

٨. ما بعد الحياة الدنيا خير للأنبياء -صلوات الله عليهم وسلامه- وكذلك أتباعهم.

٩. الدنيا دار تعب ونصب، والآخرة لا شيء فيها من هذا للمؤمن.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3306)

مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ

میں نے لٹکتی زلفوں والے، سرخ جبے میں ملبوس کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔

١٥٠٤. الحديث:

عن البراء بن عازب -رضي الله عنهما- قال: «ما رأيتُ من ذِي لِمَّةٍ في حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أحسنَ من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، له شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بعيدُ ما بين المَنْكِبَيْنِ، ليس بالقصير ولا بالطويل».

١٥٠٤. حدیث:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لٹکتی زلفوں والے سرخ جبے میں ملبوس کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے بال شانوں کو چھوتے تھے، آپ ﷺ کا سینہ چوڑا تھا، نہ تو آپ ﷺ کا قد چھوٹا تھا اور نہ ہی لمبا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

وصف البراء بن عازب -رضي الله عنهما- نبي الله -صلوات الله وسلامه عليه- في هذا الحديث وصفًا يدل على حسنه وجماله، فأخبر أنه لم ير أحدًا شعره يصل إلى شحمة أذنيه، ويلبس حلة حمراء أحسن من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم ذكر شيئًا من وصفه، فأخبر أنه كان بعيد المنكبين، ولم يكن معيبًا لا بالطول ولا بالقصر-صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی ﷺ کا ایسے انداز میں حلیہ مبارک بیان کر رہے ہیں جو آپ ﷺ کے حسن و جمال پر دلالت کرتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کبھی کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس کے بال اس کی کانوں کی لو تک آ رہے ہوں اور وہ سرخ جبے میں ملبوس ہو۔ پھر آپ ﷺ کا کچھ حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے انھوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کے شانے دور تھے (یعنی آپ ﷺ کا سینہ کشادہ تھا) اور آپ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخَلْقية
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > لباسه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- من ذي لِمَّة : اللِّمة: هو الشعر الذي يكاد يُلِمُّ بالمنكبين، سميت اللمة؛ لإلمامها بالمنكبين يعني تقارب المنكبين.
- في حُلَّة : الحلة: هي إزارٌ ورِدَاءٌ مِن الْبُرُود الْيَمَنِية.
- حمراء : أي: وصفها بالحمرة.
- مَنْكِبه : المنكب: هو مجمع اليد مع الجنب وهو رأس الكتف.

فوائد الحديث:

١. جواز لبس الأحمر، وهو الذي فيه أعلام حمر، وأعلام بيض، وليس المراد الأحمر الخالص المنهي عنه.
٢. بيان خَلْقِ النبي -صلى الله عليه وسلم- الظاهر من حسن الشعر ورحابة الصدر، وحسن القامة.
٣. جواز توفير وتطويل شعر الرأس بشرط العناية به.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث

العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ ٣- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٤- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (2990)

مَثَلِي وَمَثَلُكُم كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الجَنَادِبُ والفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيها، وهو يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُم عَنِ النَّارِ، وأنتم تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي

میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی اور پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور یہ شخص انہیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔

١٥٠٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله وأبو هريرة -رضي الله عنهم- مرفوعاً: «مثلي ومثلُكم كمثل رجلٍ أَوْقَدَ نارًا فجعل الجنادِبُ والفَرَاشُ يَقَعْنَ فيها، وهو يَذُبُّهُنَّ عنها، وأنا آخذٌ بحُجَزِكُم عن النار، وأنتم تَفَلَّتُون من يَدَيَّ».

١٥٠٥. حدیث :

جابر بن عبداللہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی اور پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور یہ شخص انہیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين النبي صلى الله عليه وسلم أن حاله مع أمته كحال رجل في برية، أوقد نارًا فجعل الجنادب والفراش يقعن فيها؛ لأن هذه هي عادة الفراش والجنادب والحشرات الصغيرة، إذا أوقد إنسان نارًا في البر؛ فإنها تأوي إلى هذا الضوء. ويقول: لأمنعنكم من الوقوع فيها، ولكنكم تفلتون من يدي، وذلك بمخالفة النبي صلى الله عليه وسلم وترك سنته.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ بیان فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا معاملہ آپ ﷺ کی امت کے ساتھ ایسے ہے جیسے صحراء میں موجود وہ شخص جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے آ آ کر اس میں گرنے لگے کیونکہ عموماً پروانے، پتنگے اور چھوٹے کیڑے مکوڑے ایسے ہی کرتے ہیں کہ جب کوئی انسان خشکی پر آگ جلاتا ہے تو وہ اس کی روشنی کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں تمہیں اس آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہو اور ایسا نبی ﷺ کی مخالفت اور آپ ﷺ کی سنت کو ترک کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: حديث جابر رضي الله عنه: رواه مسلم. حديث أبي هريرة رضي الله عنه: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه- جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَثَلِي : المَثَل: النظير.
- الجنادب : نحو الجراد والفراش، هذا هو المعروف الذي يقع في النار.
- الفراش : جمع فراشة، وهي الطير الذي يلقي بنفسه في ضوء السراج.
- يذبهن : يمنعهن ويدفعهن عنها.
- بحجزكم : الحجز: جمع حجزة، وهي معقد الإزار والسراويل.
- تفلتون : تغلبون وتهربون إليها.

فوائد الحديث:

١. حرص الرسول صلى الله عليه وسلم ورحمته بأمته.

٢. دلَّ على جهل كثير من الناس حيث يأبون إلا مخالفة الدين، وفي هذه المخالفة شقاؤهم، وقد يصل بهم ذلك إلى العذاب في نار جهنم.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4970)

ما خُيِّر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بين أمرين قط إلا أخذ أيسرهما، ما لم يكن إثمًا، فإن كان إثما، كان أبعد الناس منه

رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا، تو آپ ﷺ ہمیشہ دونوں میں آسان کا انتخاب کرتے، بشرطے کہ وہ آسان کام گناہ نہ ہوتا۔ اگر وہ گناہ ہوتا، تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔

١٥٠٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: "ما خُيِّر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بين أمرين قط إلا أخذ أيسرهما، ما لم يكن إثما، فإن كان إثما، كان أبعد الناس منه، وما انتقم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لنفسه في شيء قط، إلا أن تُنْتَهَك حرمة الله، فينتقم لله -تعالى-".

١٥٠٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا، تو آپ ﷺ ہمیشہ دونوں میں آسان کا انتخاب کرتے، بشرطے کہ وہ آسان کام گناہ نہ ہوتا۔ اگر وہ گناہ ہوتا، تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی شے کے سلسلے میں اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، ماسوا اس کے کہ اللہ کی حرمات میں سے کسی حرمت کو پامال کیا جائے، اس صورت میں آپ ﷺ اللہ تعالی کے لیے انتقام لیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- من خلاله التي ينبغي أن يقتدي به فيها المسلم أنه إذا خُيِّر بين أمرين من أمور الدين والدنيا يختار أيسرهما ما لم يكن فيه معصية، وأنه لا يغضب لنفسه فينتقم ممن أغضبه، بل يغضب لله -تعالى-.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں بیان ہے کہ نبی ﷺ کی صفات میں سے، جن کی مسلمان کو اقتدا کرنی چاہیے، ایک یہ تھی کہ آپ ﷺ کو جب بھی دین و دنیا سے متعلق دو امور میں سے کسی ایک امر کو اختیار کرنا ہوتا، تو آپ ﷺ آسان تر کو چنا کرتے تھے، بشرطے کہ اس میں کوئی معصیت نہ ہوتی اور یہ کہ آپ ﷺ کبھی اپنی ذات کے لیے غصے میں نہیں آیا کرتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کا غصہ صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے ہوا کرتا تھا۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > شجاعته صلى الله عليه وسلم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > حلمه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بين أمرين : دينيين أو دنيويين.
- إلا أخذ : إلا تناول.
- أيسرهما : أسهلهما.
- ما لم يكن إثمًا : ما لم يكن الأيسر معصية.
- انتقم : عاقب.
- تنتهك : تخرق وتؤتى.
- حرمة الله : حدوده.

فوائد الحديث:

١. يسر الاسلام.
٢. رحمة الرسول -صلى الله عليه وسلم- بأمته.
٣. مشروعية الغضب لله -تعالى.-
٤. استحباب الأخذ بالأيسر في أمور الدين والدنيا إذا لم يكن فيه معصية.
٥. ما كان عليه صلى الله عليه وسلم من الحلم والصبر والقيام بالحق والصلابة في إقامة حدود الله -تعالى.-
٦. البعد عن المعصية والإثم ولو كانت توافق هوى النفس.
٧. أن من صفات الداعية التيسير على المدعوين
٨. الندب إلى الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري تحقيق محمد زهير الناصر دار طوق النجاة المصورة عن السلطانية الطبعة الأولى١٤٢٢ صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. لسان العرب، لابن منظور، دار صادر (بيروت) الطبعة الأولى. شرح صحيح البخاري ـ لابن بطال، مكتبة الرشد، الطبعة : الثانية، ١٤٢٣هـ

الرقم الموحد: (6389)

ما رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مستجمعًا قط ضاحكًا حتى ترى منه لهواته، إنما كان يتبسم	میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے گلے کے کوے نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ تو بس مسکرایا کرتے تھے۔
١٥٠٧. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: مَا رَأَيتُ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى تُرَى مِنْهُ لَهَوَاتُه، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّم.	**١٥٠٧. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں : "میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے گلے کے کوے نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ تو بس مسکرایا کرتے تھے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: حديث عائشة -رضي الله عنها- يصور بعض جوانب الهدي النبوي في خُلُق الوقار والسكينة فقالت -رضي الله عنها-: "مَا رَأَيتُ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى تُرَى مِنْهُ لَهَوَاتُه، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّم": تعني ليس يضحك ضحكًا فاحشًا بقهقهة، يفتح فمَه حتى تبدو لهاته، ولكنه -صلى الله عليه وسلم- كان يبتسم أو يضحك حتى تبدو نواجذه، أو تبدو أنيابه، وهذا من وقار النبي -صلى الله عليه وسلم-.	**اجمالی معنی:** عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث وقار اور سنجیدگی سے متعلق سیرت نبوی کے بعض پہلوؤں کی تصویر کشی کرتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں : "میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے گلے کے کوے نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ تو بس مسکرایا کرتے تھے"۔ یعنی آپ ﷺ اپنا منہ کھول کر اس طرح زور سے قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے کہ حلق کا کوا نظر آنے لگے؛ بلکہ آپ ﷺ مسکرایا کرتے تھے یا پھر اگر ہنستے تو اس قدر کہ (زیادہ سے زیادہ) آپ ﷺ کی داڑھیں یا کچلیاں ظاہر ہو جاتیں۔ یہ نبی ﷺ کے وقار اور متانت کا ایک مظہر ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > ضحكه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مُسْتَجْمِعًا : أي مبالغًا في الضحك لم يترك منه شيئًا.
- قطُّ : كلمة تستعملها العرب لنفي الشيء في الزمن الماضي، والمعنى ما رأيته يفعل ذلك أبداً
- ضَاحِكًا : انبساط الوجه حتى تظهر الأسنان من السرور، فإن كان بصوت وكان بحيث يسمع من بُعْدٍ فهو القهقهة، وإلا فالضحك، وإن كان بلا صوت فهو التبسم.
- لَهَوَاتُه : جمع لهاة: وهي اللحمة التي في أقصى سقف الفم.
- يَتَبَسَّم : التبسم مبادىء الضحك.

فوائد الحديث:

١. كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ضحكه التبسم إذا رضي أو أعجب بشيء.
٢. استحباب الإقلال من الضحك.
٣. كثرة الضحك وارتفاع الصوت بالقهقهة ليس من صفات الصالحين؛ لأنها تميت القلب.
٤. كثرة الضحك من مظاهر الغفلة عن الله -تعالى-.

٥. كثرة الضحك تذهب هيبة الرجل ووقاره بين إخوانه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. لسان العرب لابن منظور الأنصاري، ط٣، دار صادر، بيروت، ١٤١٤ هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3060)

ما ظنك يا أبا بكر باثنين الله ثالثهما

اے ابو بکر!ان دو لوگوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

١٥٠٨. الحديث:

عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: نَظَرت إلى أقدام المشركين ونحن في الغار وهم على رؤُوسِنا، فقلت: يا رسول الله، لَو أنَّ أحَدَهم نظر تحت قدَمَيه لأَبصَرَنا، فقال: «مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكرٍ بِاثنَينِ الله ثَالِثُهُمَا».

١٥٠٨. حدیث:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ غار میں تھے، میں نے مشرکین کے پاؤں کی طرف دیکھا، وہ ہمارے سروں پر تھے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول!ان میں سے کوئی اگر اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لے تو ہم انہیں نظر آ جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر!ان دو لوگوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذه القصة كانت حينما هاجر النبي -صلى الله عليه وسلم- من مكة إلى المدينة، وذلك أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لما جهر بالدعوة، ودعا الناس، وتبعوه، وخافه المشركون، وقاموا ضد دعوته، وضايقوه، وآذوه بالقول وبالفعل، فأذن الله له بالهجرة من مكة إلى المدينة ولم يصحبه إلا أبو بكر -رضي الله عنه-، والدليل الرجل الذي يدلهم على الطريق، والخادم، فهاجر بأمر الله، وصحبه أبو بكر -رضي الله عنه-، ولما سمع المشركون بخروجه من مكة، جعلوا لمن جاء به مائتي بعير، ولمن جاء بأبي بكر مائة بعير، وصار الناس يطلبون الرجلين في الجبال، وفي الأودية وفي المغارات، وفي كل مكان، حتى وقفوا على الغار الذي فيه النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبو بكر، وهو غار ثور الذي اختفيا فيه ثلاث ليال، حتى يخفَّ عنهما الطلب، فقال أبو بكر -رضي الله عنه-: يا رسول الله لو نظر أحدهم إلى قدميه لأبصرنا؛ لأننا في الغار تحته، فقال: "ما ظنك باثنين الله ثالثهما"، وفي كتاب الله أنه قال: "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا" (التوبة: من الآية٤٠)، فيكون قال الأمرين كليهما، أي: قال: "ما ظنك باثنين الله ثالثهما" وقال "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا" . فقوله: "ما ظنك باثنين الله ثالثهما" يعني: هل أحد يقدر عليهما بأذية أو غير ذلك؟ والجواب: لا أحد

اجمالی معنیٰ:

یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اعلانیہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، لوگوں کو بلایا اور لوگوں نے آپ کی اتباع کی۔ مشرکین ڈر گئے اور آپ کی دعوت کے خلاف کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ پر سختی کی اور قول و فعل کے ذریعہ آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ کے ساتھ صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ، راہبر اور خادم تھے۔ پس آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے سے ہجرت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہو لیے، جب مشرکین نے آپ ﷺ کی مکہ سے روانگی کی خبر سنی تو آپ ﷺ کو پکڑ کر لانے والے کو دو سو (٢٠٠) اونٹ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لانے پر سو (١٠٠) اونٹ انعام رکھا، لوگ آپ دونوں کو پہاڑوں، وادیوں اور غاروں اور ہر جگہ تلاش کرنے لگے، یہاں تک کہ اس غار پر آ رُکے جس میں نبی ﷺ اور ابو بکر پناہ گزین تھے۔ یہ غار ثور ہے جہاں تین دنوں تک چھپے رہے یہاں تک کہ آپ دونوں کی تلاش کا معاملہ نرم پڑ گیا، چنانچہ اسی موقعہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اے اللہ کے رسول ﷺ!ان میں سے کوئی اگر اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لے تو ہم انہیں نظر آ جائیں۔ اس لیے کہ ہم ان کے قدموں کے نیچے غار میں ہی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر!ان دو لوگوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا" (سورۃ التوبۃ: ٤٠) ترجمہ: غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔) ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے یہ دونوں جملے بھی کہے ہوں یعنی "ما ظنك باثنين الله ثالثهما" اور "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا"۔ آپ ﷺ کا یہ قول: "ان دو لوگوں کے بارے

يقدر؛ لأنه لا مانع لما أعطى الله ولا معطي لما مَنَع، ولا مُذِّل لمن أعز ولا معز لمن أذل، "قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (آل عمران: ٢٦).

میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے" یعنی کیا کوئی ان دونوں کو اذیت وغیرہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے؟ اور جواب ہے: نہیں کوئی یہ طاقت نہیں رکھ سکتا ہے۔ اس لیے کہ جسے اللہ دینا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ روکنا چاہے اسے کوئی دینے والا نہیں، اس کو کوئی رسوا نہیں کرسکتا جسے اللہ تعالی عزت دے اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، (فرمان الٰہی ہے) "قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (آل عمران: ٢٦) (ترجمہ: آپ کہہ دیجیے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الهجرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو بكر الصديق -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أقدام المشركين : أي: الذين يتتبعون أقدام النبي صلى الله عليه وسلم، ويتحرون أخباره، لمَّا هاجر من مكة إلى المدينة.
- الغار : غار ثور.
- على رؤُوسِنا : فوقنا.

فوائد الحديث:

١. منقبة أبي بكر الصديق -رضي الله عنه- في صحبته لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- في هجرته من مكة إلى المدينة.
٢. إشفاق أبي بكر الصديق -رضي الله عنه-، ومدى حبه لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وخوفه عليه من الأعداء.
٣. وجوب الثقة بالله -عز وجل-، والاطمئنان إلى رعايته، وعنايته بعد بذل الجهد في أخذ الحيطة والحذر.
٤. عناية الله تعالى بأنبيائه وأوليائه، ورعايته لهم بالنصر؛ قال تعالى: (إنا لننصر رسلنا والذين آمنوا في الحياة الدنيا ويوم يقوم الأشهاد).
٥. تنبيه على أن من توكل على الله كفاه، ونصره، وأعانه، وكلأه وحفظه.
٦. كمال توكل النبي -صلى الله عليه وسلم- على ربه، وأنَّه معتمد عليه، ومفوض إليه أمره.
٧. شجاعة النبي -صلى الله عليه وسلم-، وتطمينه للقلوب والنفوس.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3447)

ما يَكُنْ عندي من خيرٍ فلن أَدَّخِرَهُ عَنْكُم، ومَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ، ومَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، ومَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وما أُعْطِيَ أَحَدٌ عطاءً خَيرًا وأَوسعَ من الصبرِ

اگر میرے پاس مال ہو تو میں اسے تم سے ہر گز بچا کر نہیں رکھوں گا۔ (تاہم یاد رکھو کہ) جو شخص سوال کرنے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالی بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص بے نیاز ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اسے صبر کی توفیق عطا کرتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں بھلائی نہیں ملتی۔

١٥٠٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: أَنَّ ناسًا من الأنصارِ سألوا رسولَ الله - صلى الله عليه وسلم - فأعطاهم، ثم سألوه فأعطاهم، حتى نَفِدَ ما عنده، فقال لهم حين أنفقَ كلَّ شيءٍ بيده: «ما يَكُنْ عندي من خيرٍ فلن أَدَّخِرَهُ عَنْكُم، ومَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ، ومَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، ومَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ. وما أُعْطِيَ أَحَدٌ عطاءً خَيرًا وأَوسع من الصبرِ».

١٥٠٩. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا تو آپ نے انہیں دیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے انہیں پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ جب آپ ﷺ اپنے پاس موجود سب کچھ دے چکے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ''اگر میرے پاس مال ہو تو میں اسے تم سے ہر گز بچا کر نہیں رکھوں گا۔ (تاہم یاد رکھو کہ) جو شخص سوال کرنے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص بے نیاز ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر عطا کرتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں بھلائی نہیں ملی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل ناس من الأنصار رسول الله صلى الله عليه وسلم فأعطاهم ثم سألوه فأعطاهم، حتى نفد ما عنده، ثم أخبرهم أنه لا يمكن أن يدخر شيئا عنهم فيمنعهم، ولكن ليس عنده شيء، وحثهم على الاستعفاف والاستغناء والصبر. فأخبرهم أنه من يستغن بما عند الله عما في أيدي الناس؛ يغنه الله عز وجل، فالغنى غنى القلب، فإذا استغنى الإنسان بما عند الله عما في أيدي الناس؛ أغناه الله عن الناس، وجعله عزيز النفس بعيدًا عن السؤال. وأنه من يستعفف عما حرم الله عليه من النساء يعفه الله عز وجل وحماه وحمى أهله أيضًا. وأنه من يتصبر

اجمالی معنی:

انصار میں سے کچھ لوگوں نے نبی ﷺ سے مال مانگا تو آپ ﷺ نے انہیں دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے پھر انہیں دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس موجود مال ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کچھ ان سے بچا کر رکھ لیں اور انہیں نہ دیں۔ بلکہ اب تو آپ ﷺ کے پاس کچھ بچا ہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں دستِ سوال دراز نہ کرنے، بے نیازی اختیار کرنے اور صبر کرنے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ جو شخص اللہ کے پاس اس کے لیے جو کچھ ہے اس کی بنا پر ان اشیا سے بے نیازی اختیار کرتا ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں تو اللہ عز و جل اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اصل بے نیازی تو دل کی بے نیازی ہوتی ہے۔ جب بندہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس کی بنا پر لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوتا ہے اس سے بے نیازی برتتا ہے تو اللہ بھی اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور اسے عزت نفس رکھنے والا شخص بنا دیتا ہے جو مانگنے

يصبره الله، أي يعطيه الله الصبر. وما من الله على أحد بعطاء من رزق، أو غيره؛ خيرًا وأوسع من الصبر.	سے دور رہتا ہے۔ جو بندہ ان عورتوں سے اپنے آپ کو باعفت رکھنے کی کوشش کرتا ہے جو اس پر حرام ہیں تو اللہ بھی اسے باعفت بنا دیتا ہے اور اسے اور اس کے اہلِ خانہ کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور جو صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے اللہ صبر عطا فرماتا ہے۔ اللہ کی طرف سے کسی پر جو عنایات ہوتی ہیں جیسے رزق وغیرہ، ان میں سے کوئی بھی صبر سے بہتر اور اس سے بڑی نہیں ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > كرمه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نفذ : فني وذهب.
- فلن أدخره : أي: لا أجعله ذخيرة لغيركم معرضا عنكم، أو لا أخبئه وأمنعكم إياه.
- ومن يستعفف : أي: من طلب العفة عن سؤال الناس والاستشراف إلى ما في أيديهم.
- يعفه الله : يرزقه الله العفة فيصير عفيفا قنوعا.
- يغنه الله : أي: يجعله غني النفس ويفتح له أبواب الرزق.

فوائد الحديث:

١. كرم النبي صلى الله عليه وسلم وما جُبل عليه من مكارم الأخلاق.
٢. ليس الغنى الممدوح في الشرع بكثرة المال والمتاع في يده صاحبه ولكن الغنى المحمود أن يكون الإنسان غني النفس بالله -تعالى.-
٣. الترغيب بالقناعة والاستعفاف.
٤. تُنال مكارم الأخلاق ومعالي الصفات بالصبر.
٥. جواز إعطاء السائل مرتين.
٦. جواز الاعتذار إلى السائل.
٧. جواز السؤال للحاجة، وإن كان الأولى تركه والصبر حتى يأتي الله بالفرج.

المصادر والمراجع:

-1 نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. ٢- شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. ٣- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. ٤- صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. ٥- صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. ٦- المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية.

الرقم الموحد: (4967)

هل أتى عليك يوم كان أشد من يوم أحد؟ قال: لقد لقيت من قومك، وكان أشد ما لقيت منهم يوم العقبة

کیا آپ پر کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا۔

١٥١٠. الحديث:

عن عائشة - رضي الله عنها- أنها قالت للنبي - صلى الله عليه وسلم - : هل أتى عليك يوم كان أشد من يوم أُحُدٍ ؟ قال: «لقد لقيت من قومك، وكان أشد ما لقيت منهم يوم العقبة، إذ عرضت نفسي على ابن عبد يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فلم يجبني إلى ما أردت، فانطلقت وأنا مهموم على وجهي، فلم أستفق إلا وأنا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فرفعت رأسي، وإذا أنا بسحابة قد أظلتني، فنظرت فإذا فيها جبريل - عليه السلام - فناداني، فقال: إن الله تعالى قد سمع قول قومك لك، وما ردوا عليك، وقد بعث إليك ملك الجبال لتأمره بما شئت فيهم. فناداني ملك الجبال، فسلم علي، ثم قال: يا محمد إن الله قد سمع قول قومك لك، وأنا ملك الجبال، وقد بعثني ربي إليك لتأمرني بأمرك، فما شئت، إن شئت أطبقت عليهم الْأَخْشَبَيْنِ».

١٥١٠. حدیث :

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، کیا آپ پر کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ بن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اس میں موجود ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

قال النبي -صلى الله عليه وسلم- لعائشة لما سألته: هل مر عليك يوم أشد من يوم أحد؟ قال: نعم، وذكر لها قصة ذهابه إلى الطائف؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لما دعا قريشاً في مكة، ولم يستجيبوا له خرج إلى الطائف؛ ليبلغ كلام الله -عزّ وجلّ-، ودعا أهل الطائف لكن كانوا أسفه من أهل مكة، بل جعلوا يرمونه بالحجارة، يرمونه بالحصى حتى أدموا عَقِبه -صلى الله عليه وسلم- وعرض نفسه على ابن

اجمالی معنیٰ :

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا اُحد سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور طائف کی طرف جانے کا واقعہ ذکر فرمایا۔ کہ جب آپ ﷺ نے مکہ میں قریش کو دعوت دی اور انہوں نے انکار کیا، تو آپ طائف کی طرف نکلے تاکہ ان کو اللہ کا پیغام پہنچائیں، طائف والوں کو دعوت دی لیکن وہ مکہ والوں سے زیادہ بے وقوف نکلے، بلکہ انہوں نے آپ ﷺ کو پتھروں سے مارا اور کنکریاں پھینکیں، یہاں تک کہ آپ کی ایڑی لہو لہان ہو گئی۔ آپ نے قبیلہ ثقیف کے سردار ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر اسلام پیش کیا، اس

عبد ياليل بن عبد كلال من كبار أهل الطائف من ثقيف، فلم يجبه إلى ما أراد فخرج مغموماً مهموماً، ولم يفق -صلى الله عليه وسلم- إلا وهو في مكان يدعى قرن الثعالب، فأظلّته غمامة فرفع رأسه، فإذا في هذه الغمامة جبريل -عليه السلام-، وقال له: هذا ملك الجبال يقرؤك السلام فسلم عليه وقال: إن ربي أرسلني إليك، فإن شئت أن أطبق عليهم -يعني الجبلين- فعلت. ولكن النبي -صلى الله عليه وسلم- لحلمه وبُعد نظره وتأنيه في الأمر قال: لا؛ لأنه لو أطبق عليهم الجبلين هلكوا، فقال: ((لا، وإني لأرجو أن يخرج الله من أصلابهم من يعبد الله وحده لا يشرك به شيئاً)) . وهذا الذي حدث؛ فإن الله -تعالى- قد أخرج من أصلاب هؤلاء المشركين الذين آذوا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- هذه الأذية العظيمة أخرج من أصلابهم من يعبد الله وحده ولا يشرك به شيئاً.

نے اسلام قبول نہیں کیا، آپ ﷺ غمزدہ اور پریشان لوٹے، جب تک آپ قرن الثعالب نہیں پہنچے تھے آپ کو افاقہ نہ ہوا، وہاں بادل نے آپ پر سایہ کیا، آپ نے سر اٹھایا، تو بادل جبرائیل علیہ السلام تھے، جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا، یہ پہاڑوں کا فرشتہ آپ کو سلام کہتا ہے، پھر فرشتے نے سلام کیا اور کہا کہ میرے رب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، اگر آپ چاہے ان پر دونوں پہاڑوں کو ملا دوں۔ آپ ﷺ نے اپنے حلم و بُردباری اور دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا نہیں۔ اس لیے کہ اگر ان پر دونوں پہاڑوں کو ملایا جاتا تو وہ ہلاک ہوجاتے چنانچہ فرمایا: "مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی"۔ اور ایسا ہی ہوا، اللہ نے آپ ﷺ کو اتنی سخت تکلیف دینے والے ان مشرکین کی نسلوں میں سے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جو ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > العهد المكي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- هل أتى عليك يوم؟ : أي مرَّ بك زمان؟.
- يوم أحد : يوم غزوة أحد.
- أحد : هو الجبل الذي كانت عنده غزوة أحد التي وقعت سنة ٣هـ.
- من قومك : أي كفار قريش.
- العقبة : مكان جهة الطائف، وكان ذلك يوم هاجر إلى الطائف.
- عرضت نفسي : قدمت له نفسي طالباً منه النصر والإعانة على إقامة الدين.
- ابن عبد ياليل : من أكبر أهل الطائف من ثقيف.
- فلم يجبني إلى ما أردت : أي من الايواء والاعانة على تبليغ الرسالة إلى العباد.
- مهموم : محزون.
- على وجهي : أي الجهة المواجهة لي.
- لم أستفق : لم أفطن لنفسي.
- القرن : كل جبل صغير منقطع عنه جبل كبير.
- قرن الثعالب : مكان بينه وبين أهل مكة يوم وليلة، وهو ميقات أهل نجد.
- قد أظلتني : أي كستني الظل عن الشمس.
- ملك الجبال : الموكل بها.
- أطبقت : جمعت، أي : هدمت هذين الجبلين عليهم.

- الأخشب : هو الجبل الغليظ.
- الأخشبان : الجبلان المحيطان بمكة.
- من أصلابهم : من ذريتهم.

فوائد الحديث:

١. من صفات النبي -صلى الله عليه وسلم- العفو والصفح.
٢. أن البلاء الذي يتعرض له الدعاة متفاوت.
٣. الدعاة لا يكرهون الناس على الإيمان بدعوتهم.
٤. مؤازرة الله لنبيه -صلى الله عليه وسلم.-
٥. إثبات صفتي السمع والبصر لله -تبارك وتعالى.-
٦. هدف الدعاة وغايتهم إخراج الناس من الظلمات إلى النور.
٧. ينبغي للإنسان أن يصبر على الأذى لا سيما إذا أوذي في الله فإنه يصبر ويحتسب وينتظر الفرج.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري تحقيق محمد زهير الناصر دار طوق النجاة المصورة عن السلطانية الطبعة الأولى ١٤٢٢ صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (6406)

يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ

اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ ہم آپ کی امت کے بارے میں آپ کو راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔

١٥١١. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- أَنّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- تَلَا قَوْلَ اللهِ -عز وجل- فِي إِبْرَاهِيمَ -صلى الله عليه وسلم-: {رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي} [إبراهيم: ٣٦] الآية، وقَوْلَ عِيسَى -صلى الله عليه وسلم-: {إِنْ تُعَذِّبْهُم فَإِنَّهُم عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُم فَإِنَّكَ أَنْتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ} [المائدة: ١١٨] فَرَفَعَ يَدَيْهِ وقَالَ: «اللهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي» وبَكَى، فقالَ اللهُ -عز وجل-: «يا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ -ورَبُّكَ أَعْلَمُ- فَسَلْهُ مَا يُبْكِيهِ؟» فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ، فَأَخْبَرَهُ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بما قَالَ -وهو أعلم- فقالَ اللهُ -تعالى-: «يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ».

١٥١١. حدیث:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ عزوجل کے اس قول کی تلاوت فرمائی: {رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي} [إبراهيم: ٣٦]۔ ترجمہ: ''اے رب! یہ بت بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے ہیں، پس ان لوگوں میں سے جنھوں نے میری اطاعت قبول کی ہے وہ میرے ہیں''۔ اور عیسی علیہ السلام کے قول کا تلاوت فرمایا کہ: {إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [المائدة: ١١٨] ترجمہ: ''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو بہر حال وہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے''۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: اے اللہ! میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے۔ اور رو دیے۔ اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا: اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کس بات کی وجہ سے وہ روئے ہیں؟، اگرچہ تیرا رب اس سے بہتر طور پر باعلم ہے۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے الفاظ میں، جنھیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے، انھیں وجہ بتا دی۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا: ''اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کی امت کے بارے میں آپ کو راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قرأ النبي -صلى الله عليه وسلم- قول إبراهيم -عليه الصلاة والسلام- في الأصنام: (رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ) [إبراهيم: ٣٦]، وقول عيسى: (إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) [المائدة: ١١٨]؛ فرفع -صلى الله عليه وسلم- يديه وبكى، وقال: "يا رب؛ أمتي أمتي"، أي: ارحمهم واعف عنهم، فقال الله -سبحانه وتعالى- لجبريل: "اذهب إلى محمد، فسله ما يبكيك؟" وهو أعلم سبحانه بما يبكيه، فأخبره رسول الله -صلى الله عليه

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی جو بتوں کے بارے میں ہے کہ ''رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ'' [إبراهيم: ٣٦] ترجمہ: ''اے میرے رب! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے۔ پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت ہی معاف اور کرم کرنے والا ہے''۔ اور اسی طرح عیسی علیہ السلام کے قول کی بھی تلاوت فرمائی کہ ''إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ'' [المائدة: ١١٨]۔ ترجمہ: ''اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو، تو زبردست ہے حکمت والا ہے''، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور رو پڑے۔ آپ ﷺ دعا

وسلم- بالذي قاله من قوله: "أمتي أمتي" والله أعلم بالذي قاله نبيه -صلى الله عليه وسلم-، فقال الله -عز وجل- لجبريل: "اذهب إلى محمد فقل له: إنا سنرضيك في أمتك، ولا نحزنك". وقد أرضاه الله -عز وجل- في أمته ولله الحمد من عدة وجوه: منها: كثرة الأجر، وأنهم الآخرون السابقون يوم القيامة، وأنها فضلت بفضائل كثيرة على سائر الأمم.

مانگ رہے تھے کہ : "یا رب؛ اُمتی اُمتی" یعنی ان پر رحم کر اور انہیں معاف کردے۔ اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ ''محمد کے پاس جاؤ اوران سے پوچھو کہ وہ کیوں روئے ہیں؟ حالانکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو ان کے رونے کا سبب خوب معلوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے الفاظ میں اپنے اس قول یعنی امتی امتی کے بارے میں بتا دیا اور اللہ ہی کو بہتر علم ہے کہ اس کے نبی نے کیا الفاظ کہے۔ اس پر اللہ عز وجل نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: محمد کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ ہم آپ کی امت کے معاملے میں آپ کو خوش کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے''۔ اللہ عزّ وجلّ نے آپ ﷺ کو اپنی امت کے سلسلے میں کئی وجوہ کی بنا پر راضی وخوش کر دیا، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ ان وجوہات میں سے کچھ یہ ہیں: بہت زیادہ اجر کا ملنا، نبی ﷺ کی امت کے افراد (دنیا میں) آخر میں آنے والے اور روزِقیامت سب سے پہلے ہوں گے اور اس امت کو کئی اعتبار سے دوسری امتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تلا : قرأ.
- إنهن : أي: الأصنام.
- فإنه مني : أي: بعضي لا ينفك عني في أمر الدين.
- الغفور : الساتر لذنوب عباده وعيوبهم، المتجاوز عن خطاياهم وذنوبهم.
- الرحيم : مشتق من الرحمة.
- العزيز : هو الغالب القوي الذي لا يغلب.
- اللَّهُمَّ أمتي أمتي : أي: يا رب ارحمهم.
- نسوءك : نحزنك.

فوائد الحديث:

١. من السنة في الدعاء رفع اليدين.
٢. إثبات علو الله على خلقه، وأنه في السماء؛ حيث تتوجه القلوب والأيدي إليه.
٣. بيان شفاعته -صلى الله عليه وسلم- لأمته، واعتناؤه بمصالحهم، واهتمامه بأمرهم، ورحمته بهم.
٤. حب الله -عز وجل- لنبيه -صلى الله عليه وسلم.-
٥. بيان لمنزلة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عند الله، وأنه سيعطيه حتى يرضيه.
٦. البشارة العظيمة لهذه الأمة، وهو من أرجى الأحاديث.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ. تطريز رياض

الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. النهاية في غريب الحديث والأثر، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى، محمود محمد الطناحي، نشر: المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة: ١٣٩٩هـ، ١٩٧٩م. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5457)

يا عائشة إن عيني تنامان ولا ينام قلبي

١٥١٢. الحديث:

عن أبي سَلمة بن عبد الرحمن، أنه أخْبَرَه: أنه سَأل عائشة -رضي الله عنها-، كيف كانت صلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في رمضان؟ فقالت: «ما كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَزيد في رمضان ولا في غَيره على إحدى عَشرة ركعة يصلِّي أربعا، فلا تَسَل عن حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثم يصلِّي أربعا، فلا تَسَل عن حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثم يصلِّي ثلاثا». قالت عائشة: فقلت يا رسول الله: أتنام قبل أن توتر؟ فقال: «يا عائشة إن عَيْنَيَّ تَنَامَانِ ولا يَنام قَلْبِي»

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معلوم أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقوم من الليل، سواء كان في رمضان أو في غيره؛ فلما كان كذلك سأل أبو سلمة عن قيام رمضان، هل صلاته -صلى الله عليه وسلم- في ليالي رمضان كصلاته في غير رمضان، من حيث عدد الركعات أو أن الأمر مختلف؟ فأجابته -رضي الله عنها- بأنه لا فرق بين صلاته في رمضان ولا في غيره، فإنه كان يصلي على مدَار العام إحدى عَشرة ركعة لا يزيد عليها. ثم بَيَّنت له كيفيتها بقولها: "يصلِّي أربعا" المراد أنه يصلِّي ركعتين، ثم يسلِّم، ثم يصلِّي ركعتين، ثم يسلِّم؛ لأن عائشة -رضي الله عنها- قد بَيَّنت وفصلت الإجمال في هذا الحديث في حديثها الآخر عند مسلم، حيث قالت: (كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلِّي فيما بَيْن أن يَفرغ من صلاة العِشاء إلى الفجر، إحدى عَشَرة ركعة، يُسلِّم بَيْن كل ركعتين، ويوتر بواحدة). مع قوله -صلى الله عليه وسلم-: (صلاة الليل مَثْنَى مَثْنَى) متفق عليه. "فلا تَسَل عن حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ" أي: لا تسأل عن كيفيتهن، فإنهن في غاية الحُسن والكمال في جودة القراءة وطول القيام

"اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا"

١٥١٢. حدیث:

ابو سلمہ بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (ام المومنین) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں (تہجد) کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے، پس نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور کتنی لمبی ہوتی تھیں؟ پھر چار رکعتیں پڑھتے، ان کے بھی حسن اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں (وتر) پڑھتے، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

یہ بات تو معروف ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان ہو یا غیر رمضان رات معین قیام فرماتے تھے، اور جب بات ایسی تھی تو ابو سلمہ نے قیامِ رمضان سے متعلق پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان کی راتوں میں رکعات کے اعتبار سے کیا غیر رمضان کی نماز کی طرح ہوتی تھی یا معاملہ کچھ اس کے علاوہ تھا؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا تھا، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر گیارہ رکعت پڑھتے تھے اس سے زیادہ نہیں، اور پھر اس نماز کی کیفیت اپنے اس قول کے ساتھ بیان کی کہ ''آپ چار رکعتیں پڑھتے''، یہاں پر مقصود یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات پڑھتے اور پھر سلام پھیرتے پھر دو رکعات پڑھتے اور پھر سلام پھیرتے، کیوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں جو اجمال و اختصار ہے اس کی وضاحت و تفصیل اپنی اس حدیث میں کی ہے جس کی تخریج امام مسلم نے کی ہے، بایں طور کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: (رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد نماز فجر کے بیچ گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے)۔ اسی کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: (رات کی نماز دو دو رکعت ہے) [متفق علیہ]۔ ''ان رکعتوں کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا؟'' یعنی ان رکعتوں کی کیفیت کے متعلق نہ پوچھو، کیوں کہ وہ تلاوت کی عمدگی، قیام، رکوع اور سجدہ کی لمبائی میں منتہائے حسن و کمال پر تھیں۔ اور

والرُّكوع والسُّجود. وكذلك الأربع الأخيرة ركعتين ركعتين، فلا تَسأل عن حُسنها وكمالها في جودة القراءة وطول القيام والرُّكوع والسُّجود. "ثم يصلِّي ثلاثا" ظاهر هذا: أنه يَسردهن سَرْدًا من غير فَصل، ثم يسلِّم في الرَّكعة الأخيرة، لكن رواية عائشة الأخرى بَيَّنت أنه يسلِّم من ركعتين، ثم يوتر بواحدة، ونصه :" يُسلِّم بَيْن كل ركعتين، ويوتر بواحدة "، فدل ذلك على أنه يَفْصِل بين الثلاث بالتَّسليم. "قالت عائشة: فقلت يا رسول الله: أتَنَام قبل أن تُوتر؟" أي: كيف تَنام قبل أن تصلِّي الوِتر. "فقال: يا عائشة إن عَيْنَيَّ تَنَامَانِ ولا يَنام قلْبِي" والمعنى: أن قَلبه -صلى الله عليه وسلم- لا يَغيب كما تَغيب عيناه، بل يُدرك ويَشعر بكل شَيء ومن ذلك: مُراعاة الوقت وضَبْطه، ولهذا كانت رؤية الأنبياء وحْي.

اسی طرح آخر کی چاروں رکعتیں دو دو رکعت کرکے پڑھتے۔ پس ان رکعتوں میں تلاوتِ قرآن کی خوبی اور کمال، طولِ قیام اور رکوع و سجود کی طوالت کے بارے میں نہ پوچھو۔ ''پھر تین رکعتیں پڑھتے'' ظاہر کلام سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم ان تینوں رکعتوں کو فصل کئے بغیر پڑھتے، پھر آخری رکعت میں سلام پھیر دیتے تھے، لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور پھر ایک رکعت وتر پڑھتے، اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ''آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور پھر ایک رکعت وتر پڑھتے'' اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ تین رکعتوں میں سلام کے ذریعہ فصل کرتے تھے۔ ''عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟'' یعنی آپ وتر پڑھنے سے پہلے کیسے سوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا'' اس کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بند نہیں ہوتا جس طرح آنکھ بند ہوجاتی ہے، آپ کا دل متوجہ رہتا ہے اور ہر چیز کا ادراک کرلیتا ہے، اور اسی قبیل سے وقت کی رعایت اور پابندی بھی ہے اور اسی ناطے انبیاء کا خواب وحی کا حصہ مانا جاتا ہے۔

التصنيف: السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الخصائص النبوية
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. أن قيام الليل إحدى عشرة ركعة يوتر منها بواحدة.
٢. إجابة السَّائل بأكثر مما سأل؛ وجه ذلك: أنه سألها عن صلاته في رمضان، فأجابته عن صلاته في رمضان وفي غيره، وعن صفتها.
٣. أن السُّنة في صلاة الليل إطالتها.
٤. جواز الاستراحة بين ركعات صلاة القيام؛ لقولها: "أربعا ثم أربعا " وثم تفيد التَّرتيب مع التَّراخي.
٥. أن وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم- لا ينتقض بالنوم وهذا من خصائصه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (11268)

الأحاديث العامة

اتَّقُوا النَّار ولو بِشِقِّ تمرة

١٥١٣. الحديث:

عن عَدِي بن حاتم -رضي الله عنه- قال: سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: «اتَّقُوا النَّار ولو بِشِقِّ تمرة». وفي رواية لهما عنه، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما منكم من أحد إلا سَيكَلِّمُه رَبُّه ليس بينه وبينه تُرْجُمان، فينظر أَيْمَن منه فلا يرى إلا ما قَدَّم، وينظر أَشْأَمَ منه فلا يَرى إلا ما قَدَّم، وينظر بين يديه فلا يرى إلا النار تَلقاء وجهه، فاتقوا النار ولو بِشقِّ تمرة، فمن لم يجد فبِكلمة طيِّبة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

إن الله سبحانه وتعالى سيكلم كل إنسان على حدة يوم القيامة، بدون مترجم، فينظر عن يمينه فلا يرى إلا ما قدم من العمل، وينظر عن يساره فلا يرى إلا ما قدم من العمل، وينظر بين يديه فلا يرى إلا النار تلقاء وجهه، فقال النبي -عليه الصلاة والسلام-: فاتقوا النار ولو أن تصدقوا بنصف تمرة أو أقل. فإن لم يجد نصف تمرة يتصدق بها ويتقي بها النار، فليتق النار بكلمة طيبة؛ لأن العمل الصالح يقي صاحبه النار.

آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی۔

١٥١٣. حدیث :

عدي بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ”آگ سے بچو، خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی“۔ اور بخاری و مسلم کی روایت میں عدي بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے : تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ جس سے اس کا پروردگار ہم کلام نہ ہوگا، اس وقت اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، جب بندہ اپنی داہنی طرف نظر ڈالے گا تو اس کو وہ چیز نظر آئے گی جو اس نے آگے بھیجی ہوگی اور جب بائیں جانب دیکھے گا تو اس کو وہ چیز نظر آئے گی جو اس نے آگے بھیجی ہوگی اور جب وہ اپنے آگے دیکھے گا تو اس کو اپنے منہ کے سامنے آگ نظر آئے گی، پس تم آگ سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے کیوں نہ ہو، اگر وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کے ذریعے (آگ) سے بچو۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

بے شک اللہ تعالی قیامت کے دن ہر انسان سے الگ کسی ترجمان کے بغیر گفتگو فرمائے گا، پس بندہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا اسے اس کے وہ اعمال جو اس نے اپنی زندگی میں کیے تھے اس کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا اور وہ اپنی بائیں طرف دیکھے گا اسے اس کے وہ اعمال جو اپنی زندگی میں کیے تھے اس کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا، وہ اپنے سامنے دیکھے گا اسے اس کے منہ کے سامنے صرف آگ ہی دکھائی دے گی! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : آگ سے بچو، خواہ کھجور کا آدھا ٹکڑا یا اس سے بھی کم ہی دے کر ہر سہی، اور اگر وہ آدھا کھجور بھی نہ ملے جسے صدقہ کرکے وہ آگ سے بچ جائے تو اُسے چاہیے کہ اچھی بات کے ذریعہ ہی آگ سے بچنے کی کوشش کرے، اس لیے کہ نیک عمل اُس شخص کو آگ سے بچاتا ہے جو اُسے انجام دیتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عَدِي بن حاتم ـرضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اتَّقُوا النار : اجعلوا بينكم وبينها من العمل الصالح ما يحفظكم من دخولها.
- شِقّ : شق الشيء: نصفه.
- التُّرجمان : هو الذي يترجم الكلام، أي: ينقله من لغة إلى لغة أخرى.
- أَيْمَن منه : أي: يمنيه، ووقع في رواية عند البخاري: "فينظر عن يمينه."
- أَشْأَمَ منه : أي: شماله، ووقع في رواية عند البخاري: "ثم ينظر عن شماله."

• تِلقَاءَ وجهه : جهة اللقاء والمقابلة، والمعنى: مقابلة وجهه، ووقع في رواية عند البخاري: "ثم ينظر بين يديه فتستقبله النار".

فوائد الحديث:

١. الحث على الصدقات والتخلق بالخصال الحميدة، والمعاملة باللطف ولين الكلام.
٢. قرب الله تعالى من عبده يوم القيامة، إذ ليس بينهما حجاب ولا واسطة ولا ترجمان، فليحذر المؤمن من مخالفة أمر ربه، فإن الشاهد هو الحاكم.
٣. مسؤولية الإنسان عن عمله، فليحرص على صلاح العمل، فإنه لا ينفعه شيء يوم القيامة إلا عمله الصالح.
٤. ينبغي على المرء أن لا يحتقر ما يتصدق به، ولو كان يسيرا، فإنه وقاية من النار.
٥. أن الصدقة ولو قلت تنجي من النار؛ لقوله: (اتقوا النار ولو بشق تمرة).
٦. إثبات صفة الكلام لله تعالى، وأنه سبحانه وتعالى يتكلم بكلام مسموع مفهوم، يعرفه المخاطب به.
٧. من أعظم المنجيات من النار، الإحسان إلى الخلق بالمال والأقوال.
٨. حث النبي صلى الله عليه وسلم أُمَّته على فعل الخيرات.
٩. إثبات البعث بعد الموت.
١٠. إثبات الحساب يوم القيامة.
١١. إثبات رؤية المؤمنين ربَّهم يوم القيامة.
١٢. التحلي بفعل الطاعات، والتخلي بترك المنكرات؛ حتى لا يخجل المؤمن إذا وقف بين يدي الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ.
.... بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧م.
.... نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.
.... شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ.
.... رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ.
.... صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ .... صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. .... بهجة قلوب الأبرار، تأليف: عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الكريم بن رسمي ال الدريني، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (6615)

اتقوا الظلم؛ فإن الظلم ظلمات يوم القيامة، واتقوا الشح؛ فإن الشح أهلك من كان قبلكم، حملهم على أن سفكوا دماءهم، واستحلوا محارمهم	ظلم سے بچو، کیوں کہ ظلم روزِقیامت (دلوں پرچھا جانے والی) تاریکیاں ہوں گی۔ 'شح' (بخل اور حرص) سے بچو، اس لیے کہ اس شح نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا ہے اسی شح نے انھیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپس میں خون خرابہ کریں اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کرلیں۔
١٥١٤. الحديث:	**١٥١٤. حدیث:**
عن جابر بن عبدالله -رضي الله عنهما- قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اتقوا الظلم؛ فإن الظلم ظلمات يوم القيامة، واتقوا الشُّحَّ؛ فإن الشُّحَّ أَهْلَكَ من كان قبلكم، حملهم على أن سفكوا دماءهم، وَاسْتَحَلُّوا محارمهم».	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو، کیوں کہ ظلم روزقیامت (دلوں پرچھانے والی) تاریکیاں ہوگی۔ اور 'شح' (بخل اور حرص) سے بچو، اس لیے کہ اس شح نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا ہے، اسی نے انھیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپس میں خوں ریزی کریں اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کرلیں۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي:	**اجمالی معنی:**
اجتنبوا ظلم الناس وظلم النفس والظلم في حق الله؛ لأن عاقبته أشد يوم القيامة، واجتنبوا أيضًا البخل مع الحرص، وهو نوع من الظلم، وهذا الداء قديم بين الأمم؛ فكان سببًا لقتل بعضهم، وإباحة ما حرم الله من المحرمات.	یعنی لوگوں پر ظلم، اپنی جان پر ظلم نیز اللہ کے حق میں ظلم کرنے سے بچو کیوں کہ قیامت کے دن اس کا انجام بہت برا ہوگا۔ اسی طرح بخل اور حرص سے بچو اور یہ بھی ظلم کی ہی ایک قسم ہے۔ لوگوں میں یہ بڑا پرانا مرض چلا آ رہا ہے اور بعض اوقات یہ لوگوں کے قتل کا بھی سبب بن جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ محرمات کو بھی جائز قرار دینے کا بھی کا باعث بن جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبدالله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الظلم : هو مجاوزة الحد، وعدم إيصال الحق لمستحقه.
- الشح : شدة البخل مع الحرص.
- حملهم : كان سببًا لفعلهم.
- سفكوا دماءهم : أي: قتل بعضهم بعضًا.
- استحلوا محارمهم : أحلوا ما حرم الله عليهم.

فوائد الحديث:

١. الحث على اجتناب الظلم والبخل.
٢. الأمور المعنوية تتحول يوم القيامة بأمر الله إلى حسية.
٣. الحث على العدل والكرم والسخاء.
٤. الظلم سبب للعقاب الأليم الشديد، وهو من كبائر الذنوب.
٥. التكالب على الدنيا والحرص عليها، والبخل كثيرًا ما يجر الناس إلى المعاصي والآثام، ويوقعهم في الفواحش والمنكرات.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ، ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (5787)

اتقوا الله في هذه البهائم المُعْجَمة، فاركَبُوها صالحة، وكُلُوها صالحة

ان بے زبان جانوروں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرو۔ لہٰذا مناسب طریقے سے ان پر سواری کرو اور معروف طریقے سے ان کو کھاؤ۔

١٥١٥. الحديث:

عن سهل بن عمرو -رضي الله عنه- مرفوعاً: مرَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ببعير قد لَحِق ظَهْرُه ببَطْنِهِ، فقال: «اتقوا الله في هذه البهائم المُعْجَمة، فاركَبُوها صالحة، وكُلُوها صالحة».

١٥١٥. حدیث:

سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک اونٹ کے پاس سے گزر ہوا، جس کا پیٹ (بھوک کی وجہ سے) اس کی پشت سے مل گیا تھا، آپ ﷺ نے (اس کی یہ حالت دیکھ کر) فرمایا کہ "ان بے زبان جانوروں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرو۔ لہٰذا مناسب طریقے سے ان پر سواری کرو اور معروف طریقے سے ان کو کھاؤ"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رأى النبي صلى الله عليه وسلم بعيرا قد لصق ظهرُه ببطنه من شدة الجوع، فأمَر صلى الله عليه وسلم بالرِّفْق بالبهائم، وأنه يجب على الإنسان أن يعاملها معاملة حسنة فلا يُكَلِّفها ما لا تستطيع، ولا يُقَصِّر في حقِّها في أَكْل أو شُرْب، فإن ركبها بعد كانت صالحة للركوب، وإن أكلها كانت صالحة للطعام.

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹ کو دیکھا جس کی کمر شدتِ بھوک کی وجہ سے اس کے پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم فرمایا۔ لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ اور ان کے کھانے پینے میں کوتاہی نہ کرے۔ اس (ان کا خیال رکھنے) کے بعد اگر وہ ان پر سواری کرے گا تو وہ سواری کے لائق ہوں گے اور اگر ان کو کھائے گا تو وہ کھانے کے لائق ہوں گے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: سهل بن عمرو -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بعير : الواحد من الإبل
- لحق ظهره ببطنه : يعني: أصبح ضعيفا من الجُوع والتَّعَب.
- البهائم : كُلُّ ذات أربع قوائم من الدَّوابّ.
- المعجمة : أي: لا تتكلم فتُعَبِّر عن ألمها وتعبها.
- فاركبوها صالحة : أي: فاركبوها إذا كانت قوية تستطيع الركوب.
- كلوها صالحة : أي: لا تتركوها حتى يُهْلِكها الضعف من الجوع أو المرض.

فوائد الحديث:

١. الأمر بتقوى الله عز وجل.
٢. وجوب الإحسان إلى الحيوان، بعدم تحميله أكثر من الذي يستطيع.
٣. الأمر بالمحافظة على الأموال وعدم إتلافها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د.

مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. -التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ محمد بن إسماعيل الصنعاني،المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم مكتبة دار السلام، الرياض -الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م.

الرقم الموحد: (5935)

احْلِقُوهُ كُلَّه، أو اتْرُكُوه كلَّه

یا تو اس کا سارا سر مونڈ دو یا پھر سارا چھوڑ دو۔

١٥١٦. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صبيًّا قد حُلِق بعض شعر رأسه وترك بعضه، فنهاهم عن ذلك، وقال: «احلقوه كله، أو اتركوه كله».

١٥١٦. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا، جس کے سر کا کچھ حصہ مونڈا گیا تھا اور کچھ بنا مونڈے چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا: "یا تو اس کا سارا سر مونڈ دو یا پھر سارا چھوڑ دو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صَبِيًّا قد حُلق بعض شعر رأسه وتُرك بَعضه، وهذا الفعل يُسمى القزع، فَنَهَاهُم عن أن يفعلوا ذلك بالصبي مرة ثانية، وقال لهم: لا يُحلق جزء منه ويترك البقية، وهذا النهي إما على الكراهة وإما على التحريم، فينبغي اجتنابه مطلقًا.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کے کچھ بالوں کو مونڈ دیا گیا تھا اور کچھ کو بغیر مونڈے چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بچے کے ساتھ دوبارہ ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا جائے اور بقیہ کو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي في الكبرى.

التخريج: ابن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. النهي عن حَلْق بعض شعر الرأس دون بعض لغير حاجة؛ لما فيه من التشبه بأهل الكتاب.
٢. جواز حلق شعر الرأس كله، وجواز تركه بشرط عدم التشبه بالنساء.
٣. فيه نهي أولياء الأمور عن حلق بعض شعر الصبية وترك بعضه وإن كان القلم مرفوعا عنهم.
٤. عدم جواز تمكين الصبي من فعل المحرمات وعلى أولياء أمورهم نهيهم.
٥. بيان اهتمام الإسلام بالمظهر الخارجي وتحسينه مما يؤدي إلى تميز المسلم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (8906)

استعمل النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلا من الأزد يقال له: ابن اللتبية على الصدقة، فلما قدم، قال: هذا لكم، وهذا أهدي إلي، فقام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المنبر فحمد الله وأثنى عليه

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے قبیلۂ ازد کے ایک شخص کو، جنھیں ابن لتبیہ کہا جاتا تھا، زکاۃ کی وصولی کے لیے عامل مقرر کیا۔ جب وہ (وصول کرکے) آئے، تو کہنے لگے : یہ مال تمھارے لیے ہے (یعنی مسلمانوں کا) اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی

١٥١٧. الحديث:

عن أبي حميد الساعدي -رضي الله عنه- قال: استعمل النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلا من الأزد يقال له: ابن اللُّتْبِيَّةِ على الصدقة، فلما قدم، قال: هذا لكم، وهذا أُهْدِيَ إِلَيَّ، فقام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المنبر فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال: «أما بعد، فإني أستعمل الرجل منكم على العمل مما وَلاَّنِي الله، فيأتي فيقول: هذا لكم وهذا هدية أهديت إلي، أفلا جلس في بيت أبيه أو أمه حتى تأتيه هديته إن كان صادقا، والله لا يأخذ أحد منكم شيئا بغير حقه إلا لقي الله تعالى، يحمله يوم القيامة، فلا أعرفن أحدا منكم لقي الله يحمل بعيرًا له رُغَاءٌ، أو بقرةً لها خُوَارٌ، أو شاة تَيْعَرُ» ثم رفع يديه حتى رُؤِيَ بياض إِبْطَيْهِ، فقال: «اللَّهُمَّ هل بَلَّغْتُ».

١٥١٧. حدیث :

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے قبیلۂ ازد کے ایک شخص کو، جنھیں ابن لتبیہ کہا جاتا تھا، زکاۃ کی وصولی کے لیے عامل مقرر کیا۔ جب وہ (وصول کرکے) آئے، تو کہنے لگے : یہ مال تمھارے لیے ہے (یعنی مسلمانوں کا) اور یہ مجھے ہدیے میں ملا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا : "میں تم میں سے کسی کو اس کام پر عامل بناتا ہوں، جس کا اللہ نے مجھے والی بنایا ہے۔ پھر وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمھارا مال ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے! اگر وہ سچا ہے، تو کیوں نہیں وہ اپنی ماں یا باپ کے گھر بیٹھا رہا، پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے کہ نہیں! اللہ کی قسم! تم میں سے جو بھی حق کے سوا کوئی چیز لے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس چیز کو اٹھائے ہوئے ہوگا؛ بلکہ میں تم میں ہر اس شخص کو پہچان لوں گا، جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اونٹ اٹھائے ہوگا، جو بلبلا رہا ہوگا، گائے اٹھائے ہوگا، جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی یا بکری اٹھائے ہوگا، جو ممیا رہی ہوگی"۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا، یہاں تک کہ آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور فرمایا : "اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كلف النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلًا من الأزد يقال له ابن اللتبية بجمع الصدقة، فلما قدم المدينة بعد رجوعه من العمل، أشار إلى بعض ما معه من المال، وقال هذا لكم معشر المسلمين، وهذا أهدي إليّ، فقام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المنبر ليعلم الناس ويحذرهم من هذا الفعل، فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أما بعد فإني أجعل الرجل منكم عاملا على العمل من العمل الذي جعل الله لي التصرف فيه من الزكوات والغنائم، فيأتي أحدهم من عمله، فيقول: هذا لكم وهذه هدية أهديت لي! أفلا جلس في بيت أبيه أو بيت أمه حتى تأتيه هديته إن

اجمالی معنیٰ :

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے قبیلۂ ازد کے ایک آدمی کو جنھیں ابن لتبیہ کہا جاتا تھا صدقہ اکٹھا کرنے کا مکلف بنایا۔ جب وہ اپنے کام سے واپس ہو کر مدینہ پہنچے، تو اپنے پاس موجود کچھ مال کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ مال آپ مسلمانوں کی جماعت کے لیے ہے اور یہ مجھے ہدیۃً دیا گیا ہے! تو نبی صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر کھڑے ہوئے؛ تاکہ لوگوں کو بتائیں اور اس کام سے انھیں ڈرائیں۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا : بے شک میں کسی کو زکاۃ اور مال غنیمت وغیرہ کی وصولی کا عامل بناتا ہوں، جس کا مجھے اختیار عطا کیا ہے۔ پھر وہ اپنے کام سے واپس آکر کہتا ہے : یہ آپ لوگوں کے لیے ہے اور یہ ہدیہ ہے، جو مجھے دیا گیا ہے! اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے تو کیوں نہیں اپنے باپ کے گھر میں یا ماں کے گھر میں بیٹھا رہا کہ اس کے پاس ہدیہ آجاتا؟ اللہ کی قسم! جو شخص عامل رہتے ہوئے کوئی عطا کی ہوئی چیز لے گا، وہ قیامت

كان صادقا في قوله، والله لا يأخذ أحد منكم معاشر العمال على الأعمال شيئا مما يعطاه وهو عامل بغير حق إلا لقي الله يحمله يوم القيامة على رقبته، وإن كان بعيرا أو بقرة أو شاة. ثم رفع يديه وبالغ في الرفع حتى رأى الصحابة رضي الله عنهم بياض إبطية، ثم قال اللَّهُمَّ قد بلغت ثلاث مرات.	کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس چیز کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہوگا۔ اگرچہ وہ اونٹ ہو، گائے ہو یا بکری ہی کیوں نہ ہو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا : اے اللہ! میں نے پہنچا دیا!

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو حميد عبد الرحمن بن سعد الساعدي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- استعمل : كلف النبي صلى الله عليه وسلم بجمع الصدقة.
- الأزد : قبيلة من قبائل العرب.
- أهدي إلي : الهدية: الشيء يعطى على وجه التودد.
- المنبر : هو الشيء المرتفع الذي يخطب من فوقه الواعظ أو خطيب الجمعة.
- أثنى عليه : الثناء: هو الذكر الجميل.
- ولاني الله : جعل لي تصرفا فيه وولاية عليه.
- بعير : الناقة أو الجمل.
- رغاء : صوت الإبل.
- خوار : صوت البقر.
- تَيْعَر : تصيح
- بياض إبطيه : البياض الذي ليس بالناصع. والإبط: الجزء الذي تحت الكتف.

فوائد الحديث:

١. من أخذ أموال الناس بالباطل فضحه الله على رؤوس الأشهاد.
٢. ما من ظالم إلا ويأتي بما ظلم به يوم القيامة.
٣. الأسلوب النبوي في النصيحة هو التعميم لا التشهير.
٤. الرزق يجلب بالسعي لا بالجلوس في البيت.
٥. استحباب رفع اليدين في الدعاء.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. جمهرة اللغة, تأليف: أبوبكر محمد بن الحسن الأزدي, المحقق: رمزي منير بعلبكي, الناشر: دار العلم للملايين, ط١ عام ١٩٨٧م المعجم الوسيط, تأليف: مجمع اللغة العربية بالقاهرة, الناشر: دار الدعوة. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. تطرز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ - ٢٠٠٢ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (5791)

اسمعوا وأطيعوا، وإن استعمل عليكم عبد حبشي، كأن رأسه زبيبة

١٥١٨. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اسمعوا وأطيعوا، وإن استعمل عليكم عبد حبشي، كأن رأسه زبيبة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الزموا السمع والطاعة، لولاة الأمور، حتى لو استعمل عليكم عبد حبشي أصلًا وفرعًا وخلقةً، كأن رأسه زبيبة؛ لأن شعر الحبشة ليس كشعر العرب؛ فالحبشة يكون في رؤوسهم حلق كأنها الزبيب، وهذا من باب المبالغة في كون هذا العامل عبدا حبشيا أصلا وفرعا، قوله: ((وإن استعمل)) يشمل الأمير الذي هو أمير السلطان، وكذلك السلطان. فلو فرض أن سلطانا غلب الناس واستولى وسيطر وليس من العرب؛ بل كان عبدا حبشيا فإن علينا أن نسمع ونطيع. فهذا الحديث يدل على وجوب طاعة ولاة الأمور إلا في معصية الله، لما في طاعتهم من الخير والأمن والاستقرار وعدم الفوضى وعدم اتباع الهوى. أما إذا عصي ولاة الأمور في أمر تلزم طاعتهم فيه؛ فإنه تحصل الفوضى، ويحصل إعجاب كل ذي رأي برأيه، ويزول الأمن، وتفسد الأمور، وتكثر الفتن، فلهذا يجب علينا نحن أن نسمع ونطيع لولاة أمورنا إلا إذا أمرونا بمعصية؛ فإذا أمرونا بمعصية الله فربنا وربهم الله له الحكم، ولا نطيعهم فيها؛ بل نقول لهم: أنتم يجب عليكم أن تتجنبوا معصية الله، فكيف تأمروننا بها؟ فلا نسمع لكم ولا نطيع. ثم إن مما ينبه عليه أن ما يأمر به ولاة الأمور ينقسم إلى ثلاثة أقسام: القسم الأول: أن يكون الله قد أمر به، مثل أن يأمرونا بإقامة الجماعة في المساجد، وأن يأمرونا بفعل الخير وترك المنكر، وما أشبه ذلك، فهذا واجب

سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام ہی کو حاکم مقرر کر دیا جائے، جس کا سر کشمش کی طرح (چھوٹا سا) ہو

١٥١٨. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام ہی کو حاکم مقرر کر دیا جائے، جس کا سر کشمش کی طرح (چھوٹا سا) ہو۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حکمرانوں کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر نسب اور شکل و صورت کے اعتبار سے ایک ایسا حبشی غلام امیر مقرر دیا جائے جس کا سر کشمش کی طرح ہو کیونکہ حبشی لوگوں کے بال عرب کے لوگوں کے بالوں کی طرح نہیں ہوتے۔ حبشی لوگوں کے سروں میں حلقے (دائرے) ہوتے ہیں اور وہ ایسے لگتے ہیں جیسے کشمش ہوں۔ اس پیرائے میں مبالغہ کا معنی ہے کہ چاہے یہ حاکم نسب کے اعتبار سے سیاہ فام غلام ہی کیوں نہ ہو۔ ((وإن استعمل)) ''اگر حاکم مقرر کر دیا جائے'': اس کا اطلاق حکمران کی طرف سے مقرر کردہ گورنر پر بھی ہوتا ہے اور خود حکمران پر بھی۔ بالفرض اگر کوئی حاکم لوگوں پر غلبہ حاصل کر لے، اور ان پر قبضہ و اقتدار جما لے اور وہ عرب میں سے نہ ہو، بلکہ ایک سیاہ فام غلام ہو تو پھر بھی ہم پر فرض ہے کہ ہم اس کی بات کو سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حکمرانوں کی اطاعت کرنا فرض ہے ماسوا ان امور کے جن میں اللہ کی معصیت ہو۔ کیونکہ ان کی اطاعت کرنے میں خیر و بھلائی، اور امن و استقرار ہے اور اس کی وجہ سے انارکی نہیں پھیلتی اور ہوائے نفس کی پیروی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کسی معاملے میں حکمرانوں کی نافرمانی کی جائے جس میں ان کی اطاعت لازم ہے، تو انارکی پھیلے گی اور ہر کوئی اپنی من مرضی پر چلنا شروع کر دے گا، امن و امان ختم ہو جائے گا، معاملات بد عنوانی کا شکار ہو جائیں گے، اور فتنوں کی کثرت ہو جائے گی۔ اس لیے ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم اپنے حکمرانوں کی اطاعت کریں ماسوا اس صورت کے کہ وہ ہمیں معصیت کا حکم دیں۔ اگر وہ ہمیں اللہ کی معصیت کا حکم دیں تو ہمارا اور ان کا رب اللہ ہے، وہی فیصلہ کرے گا اور اس معاملے میں ہم ان کی اطاعت نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم ان سے کہیں گے کہ: تمہارے اوپر فرض ہے کہ تم اللہ کی معصیت سے بچو۔ تو پھر تم ہمیں کیسے اس کا حکم دے رہے ہو؟ لہٰذا ہم نہ تمہاری بات سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے۔ حکمران جن باتوں کا حکم دیتے ہیں ان کی تین اقسام ہیں: پہلی قسم: اللہ نے اس بات کا حکم

من وجهين: أولا: أنه واجب أصلا. الثاني: أنه أمر به ولاة الأمور. القسم الثاني: أن يأمرونا بمعصية الله، فهذا لا يجوز لنا طاعتهم فيها مهما كان، مثل أن يقولوا: لا تصلوا جماعة، أحلقوا لحاكم، أنزلوا ثيابكم إلى أسفل، اظلموا المسلمين بأخذ المال أو الضرب أو ما أشبه ذلك، فهذا أمر لا يطاع ولا يحل لنا طاعتهم فيه، لكن علينا أن نناصحهم وأن نقول: اتقوا الله، هذا أمر لا يجوز، لا يحل لكم أن تأمروا عباد الله بمعصية الله. القسم الثالث: أن يأمرونا بأمر ليس فيه أمر من الله ورسوله بذاته، وليس فيه نهي بذاته، فيجب علينا طاعتهم فيه؛ كالأنظمة التي يستنونها وهي لا تخالف الشرع، فإن الواجب علينا طاعتهم فيها واتباع هذه الأنظمة وهذا التقسيم، فإذا فعل الناس ذلك؛ فإنهم سيجدون الأمن والاستقرار والراحة والطمأنينة، ويحبون ولاة أمورهم، ويحبهم ولاة أمورهم.

دیا ہو۔ مثلاوہ ہمیں حکم دیں کہ ہم مساجد میں نماز باجماعت قائم کریں اور وہ ہمیں اچھے کاموں کے کرنے کا اور برے کاموں سے باز رہنے کا حکم دیں اور اس طرح کے دیگر امور۔ تو ان کو ماننا دو وجہوں سے ضروری ہے، ایک تو اس لیے کہ وہ بذات خود واجب ہے اور دوسرا اس لیے کہ حکمرانوں نے اس کا حکم دیا ہے۔ دوسری قسم: وہ ہمیں اللہ کی معصیت کا حکم دیں۔ اس صورت میں ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اس میں ان کی اطاعت کریں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ مثلاً وہ کہیں کہ: جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھو، اپنی داڑھیاں منڈادو، اپنے کپڑوں کو نیچے تک لٹکاؤ، مسلمانوں پر ظلم کرو' ان کا مال لوٹ لو یا انہیں مارو پیٹو وغیرہ۔ تو ایسا حکم قابل اطاعت نہیں اور ہمارے لیے اس میں ان کی اطاعت کرنا حلال نہیں ہے۔ تاہم ہمیں چاہیے کہ ہم انہیں نصیحت کریں اور ان سے کہیں: اللہ سے ڈرو، یہ کام جائز نہیں ہے، تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ تم اللہ کے بندوں کو اللہ کی معصیت کا حکم کرو۔ تیسری قسم: وہ ہمیں کسی ایسے کام کا حکم دیں جس کے بارے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے نہ تو کوئی حکم ہو اور نہ ہی اس سے منع ہی کیا گیا ہو۔ تو ایسی صورت میں ہم پر ان کی اطاعت کرنا واجب ہوگا۔ جیسے وہ انظمہ و قوانین جنہیں وہ تشکیل دیتے ہیں اور وہ شریعت کے مخالف نہیں ہوتے۔ تو ہم پر واجب ہے کہ ہم ان میں ان کی اطاعت کریں اور ان نظاموں اور اس تقسیم کی پیروی کریں۔ لوگ جب ایسا کریں گے تو اس سے انہیں امن، استقرار، آرام اور اطمنان ملے گا اور وہ اپنے حکمرانوں سے محبت کرنے لگ جائیں اور ان کے حکمران بھی ان سے محبت کریں گے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اسمعوا : أي ما قال أمراؤكم.
- وأطيعوا : أي أطيعوهم في غير معصية.
- استعمل : أُمِّر عليكم ووظف.
- عبد حبشي : مملوك أسود.
- رأسه زبيبة : أسود صغير جعد الشعر.

فوائد الحديث:

١. وجوب طاعة ولي الأمر فيما ليس بمعصية دون النظر إلى لونه أو جنسه.
٢. لا يجوز تولية العبد الإمامة، وإنما ذُكر في الحديث من باب المبالغة في الطاعة، أو إذا تغلب قهرا.
٣. من أهداف الدعوة جمع كلمة المسلمين، والعمل على ما يحقق وحدة المجتمع الإسلامي.
٤. أنه إن لم نسمع ونطع حصلت الفوضى وزال النظام وزال الأمن وحل الخوف.
٥. استدل البخاري بهذا الحديث على جواز إمامة المفتون والمبتدع.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -الجامع الصحيح-، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـتطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـبهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6382)

اقرأ: قل هو الله أحد، والمُعَوِّذَتَيْنِ حين تمسي وحين تصبح، ثلاث مرات تكفيك من كل شيء

صبح وشام تین تین بار قل ھواللہ اَحد اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرو۔ ایسا کرنا تمہارے لیے ہر چیز سے کافی ہو جائے گا۔

١٥١٩. الحديث:

عن عبد الله بن خُبَيْب- رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اقرأ: قل هو الله أحد،والمُعَوِّذَتَيْنِ حين تمسي وحين تصبح، ثلاث مرات تكفيك من كل شيء».

١٥١٩. حدیث:

عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ صبح و شام تین تین بار قل ھو اللہ اَحد اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرو۔ ایسا کرنا تمہارے لیے ہر چیز سے کافی ہو جائے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء هذا الحديث بهذا التوجيه النبوي الفريد ، والذي يحث المسلم على الاعتصام بذكر الله تعالى، فمن حفظ الله تعالى حفظه الله ، فهنا يرشد النبي صلى الله عليه وسلم عبد الله بن خبيب رضي الله عنه وأمته كلها من خلفه أن من حافظ على قراءة سورة الإخلاص والمعوذتين ثلاث مرات حين يصبح وحين يمسي فإن الله تعالى يكفيه كل شيء، وفي هذا الحديث فضيلة عظيمة ، ومنقبة جليلة لكل مؤمن يسعى لتحصين نفسه من سائر الشرور والمؤذيات، وقد تضمن هذا الحديث الكلام على ثلاث سور عظيمة، وهي: أ- سورة الإخلاص {قل هو الله أحد} التي أخلصها الله تعالى لنفسه فلم يذكر فيها شيئا إلا يتعلق بنفسه جل وعلا كلها مخلصة لله عز وجل ثم الذي يقرأها يكمل إخلاصه لله تعالى فهي مُخْلَصة ومُخَلِّصة، تخلص قارئها من الشرك، وقد بين النبي صلى الله عليه وسلم أنها تعدل ثلث القرآن ولكنها لا تجزئ عنه. ب- سورة الفلق، وقد تضمنت الاستعاذة من شر ما خلق الله تعالى، والاستعاذة من شر الليل وما حوى من المؤذيات ، ومن شر السحرة والحسد ، فجمعت أغلب ما يستعيذ منه المسلم ويحذره. ج- سورة الناس، وقد استوعبت أقسام التوحيد {رب الناس} توحيد الربوبية {ملك الناس} الأسماء والصفات لأن الملك لا يستحق أن يكون ملكا إلا بتمام أسمائه وصفاته {إله الناس} الألوهية

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ منفرد نبوی رہنمائی ہے جو مسلمان کو اللہ تعالی کے ذکر میں لگے رہنے کی ترغیب دیتی ہے۔ جو شخص اللہ (کے اوامر و نواہی) کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ نبی ﷺ اس حدیث میں عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے بعد آنے والی پوری امت کی اس جانب رہنمائی فرما رہے ہیں کہ جو شخص پابندی کے ساتھ صبح شام تین تین بار سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھتا ہے تو ہر چیز میں اللہ تعالی اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں ہر اس مومن کے لیے ایک بہت بڑی فضیلت و منقبت کا بیان ہے جو اپنے آپ کو ہر قسم کی برائیوں اور اذیت دہ امور سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس حدیث میں تین عظیم سورتوں کا بیان ہے جو کہ یہ ہیں: ا۔ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ اَحد): یعنی وہ سورت جسے اللہ تعالی نے خالصتا اپنے لیے خاص کیا ہے اور اس میں صرف وہی اشیاء ذکر کی ہیں جن کا تعلق اس کی ذات پاک کے ساتھ ہے۔ یہ سب خالصتاً اللہ عز وجل کے لیے ہیں۔ جو شخص اس سورت کو پڑھتا ہے وہ اللہ کے لیے اپنے اخلاص کو کامل کر دیتا ہے۔ یہ سورت خالص بھی ہے اور مخلص (نجات دینے والی اور خالص بنانے والی) بھی بایں طور کہ یہ اپنے پڑھنے والے کو شرک سے نجات دیتی ہے۔ نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے تاہم یہ بات نہیں کہ اس کی وجہ سے بقیہ قرآن کی ضرورت نہیں رہتی۔ ب۔ سورۃ الفلق: اس میں ہر اس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے جسے اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ہے اور اسی طرح رات اور اس میں موجود تکلیف دہ چیزوں اور جادو گروں اور حسد کے شر سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔ چنانچہ اس میں وہ اکثر امور موجود ہیں جن سے مسلمان پناہ مانگتا ہے اور ان سے بچتا ہے۔ ج۔ سورۃ الناس: اس میں توحید کی جملہ اقسام موجود ہیں۔ رب الناس میں توحید ربوبیت ہے، ملک الناس میں توحید اسماء و صفات ہے کیونکہ مالک اپنے تمام اسماء و صفات کے ساتھ ہی مالک ہوا کرتا ہے۔ اِلٰہِ الناس میں توحید الوہیت کا

{من شر الوسواس الخناس الذي يوسوس في صدور الناس من الجنة والناس} فختمت بالاستعاذة من شر وساوس الشيطان.	ذکر ہے۔ {من شر الوسواس الخناس الذي يوسوس في صدور الناس من الجنة والناس} ۔ سورت کا اختتام شیطان کے وسوسوں کی بُرائی سے پناہ مانگنے کے ساتھ ہوا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي .
التخريج: عبد الله بن خُبَيْب- رضي الله عنه.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- المعوذتين : أي: قل أعوذ برب الفلق ، وقل أعوذ برب الناس
- تكفيك كل شيء : عن بقية الأذكار وتكفيك الشرور التي يمكن أن تطرأ للعبد ، فهي حرز وحصن له من الله تعالى

فوائد الحديث:

١. استحباب قراءة سورة الإخلاص والمعوذتين في الصباح والمساء ، وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرؤها في كفيه إذا أخذ مضجعه ، ويمسح بهما من من جسمه جميع ما وصلت إليه يداه

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين"، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ٣٠٣هـ) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م

الرقم الموحد: (6082)

الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ ہی باقیات صالحات (باقی رہنے والی نیکیاں) ہیں۔

١٥٢٠. الحديث:

الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

١٥٢٠. حدیث:

لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ ہی باقیات صالحات (باقی رہنے والی نیکیاں) ہیں۔

درجة الحديث: صحيح بشواهده

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث دليل على فضل هذا الذكر بهذه الصيغة، لما فيه من معاني التسبيح والتقديس والتعظيم لله جل وعلا و لما فيه من حمد الله على أفعاله فلا حيلة للعبد ولا حركة ولا استطاعة إلا بمشيئة الله تعالى، فلا حول في دفع الشر، ولا قوة في تحصيل خير، إلا بالله جل وعلا. فهذه الكلمات بهذه المعاني العظيمة هي مما يبقى أثره ونفعه للمؤمن بعد موته.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کرنے کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ ان میں اللہ تعالی کی تسبیح، تقدیس اور تعظیم کے معانی پائے جاتے ہیں اور اس لئے بھی کہ ان میں اللہ کے افعال پر اس کی حمد بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ کی مشیئت کے بغیر بندہ کوئی تدبیر، یا کوئی حرکت نہیں کرسکتا اور نہ اس کی کوئی قوت واستطاعت ہے۔ پس اللہ جل وعلا کی توفیق کے بغیر نہ شر کو دور کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی بھلائی حاصل کرنے کی قوت۔ ان عظیم الشان معانی پر مشتمل یہ کلمات ایسے ہیں جن کا اثر اور فائدہ مومن کے لیے اس کی موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔

راوي الحديث: رواه ابن حبان والحاكم، أما النسائي فرواه في الكبرى لكن من حديث أبي هريرة

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الباقيات : أي الكلمات التي تبقى لصاحبها من حيث الثواب
- سبحان الله : التسبيح: هو التنزيه، معناه تنزيهاً لك يارب عن كل نقص في الصفات أو في مماثلة المخلوقات.
- الله أكبر : التكبير يعني التعظيم، أي الله تعالى أعظم من كل شيء.
- الحمد لله : التحميد: هو ذكر أوصاف المحمود الكاملة وأفعاله الحميدة مع محبته وتعظيمه.
- لا حول ولا قوة إلابالله : والمعنى لا تحول من حال إلى حال إلى إلا بمشيئة الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. فضل الذكر بهذه الصيغة.
٢. أن مما يبقى للإنسان بعد موته هو العمل الصالح
٣. الباقيات الصالحات ما ورد في هذا الذكر.
٤. انفراد الله بالألوهية، في قوله: "لا إله إلا الله"
٥. تنزيه الله عن كل مالا يليق به في قوله: "سبحان الله"
٦. أن أفعال الله تعالى وصفاته كلها متضمنة للحمد لأنها كلها لها حكمة قد نعلمها أو لا نعلمها، كما في قوله: "الحمد لله".
٧. إثبات قدرة الله وقوته على تحويل الأمور من حال إلى حال.

المصادر والمراجع:

الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، لمحمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي، ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي، حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: شعيب الأرنؤوط، ط مؤسسة الرسالة، بيروت. المستدرك على الصحيحين، لأبي عبد الله

الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ط دار الكتب العلمية – بيروت. السنن الكبرى، لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، تحقق: حسن عبد المنعم شلبي، ط مؤسسة الرسالة – بيروت. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم الألباني، ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث..

الرقم الموحد: (5477)

الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ

وہ مومن جو لوگوں سے مل جل کر رہتا ہے اوران کی ایذا پر صبر کرتا ہے، اس مومن سے بہتر ہے، جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اوران کی ایذارسانی پر صبر نہیں کرتا۔

١٥٢١. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «المؤمن الذي يخالط الناس، ويصبر على أذاهم خير من الذي لا يخالط الناس ولا يصبر على أذاهم».

١٥٢١. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ مؤمن جو لوگوں سے مل جل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتا ہے، اس مؤمن سے بہتر ہے، جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر نہیں کرتا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث دليل على فضل مخالطة الناس والاجتماع بهم، وأن المؤمن الذي يداخل الناس ويجتمع بهم، ويصبر على ما يصبه من الأذى بسبب نصحهم وتوجيههم، أفضل من المؤمن الذي لا يخالط الناس بل ينفرد عن مجالسهم وينزوي عنهم أو يعيش بمفرده، لأنه لا يصبر على أذاهم.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور ان سے میل جول بڑھانے کی فضیلت کی دلیل ہے۔ بلاشبہ وہ مومن جو لوگوں کے مسائل کے تئیں انہماک کے ساتھ سرگرم عمل رہتا ہے، ان کے ساتھ میل جول اختیار رکھتا ہے اور اور انھیں نصیحت کرنے اور درست راہ دکھانے میں لاحق مصائب پر صبر و تحمل کا مظاہر کرتا ہے، اس مؤمن سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ میل ملاپ نہیں رکھتا، بلکہ ان کے اٹھنے بیٹھنے سے الگ رہتا ہے اور ان سے گوشۂ تنہائی کو ترجیح دیتا ہے یا انفرادی حیثیت سے اپنی زندگی کے شب و روز گزارتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کی جانب سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر نہیں کرتا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. أن الخلطة إذا كان يترتب عليها خير فهي أفضل من العزلة.
٢. فضل الاختلاط بالناس ما لم يؤد إلى ارتكاب محرم، خاصة إذا كان نفعه متعدٍّ، أما إذا كان نفعه قاصرًا على نفسه فقد تفضل له العزلة.
٣. تفاضل الناس في الإيمان.
٤. أن الإنسان إذا خاف على دينه بكثرة الشرور وانتشار الفتن وضَعُفَ عن الإنكار فهذا العزلة في حقه أفضل، وهذا هو المؤمن الضعيف وفيه خير.
٥. حث النبي -صلى الله عليه وسلم- على الاختلاط بالناس، لمعرفة أحوالهم، ومعالجة أمورهم.
٦. الصبر على أذى الناس في سبيل الدعوة إلى الله -عز وجل-.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (جـ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. سنن ابن ماجه، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر

الدين الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5492)

الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ

مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے۔

١٥٢٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ».

١٥٢٢. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے۔"

درجة الحديث: إسناده حسن

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند حَسَن ہے۔

المعنى الإجمالي:

في الحديث وصف نبوي بديع، وتشبيه بليغ، يبين موقف الأخ المسلم من أخيه، ويحدد مسؤوليته تُجَاهَهُ، فيرشده إلى محاسن الأخلاق فيفعلها، وإلى مساوئ الأخلاق فيجتنبها، فهو له كالمرآة الصقيلة التي تريه نفسه على الحقيقة. وهذا يفيد وجوب النصح للمؤمن، فإذا اطلع على شيء من عيوب أخيه وأخطائه نبهه عليها وأرشده إلى إصلاحها، لكن بينه وبينه، لأن النصح في الملأ فضيحة.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ایک بے مثل پیغمبرانہ بیان اور بلیغ (جامع و معنی خیز) تشبیہ ہے، جو ایک مسلمان بھائی کے اپنے بھائی کے متعلق رویے کی وضاحت کرتی ہے اور اس کے تئیں اس کی ذمہ داری کا تعین کرتی ہے۔ چنانچہ مسلمان اپنے بھائی کی اچھے اخلاق کی طرف راہنمائی کرتا ہے تو وہ انہیں اپناتا ہے، اور برے اخلاق سے خبر دار کرتا ہے تو وہ ان سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا وہ اس کے لیے صیقل شدہ آئینے کے مانند ہے جو اسے اس کا سراپا حقیقی شکل میں دکھاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مومن کو نصیحت کرنا واجب ہے۔ لہٰذا جب وہ اپنے بھائی کی خامیوں اور غلطیوں میں سے کسی چیز پر مطلع ہو تو اسے اس پر متنبہ کرے اور ان کی اصلاح کی طرف اس کی راہنمائی کرے۔ لیکن یہ صرف اس کے اور اس کے بھائی کے مابین ہونا چاہیے، کیونکہ بر سرِ عام نصیحت کرنا رسوائی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مِرْآةُ : أي هو كالآلة لكي يرى محاسن أخيه ومعايبه.

فوائد الحديث:

١. أن المسلم إذا اطّلع على عيب في أخيه أو خطأ أو زلل فإنه ينبهه وينصحه إلى هذه الأخطاء ويرشده إلى كيفية التخلص منها.
٢. أن الواجب على المسلم أن يزين ويجمل أخاه المسلم عند الناس بإزالة أخطائه وزلاته.
٣. الحث على أن تقبل النصح والإرشاد من أخيك؛ لأنه قد يرى فيك من الأخطاء ما لا ترى.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. صيدا – بيروت. - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى . - سبل السلام /محمد بن إسماعيل الصنعاني، (المتوفى: ١١٨٢هـ)- دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ. - صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري -حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني- دار الصديق للنشر والتوزيع -الطبعة: الرابعة، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م.

الرقم الموحد: (5494)

البخيل من ذكرت عنده، فلم يصل علي

بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

١٥٢٣. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «البَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَلَمْ يصَلِّ عَلَيَّ».

١٥٢٣. حدیث:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"البخيل"، أي: الكامل في البخل، "من ذُكرت عنده"، أي: ذُكر اسمي بمسمع منه، "فلم يصل علي"؛ لأنه بامتناعه من الصلاة عليه قد شح وامتنع من أداء حق يتعين عليه أداؤه، ولأنه بخل على نفسه حين حرمها صلاة الله عليه عشراً إذا هو صلى واحدة، فهو كمن أبغض الجود حتى لا يحب أن يجاد عليه، شبه تركه الصلاة عليه ببخله بإنفاق المال في وجوه البر.

اجمالی معنیٰ:

"بخیل" یعنی بخیلی میں کامل اور پکا، ”جس کے پاس میرا ذکر ہو“ یعنی وہ شخص جو میرا نام سنے، ”پھر بھی وہ مجھ پر درود نہ پڑھے“ کیوں کہ ایسا کرکے اس نے بخیلی کا مظاہرہ کیا ہے اور ایک ایسے حق کی ادائیگی سے گریز کیا ہے جس کو ادا کرنا اس پر ضروری تھا۔ نیز اس نے اپنے حق میں بھی بخیلی سے کام لیا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی دس رحمتوں سے محروم کرلیا جو اسے ایک بار درود بھیجنے سے حاصل ہوتی۔ چناں چہ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو سخاوت سے بغض رکھتا ہے یہاں تک کہ اسے یہ بھی ناپسند ہوتا ہے کہ اس پر سخاوت کیا جائے۔ اس کے درود نہ بھیجنے کو نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے میں بخیلی کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد والنسائي في الكبرى وهو عندهم من حديث الحسين بن علي مسندًا، وذكر النسائي أنه من حديث علي بن أبي طالب مرسلا.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- البخيل : كامل البخل، وأصل البخل: منع الشيء عن مستحقه.
- ذكرت عنده : سمع ذكري

فوائد الحديث:

١. -1ترك الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- عنوان الشح، ودليل خبث النفس، وسوء الطوية.
٢. -2أمر لمن ذكر عنده النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يصلي عليه.
٣. -3من لم يصل على النبي -صلى الله عليه وسلم- فهو محروم الأجر.

المصادر والمراجع:

-1إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٩هـ ٢-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٣-الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ ٤-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٥-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٦-فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ٧-المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. ٨-مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ ٩-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت،

الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٠- السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ٣٠٣هـ) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م

الرقم الموحد: (5403)

گھنٹی شیطان کی بانسری ہے	الجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيطَان
١٥٢٤. حدیث : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ''گھنٹی شیطان کی بانسری (باجا) ہے۔''	**١٥٢٤. الحديث:** عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيطَان».
حدیث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی : نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ گھنٹیاں جو چوپایوں پر (ان کے گلوں وغیرہ میں) لٹکائی جاتی ہیں وہ شیطان کے آلات میں سے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے اولیاء کو مشغول رکھتا ہے اور انہیں ان کے مقصد حیات سے پھیر دیتا ہے۔	**المعنى الإجمالي:** يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الأجراس التي تُعلق على البهائم: آلة من آلات الشيطان التي يُشغل بها الناس ويصرفهم عما خُلقوا من أجله.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَزَامِيرُ : المِزْمَار: الآلة التي يُزَمَّر بها.

فوائد الحديث:

١. تحريم تعليق الأجراس، حتى لا تفوت بركة حضور الملائكة، وخاصة تعليقها على وسائل الركوب في السفر.

٢. الجَرَس فيه تَشَبُّه بناقوس النصارى.

٣. تحريم المعازف كلها؛ لأنه مزمار الشيطان.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ

الرقم الموحد: (8946)

الدنيا متاع، وخير متاعها المرأة الصالحة

١٥٢٥. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «الدنيا متاع، وخير متاعها المرأة الصالحة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الدنيا بما فيها شيء يتمتع به حيناً من الوقت ثم يزول، ولكن أفضل متاع هذه الدنيا الزائلة المرأة الصالحة، التي تعين على الآخرة، وقد فسرها النبي صلى الله عليه وسلم بقوله: ((إذا نظر إليها سرته وإذا أمرها أطاعته وإذا غاب عنها حفظته في نفسها وماله)).

دنیا ایک متاع (پونجی) ہے اور اس کی بہترین پونجی نیک عورت ہے۔

١٥٢٥. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ "دنیا ایک پونجی ہے اور اس کی بہترین پونجی نیک عورت ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس سے ایک خاص وقت تک لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے پھر وہ فنا (ختم) ہو جاتا ہے، لیکن اس فانی دنیا کی سب سے بہترین پونجی نیک عورت ہے، جو آخرت کی تیاری میں معاونت کرتی ہے، اس کی وضاحت نبیٔ کریم ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ "(خاوند) جب اسے دیکھے تو اسے خوش کر دے اور جب اسے حکم دے تو اطاعت کرے اور اگر وہ گھر پر نہ ہو تو اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرے"۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- متاع : ما ينتفع به ويستمتع.

فوائد الحديث:

١. يجوز التمتع بطيبات الدنيا التي أحلها الله لعباده دون سرف أو مخيلة.
٢. الترغيب في اختيار المرأة الصالحة لأنها عون للزوج على طاعة ربه.
٣. خير متاع الدنيا ما كان في طاعة الله أو أعان عليها.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. كشف المشكل من حديث الصحيحين, تأليف: جمال الدين أبو الفرج عبدالرحمن بن علي الجوزي, تحقيق: علي حسين البواب, الناشر: دار الوطن. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧

الرقم الموحد: (5794)

الراكب شيطان، والراكبان شيطانان، والثلاثة رَكْب	اکیلا سوار ایک شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ہوں تو قافلہ بنتا ہے۔
١٥٢٦. الحديث: عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما مرفوعًا: «الراكب شيطان، والراكبان شيطانان، والثلاثة رَكْب».	**١٥٢٦. حدیث:** عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مرفوعاً مروی ہے کہ ''اکیلا سوار ایک شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ہوں تب قافلہ بنتا ہے"۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: التنفير من سفر الواحد، وكذلك من سفر الاثنين، وهذا في الأماكن الخالية التي لا يمر عليها أحدٌ، والترغيب في السفر في صُحْبة وجماعة، أما الواحد فظاهر، وذلك حتى يجد من يساعده إذا احتاج أو إذا مات وحتى لا يصيبه كَيْدُ الشَّيْطانِ، وأما الاثنين فربما أصاب أحدهما شيء فيبقى الآخر منفردًا، وأما في زماننا فالسفر بالسيارة ونحوها في الطرق السريعة المأهولة بالمسافرين فلا يعد السفر فيها وحدة ولا يكون الراكب شيطانًا؛ لأنَّ هؤلاء المسافرين كالقافلة، مثل الطريق بين مكة والرياض أو مكة وجدة، ولكن في الطرق المنقطعة غير المعمورة بالمسافرين يعد وحدة ويكون داخلًا في هذا الحديث.	**اجمالی معنیٰ:** اس حدیث میں اکیلے ایک شخص کو اور دو اشخاص کو سفر پر جانے سے ڈرایا گیا ہے۔ تاہم اس کا تعلق اس سفر سے ہے جہاں کسی کا گزر نہ ہو۔ اس حدیث میں کسی کے ساتھ یا پھر گروہ کی شکل میں سفر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ انسان شیطان کی چالوں سے محفوظ رہے۔ جہاں تک تنہا سفر نہ کرنے کی بات ہے تو یہ جگ ظاہر ہے، بوقتِ ضرورت انسان کو دوسرے کی مدد در پیش ہوتی ہے، یا ہوسکتا ہے کہ راستے ہی میں اس کا انتقال ہوجائے (اور وہ بے یارومددگار ہوجائے) نیز تاکہ وہ شیطان کی چالبازی کا شکار نہ ہوجائے۔ جہاں تک صرف دو لوگوں کے سفر پر نکلنے کی ممانعت ہے تو اس میں علت یہ ہوسکتی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن میں سے کوئی راستے میں کام آجائے (یا بیمار ہوجائے) تو دوسرا شخص تنہا ہوسکتا ہے۔ تاہم موجودہ دور میں کسی (شخص کا تنہا) موٹر کار میں سفر کرنا ایسے راستوں (روٹس) پر جو چالو ہو (بیابان نہ ہو) تو وہ تنہا سفر کرنے کی ممانعت میں شامل نہیں نہ ہی اُس اکیلے سوار مسافر کو شیطان کہا جائے گا، اس لیے کہ اپنی اپنی گاڑیوں میں سفر کرنے والے گویا قافلے کی شکل میں ہوتے ہیں، مثال کے طور پر جیسے مکہ اور ریاض یا مکہ اور جدہ کے مابین کے راستے ہیں، تاہم ایسے راستے جو غیر آباد (چالو نہ) ہوں، اُن پر گاڑی میں بھی سفر کرنا اکیلے سفر کرنے کی ممانعت کے ضمن میں آئے گا اور وہ سوار اِس حدیث کے حکم میں داخل ہوگا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد ومالك.
التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:
- الراكب : أي: المسافر.
- الراكب شيطان : أي: معه شيطان يصاحبه فيُغْويه، أو هو شبه الشيطان؛ لأن الشيطان من عادته الانفراد في الأماكن الخالية، أو أن هذا الفعل يحمله عليه الشيطان.
- ركب : أي: جماعة.

فوائد الحديث:

١. الحث على السفر في جماعة وصحبة، والتنفير من سفر الواحد أو الاثنين؛ لأن الاثنين ربما أصاب أحدهما شيء فيبقى الآخر منفردا.

٢. الشيطان يَبْعُد عن الجماعة؛ لتعاونهم وتذكير بعضهم لبعض.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. صيدا – بيروت. - صحيح أبي داود – الأم –محمد ناصر الدين، الألباني - مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م. - موطأ الإمام مالك- المؤلف: مالك بن أنس بن مالك الأصبحي-صححه ورقمه وخرج أحاديثه وعلق عليه: محمد فؤاد عبد الباقي-دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان-١٤٠٦ هـ - ١٩٨٥ م. - نيل الأوطار- محمد بن علي الشوكاني -تحقيق: عصام الدين الصبابطي- دار الحديث، مصر- الطبعة: الأولى ١٤١٣هـ- ١٩٩٣م عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته / محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، ، العظيم آبادي: دار الكتب العلمية -بيروت الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ - الاستذكار:أبو عمر بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي -تحقيق: سالم محمد عطا، محمد علي معوض-دار الكتب العلمية – بيروت-الطبعة: الأولى، ١٤٢١ - ٢٠٠٠م. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه.

الرقم الموحد: (5938)

السفر قطعة من العذاب

١٥٢٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «السفر قطعة من العذاب، يمنع أحدكم طعامه وشرابه ونومه، فإذا قضى أحدكم نَهْمَتَهُ من سفره، فليُعَجِّلْ إلى أهله».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

قوله: "السفر قطعة من العذاب"، أي: جزء منه، والمراد بالعذاب: الألم الناشئ عن المشقة؛ لما يحصل في الركوب والمشي من ترك المألوف. وقوله: "يمنع أحدكم نومه وطعامه وشرابه"، معناه يمنعه كمالها ولذيذها؛ لما فيه من المشقة والتعب ومقاساة الحر والبرد والخوف ومفارقة الأهل والأصحاب وخشونة العيش، لأن المسافر مشغول البال، ولا يأكل ويشرب كطعامه وشربه العادي في أيامه العادية، وكذلك في النوم، فإذا كان كذلك، فليرجع الإنسان إلى الراحة إلى أهله وبلده؛ ليقوم على أهله بالرعاية والتأديب وغير ذلك. قوله: "فإذا قضى أحدكم نهمته من وجهه فليعجل إلى أهله"، النهمة هي الحاجة والمقصود.

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔

١٥٢٧. حدیث:

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے، اس لیے جب کوئی سفر سے اپنی غرض پوری کر چکے تو فوراً اپنے گھر والوں کے پاس واپس آجائے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ "سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔" یعنی یہ عذاب کا ایک حصہ ہے۔ عذاب سے مراد یہاں وہ تکلیف ہے جو مشقت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیوں کہ سواری اور چلنے پھرنے میں بندہ اپنی عمومی روٹین کو چھوڑ دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے"۔ یعنی یہ اشیاء اسے بطریق احسن اور اس طرح اسے نہیں ملتی جس میں اسے لذت حاصل ہو کیوں کہ سفر میں دشواری و تکان لاحق ہوتی ہے اور گرمی و سردی، خوف اور گھر والوں اور ساتھیوں کی جدائی جھیلنی پڑتی ہے اور دشواری کی حالت میں زندگی گزارنا پڑتی ہے کیوں کہ مسافر کا دل اپنے سفر میں مشغول ہوتا ہے۔ چنانچہ عام دنوں میں جس طرح سے وہ کھاتا پیتا ہے دوران سفر وہ ویسے نہیں کھاتا پیتا۔ یہی حال اس کی نیند کا ہوتا ہے۔ جب سفر میں ان سب کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر بار اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ آئے تاکہ وہ اپنے اہل و عیال کی دیکھ بھال اور تادیب کر سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فإذا قضى أحدكم نهمته من وجهه فليعجل إلى أهله"۔ یہاں "النهمة" سے مراد حاجت اور مقصود شے ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- السفر قطعة من العذاب : لما فيه من المشقة مع فراق الأحباب.

فوائد الحديث:

١. استحباب تعجيل الرجوع إلى الأهل بعد قضاء الوطر.
٢. كراهة التغرب عن الأهل لغير حاجة.
٣. الإقامة عند الأهل خير من السفر

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5404)

الشُّؤْمُ: سُوءُ الخُلُقِ	نحوست بد اخلاقی کا نام ہے۔
١٥٢٨. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «الشُّؤْمُ: سُوءُ الخُلُقِ».	**١٥٢٨. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نحوست بد اخلاقی کا نام ہے۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: هذا الحديث وإن كان ضعيفاً لكن معناه صحيح، فسوء الخلق عذاب على صاحبه وعلى من حوله من الأهل والأولاد والجيران والأصحاب والزملاء فسُوْءُ خلقه شؤم عليه، لأنه ممقوت مكروه مستثقل بغيض لكل أحد، فهو يضر نفسه ويضر غيره ممن حوله.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔ بداخلاقی نہ صرف بد اخلاق شخص کے لیے عذاب ہوتی ہے بلکہ اس کے ارد گرد موجود اہلِ خانہ، اولاد، پڑوسیوں، ساتھیوں اور دوستوں کے لیے بھی یہ عذاب ہوتی ہے۔ اس کی بد اخلاقی اس کے لیے باعثِ نحوست ہوتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ ہر شخص کے نزدیک قابلِ نفرت، ناپسندیدہ اور مبغوض ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ایسا شخص (اپنی بد اخلاقی کی بدولت) نہ صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو بھی وہ نقصان پہنچاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أحمد.
التخريج: عائشة -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الشُّؤْمُ : ضد اليُمْن و البَرَكة، والشؤم هو توقع المكروه.

فوائد الحديث:

١. أن الشؤم (الذي هو توقع المكروه)، من الأخلاق السيئة المذمومة.
٢. أن الإنسان إذا ساءت أخلاقه تشاءم وتوقع المكروه.
٣. إذا كان التشاؤم سوء الخلق فالتفاؤل حسن الخلق.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.ث.

الرقم الموحد: (5480)

اللَّهُمَّ إنِّي أَعوذُ بك مِنْ زوالِ نعمتِك, وتحوُّلِ عافيتِك, وفُجَاءةِ نقْمتِك, وجَميعِ سَخَطِك

اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے، تیری دی ہوئی عافیت کے پھر جانے سے، تیری ناگہانی گرفت سے، اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

١٥٢٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمر- رضي الله عنهما- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «اللَّهُمَّ إنِّي أَعوذُ بك مِنْ زوالِ نعمتِك, وتحوُّلِ عافيتِك, وفُجاءةِ نقْمتِك, وجَميع سَخَطِك».

١٥٢٩. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ یہ دعا (بھی) مانگا کرتے تھے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ: «اللَّهُمَّ إنِّي أَعوذُ بك مِنْ زوالِ نعمتِك, وتحوُّلِ عافيتِك, وفُجَاءةِ نقْمتِك, وجَميعِ سَخَطِك» ترجمہ: اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے، تیری دی ہوئی عافیت کے پھر جانے سے، تیری ناگہانی گرفت سے، اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا دعاء عظيم يقول فيه النبي -صلى الله عليه وسلم- (اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من زوال نعمتك) أي ألتجئ وأعتصم بك من ذهاب النعم من غير بدل (وتحول عافيتك) انتقال عافيتك بمرض أو فقر أو غيرهما، فهو يسأل الله السلامة من جميع مكاره الدارين. (وفجاءة نقمتك وجميع سخطك) وكذلك نعتصم بك من المكافأة بالعقوبة والأخذ بغتة، وختم الدعاء بالتعوذ من جميع ما يغضب الله ويسخطه جل وعلا.

اجمالی معنی:

یہ ایک عظیم دعا ہے جس میں نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ: ''اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' یعنی میں بغیر کسی عوض کے نعمتوں کے چھن جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور "تیری دی ہوئی عافیت کے پھر جانے سے" یعنی کسی بیماری یا غربت یا کسی اور سبب سے تیری عنایت کردہ عافیت ختم نہ ہوجائے۔ چناں چہ آپ ﷺ دونوں جہانوں کی تمام ناگوار امور سے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کررہے ہیں۔ "اور تیرے ناگہانی انتقام اور ہر قسم کی ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں"۔ اسی طرح ہم ناگہانی عذاب اور اچانک گرفت سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دعا کا اختتام ہر اس شے سے پناہ مانگتے ہوئے کیا جو اللہ کو غضبناک اور ناراض کرتی ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَعوذ بك : أي ألتجئ وأعتصم بك.
- وفُجَاءةِ : ضُبطتْ: بفتح الفاء وسكون الجيم، وبضم الفاء وفتح الجيم، وهي الأخذ بغتة.
- نقْمتِك : النقمة من الانتقام، وهو المكافأة بالعقوبة، والأخذ بغتة.

فوائد الحديث:

١. دليل على افتقار النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى الله تعالى.
٢. أن النعم قد تزول حتى عن الأنبياء.
٣. تعوذ النبي من مفاجأة الانتقام.

٤. إثبات السخط لله عزو جل.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5488)

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مني

اے اللہ میری خطاؤں، میری نادانی اور میرے معاملے میں میری زیادتی کو اور ہر اس بات کو جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرما۔

١٥٣٠. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «اللَّهُمَّ اغفر لي خطيئتي وجهلي، وإسرافي في أمري، وما أنت أعلم به مني، اللَّهُمَّ اغفر لي جِدِّي وَهَزْلِي، وَخَطَئِي وَعَمْدِي ،وكل ذلك عندي، اللَّهُمَّ اغفر لي ما قدمت وما أخرت، وما أسررت وما أعلنت، وما أنت أعلم به مني، أنت الْمُقَدِّمُ وأنت الْمُؤَخِّرُ، وأنت على كل شيء قدير».

١٥٣٠. حدیث:

ابو موسی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ (آپ ﷺ یہ دعا فرماتے) : " اے اللہ میری خطاؤں، میری نادانی اور میرے معاملہ میں میری زیادتی کو اور ہر اس بات کو جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرما۔ اے اللہ! جو کام میں نے سنجیدگی سے کیے اور جو مذاق میں ہوگیا، جو بھول کر اور جو جان بوجھ کر گرزا، اُن سب کو معاف فرما۔ اور یہ سب کچھ مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ اے اللہ میرے اگلے اور پچھلے گناہ، جو میں نے چھپ کر کیا اور جو علانیہ کیا نیز جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے ان سب گناہوں کو معاف فرما۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي صلى الله عليه وسلم يدعو بهؤلاء الكلمات العظيمة المشتملة على طلب المغفرة من الله تعالى عن كل ذنب وخطيئة مهما كان شكلها وصورتها، مع مافي هذا الطلب من التواضع والانكسار بين يدي الله سبحانه وتعالى، فخليق بالمسلم أن يدعو الله تعالى بهذا الدعاء تأسياً بالنبي صلى الله عليه وسلم.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ ان عظیم الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے جن میں ہر قسم کے گناہ اور غلطی سے مغفرت طلب کی گئی چاہے اس کی کوئی بھی شکل وصورت ہو اور اس مانگنے (دعا) میں اللہ سبحانہ وتعالی کے سامنے عاجزی وانکساری کا بھی اظہار ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی سے یہ دعا مانگے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خَطِيئَتِي : ذنبي
- وَجَهْلِي : عدم معرفتي، أي ما صدر مني جهلاً.
- وَإِسْرَافِي : الإسراف: مجاوزة الحد في كل شيء.
- جِدِّي : ضد الهزل.

فوائد الحديث:

١. فضيلة هذا الدعاء، والحرص عليه اقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم.
٢. أن النبي صلى الله عليه وسلم قد يقع منه الخطأ من غير عمدٍ، ولهذا طلب المغفرة من الله تعالى.
٣. النهي عن الإسراف وأن المسرف معرض للعقوبة.
٤. أن الله تعالى أعلم بالإنسان من نفسه، فعليه أن يفوض أمره إلى الله لأنه قد يخطئ وهو لا يدري
٥. أن الإنسان قد يؤاخذ على هزله كما يؤاخذ على جده، فيجب على الإنسان أن يحترس في مزاحه

٦. إثبات وصف الله بأنه المقدم والمؤخر.
٧. إثبات اسم الله تعالى القدير.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. -
مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م

الرقم الموحد: (5483)

اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَارْزُقْنِي عِلْمًا يَنفَعُنِي

اے اللہ! تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع پہنچا۔ اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے نفع دے اور مجھے نفع بخش علم عطا فرما۔

١٥٣١. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بما علمتني، وعلمني ما ينفعني، وَارْزُقْنِي علما ينفعني). عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (وزِدْنِي علما، والحمد لله على كل حال، وأعوذ بالله من عذاب النار).

١٥٣١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع پہنچا۔ اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے نفع دے اور مجھے نفع بخش علم عطا فرما۔" ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اور میں آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

درجة الحديث: حديث أنس: صحيح
حديث أبي هريرة: ضعيف

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

فضل الدعاء بهذه الكلمات الجامعة لخيري الدنيا والآخرة، المتضمنة لسؤال الله تعالى أن ينفعه بما علمه، وذلك بالعمل بمقتضى العلم، وأن يعلمه ما ينفعه في دينه ودنياه، وذلك بألا يطلب من العلم إلا النافع، وأن يزيده من العلم النافع، ثم يختم ذلك بالثناء على الله تعالى ووصفه بصفات الكمال، مع محبته وتعظيمه، والحمد لله على كل حال من أحوال السراء والضراء، ثم يستعيذ بالله تعالى من حال أهل النار من الكفر والفسق في الدنيا والعذاب في الآخرة، والدعاء بما ورد في حديث أبي هريرة الضعيف جائز؛ لعدم مخالفته للأحاديث الصحيحة ولصحة معناه.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ان کلمات کے ساتھ دعا کی فضیلت کا بیان ہے جو دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی کو شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کے سوال پر مشتمل ہیں کہ اللہ نے بندے کو جو علم عطا فرمایا ہے اس سے اس کو فائدہ پہونچائے، بایں طور کہ اسے علم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو۔ اور اسے ایسا علم عطا کرے جو اس کے دین اور دنیا دونوں کے لیے نفع بخش ہو، بایں طور کہ وہ صرف علم نافع ہی حاصل کرے۔ اور یہ کہ اللہ اس کے علم نافع میں اضافہ فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، اور اس کی محبت و تعظیم کے ساتھ صفات کمال کے ذریعہ اس کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے اس دعا کا اختتام کرے۔ اور ہر اچھے برے حال میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے اہل جہنم کے حالات یعنی دنیا میں کفر وفسق سے اور آخرت میں عذاب سے پناہ طلب کرے۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی ضعیف حدیث میں وارد دعا کرنا جائز ہے، کیوں کہ یہ صحیح احادیث کے مخالف نہیں ہے اور اس کا معنیٰ بھی صحیح ہے۔

راوي الحديث: حديث أنس: رواه النسائي في الكبرى والحاكم. حديث أبي هريرة: رواه الترمذي وابن ماجه.

التخريج: أنس -رضي الله عنه-، أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. سؤال العبد ربه أن ينفعه بما علمه؛ لأنه قد يعلم لكن لا ينتفع به.
٢. أن العبد يسأل ربه تعالى أن يعلمه العلم النافع دون الضار.
٣. سؤال العبد ربه أن يزيده علماً.
٤. فضيلة هذا الكلمات، وفضل الدعاء بها.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ . السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. المستدرك على الصحيحين، أبو عبد الله الحاكم النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق مصطفى عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١١- ١٩٩٠. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣ م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري ، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢ هـ/ ١٩٩٢ م. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين، الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى لمكتبة المعارف.

الرقم الموحد: (5484)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُك مِنْ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْت مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِك مِنْ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْت مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت کی ساری بھلائی کی دعا مانگتا ہوں، جو مجھ کو معلوم ہے اور جو نہیں معلوم، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور آخرت کی تمام برائیوں سے، جو مجھ کو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں۔

١٥٣٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- علمها هذا الدعاء: اللَّهُمَّ إني أسألك من الخير كله عَاجِلِهِ وآجِلِهِ، ما علمتُ منه وما لم أعلم، وأعوذ بك من الشر كله عَاجِلِهِ وآجِلِهِ، ما علمتُ منه وما لم أعلم، اللَّهُمَّ إني أسألك من خير ما سألك عبدُك ونبيُّك، وأعوذ بك من شر ما عَاذَ منه عبدُك ونبيُّك اللَّهُمَّ إني أسألك الجنة، وما قرب إليها من قول أو عمل، وأعوذ بك من النار، وما قرَّبَ إليها من قول أو عمل، وأسألك أن تجعل كل قضاء قَضَيْتَه لي خيرا.

١٥٣٢. حدیث :

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ دعا سکھلائی : "اللّٰھُمّ إِنِّي أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، اللّٰھُمّ إِنِّي أَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ، اللّٰھُمّ إِنِّي أَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ، وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُبِکَ مِنَ النَّارِ، وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُکَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا"۔ ترجمہ : "اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت کی ساری بھلائی کی دعا مانگتا ہوں، جو مجھ کو معلوم ہے اور جو نہیں معلوم، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور آخرت کی تمام برائیوں سے، جو مجھ کو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا طالب ہوں، جو تیرے بندے اور تیرے نبی نے طلب کی ہے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس برائی سے جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی نے پناہ چاہی ہے، اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا طالب ہوں اور اس قول و عمل کا بھی، جو جنت سے قریب کر دے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم سے اور اس قول و عمل سے، جو جہنم سے قریب کر دے، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر وہ حکم جس کا تو نے میرے لیے فیصلہ کیا ہے، بہتر کر دے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

علم النبي -صلى الله عليه وسلم- عائشة -رضي الله عنها- هذا الدعاء الذي جمع الكلمات النافعة الجامعة لخيري الدنيا والآخرة، والاستعاذة من شرهما، وسؤال الجنة وأعمالها، والاستعاذة من النار وأعمالها، وسؤال الله أن يجعل كل قضاء خيرا، وسؤال الله -تعالى- من خير ما سأله الرسول -صلى الله عليه وسلم-، ويستعيذ مما استعاذه منه الرسول -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنیٰ :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ دعا سکھائی۔ یہ ایسی مفید دعا ہے جو دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کی جامع اور ان کے تمام شرور سے پناہ پر مشتمل ہے۔ جنت اور اس تک پہنچانے والے تمام اعمال کا سوال کرنے اور جہنم اور اس تک پہنچانے والے اعمال سے پناہ مانگنے پر مشتمل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے ہر فیصلے کی بھلائی اور ان تمام اچھائیوں پر مشتمل ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور ان تمام شرور سے پناہ مانگنے پر مشتمل ہے جن سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ طلب کی۔

راوي الحديث: رواه ابن ماجه وأحمد.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- عاجله : حاضره.
- آجله : مستقبله.
- ما عاذ : تعوذ واستجار.
- الجنة : هي الدار التي أعدها الله -تعالى- لأوليائه المتقين، وسميت بذلك؛ لكثرة أشجارها لأنها تجن من فيها أي تستره.
- النار : هي دار العذاب التي أعدها الله -تعالى- للكافرين، الذين كفروا به وعصوا رسله، فيها من أنواع العذاب والنكال ما لا يخطر على البال ويدخلها من شاء الله من العصاة الموحدين ولكن لا يخلدون فيها.
- قضاء قضيته : القضاء له عدة معان، وأقربها هنا: أن المراد به ما قدرته وأمضيته أن تجعله خيرا لي.

فوائد الحديث:

١. تعليم الرجل أهله ما ينفعهم من أمور الدين والدنيا، كما علم النبي -صلى الله عليه وسلم- عائشة.
٢. الحرص على هذا الدعاء تأسيا بالنبي -صلى الله عليه وسلم- في قوله.
٣. أن الإنسان إذا سأل الخير فإنه يقول من الخير، وليس كل الخير؛ لأن الخير كله لا يكون لأحد.
٤. أنه ينبغي البسط في الدعاء ما لم يخرج عن حده، فإن خرج عن حده صار مكروهًا.
٥. لا بأس أن يسأل الإنسان ربه سؤالا مجملا مثل "ما علمت منه وما لم أعلم."
٦. الاستعاذة بالله من الشر تكون عامة لكل الشر.
٧. أهمية سؤال الله -تعالى- دخول الجنة وكل ما يقرب إليها من قول أو عمل.
٨. الاستعاذة بالله -تعالى- من النار وكل ما يقرب إليها من قول أو عمل.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه، لابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم الألباني، ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5487)

اللّٰهُمَّ اشف سعدا اللّٰهُمَّ اشف سعدا

اے اللہ! تو سعد کو شفا دے۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا دے۔

١٥٣٣. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- قَال: عَادَنِي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْداً، اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْداً، اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْداً».

١٥٣٣. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! سعد کو شفا دے۔ اے اللہ! سعد کو شفا دے۔ اے اللہ! سعد کو شفا دے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث سعد بن أبي وقاص أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عاده في مرضه فقال: "اللّٰهُمَّ اشف سعداً، اللّٰهُمَّ اشف سعداً، اللّٰهُمَّ اشف سعداً" ثلاث مرات، ففي هذا الحديث دليل على أن من السنة أن يعود الإنسان المريض المسلم، وفيه أيضاً حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم- ومعاملته لأصحابه، فإنه كان -صلى الله عليه وسلم- يعود مرضاهم ويدعو لهم، وفيه أنه يستحب أن يدعى بهذا الدعاء: اللّٰهُمَّ اشف فلاناً، وتسميه ثلاث مرات، فإن هذا مما يكون سبباً في شفاء المريض،

اجمالی معنیٰ:

سعد بن ابی وقاص کی حدیث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ جب بیمار تھے تو ان کی عیادت کی اور دعا فرمائی کہ "اے اللہ! تو سعد کو شفا دے۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا دے۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا دے۔" ایسا آپ ﷺ نے تین دفعہ کہا۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آدمی کا کسی مسلمان مریض کی عیادت کے لیے جانا سنت ہے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ کے اپنے صحابہ کے ساتھ حسنِ سلوک اور انداز معاملت کی بھی وضاحت ہے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ میں سے جو مریض ہوتے ان کی عیادت کے لیے جاتے اور ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں اس طرح کی دعا مانگنے کے استحباب کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ''اے اللہ! فلاں شخص کو شفا عطا فرما''، تین دفعہ نام لے کر ایسا کہیں گے۔ مریض کے شفایاب ہونے کے اسباب میں سے یہ بھی ایک سبب ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ بنحوه لمسلم
التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين
فوائد الحديث:

١. استحباب الدعاء للمريض بالشفاء، وتخصيصه بذلك.
٢. استحباب عيادة المريض للإمام، كاستحبابها لآحاد الناس.
٣. جواز طلب الشفاء من الله تعالى.
٤. استحباب الإلحاح في الدعاء.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة: ١٤٢٦ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5469)

اللَّهُمَّ اغفر لي ذنبي كله دقه وجله وأوله وآخره

١٥٣٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كانَ يقولُ في سجودِهِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لي ذَنْبِي كُلَّهُ: دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلاَنِيَتَهُ وَسِرَّهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول في سجوده: "اللَّهُمَّ اغفر لي ذنبي كله: دقه وجله، وأوله وآخره، علانيته وسره"، وهذا من باب التبسط في الدعاء والتوسع فيه؛ لأن الدعاء عبادة فكل ما كرره الإنسان ازداد عبادة لله -عز وجل-، ثم إنه في تكراره هذا يستحضر الذنوب كلها السر والعلانية، وكذلك ما أخفاه، وكذلك دقه أي صغيره، وجله أي كبيره، وهذا هو الحكمة في أن النبي -صلى الله عليه وسلم- فصل بعد الإجمال، فينبغي للإنسان أن يحرص على الأدعية الواردة عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ لأنها أجمع الدعاء وأنفع الدعاء.

اے اللہ! تو میرے تمام چھوٹے بڑے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے

١٥٣٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سجدوں میں «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ: دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ» (اے اللہ! تو میرے تمام چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے اور علانیہ وپوشیدہ گناہ بخش دے) پڑھتے تھے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اے اللہ! تو میرے تمام چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے اور علانیہ وپوشیدہ گناہ بخش دے۔" یہ دعا میں بسط و توسع کی قبیل سے ہے، اس لیے کہ دعا عبادت ہے اور بندہ جس قدر دعا کرے گا اتنا ہی زیادہ عبادت کرنے والا ہوگا، اور پھر بار بار دعا کرنے سے بندہ اپنے تمام ظاہر و باطن، چھوٹے اور بڑے گناہ کو یاد کرکے (اس سے توبہ کرے گا) اور اسی حکمت کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجمال کے بعد تفصیل کیا ہے۔ لہذا انسان کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ دعاؤں کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے کیوں کہ وہ جامع ترین اور سب سے زیادہ نفع بخش دعائیں ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دقه : قليله وصغيره.
- جله : كثيره وكبيره.
- علانيته : المعلن عنه.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذا الذكر حال السجود.
٢. يستحب الترقي في السؤال الدال على التدرج في ترجي الإجابة.
٣. الكبائر تنشأ عادة من الإدمان على الصغائر، ولذلك قدم الاستغفار من الصغائر على الكبائر.
٤. التضرع إلى الله تعالى، وطلبه المغفرة من جميع الذنوب.
٥. التوبة واجبة من الصغائر والكبائر لا فرق.

المصادر والمراجع:
بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5470)

اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من العجز، والكسل، وَالجُبْنِ، والهَرَمِ، والبخل، وأعوذ بك من عذاب القبر، وأعوذ بك من فتنة المحيا والممات

اے اللہ! میں عاجز ہونے، سستی، بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

١٥٣٥. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من العَجْزِ، والكَسَلِ، وَالجُبْنِ، والهَرَمِ، والبخل، وأعوذ بك من عذاب القبر، وأعوذ بك من فتنة المحيا والممات». وفي رواية: «وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

١٥٣٥. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ دعا کرتے تھے: ''اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ''۔ ''اے اللہ! میں عاجز ہونے، سستی، بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں''۔ ایک روایت میں ہے ''قرض کے بوجھ اور لوگوں کے قہر اور غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يعد من جوامع الكلم، وهي أن النبي -صلى الله عليه وسلم- يأتي بالمعاني الجامعة في كلمات يسيرة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- استعاذ فيه من جملة آفات وشرور تعوق حركة سير العبد إلى الله ،فتعوذ النبي -صلى الله عليه وسلم- من: " العجز والكسل " : وهما قرينان من معوقات الحركة، وعدم الفعل إما ان يكون بسبب ضعف الهمة وقلة الإراده فهو: الكسل، فالكسلان من أضعف الناس همة، وأقلهم رغبة، وقد يكون عدم الفعل لعدم قدرة العبد فهو : العجز. و" الجبن والبخل" : وهما من موانع الواجب والإحسان، فالجبن يضعف قلب الإنسان فلا يأمر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر لضعف قلبه وتعلقه بالناس دون رب الناس. والبخل يدعو صاحبه للإمساك في موضع الإنفاق، فلا يعطى حق الخالق من زكوات، ولا حق المخلوق من النفقات، فهو مبغوض عند الناس وعند الله. " والهرم": هو بلوغ الشخص أرذل العمر، فالإنسان إذا بلغ أرذل العمر فقد كثيرا من حواسه، وخارت قواه، فلا يستطيع عبادة الله تعالى، ولا يجلب لأهله نفعا . ثم استعاذ النبي -صلى الله عليه وسلم- من عذاب

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث جوامع الکلم میں شمار ہوتی ہے، جوامع الکلم سے مُراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کم الفاظ میں زیادہ معانی بیان کریں، اس لیے کہ آپ ﷺ نے اس میں ان تمام آفات اور شرور سے پناہ مانگی جو اللہ کی طرف بندے کے متوجہ ہونے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ آپ ﷺ نے عجز اور سستی سے پناہ مانگی، یہ دونوں کام نہ کرنے اور حرکت کرنے میں ایسی رکاوٹیں ہیں جو قریب قریب ہیں۔ یا تو ہمت کمزور ہونے کی وجہ سے یا ارادے کی کمی کی وجہ سے، یہ سستی ہے۔ سست لوگ سب سے کم ہمت اور کم رغبت رکھنے والے ہوتے ہیں اور کبھی کام نہ کرنا بندے کے قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے ہوتا ہے اسے عاجز کہتے ہیں۔ ''بزدلی'' اور ''بخل'' سے آپ ﷺ نے پناہ مانگی۔ یہ دونوں چیزیں واجب کی ادائیگی اور احسان کی راہ میں رکاوٹ ہیں، بزدلی انسان کے دل کو کمزور کرتی ہے، پھر وہ دل کے کمزور ہونے اور اللہ کے سوا لوگوں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے نہ امر بالمعروف کر سکتا ہے اور نہ نہی عن المنکر کر سکتا ہے۔ ''بخل'' انسان کو خرچ کرنے کے موقعوں پر خرچ کرنے سے روکتا ہے، بخیل شخص اللہ تعالیٰ کا حق زکوٰۃ نہیں دیتا اور مخلوق پر خرچ کرنے سے باز رہ کر ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ چنانچہ یہ اللہ اور لوگوں دونوں کے ہاں مبغوض رہتا ہے۔ "ھرِمُ" یعنی انسان کا ارذلِ عمر (کھوسٹ بڑھاپا) کو پہنچ جانا۔ جب انسان انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے تو اپنے اکثر حواس کو وہ کھو بیٹھتا ہے، اس کے قُویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ وہ اللہ کی عبادت کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ اپنے گھر والوں کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے عذابِ قبر سے پناہ مانگی، عذاب قبر

القبر، وعذاب القبر حق، ولذا شرع لنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن نستعيذ بالله من عذابه في كل صلاة . ثم التعوذ من فتنة المحيا والممات ليشمل الدارين، ففتنة المحيا مصائبها وابتلاءاتها، " وفتنة الممات" بأن يخشى على نفسه سوء الخاتمة وشؤم العاقبة، وفتنة الملكين في القبر وغيرهما. وفي رواية ": وضلع الدين وغلبة الرجال" فكلاهما من القهر، فضلع الدين شدته وثقله ولا معين له فيه، فهو قهر للرجل ولكن بحق، و" غلبة الرجال" أي: تسلطهم، وهو القهر بالباطل.

برحق ہے۔ اسی لیے اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں سکھایا کہ ہم ہر نماز میں اس عذاب سے اللہ کی پناہ مانگے۔ پھر آپ ﷺ نے زندگی اور موت کی آزمائشوں سے پناہ مانگی جوکہ دونوں جہانوں کو شامل ہیں، ''زندگی کی آزمائشوں'' سے مراد دنیوی مصائب اور امتحانات ہیں اور ''موت کی آزمائشوں'' سے مراد برا خاتمہ اور بُری عاقبت اور قبر میں منکر نکیر کے سوالات وغیرہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے "قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ یہ دونوں ظلم وستم ہیں، قرض کا بوجھ اس کی سختی، بارگراں اور اس حال میں کوئی مددگار کا نہ ہونا یہ آدمی کے لیے ظلم وستم کی حالت ہے جوکہ بجا ہے (یعنی ایسا ہونا قرض دینے والے کی طرف سے کوئی ناحق ظلم نہیں ہے)، ''غلبۃ الرجال'' یعنی لوگوں کا تسلط یہ ظلم وستم ناجائز اور باطل ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه. والرواية الثانية رواها البخاري دون مسلم.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الهرم : الكِبَر والضعف، والمقصود به أن يطول عمر الإنسان وتضعف قواه حتى يصاب بالخرف بحيث لا يميز بين الأمور.
- ضلع الدين : أصل الضلع: الاعوجاج ، والمراد هنا: ثقل الدين وشدته بحيث لا يجد من عليه الدين وفاء ولاسيما مع المطالبة.
- غلبة الرجال : شدة تسلطهم.
- الفتنة : الامتحان والاختبار.
- الجبن : الخوف وضعف القلب ، ضد الشجاعة.
- البخل : منع أداء ما يطلب أداؤه.
- الكسل : هو عدم انبعاث النفس بخير، وقلة الرغبة فيه مع إمكانه.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث من جوامع الكلم، لأن أنواع الرذائل ثلاثة : نفسية، وبدنية، وخارجية، والحديث مشتمل على الاستعاذة منها جميعا.
٢. العجز والكسل قرينان: فإن تخلف مصلحة العبد وكماله ولذته وسروره إما أن يكون مصدره: أ- عدم القدرة ، فهو عجز. ب- أو يكون قادرا عليه لكن تخلف لعدم إرادته، فهو الكسل، وصاحبه يلام عليه ما لا يلام على العجز.
٣. الإحسان المتوقع من العبد: إما بماله، وإما ببدنه، فمانع الأول: بخيل، ومانع الثاني: جبان، ولذلك استعاذ النبي -صلى الله عليه وسلم- من الجبن والبخل.
٤. إثبات عذاب القبر، ومشروعية التعوذ من فتنته.
٥. القهر الذي ينال العبد نوعان: أ-قهر بحق : وهو ضلع الدين. ب-قهر بباطل: وهو غلبة الرجال.
٦. اللجوء إلى الله تعالى طلبا للنجاة من هذه الشرور، والتحذير من الوقوع فيها.
٧. في هذا الحديث يُعلِّم النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته كيفية الاستعاذة بالله تعالى القادر القدير المقتدر، والاستعاذة بالله تعالى تحقق عدة فوائد من أهمها: ١-أنها عبادة محبوبة لله تعالى. ٢-يستشعر العبد في الاستعاذة الافتقار إلى الله تعالى القادر في كل أمر وإن دق. ٣-أنها تحقق للعبد الأمن من كل ما يخشاه. ٤-أنها تحقق له الأمن النفسي من خلال الشعور بالطمأنينة، وهذا الحديث يؤكد هذا المعنى.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري،

عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5914)

اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من فتنة النار، وعذاب النار، ومن شر الغنى والفقر

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے فتنے سے، آگ کے عذاب سے نیز مال داری اور محتاجی کے شر سے۔

١٥٣٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يدعو بهذه الكلمات: «اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من فتنة النار، وعذاب النار، ومن شر الغنى والفقر».

١٥٣٦. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى، وَالْفَقْرِ"۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے فتنے سے، آگ کے عذاب سے نیز مال داری اور محتاجی کے شر سے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي المختار -عليه الصلاة والسلام- يستعيذ من أمور أربعة: فقوله: (اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من فتنة النار) أي فتنة تؤدي إلى النار، ويحتمل أن يراد بفتنة النار سؤال الخَزَنَة على سبيل التوبيخ، وإليه الإشارة بقوله تعالى: (كلما ألقي فيها فوج سألهم خزنتها ألم يأتكم نذير). وقوله: (وعذاب النار) أي أعوذ بك من أن أكون من أهل النار، وهم الكفار فإنهم هم المعذبون، وأما الموحدون فإنهم مؤدبون ومهذبون بالنار لا معذبون بها. (ومن شر الغنى): وهو البطر والطغيان وتحصيل المال من الحرام وصرفه في العصيان، والتفاخر بالمال والجاه والحرص على جمع المال وأن يكسبه من غير حله ويمنعه من إنفاقه في حقوقه. و(الفقر) أي وشر الفقر، وهو الفقر الذي لا يصحبه صبر ولا ورع؛ حتى يتورط صاحبه بسببه فيما لا يليق بأهل الدين والمروءة، ويصحبه الحسد على الأغنياء والطمع في أموالهم والتذلل بما يدنس العِرْض والدين وعدم الرضا بما قسم الله له وغير ذلك مما لا تحمد عاقبته.

اجمالی معنیٰ:

نبیِ مختار ﷺ چار امور سے پناہ مانگا کرتے تھے: "اللھم إني أعوذ بک من فتنة النار" یعنی وہ فتنہ جو آگ کی طرف لے جانے والا ہو تاکہ جملے میں تکرار لازم نہ آئے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ آگ کے فتنے سے مُراد زجر اور توبیخ کے لیے داروغۂ جہنم کا وہ سوال کرنا ہو جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ کیا گیا ہے ''كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ'' (کہ جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟)۔ ''وعذاب النار'' یعنی میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں جہنمیوں میں سے ہو جاؤں۔ جہنمی لوگ کافر ہیں جنہیں عذاب دیا جائے گا۔ جہاں تک موحد لوگوں کا تعلق ہے تو انہیں آگ سے عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کی تادیب و تہذیب کی جائے گی۔ ''عذاب القبر'': قبر سے مُراد برزخ ہے جس میں موت کے بعد رکھا جاتا ہے، عام طور پر 'قبر' بول کر 'برزخ' مُراد لیا جاتا ہے یا ہر وہ مقام جس میں میت کے اعضاء دفن ہوتے ہیں وہ قبر ہے۔ ''فتنۃ القبر'' یعنی فرشتوں کو جواب دینے میں حیرانگی کا اظہار کرنا۔ ''فتنۃ الغنی'' یعنی اکڑ، سرکشی، حرام طریقے سے مال کا حصول، نافرمانی میں اس کا خرچ کرنا اور مال و منصب پر فخر و نمود ہے۔ "من شر فتنۃ الفقر" اس سے مراد مال داروں سے حسد کرنا، ان کے مال کی لالچ رکھنا، ایسی عاجزی جو عزت و دین کے منافی ہے، اللہ کی تقسیم پر راضی نہ ہونا اور اس کے علاوہ وہ ساری چیزیں جن کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔ چوتھی چیز جس سے اللہ کے نبی ﷺ نے پناہ مانگی وہ ہے مال داری کا فتنہ یعنی مال جمع کرنے کا فتنہ، حرام طریقے سے مال حاصل کرنے کی خواہش کا فتنہ، اس کو خرچ کرنے کی واجبی جگہوں اور حقوق سے گریزاں رہنا۔ اور ''فقر کے فتنے'' سے مُراد وہ محتاجی ہے جس کے ساتھ صبر اور تقویٰ نہ ہو اور اپنے فقر کی وجہ سے وہ ایسی چیزوں میں پھنس جائے جو دیندار اور صاحبِ مروّت

لوگوں کے شایانِ شان نہیں اور اپنے فاقے کی وجہ سے اس بات کا خیال بھی نہ رکھے کہ کس حرام چیز پر ٹوٹ پڑ رہا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فتنة النار : أعوذ بك أن تكون تصفيتي وتهذيبي بالنار وتأديبي بها، لأن الخطايا والذنوب يكفرها الله بالنار وبغيرها.
- شر الغنى : الحرص على جمع المال وحبه حتى يكسبه من غير حله، ويمنعه من الإنفاق في حقه
- والفقر : أي وشر الفقر: وهو الفقر الشديد الذي يدفع صاحبه إلى أكل الحرام وعدم المبالاة.
- يستعيذ : الاستعاذة هي الالتجاء إلى الله والاعتصام بجنابه من شر كل ذي شر

فوائد الحديث:

١. وجوب الابتعاد عن الفتن المسببة للابتلاء بالنار.

٢. يبتلى العبد بالغنى كما يبتلى بالفقر؛ لأنهما فتنة.

٣. الابتعاد عن الأسباب المهلكة المترتبة على فتنة الغنى كالبطر والكبر والحرص على جمع المال من الحرام ، والبخل بأداء حق الله تعالى فيه.

٤. الابتعاد عن الأسباب المهلكة المترتبة على فتنة الفقر ، كالتضجر، والتبرم من مقدر، والوقوع في المساخط والحسد.

٥. الاستعاذة بالله من النار تستلزم الابتعاد عن جميع ما يسخط الله تعالى ، والفرار من المعاصي والخطايا ، والتزام الاستغفار والتوبة والتضرع إلى الله.

٦. الغنى والفقر خير لمن أحسن استغلالهما.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى للنسائي،، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٢١ هـ. صحيح أبي داود للألباني ، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ط٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6072)

اللّٰهُمَّ ألهمني رُشْدِي، وَأَعِذْنِي من شر نفسي

"اللہم اَلهمنی رُشْدِي، وَأَعِذْنِي من شر نفسي" ترجمہ: اے اللہ! مجھے راہ ہدایت سجھا اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما۔

١٥٣٧. الحديث:

عن عِمْرَانَ بن الحُصَين -رضي الله عنهما- أنَّ النبيّ -صلى الله عليه وسلم- عَلَّمَ أَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بهما: «اللَّهُمَّ ألهمني رُشْدِي، وَأَعِذْنِي من شر نفسي».

١٥٣٧. حدیث:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے ابا یعنی حصین رضی اللہ عنہ کو دعا مانگنے کے لیے یہ دو جملے سکھائے: «اللہم اَلهمنی رُشْدِي، وَأَعِذْنِي من شر نفسي» ترجمہ: اے اللہ! مجھے راہ ہدایت سجھا اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

علم النبي صلى الله عليه وسلم حصينا رضي الله عنه هذا الدعاء مما يدل على أهميته فأمره ان يقول: "اللّٰهُمَّ ألهمني رشدي" فالرشد هو كمال الهدى والصلاح، فمن أعطاه الله تعالى الرشد فقد وفقه لكل خير وسلم من كل المعاصي والمهلكات، لقوله تعالى:{وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ} [الحجرات: ٧] وأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يقول في دعائه: "وأعذني من شر نفسي"، لأن العبد إذا وفقه الله تعالى للرشد فقد تمنعه نفسه أو لا تحبب له عمل الخيرات، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم بأن يستعيذ من شر النفس حتى يتلذذ العبد بطاعة ربه، ويقبل على الخيرات بقلب مطمئن، وبنفس منشرحة .

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے حصین رضی اللہ عنہ کو یہ دعائیہ کلمات سکھائے، جو ان کی اہمیت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ دعا میں یوں کہا کریں: "اللہم اَلهمنی رشدي"۔ "رشد" کے معنی ہیں کامل ہدایت اور درستگی۔ جسے اللہ تعالی رشد عطا کر دیتا ہے، اسے ہر نیکی کی توفیق دے دیتا ہے اور اسے ہر قسم کے گناہ اور ہلاکت میں ڈالنے والے امور سے بچالیتا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَلكِنَ اللهَ حَبَبَ إِلَيكُمُ الْإِيمَانَ وَزَينَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَهَ إِلَيكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَاشِدُونَ} [الحجرات: ٧] ترجمہ: "لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمھارے لیے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمھارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے اور کفر، گناہ کو اور نافرمانی کو تمھاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔ یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔" اور نبی ﷺ نے انہیں اپنی دعا میں یہ کہنے کا حکم دیا کہ: "واَعذنی من شر نفسي"۔ کیونکہ بندے کو جب اللہ تعالی رشد و ہدایت کی توفیق دے دیتے ہیں تو بسا اوقات اس کا نفس اسے نیک اعمال سے روکتا ہے اور اسے اس کے لئے پسندیدہ بنا کر پیش نہیں کرتا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ نفس کے شر سے پناہ طلب کریں تاکہ بندہ اپنے رب کی اطاعت گزاری سے لطف اٹھا سکے اور اطمنان بھرے دل کے ساتھ اور کشادہ نفس کے ساتھ نیکیوں میں لگا رہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: عِمْرَانَ بن الحُصَين رضي الله عنهما

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- ألهمني : ألهم من الإلهام ، وهو أن يلقي الله في النفس أمرا يبعثه على الفعل أو الترك.
- أعذني : أجرني واحفظني من شرها
- رشدي : من الرشد : الهدى والاستقامة على طرق الحق مع تصلب فيه
- من شر نفسي : من شرور نفسي وأهوائها ، المؤدية إلى الهلاك في الدنيا ، والطرد من رحمة الله في الآخرة.

فوائد الحديث:

١. التحذير من شرور النفس وطلب الهداية والاستقدامة والسداد في جميع الأمور

٢. مشروعية الاستعاذة من شرور النفس وسيئات الأعمال ، وقد صح الخبر بذلك كما في خطبة الحاجة.

٣. التوفيق ألا يكلك الله لنفسك طرفة عين.

٤. الحرمان عكس ذلك ، فمن وكله الله لنفسه أهلكته لأنها داعية للسوء وأمارة به .قال الله تعالى: {إِنَّ النَّفْسَ لأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلا مَا رَحِمَ رَبِّيَ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ} [يوسف (53)]

٥. تضمن هذا الحديث الدعاء بالهداية إلى الرشد والرشد ضد الغي والغي هو المعاصي والشر والفساد والإنسان إذا وفق إلى الرشد فإنه موفق وهو غاية المؤمنين الذين قال الله عنهم : {ولكن الله حبب إليكم الإيمان وزينه في قلوبكم وكره إليكم الكفر والفسوق والعصيان أولئك هم الراشدون} فهذا هو الرشد

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م ضعيف الجامع الصغير وزيادته محمد ناصر الدين، الألباني (المتوفى: ١٤٢٠هـ) أشرف على طبعه: زهير الشاويش لناشر: المكتب الإسلامي

الرقم الموحد: (5923)

اللّٰهُمَّ بارك لأمتي في بُكُورها

اے اللہ! میری امت کو اس کے دن کے ابتدائی حصے میں برکت دے۔

١٥٣٨. الحديث:

عن صَخْر بن وَدَاعَة الغامدي -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «اللّٰهُمَّ بارك لأمتي في بُكُورها» وكان إذا بعَث سَرِيَّة أو جيشا بعَثَهم من أوَّل النهار، وكان صَخْر تاجرا، وكان يبعث تِجارته أوَّل النهار، فأَثْرَى وكثُر مالُه.

١٥٣٨. حدیث:

صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کو اس کے دن کے ابتدائی حصے میں برکت دے''۔ آپ ﷺ جب کسی سریہ یا لشکر کو روانہ کرتے تو اُسے دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کرتے۔ صخر ایک تاجر آدمی تھے۔ جب وہ تجارت کا سامان لے کر (اپنے آدمیوں کو) روانہ کرتے تو انہیں دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کرتے چنانچہ وہ مال دار ہو گئے اور ان کے پاس مال کی کثرت ہو گئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يدعو النبي صلى الله عليه وسلم لأمته أن يبارك الله تعالى لهم في صباحهم وأول نهارهم؛ ليتسع هذا الوقت لأعمالهم التي يقومون بها، وليكون العمل نفسه في نماء وزيادة؛ سواء كان ذلك في طلب الكسب، أو طلب العلم، أو طلب النصر على العدو، أو أي عمل من الأعمال؛ لذا كان يرسل الجيش للغزاة في أول النهار، وكما حصل ذلك لصخر بن وداعة رضي الله عنه الذي صار صاحب مال كثير؛ لدعاء النبي صلى الله عليه وسلم

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اپنی امت کے لیے دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے صبح کے وقت اور ان کے دن کے ابتدائی حصے میں ان کے لیے برکت رکھ دے تاکہ یہ وقت ان کے ان کاموں کے لیے کشادہ ہو جائے جنہیں ان کو کرنا ہے اور بذات خود عمل میں بھی بڑھوتری اور اضافہ ہو، چاہے ایسا تلاشِ معاش میں ہو یا تلاشِ علم میں یا پھر دشمن پر فتح یاب ہونے کے لیے یا پھر کسی بھی دوسرے عمل میں ہو۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ جنگ کے لیے لشکر کو دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ خود صخر بن وداعہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہوا جو نبی ﷺ کی اس دعا کی بدولت بہت زیادہ مال دار ہو گئے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد والدارمي

التخريج: صَخْر بن وَدَاعَة الغامدي رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- بارك : دعاء بنزول البركة العظيمة الكثيرة عليهم من الله تعالى. والبركة هي الزيادة والنماء
- بعث : أرسل
- بكورها : يعني: في صباحها وأول نهارها
- سرية : القطعة من الجيش
- فأثرى : أصبح غنيًّا صاحب ثروة
- كثر ماله : أصبح المال عنده كثيرا

فوائد الحديث:

١. الدعوة إلى النشاط وترك الكسل، والأخذ بأسباب وفرة الإنتاج، وكثرة الربح في كل المجالات
٢. الحرص على تحصيل البركة التي دعا بها النبي صلى الله عليه وسلم: في طلب المعيشة، وطلب العلم، وطلب الغزو، ونحو ذلك.
٣. بركة الاستجابة لرسول الله صلى الله عليه وسلم
٤. حرص النبي صلى الله عليه وسلم على أمته، ورحمته بهم، ونصحه لهم، ودعاؤه لهم بالخير والسعادة
٥. التربية الإسلامية على اغتنام الأوقات

٦. أن بعض الأوقات أفضل من بعض

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ، للصنعاني، تحقيق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، نشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ - ٢٠٠٠م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.

الرقم الموحد: (5941)

اللهُمَّ رب الناس، أذهب البأس اشف أنت الشافي

اے اللہ انسانوں کے پروردگار! تکلیف دور کردے۔ شفایابی سے نواز کہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔

١٥٣٩. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: أن النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يَعُودُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيدِهِ اليُمْنَى، ويقول: «اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، أَذْهِبِ البَأسَ، اشْفِ أنْتَ الشَّافِي لاَ شِفَاءَ إلاَّ شِفاؤكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقماً».

١٥٣٩. حدیث:

عائشہ - رضی اللہ عنہا - روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض ازواج مطہرات کی عیادت کرتے، اپنا دایاں ہاتھ پھیر کر یوں دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ انسانوں کے پروردگار! تکلیف کو دور کر دے۔ شفایابی سے نواز کہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں، ایسی شفا جو کسی قسم کی بیماری نہیں چھوڑتی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان عليه السلام إذا عاد بعض أزواجه ممن مرض منهن فيدعو لهن بهذا الدعاء ، ويمسح بيده اليمنى أي يمسح المريض، ويقرأ عليه هذا الدعاء اللَّهُمَّ رب الناس، فيتوسل إلى الله عز وجل بربوبيته العامة، فهو الرب سبحانه وتعالى الخالق المالك المدبر لجميع الأمور، أذهب البأس وهو المرض الذي حل بهذا المريض.والشفاء إزالة المرض وبرء المريض، الشافي من أسماء الله عز وجل؛ لأنه الذي يشفي المرض، لا شفاء إلا شفاؤك" أي لا شفاء إلا شفاء الله، فشفاء الله لا شفاء غيره، وشفاء المخلوقين ليس إلا سبباً، والشافي هو الله،وسأل الله أن يكون شفاء كاملاً لا يبقي سقماً أي لا يبقي مرضاً،

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ جب اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی بیمار بیوی کی عیادت کرتے تو ان کے لیے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اور ان پر اپنا دایاں ہاتھ پھیر کر مریض پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اے اللہ جو تمام انسانوں کا پروردگار ہے۔" یہاں وہ اللہ عزوجل سے اس کی ربوبیت عامہ کے وسیلہ سے دعا کر رہے ہیں۔ پس وہ رب ہے سبحانہ وتعالی، خالق ہے، مالک ہے اور تمام کاموں کی تدبیر کرنے والا ہے۔ "تکلیف دور کردے یعنی اس مرض کو جو مریض کو لاحق ہے۔" اور شفا مرض کا ازالہ اور مریض کی خلاصی ہے۔ شافی اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ کیوں کہ وہی ہے جو مرض سے شفا دیتا ہے۔ "اور تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔" یعنی اللہ کی شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔ پس اس کی شفا کسی اور کی نہیں۔ جب کہ مخلوق کی شفا محض ایک سبب ہے۔ شافی صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے شفائے کاملہ کا سوال کیا یعنی ایسی شفا جس کے بعد کوئی بیماری باقی نہ رہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة –رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بعض أهله : أي أزواجه.
- البأس : الشدة.

فوائد الحديث:

١. الشافي هو الله عز وجل.
٢. عيادة المريض من الحقوق بين المسلمين، وهي في الأهل أحق.
٣. استحباب المسح على المريض، ويستحب باليمنى تكريماً لها.
٤. الشافي من أسماء الله تعالى الثابتة بالسنة

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة: ١٤٢٦ هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه. صحيح البخاري , ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي,عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه.

الرقم الموحد: (5542)

المُتَسَابَّانِ ما قالا فَعَلى البَادِي منهما حتى يَعْتَدِي المَظْلُوم

آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ بھی کہیں گے, اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوگا، یہاں تک کہ مظلوم زیادتی کرے۔

١٥٤٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «المُتَسَابَّانِ ما قالا فَعَلى البَادِي منهما حتى يَعْتَدِي المَظْلُوم».

١٥٤٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپس میں گالی دینے والے دو شخص جو کچھ بھی کہیں گے, اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوگا، یہاں تک کہ مظلوم زیادتی کا ارتکاب کرے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كل ما صَدر من المُتَسَابَّين فإن إثم ذلك على البادئ منهما؛ لأنه هو المعتدي بفعله، أما الآخر فلا شيء عليه؛ لأنه مأذون له بالرَّد على من ظلمه، فإن اعتدى المظلوم على الظالم وذلك بأن جاوز الحَدَّ المأذون له فيه صار إثم المظلوم أكثر من إثم البادئ.

اجمالی معنیٰ:

آپس میں گالی دینے والے دو شخص جو کچھ بھی کہتے ہیں, اس کا گناہ ان میں سے ابتدا کرنے والے پر ہوتا ہے، کیونکہ درحقیقت زیادتی کرنے والا وہی ہے۔ رہی بات دوسرے شخص کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، اس لیے کہ اسے اپنے اوپر زیادتی کرنے والے کو جواب دینے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر مظلوم، ظالم پر زیادتی کرے بایں طور کہ وہ اس حد سے تجاوز کرجائے جس کی اسے اجازت ہے تو اس صورت میں مظلوم کا گناہ ابتدا کرنے والے کے گناہ سے زیادہ ہوجائے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم. ملحوظة: لفظ مسلم: «المستبان ما قالا فعلى البادئ، ما لم يعتد المظلوم»، والمصنف ذكره بالمعنى.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المُتَسَابَّان : اللَّذان يَسُبُّ كلٌّ منهما الآخر
- ما قالا : إي: إثم ما قالا من السَّب.
- البَادِي : الذي بدأ بالسَّب.
- يَعْتَدِي المَظْلُوم : يتجاوز حدَّ الانتصار.

فوائد الحديث:

١. أن سِبَاب المُسلم حَرام.
٢. جواز انتصار المَسْبُوب لنفسه، لكن الصبر والعفو أفضل، قال تعالى: (ولمن صبر وغفر فإن ذلك من عزم الأمور)
٣. إذا انتصر المَسْبُوب لنفسه استوفى ظلامته، وبرئ من حقه، وإذا زاد بقي عليه إثم الزيادة.
٤. إذا زاد المظلوم في الاعتداء لحقه الإثم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - فيض القدير شرح الجامع الصغير، لزين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي، المكتبة التجارية الكبرى. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد

بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8878)

المدينة حرم ما بين عير إلى ثور، فمن أحدث فيها حدثا، أو آوى محدثا؛ فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفًا ولا عدلًا

یزید بن شریک بن طارق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی -رضی اللہ عنہ- کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، چنانچہ میں نے انھیں یہ فرماتے سنا: "اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں، سوائے اللہ کی کتاب کے اور ان احکام کے جو اس صحیفے میں موجود ہیں"، پھر انھوں نے اسے کھولا تو اس میں: دیت میں دیے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان اور کچھ زخموں کی دیت سے متعلق احکام تھے۔ اور اس صحیفے میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'مدینہ 'عیر سے ثور تک حرم ہے، جس کسی نے اس میں بدعت ایجاد کی، یا کسی بدعتی کو پناہ دی، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ مسلمانوں کا عہد وامان ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہوسکتا ہے، جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑ دیا، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی، یا جس نے اسے آزاد کیا اس کے علاوہ کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کی، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ (متفق علیہ)۔ 'ذمۃ المسلمین' سے مراد مسلمانوں کا عہد اور ان کا امان دینا، و 'أخفرہ' یعنی اس نے عہد توڑ دیا، 'صرف' یعنی توبہ اور بعض نے اس کا معنی حیلہ، بہانا بتایا ہے اور 'عدل' بمعنی فدیہ ہے۔

١٥٤١. الحديث:

عن يزيد بن شريك بن طارق، قال: رأيت عليا -رضي الله عنه- على المنبر يخطب، فسمعته يقول: لا والله ما عندنا من كتاب نقرؤه: إلا كتاب الله، وما في هذه الصَّحِيفَةِ، فنشرها؛ فإذا فيها: أَسْنَانُ الإبل، وأشياء من الجِرَاحَاتِ. وفيها: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «المدينة حَرَمٌ ما بين عَيْرٍ إلى ثَوْرٍ، فمن أحدث فيها حَدَثًا، أو آوى مُحْدِثًا؛ فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صَرْفًا ولا عَدْلًا. ذِمَّةُ المسلمين واحدة، يسعى بها أَدْنَاهُم، فمن أَخْفَرَ مسلما، فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صَرْفًا

١٥٤١. حدیث:

یزید بن شریک بن طارق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، چنانچہ میں نے انھیں یہ فرماتے سنا: "اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں، سوائے اللہ کی کتاب کے اور ان احکام کے جو اس صحیفے میں موجود ہیں"، پھر انھوں نے اسے کھولا تو اس میں: دیت میں دیے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان اور کچھ زخموں کی دیت سے متعلق احکام تھے۔ اور اس صحیفے میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'مدینہ 'عیر سے ثور تک حرم ہے، جس کسی نے اس میں بدعت ایجاد کی، یا کسی بدعتی کو پناہ دی، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ مسلمانوں کا عہد وامان ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہوسکتا ہے، جس نے کسی

ولا عَدْلًا. ومن ادعى إلى غير أبيه، أو انتمى إلى غير مواليه، فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين؛ لا يقبل الله منه يوم القيامة صَرْفًا ولا عَدْلًا».

مسلمان کے عہد کو توڑدیا، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی، یا جس نے اسے آزاد کیا اس کے علاوہ کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کی، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال علي -رضي الله عنه- وهو يخطب على المنبر: والله ليس عندنا كتاب نقرؤه غير كتاب الله -عز وجل- إلا هذا الكتاب، فبسطه فإذا فيها دية أسنان الإبل، ومسائل الجراحات وأحكامها، وفيها أخبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن المدينة حرام كمكة، ما بين جبل عير إلى جبل ثور، فمن ابتدع فيها بدعة في الدين أو تسبب لإحداث أذى المسلمين من جرم أو ظلامة، أو آوى محدثا فعليه لعنة الله بمنعه له من الرحمة، وسؤال الملائكة والناس أجمعين ذلك من الله -تعالى-، ولا يقبل الله منه يوم القيامة فريضة ولا نافلة ولا توبة ولا فداء. وأن أمان المسلم للكافر صحيح بشروطه المعروفة، فإذا وجدت حرم التعرض له، فمن نقض أمان مسلم وتعرض للكافر الذي أَمَّنه فعليه لعنة الله بمنعه له من الرحمة وسؤال الملائكة والناس أجمعين ذلك من الله -تعالى-، ولا يقبل الله منه يوم القيامة فريضة ولا نافلة ولا توبة ولا فداء. ومن انتسب إلى غير أبيه أو انتمى معتق إلى غير مواليه فعليه لعنة الله بمنعه له من الرحمة وسؤال الملائكة والناس أجمعين ذلك من الله تعالى، ولا يقبل الله منه يوم القيامة فريضة ولا نافلة ولا توبة ولا فداء؛ لما فيه من كفر النعمة، وتضييع حقوق الإرث والولاء والعقل وغير ذلك، مع ما فيه من القطيعة والعقوق.

اجمالی معنیٰ:

علی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں، سوائے اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن) کے، مگر یہ کتاب، اور آپ نے صحیفے کو کھولا تو اس میں اونٹوں کی عمریں اور کچھ زخموں کے متعلق احکام و مسائل تھے، اور اس صحیفے میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ طیبہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے، جبلِ عیر سے جبلِ ثور تک۔ پس یہاں جس کسی نے دین میں کوئی بدعت ایجاد کی، یا کسی بدعتی کو پناہ دی، یا وہ فتنہ وفساد اور ظلم وزیادتی سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کا سبب بنا تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اس کی رحمت سے دوری کی شکل میں اور فرشتوں اور تمام لوگوں کا اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے اسی لعنت پر مبنی بددعا بھی ہو، اور اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس شخص کے فرض، نفل، توبہ اور فدیہ کو قبول نہیں فرمائے گا۔ مسلمان کا کسی کافر کو عام شرائط کا خیال رکھتے ہوئے امان دینا صحیح ہے، جب یہ شروط پائی جائیں تو اس میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔ جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑ دیا اور اس کافر کو تکلیف پہنچایا جسے امان دیا گیا تھا تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اس کی رحمت سے دوری کی شکل میں اور فرشتوں اور تمام لوگوں کا اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے اسی لعنت پر مبنی بددعا بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس شخص کے فرض، نفل، توبہ اور فدیہ کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی، یا جس نے اسے آزاد کیا اس کے بجائے کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کی، تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اس کی رحمت سے دوری کی شکل میں اور فرشتوں اور تمام لوگوں کا اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے اسی لعنت پر مبنی بددعا ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس شخص کے فرض، نفل، توبہ اور فدیہ کو قبول نہیں فرمائے گا کیوں کہ اس میں نعمت کی ناشکری، وراثت، ولاء اور دیت وغیرہ کے حقوق کی تضییع وبربادی ہے، اور رشتہ ناطے سے بے تعلقی ونافرمانی بھی۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- عير : جبل صغير قرب المدينة.
- ثور : جبل صغير وراء جبل أحد.
- أحدث فيها حدثاً : ابتدع فيها بدعة أو فعل فيها جريمة أو فتنة للناس.
- انتمى إلى غير مواليه : ادعى أنه عتيق غير من أعتقوه.
- ذمة المسلمين : عهدهم وأمانتهم.
- أخفر مسلمًا : نقض عهده.
- صرف : الصرف التوبة، وقيل الحيلة.
- عدل : العدل الفداء.

فوائد الحديث:

١. ذمة المسلمين سواء صدرت من واحد منهم أو أكثر شريف أو وضيع، فإذا أمن أحد من المسلمين كافراً وأعطاه ذمة لم يكن لأحد نقضه؛ لأن المسلمين كنفس واحدة.
٢. تحريم نقض العهد وإخفار ذمة المسلم.
٣. من نسب إلى غير من هو له كان كالدعي الذي تبرأ عمن هو منه، وألحق نفسه بغيره؛ فيستحق به الدعاء عليه بالطرد والإبعاد عن الرحمة.
٤. المدينة حرم ما بين حرتيها وحماها كله؛ لا يختلي خلاها، ولا ينفر صيدها، ولا تلتقط لقطتها، ولا يقطع منها شجرة إلا أن يعلف رجل بعيره، ولا يحمل فيها سلاح لقتال.
٥. تحريم إيواء أهل الجرائم وأهل البدع وتوقيرهم؛ لأن ذلك ثلم في الدين وتعظيم للفاسقين.
٦. بيان شرف المدينة وفضلها ولذلك عظّم المعصية فيها.
٧. جواز لعن أصحاب الكبائر من غير تعيين شخص.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي.

الرقم الموحد: (6381)

النَّاسُ مَعَادِن كَمَعَادِنِ الذَّهَب وَالفِضَّة، خِيَارُهُم فِي الجَاهِلِيَّة خِيَارُهُم فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا، والأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَة، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اختَلَفَ

انسان، کانوں کی طرح ہیں جیسے سونا اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں۔ روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ تھے۔ پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی، ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ ایک دوسرے سے ناآشنا رہتی ہیں۔

١٥٤٢. الحديث:

الحديث الأول: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «النَّاسُ مَعَادِن كَمَعَادِنِ الذَّهَب وَالفِضَّة، خِيَارُهُم فِي الجَاهِلِيَّة خِيَارُهُم فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا، والأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَة، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اختَلَفَ». الحديث الثاني: «تَجِدُون النَّاسَ مَعَادِنَ: خِيَارُهُم فِي الجَاهِلِيَّة خِيَارُهُم فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، وَتَجِدُون خِيَار النَّاس فِي هَذَا الشَّأْن أَشَدُّهُم كَرَاهِيَة لَه، وَتَجِدُون شَرَّ النَّاس ذَا الوَجْهَين، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاء بِوَجه، وَهَؤُلَاء بِوَجْه».

١٥٤٢. حدیث:

پہلی حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "انسان کانوں کی طرح ہیں جیسے سونا اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں۔ روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ تھے۔ پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی، ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ ایک دوسرے ناآشنا رہتی ہیں۔" دوسری حدیث: "تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے، جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں۔ اور تم حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو، اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دورخہ (دوغلا) ہو، جو کچھ لوگوں کے سامنے ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے سامنے دوسرے رخ سے جاتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

تشبيه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- للناس بالمعادن فيه الإشارة إلى عدة دلالات منها: اختلاف طباع الناس وصفاتهم الخُلقية والنفسية، ويُفهم هذا من تفاوت المعادن، ومنها الإشارة إلى تفاوت الناس في تقبلهم للإصلاح، فمنهم السهل، ومنهم من يحتاج إلى صبر، ومنهم من لا يقبل كما هو حال المعادن، والتشبيه بالمعادن فيه الإشارة أيضًا إلى تفاوت الناس في كرم الأصل وخِسَّتِه، ويُفهم ذلك من تفاوت المعادن في نفاستها، فمنها الغالي كالذهب والفضة،

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ کا لوگوں کو معادن (کانوں) سے تشبیہ دینے میں کئی دلالتوں کی طرف اشارہ موجود ہے، جن میں سے کچھ یہ ہیں کہ لوگوں کی طبیعتیں اور ان کی اخلاقی اور نفسیاتی خوبیاں مختلف قسم کی ہوتی ہیں اور اس بات کو کانوں (معادن) کے فرق سے سمجھا جاسکتا ہے نیز یہاں اس جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اصلاح و درستگی کو قبول کرنے میں لوگوں کے مابین فرق پایا جاتا ہے، چنانچہ بعض لوگ آسانی سے اصلاحی باتوں کو قبول کر لیتے ہیں جب کہ بعض کے تئیں صبر و تحمل کی ضرورت پیش آتی ہے اور بعض میں تو اصلاح کو قبول کرنے کا مادہ ہی نہیں ہوتا اور یہی حال کانوں کا ہوتا ہے، کانوں سے تشبیہ دینے میں اس پہلو پر بھی توجہ دلائی جا رہی ہے کہ لوگ، اپنے

ومنها الرخيص كالحديد والقصدير، والتشبيه بالمعادن فيه الإشارة إلى قوة التحمل كالمعادن، فمعادن العرب يعني أصولهم وأنسابهم. وقوله: "خيارهم في الجاهلية خيارهم في الإسلام إذا فقهوا" يعني أنَّ أكرم النَّاس من حيث النَّسَب والمعادن والأصول، هم الخيار في الجاهلية، لكن بشرط أن يفقهوا، فمثلا بنو هاشم خيار قريش في الجاهلية من حيث النسب والأصل، بنص الحديث الصحيح، وكذلك في الإسلام لكن بشرط أن يفقهوا في دين الله، وأن يتعلموا من دين الله، فان لم يكونوا فقهاء فانهم -وإن كانوا من خيار العرب معدنا- فإنَّهم ليسو أكرم الخلق عند الله، وليسوا خيار الخلق. ففي هذا دليل على أنَّ الإنسان يَشْرُفُ بنسبه، لكن بشرط أن يكون لديه فقه في دينه، ولا شك أنَّ النسب له أثر، ولهذا كان بنو هاشم أطيب الناس وأشرفهم نسبا، ومن ثم كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الذي هو أشرف الخلق (الله أعلم حيث يجعل رسالته) (الأنعام: من الآية١٢٤) ، فلولا أنَّ هذا البطن من بني آدم أشرف البطون، ما كان فيه النبي -صلى الله عليه وسلم-، فلا يُبعَث الرسول -صلى الله عليه وسلم- إلاَّ في أشرفِ البُطون وأعلى الأنساب. وهذه الجملة من الحديث اشترك فيها الحديثان. والحديث الأول خُتِم بقوله -صلى الله عليه وسلم-: "والأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَة، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ" فيحتمل أن يكون في هذا الإشارة إلى معنى التشاكل في الخير والشرّ، فالخَيِّر يَحِنُّ إلى شكله والشرير إلى نظيره، فتعارف الأرواح بحسب الباعث التي جُبِلَت عليها من خير أو شر، فإذا اتفقت تعارفت وإن اختلفت تناكرت، ويحتمل أن يراد الإخبار عن بدء الخلق في حال الغيب على ما جاء: إنَّ الأرواح خُلِقَت قبل الأجسام فكانت تلتقي وتلتئم، فلمَّا حَلَّت بالأجسام تعارفت بالأمر الأول، فصار تعارفها وتناكُرُها على ما سبَق من العهد المتقدم، فتمِيل الأخيار إلى الأخيار والأشرار إلى الأشرار. وقال ابن عبد السلام: المراد بالتعارف والتناكر التقارب في

نسب کے اشرف وافضل ہونے اور اس کے گھٹیا ہونے کے اعتبار سے بھی مختلف ہوتے ہیں اور یہ بات معادن کی نفاست و عمدگی کے فرق سے سمجھی جاسکتی ہے، چنانچہ بعض سونا اور چاندی جیسے قیمتی نوعیت کے حامل ہوتے ہیں اور بعض لوہا اور قلعی شدہ ٹین جیسے معمولی قیمت رکھتے ہیں۔ معادن سے تشبیہ دینے میں اس پہلو پر توجہ مبذول کی جارہی ہے کہ معادن کی طرح لوگوں میں کسی امر کو اپنانے کی قوت بھی جداگانہ ہوتی ہے، پس عرب کے معادن سے مُراد ان کی اصل اور ان کے حسب و نسب ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان" جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں" یعنی زمانۂ جاہلیت میں حسب و نسب، خاندان اور اصل کے نقطہ نظر سے سب سے زیادہ قابلِ عزت لوگ ہی بہتر اور اچھی صفات کے مالک ہیں بشرطیکہ وہ دین میں بھی خوب سمجھ بوجھ حاصل کریں، جیسے خاندانِ بنی ہاشم ، نسب اور اصل کے اعتبار سے زمانہ جاہلیت میں قریش کا سب سے زیادہ بہترین قبیلہ رہا جیسا کہ صحیح حدیث کی نص اس بات پر دلالت کرتی ہے، اسی طرح وہ اسلام میں بھی بدستور سب سے بہترین رہیں گے بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کا تفقہ حاصل کریں اور اس دین کا علم حاصل کریں، اگر اُن میں دین کی سمجھ نہ ہو تو بہترین عربی النسل ہونے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی مکرم مخلوق کا درجہ نہیں پاسکتے اور نہ ہی بہترین مخلوق ہوسکتے ہیں۔ اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ انسان، اپنے نسب کی بنیاد پر اشرف و افضل اسی شرط پر ہوتا ہے کہ اس کو دین کی سوجھ بوجھ حاصل ہو، اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ نسب کی بڑی تاثیر ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نسب کے اعتبار سے بنوہاشم لوگوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور شرف والی قوم تھی اور انھیں میں سے ساری مخلوق میں اشرف و افضل ذات گرامی، رسول اللہ ﷺ، "اللَّہُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَہ"(سورۃ الانعام : ۱۲٤)(اس موقع کو تواللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے؟) کی پیدائش ہوئی، اگر آدم علیہ السلام کی اولاد میں یہ قبیلہ سب سے زیادہ شرف کا حامل نہ ہوتا تو اس سے نبی ﷺ نہیں آتے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی بعثت، انتہائی شریف قبیلے اور اعلیٰ ترین نسب ہی میں ہوئی۔ حدیث کے اس خلاصہ میں دونوں حدیثیں برابر کی شریک ہیں۔ پہلی حدیث کا اختتام آپ ﷺ کے فرمان (" اور روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ تھے۔ پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی، ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں، یہاں بھی وہ ایک دوسرے سے ناآشنا رہتی ہیں۔") پر ہوتا ہے، اور احتمال ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہو کہ لوگوں میں خیر و شر والی مختلف اشکال ہوتی ہیں۔ لہذا بہترین قسم کے لوگ، اپنے جیسے بھلے لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور شریر و اوباش قسم کے لوگ، اپنی ہی طرح کے شریر

الصفات والتفاوت فيها؛ لأنَّ الشخص إذا خَالَفَتْكَ صفاته أنكَرته، والمجهول يُنكَر لِعَدم العِرفان، فهذا من مجاز التشبيه، شبَّه المنكر بالمجهول والملائم بالمعلوم. والحديث الثاني خُتِم بقوله -صلى الله عليه وسلم-: "وَتَجِدُون خِيَار النَّاس فِي هَذَا الشَّأْن أَشَدُّهُم كَرَاهِيَة لَه، وَتَجِدُون شَرَّ النَّاس ذَا الوَجْهَين، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاء بِوَجه، وَهَؤُلَاء بِوَجْه". ففي قوله: (وتجدون خيار الناس في هذا الشأن) أي: في الخلافة والإمارة، أي: خير الناس في تعاطي الأحكام، من لم يكن حريصًا على الإمارة، فإذا ولي سُدِّد ووفق، بخلاف الحريص عليها. وأما شرُّ النَّاس فهو ذو الوجهين: هو الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجه، كما يفعل المنافقون: (وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ)، وهذا يوجد في كثير من الناس والعياذ بالله وهو شعبة من النفاق، تجده يأتي إليك يتمَلَّق ويُثنِي عليك وربما يغلو في ذلك الثناء، ولكنَّه إذا كان من ورائك عَقَرَك وذمَّك وشتَمَك وذكَر فيك ما ليس فيك، فهذا والعياذ بالله، وهذا من كبائر الذنوب؛ لأنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- وصَف فاعله بأنَّه شرُّ الناس.

لوگوں کی طرف میلان رکھتے ہیں تو روحوں کی باہمی پہچان، خیر یا شر کے مطابق پیدا کردہ جبلی و فطری تقاضوں کے مطابق ہوتی ہے اور جب ان فطری تقاضوں میں اتفاق قائم ہو تو وہ ایک دوسرے سے متعارف ہوجاتے ہیں اور اگر ان کے فطری تقاضے مختلف ہوئے تو وہ ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہوجاتے ہیں۔ اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ عالم غیب میں ہوئے ابتدائے آفرینش کے تئیں خبر ہو، کہ روحوں کو جسموں سے قبل پیدا کردیا گیا اور وہ ایک دوسرے سے ملتی جلتی رہیں اور جب انھیں اجسام میں ڈالا گیا تو اس پہلے تعارف کی بناء پر ان کے مابین تعارف ہوا اور عالم غیب کے اس گزرے ہوئے زمانہ کے مطابق، ان کے مابین ایک دوسرے کی پہچان اور علیحدگی قائم ہوئی اور اس طرح اچھے لوگ، اچھے افراد کی جانب اور برے، بروں کی جانب مائل ہوئے۔ ابن عبدالسلام کہتے ہیں کہ باہمی پہچان اور اختلاف سے مراد، لوگ اپنی صفات میں ایک دوسرے کی قربت یا تفاوت ہے کیونکہ اگر کسی شخص کی صفات، تم سے میل نہ کھاتی ہوں تو تم اس شخص سے نفرت کا معاملہ کروگے اور کسی انجان شخص سے عدم شناسائی کی بنا پر نفرت و ناپسندیدگی کے ساتھ پیش آیا جاتا ہے اور اس کا تعلق تشبیہ مجازی سے ہے کہ جس میں ناپسندیدہ شخص کو ناشناسا شخص سے اور مانوس شخص کو ایک معروف و شناسا شخص سے تشبیہ دی گئی۔ دوسری حدیث کا اختتام، رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر ہوتا ہے کہ "اور حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو، اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دورخہ (دوغلا) ہو؛ جو کچھ لوگوں کے سامنے ایک رخ سے آتا ہو اور دوسروں کے سامنے دوسرے رخ سے جاتا ہو"۔ چنانچہ آپ ﷺ کے قول: (اس معاملے میں تم لوگوں میں سب سے بہتر پاؤ گے) یعنی خلافت اور سرداری میں مطلب احکام کی باہمی تعمیل میں سرگرداں رہنے والے سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو سرداری کے لالچی و حریص نہیں ہوتے اور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں اگر اختیار و اقتدار آجائے تو انہیں راست روی کی رہنمائی اور اصلاحِ قوم کی توفیق میسر ہوتی ہے، جب کہ امارت و سرداری کی حرص و طمع رکھنے والے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ بُرے لوگ دو رخے و دوغلے ہوتے ہیں، جیسا کہ منافقین کا ایسا ہی طرز عمل ہوتا ہے، قرآن کہتا ہے ہے: ''وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ'' (سورة البقرة: ١٤) (اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں)۔ اور بیشتر افراد میں اس قسم کی بری عادات پائی جاتی ہیں، ایسے کردار سے اللہ تعالیٰ کی پناہ! کیوں کہ اس کا نفاق کے ایک شعبہ سے تعلق ہے۔ آپ ایسے شخص کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آکر چاپلوسی کرتا ہے اور آپ کی

تعریفیں کرتا ہے اور بسا اوقات اس تعریف میں مبالغہ آرائی سے بھی کام لیتا ہے، لیکن جب آپ کے پیٹھ پیچھے ہوتا ہے تو آپ کی کردار کشی کرتا ہے، آپ کی مذمت کرتا ہے، آپ کو گالی گلوچ دیتا ہے اور آپ کے بارے میں ایسی ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو آپ میں نہیں ہوتیں۔ ایسے کردار سے اللہ تعالیٰ کی پناہ! یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیوں کہ نبی ﷺ نے اس کردار کے حامل کو لوگوں میں سب سے بدترانسان قرار دیا۔

راوي الحديث: الحديث الأول: متفق عليه: أولا: الحديث برمته ولفظه أخرجه مسلم: (ج٤/٢٠٣١، ح٢٦٣٨) ثانيا: صاحبا الصحيح خرَّجا الحديث مجزَّأ، حيث لم يحمله سياق متحِّد، على النحو التالي: "من قوله: الناس معادن.....إلى: إذا فقهوا"أخرجه: البخاري: (ج٤/١٤٠، ح٣٣٥٣) (ج٤/١٤٧، ح٣٣٧٤)(ج٤/١٤٠، ح٣٣٥٣)(ج٤/١٤٧، ح٣٣٧٤)(ج٤/١٤٩، ح٣٣٨٣)(ج٤/١٩٦، ح٣٥٨٧)(ج٦/٧٦، ح٤٦٨٩). ومسلم(ج٦/٤٦٨٩،٧٦). وأما في قوله: " والأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَة .....إلى آخر الحديث" فأخرجه البخاري من حديث عائشة: (ج٤/١٣٣، ح٣٣٣٦). الحديث الثاني: متفق عليه: أخرجه البخاري: (ج٤/١٧٨، ح٣٤٩٣-٣٤٩٤)(ج٤/٢٧٨، ح٣٤٩٥) مسلم: (ج٤/١٩٥٨، ح٢٥٢٦][١٩٩])

التخريج: أبوهريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مَعَادِن : جمع معدن، وهو الشيء المستقر في الأرض، وكما يكون نفيسا، يحصل وأن يكون خسيسا، وكذلك الناس يظهر من بعضهم ما في أصله من خسة وشرف.
- خِيَارُهُم فِي الجَاهِلِيَّة : أشرافهم فيها. والجاهلية: ما قبل الإسلام، سموا بذلك لكثرة جهالاتهم.
- فَقُهُوا : صار الفقه لهم سجية. ويجوز كسر القاف، ويكون المعنى: علموا الأحكام الشرعية.
- جُنُودٌ مُجَنَّدَة : جموع مجتمعة وأنواع مختلفة.
- فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائتَلَف : قال الخطابي: يحتمل أن يكون إشارة إلى معنى التشاكل في الخير والشر، فالخَيِّر يَحِنُّ إلى شكله، والشرِّير إلى نظيره.
- تَجِدُون النَّاسَ مَعَادِن : أي ذوي أصول ينتسبون إليها ويتفاخرون بها.
- فِي هَذَا الشَّأْن : أي في الإمارة والخلافة.

فوائد الحديث:

١. مناقب الجاهلية لا يعتد بها إلا إذا أسلم أصحابها وتفقهوا في الدين وعملوا الصالحات.
٢. تتعارف الأرواح بحسب الطباع التي جُبِلت عليها من خير أو شر، فإذا اتفقت تعارفت، وإن اختلفت تناكرت.
٣. يستفاد من الحديث أن الإنسان إذا وجد من نفسه نفرة عن ذي فضل وصلاح، فينبغي أن يبحث عن المقتضي لذلك ليسعى في إزالته فيتخلص من الوصف المذموم وكذا عكسه.
٤. تتعارف الأرواح بحسب الطباع التي جُبِلَت عليها، ولكن ينبغي تهذيب النفس لتحب وتألف المؤمنين الصالحين، وتنفر وتفر من الكافرين والمشركين والمبتدعين.
٥. العلم والشرف هو الذي يصقل معدن الناس لا الشرف والمال.
٦. بيان تقسيم الناس إلى مراتب من حيث حسبهم.
٧. أعلى مراتب الشرف الإسلامي الفقه في الدين.
٨. كراهية تولي الإمارة.
٩. تحريم المداهنة والمخادعة، وهو الذي يأتي هؤلاء بوجه، وهؤلاء بوجه.

المصادر والمراجع:

الرقم الموحد: (6367)

انتهيت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يخطب

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، درآں حالے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

١٥٤٣. الحديث:

عن أبي رِفَاعَةَ تَمِيم بن أُسَيدٍ -رضي الله عنه- قَالَ: انتهيتُ إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وهو يَخطبُ، فَقُلتُ: يَا رسولَ اللهِ، رَجُلٌ غَرِيبٌ جاءَ يَسأَلُ عن دِينِهِ لا يَدرِي مَا دِينُهُ؟، فَأَقْبَلَ عليَّ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وتَرَكَ خُطبَتَهُ حتى انتَهَى إليَّ، فأُتِيَ بِكُرسِيٍّ، فَقَعَدَ عليه، وجَعَلَ يُعَلِّمُنِي ممّا عَلَّمَهُ اللهُ، ثم أتى خُطبتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا.

١٥٤٣. حدیث:

"ابو رفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوا، درآں حالے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مسافر دین کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے، اُسے نہیں معلوم کہ دین کیا ہے؟ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے، یہاں تک کہ میرے پاس آ گئے۔ پھر ایک کرسی لائی گئی آپ صلی اللہ علیہ و سلم اُس پر تشریف فرما ہوئے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم دیا تھا، اُس کی مجھے تعلیم دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنا خطبہ پورا کیا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من تواضع الرسول عليه الصلاة والسلام أنه جاءه رجل وهو يخطب الناس، فقال: رجل غريب جاء يسأل عن دينه فأقبل إليه النبي -صلى الله عليه وسلم- وقطع خطبته حتى انتهى إليه، ثم جيء إليه بكرسي، فجعل يعلم هذا الرجل، لأن هذا الرجل جاء مشفقاً محباً للعلم، يريد أن يعلم دينه حتى يعمل به فأقبل إليه النبي عليه الصلاة والسلام وقطع الخطبة وعلمه، ثم بعد ذلك أكمل خطبته.

اجمالی معنی:

یہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا کمال تواضع تھا کہ ایک شخص اس وقت آپ کی خدمت میں آیا، جب آپ صلی اللہ علیہ و سلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میں ایک مسافر آدمی ہوں، جو اپنے دین کے بارے پوچھنا چاہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ و سلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے لیے ایک کرسی لائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم (اس پر تشریف فرما ہو کر) اس شخص کو تعلیم دینے لگے؛ کیونکہ وہ شخص علم کی چاہت و محبت لے کر آیا تھا اور خواہش رکھتا تھا کہ دین کو سیکھے، تاکہ اس پر عمل کر سکے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ کر اسے تعلیم دی اور پھر بعد میں اپنا خطبہ مکمل کیا۔

راوي الحديث: رواه مسلم بزيادة: بكرسي حسبت قوائمه حديداً.

التخريج: أبو رفاعة تميم بن أسيد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يخطب : خطبة الجمعة.
- يسأل عن دينه : عما يلزمه من أحكام دينه.

فوائد الحديث:

١. كمال تواضعه -صلى الله عليه وسلم- ورفقه بالمسلمين، وكمال شفقته عليهم وخفض جناحه لهم.
٢. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على تعليم الناس أمور دينهم.
٣. من جهل شيئاً من أمر دينه ينبغي عليه سؤال أهل العلم.

٤. جواز قطع الخطبة إذا كان الداعي أولى من الاستمرار.
٥. المبادرة إلى المستفتي، وتقديم أهم الأمور فأهمها.
٦. جواز إعطاء الدروس وإلقاء المحاضرات وتعليم الناس على كرسي.
٧. من قطع خطبته أتمها إذا عاد إليها، ولا يعيدها من أولها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5656)

إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا - أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، واحْمِدا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ

جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ- یا فرمایا جب تم سونے کے لیے جاؤ- تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ پڑھ لینا۔

١٥٤٤. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له ولفاطمة: «إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا - أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلاَثًا وَثَلاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، واحْمِدا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ» وفي روايةٍ: التَّسْبِيحُ أَرْبعًا وثلاثينَ، وفي روايةٍ: التَّكْبِيرُ أَرْبَعًا وَثَلاَثينَ.

١٥٤٤. حدیث :

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ "جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ- یا فرمایا جب تم سونے کے لیے جاؤ- تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ (۳۳) سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ (۳۳) الحمد للہ پڑھ لینا"۔ ایک دیگر روایت میں ہے تسبیح (سبحان اللہ) چونتیس (۳٤) مرتبہ جب کہ ایک روایت میں تکبیر (اللہ اکبر) چونتیس (۳٤) مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

اشتكت فاطمة إلى النبي صلى الله عليه وسلم ما تجده من الرحى (أداة لطحن الحب) وطلبت من أبيها خادما فقال صلى الله عليه وسلم: " ألا أدلكما على ما هو خير من الخادم؟" ثم أرشدهما إلى هذا الذكر: أنهما إذا أويا إلى فراشهما وأخذا مضجعيهما: يسبحان ثلاثة وثلاثين، ويحمدان ثلاثة وثلاثين، ويكبران أربعة وثلاثين. ثم قال عليه الصلاة والسلام: فهذا خير لكما من الخادم؛ وعلى هذا: فيسن للإنسان إذا أخذ مضجعه لينام أن يسبح ثلاثة وثلاثين، ويحمد ثلاثة وثلاثين، ويكبر أربعة وثلاثين فهذه مائة مرة، فإن هذا مما يعين الإنسان في قضاء حاجاته كما أنه أيضا إذا نام فإنه ينام على ذكر الله عز وجل.

اجمالی معنیٰ :

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے چکّی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی اور اپنے والد سے ایک خادم مانگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : کیا میں تم دونوں کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو خادم سے بہتر ہے؟ پھر اس ذکر کی طرف دونوں کی رہنمائی فرمائی۔ بایں طور کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ اور سونے لگو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس (۳٤) مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ اسی لیے انسان جب سونے کے لیے بستر پر جائے تو اس کے لیے تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ، تینتیس (۳۳) بار الحمد للہ اور چونتیس (۳٤) بار اللہ اکبر - یہ کُل ۱۰۰ بار- کہنا مسنون ہے۔ یہ انسان کی ضروریات پوری کرنے میں مدد ومعاون ہیں ساتھ ہی یہ سوتے وقت بھی مفید ہیں کہ انسان اللہ کا ذکر کرکے سوتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه أما رواية أن التسبيح أربع وثلاثون فراوها البخاري

التخريج: علي بن أبي طالب-رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- إذا أويتما إلى فراشكما : من أوى أي سكن ونزل ، والمعنى هنا دخل في فراشه ، وانزوى فيه
- أخذتما مضاجعكما : أي: إذا أردتما النوم في الفراش أو مكان النوم والرقود
- مضاجعكما : جمع مضجع ، وهو مكان الاضطجاع والرقود
- الحمد لله : الحمد وصف المحمود بالكمال، مع المحبة والتعظيم

فوائد الحديث:

١. يستحب المداومة على هذا الذكر المبارك، حيث لم يترك علي رضي الله عنه هذه الوصية النبوية، المتضمنة لهذا الذكر المبارك حتى ليلة صفين.

٢. من واظب على هذا الذكر لم يصبه إعياء ، لأن فاطمة-رضي الله عنها- شكت التعب من العمل فأحالها الرسول صلى الله عليه وسلم على ذلك ، وأخبرها أنه خير لها من خادم.

٣. استدل العلماء بهذا الحديث على وجوب خدمة المرأة لزوجها ، فإن فاطمة جاءت تشكو ما تلقى من الرحى مما تطحنه ، فدلها النبي صلى الله عليه وسلم على الاستعانة بالله ولم يسقط عنها خدمة زوجها.

٤. ينبغي على العبد أن يحث أهله على ما يحمل عليه نفسه من التقلل والزهد في الدنيا ، والقنوع بما أعده الله لأوليائه الصابرين ، وهذا ظاهر في توجيه النبي صلى الله عليه وسلم ابنته فاطمة وعليا إلى هذا الذكر عندما جاءته فاطمة تسأله خادما يعينها

٥. ذكر العدد هنا يدل على قصد العدد المذكور دون نقصان ، ومن ثم لا يجوز النقص على العدد الوارد

٦. في هذا الحديث فضيلة التسبيح والتكبير والتحميد قبل النوم، فينام المسلم وهو ذاكر لربه غير غافل.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (١٤٢٨ هـ). رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، (١٤٢٨هـ). شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، (١٤٢٦هـ). شرح صحيح البخارى لابن بطال، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، (ط٢)، مكتبة الرشد - السعودية، الرياض، (١٤٢٣هـ) صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢ه). صحيح مسلم، (د.ط)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت) كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، (١٤٣٠هـ). نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، (١٤٠٧هـ).

الرقم الموحد: (6076)

إِنَّ اللَّعَّانِين لا يَكُونُونَ شُفَعَاءَ, وَلا شُهَدَاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ	بہت زیادہ لعنت کرنے والے روزقیامت نہ سفارش کرنے والے ہوں گے اور نہ گواہی دینے والے ہوں گے۔
١٥٤٥. الحديث: عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إِنَّ اللَّعَّانِين لا يَكُونُونَ شُفَعَاءَ, وَلا شُهَدَاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ».	**١٥٤٥. حدیث:** ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بہت زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہی دینے والے نہیں ہوں گے اور نہ ہی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث التحذير من كثرة اللَّعن، وأنَّ من يكثر اللَّعن ليس له منزلة عند الله تعالى، ولا تقبل شفاعتهم في الدنيا؛ لأنهم غير عدول، والشهادة لا تقبل إلا من العدل، ولا تقبل شفاعتهم في إخوانهم لدخول الجنة ولا شهادتهم في الآخرة، وأيضاً لا تقبل شفاعتهم على الأمم السابقة في أن رسلهم بلغوا الرسالة.	**اجمالی معنی:** حدیث میں کثرت کے ساتھ لعن طعن کرنے سے ڈرایا گیا ہے اور یہ کہ ایسے شخص کی اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ دنیا میں ان کی شفاعت قبول نہیں کی جاتی، کیونکہ یہ لوگ غیر عادل ہیں اور گواہی صرف عادل شخص کی قبول کی جاتی ہے، اسی طرح ان کی شفاعت ان کے بھائیوں کے حق میں دخول جنت کے لئے بھی قبول نہیں کی جائے گی اور نہ ہی آخرت میں ان کی گواہی قبول ہوگی۔ نیز سابقہ امتوں پر ان کی گواہی بھی تسلیم نہیں کی جائے گی کہ ان کے رسولوں نے اللہ کے احکام کو کما حقہ پہنچا دیا تھا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو الدرداء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اللَّعَّانِين : جمع لَعَّان، واللعن: هو الطرد والإبعاد من رحمة الله، واللَّعَّان: هو كثير اللَّعن.
- شُفَعَاء : جمع شفيع، والشفيع هو الذي يُعِين صاحبُهُ في تحصيل مطلبه
- شُهَدَاء : جمع شهيد، بمعنى شاهد.
- يوم القيامة : يوم القيامة هو يوم البعث، سمي بهذا لأن الناس تقوم من قبورهم، وقيل غيره.

فوائد الحديث:

١. تحريم اللَّعن، وأن كثرته من كبائر الذنوب.
٢. نفى النبي صلى الله عليه وسلم عن مُكْثِرِ اللَّعن قبول شهادته بالتنبيه
٣. أنَّ كَثِير اللَّعن فاسق، لأنَّ شهادة المؤمن مقبولة وشهادة الفاسق مردودة، وكثير اللَّعن شهادته مردودة
٤. إثبات شفاعة المؤمنين يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم الألباني، ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5495)

المحتويات

أحاديث الفضائل والآداب ....

لا تَقُلْ عليك السلام؛ فإن عليك السلام تحيَّةَ المَوْتَى ١

عليک السلام نہ کہو۔ علیک السلام سے تو مردوں کو سلام کیا جاتا ہے۔ ١

لا تَقُلْ: عليك السلامُ، عليك السلامُ تَحِيَّةُ الموتى، قل: السلامُ عليك ٣

یوں نہ کہو کہ ''علیک السلام''، کیونکہ ''علیک السلام'' سے تو مُردوں کو سلام کیا جاتا ہے، اس کے بجائے ''السلام علیک'' کہو۔ ٣

لا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلا الدِّيبَاجَ، وَلا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهِمَا؛ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ ٦

ریشم و دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ہی ان سے بنی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ۔ یہ دنیا میں ان (کفار) کے لیے اور آخرت میں تمہارے لیے ہیں۔ .. ٦

لا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ؛ فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ ٨

ریشم نہ پہنو۔ اس لیے کہ جس نے دنیا میں اسے پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔ ٨

لا تُقَارِنُوا، فإنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- نهى عن القِرَانِ، ثم يقولُ: إلا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرجلُ أَخَاهُ. ٩

دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے۔ پھر فرمایا: سوائے اس صورت کے، جب اس کو کھانے والا شخص اپنے ساتھی سے (جو کھانے میں شریک ہے) اس کی اجازت لے لے۔ ٩

لا تُكْثِرُوا الكلام بغير ذِكْرِ الله؛ فإن كَثْرَة الكلام بغير ذِكْرِ الله تعالى قَسْوَةٌ للقلب؛ وإن أَبْعَدَ الناس من الله القَلْبُ القَاسِي ١١

"ذکرِ الٰہی کے سوا زیادہ باتیں نہ کرو، اس لیے کہ ذکرِ الٰہی کے علاوہ زیادہ باتیں دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل (والا انسان) ہے۔" ١١

لا تُمارِ أخاكَ، ولا تُمازِحْه، ولا تَعِدْهُ مَوعِداً فَتُخْلِفَه ١٣

اپنے بھائی سے مت جھگڑو، نہ اس سے ہنسی مذاق کرو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو، جس کی تم خلاف ورزی کرو۔ ١٣

لا تبدؤوا اليهود والنصارى بالسلام, وإذا لقيتموهم في طريق, فاضطروهم إلى أضيقه ١٤

یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب ان میں سے کسی سے تمہارا آمنا سامنا ہو جائے، تو اسے تنگ راستے کی جانب جانے پر مجبور کر دو۔ ١٤

لا تجعلوا بيوتكم قبورا، ولا تجعلوا قبري عيدا، وصلوا عليّ فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم ١٦

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ۔ مجھ پر درود بھیجو۔ تمہارا بھیجا گیا درود مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو۔ ١٦

لا تدعوا على أنفسكم؛ ولا تدعوا على أولادكم، ولا تدعوا على أموالكم، لا توافقوا من الله ساعة يسأل فيها عطاء فيستجيب لكم ١٨

نہ تم اپنے خلاف بد دعا کرو اور نہ اپنے مال و اولاد پر۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری بد دعا کا وقت اللہ کی طرف سے قبولیت کا ہو اور وہ تمہاری بد دعا قبول کر لے۔ ١٨

لا تصاحب إلا مؤمنًا، ولا يأكل طعامك إلا تقيٌّ ١٩

مومن کے سوا کسی کو ساتھی نہ بناؤ اور تمہارا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی اور نہ کھائے۔ ١٩

لا تصاحبنا ناقة عليها لعنة ٢١

ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ چلے، جس پر لعنت کی گئی ہے ٢١

لا تكونن إن استطعت أول من يدخل السوق، ولا آخر من يخرج منها، فإنها معركة الشيطان، وبها ينصب رايته ٢٢

مقدور بھر کوشش کرو کہ بازار میں پہلے داخل ہونے والے اور بعد میں نکلنے والوں میں سے نہ بنو، کیوں کہ بازار شیطان کے فتنے کی جگہ ہے اور وہ وہاں اپنا جھنڈا نصب کرتا ہے۔ ٢٢

لا تلاعنوا بلعنة الله، ولا بغضبه، ولا بالنار ٢٤

آپس میں ایک دوسرے کے لیے نہ تو اللہ کی لعنت کی بد دعا کرو اور نہ اللہ کے غضب کی اور نہ جہنم میں جانے کی بد دعا کرو۔ ٢٤

لا يَجزي ولدٌ والدًا إلا أن يَجده مملوكًا، فيَشتريه فيُعتِقه ٢٥

کوئی بھی بچہ اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتا ہاں (ایک صورت ہے) اگر وہ اسے کسی کی غلامی میں پائے تو اسے خریدے اور آزاد کر دے۔ ٢٥

لا يَمُوتَنَّ أحدُكم إلا وهو يُحسنُ الظَّن بالله -عز وجل- ٢٦

تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔ ٢٦

لا يَمُوتُ لأحَدٍ من المسلمين ثلاثة من الوَلَد لا تَمَسُّه النَّار إلا تَحِلَّة القَسَم ٢٧

جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، مگر قسم پوری کرنے کے لیے آگ پر سے گزرے گا ٢٧

لا يَنظر الرَّجُل إلى عَوْرَة الرجل، ولا المرأة إلى عَوْرَة المرأة، ولا يُفْضِي الرَّجُل إلى الرَّجُل في ثوب واحد، ولا تُفْضِي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد ٢٨

مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے اور نہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔ ٢٨

لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مَسِيرَةَ يومٍ وليلةٍ ليس معها حُرْمَةٌ ٣٠

کسی خاتون کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ ایک دن رات کا سفر بغیر کسی محرم کے کرے۔ ٣٠

لا يدخل الجنة خِبٌّ، ولا بخيل، ولا سَيِّئُ المَلَكَة ٣٢

دھوکہ باز، کنجوس اور اپنے مملوک کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ٣٢

لا يدخل الجنة قَتَّات ٣٣

جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔ ٣٣

لا يدخل الجنة قاطع ٣٤

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ٣٤

لا يرد الدعاء بين الأذان والإقامة ٣٥

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔ ٣٥

لا يشربَنَّ أحد منكم قائمًا ٣٦

تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر ہرگز نہ پیے۔ ٣٦

لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه، ثم يجلس فيه، ولكن تفسحوا، وتوسعوا ٣٧

کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر اس کی جگہ بیٹھ جائے بلکہ (دوسروں کے لیے) کشادگی اور گنجائش پیدا کرو (تاکہ دوسرے لوگ بھی وہاں بیٹھ سکیں)۔ ..٣٧

لا يلدغ المؤمن من جحر واحد مرتين ٣٨

مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ ٣٨

لا يمسكن أحدكم ذكره بيمينه وهو يبول ولا يتمسح من الخلاء بيمينه ولا يتنفس في الإناء ٣٩

تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرتے وقت دائیں ہاتھ سے اپنے عضوِ مخصوص کو نہ پکڑے، اور نہ قضائے حاجت کے بعد اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے ٣٩

لا يمش أحدكم في نعل واحدة، ولِيُنْعِلهما جميعًا، أو ليخلعهما جميعًا ٤١

تم میں سے کوئی شخص ایک ہی جوتا پہن کر نہ چلے؛ یا تو دونوں جوتے پہن لے یا دونوں ہی اتار دے۔ ٤١

لا ينظر الله إلى من جر ثوبه خيلاء ٤٢

اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا، جو اپنا کپڑا تکبر و غرور سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔ ٤٢

لا يؤمنُ أحدُكم حتى يحبَّ لأخيه ما يحبُّ لنفسِه ٤٤

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لئے کرتا ہے۔ ٤٤

لأَكُونَنَّ بَوَّابَ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلّم- اليَومَ، فجَاءَ أَبُو بَكر -رضِيَ الله عنْهُ- فَدَفَعَ البَابَ، فقُلتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فقُلتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبتُ، فَقُلْتُ: يَا رسُولَ الله، هَذَا أَبُو بكرٍ يَسْتَأْذِنُ، فقالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ ٤٦

میں آج رسول اللہ ﷺ کے دربان کی ذمہ داری سر انجام دوں گا۔ کچھ دیر کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے دروازے کو دھکیلا، تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ابو بکر!۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابو بکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ ٤٦
لقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَظَلُّ اليومَ يَلْتَوِي ما يجدُ من الدَّقَلِ ما يَمْلأُ به بَطنه ٥١
میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سارا دن بھوک سے بے قرار رہتے اور آپ ﷺ کو ردی کھجور بھی نہ ملتی کہ جس سے اپنا پیٹ بھر لیں۔ ٥١
لقد رأيت سبعين من أهل الصُّفَّةِ، ما منهم رجل عليه رداء ٥٣
میں نے ستر (٧٠) اصحاب صفہ کو دیکھا جن میں سے کسی ایک کے بدن پر بھی چادر نہ تھی۔ ٥٣
لقد قُلْتِ كلِمَة لو مُزِجَت بماء البحر لَمَزَجَتْهُ! ٥٥
تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو وہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے ٥٥
لقد كنت على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- غلامًا، فكنت أحفظ عنه، فما يمنعني من القول إلا أن هاهنا رجالا هم أسن مني....... ٥٧
میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک نو عمر لڑکا تھا اور میں آپ ﷺ سے (سن کر) یاد کر لیا کرتا تھا۔ (ان احادیث کو) بیان کرنے میں میرے لیے سوائے اس کے کوئی شے مانع نہیں ہوتی تھی کہ یہاں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں، جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔ ٥٧
للهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ، سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ، وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلاَة ٥٩
اللہ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اس کا وہ اونٹ اچانک مل جائے جسے بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں گم کر بیٹھا ہو۔... ٥٩
لله تسعة وتسعون اسما، مائة إلا واحدا، لا يحفظها أحد إلا دخل الجنة، وهو وتر يحب الوتر ٦١
اللہ کے ننانوے، ایک کم سو نام ہیں، جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور اللہ وتر (طاق) ہے، وتر کو پسند کرتا ہے ٦١
لم يبقَ من النُّبوَّةِ إلا المُبَشِّرَاتُ ٦٣
نبوت کے آثار میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے سوائے بشرات کے۔ ٦٣
لما عُرِجَ بي مَرَرْتُ بقوم لهم أظْفَارٌ من نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُم فقلت: مَنْ هؤُلاءِ يا جِبْرِيل؟ قال: هؤلاء الذين يَأْكُلُونَ لحُوم الناس، ويَقَعُون في أَعْرَاضِهم ٦٤
جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی عزتوں سے کھیلتے تھے۔ ٦٤
لو أن لابنِ آدمَ واديًا من ذَهَبٍ أَحَبَّ أن يكونَ له واديانِ، ولَنْ يملأَ فَاهُ إلا الترابُ، ويَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ ٦٦
اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو، تو چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول کرتا ہے ٦٦
لو أنكم توكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير، تغدو خماصا، وتروح بطانا ٦٨
اگر تم اللہ پر ویسے بھروسہ کرتے ہوتے جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں ایسے رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ حال واپس آتے ہیں۔ ٦٨
لو كان لي مِثْلُ أحدٍ ذهبًا، لسرني أن لا تمر عليَّ ثلاث ليالٍ وعندي منه شيءٌ إلا شيء أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ ٧٠
اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو میں یہ چاہوں گا کہ میرے اوپر تین راتیں اس حال میں نہ گزریں کہ میرے پاس اس (سونے) میں سے کوئی شے بچی پڑی ہو۔ سوا اس کے، جسے میں کسی قرض دینے کے لیے رکھ چھوڑوں۔ ٧٠
لو كانت الدنيا تَعدل عند الله جَناح بَعوضة، ما سقى كافرا منها شربة ماء ٧٢
اگر دنیا اللہ کے ہاں مچھر کے پَر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو وہ کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ ٧٢
لو يَعلمُ المؤمنُ ما عند الله من العقوبة، ما طَمِع بجَنَّته أحدٌ، ولو يَعلمُ الكافرُ ما عند الله من الرحمة، ما قَنَط من جَنَّته أحد ٧٤

"اگر مومن یہ جان لے کہ اللہ کے یہاں کس قدر عذاب ہے، تو کوئی اس کی جنت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر یہ جان لے کہ اللہ کی رحمت کس قدر ہے، تو کوئی اس کی جنت سے ناامید نہ ہو۔" ٧٤
ليس الشديد بالصُّرَعة, إنما الشديد الذي يملك نفسه عند الغضب ٧٦
طاقتور وہ نہیں جو پہلوان ہو بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔ ٧٦
ليس الغِنَى عن كَثْرَة العَرَض، ولكن الغِنَى غنى النفس ٧٧
امیری سامان کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ حقیقی امیری تو دل کی امیری کا نام ہے۔ ٧٧
ليس المسكين الذي ترده التمرة والتمرتان، ولا اللقمة واللقمتان إنما المسكين الذي يتعفف ٧٨
مسکین وہ نہیں، جسے ایک دو کھجوریں یا ایک دو لقمے ہی واپس لوٹا دیتے ہیں، بلکہ مسکین تو وہ ہے، جو سوال نہیں کرتا۔ ٧٨
ليس المؤمن بالطَّعَّان ولا اللعَّان ولا الفاحش ولا البذيء ٨٠
مومن طعنہ مارنے والا، لعنت کرنے والا، بے حیاء اور فحش گو نہیں ہوتا ہے۔ ٨٠
ليس لابن آدم حقٌّ في سِوَى هذه الخِصال: بيتٌ يسكنُه، وثوبٌ يُواري عَوْرتَه، وجِلْفُ الخُبزِ والماء ٨٢
(دنیا کی چیزوں میں سے) ابن آدم کا حق سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس کے لیے ایک گھر ہو جس میں وہ زندگی بسر کر سکے اور اتنا کپڑا ہو جس سے وہ اپنا ستر ڈھانپ سکے اور روٹی اور پانی کے لیے برتن ہوں جن سے وہ کھانے پینے کا جتن کر سکے (یا روکھی روٹی اور پانی ہو)۔ ٨٢
ليس من عبد يقع في الطاعون فيمكث في بلده صابرا محتسبا يعلم أنه لايصيبه إلا ما كتب الله له إلا كان له مثل أجر الشهيد ٨٤
جو شخص طاعون کے مرض میں مبتلا ہوا اور صبر اور اجر و ثواب کی نیت رکھتے ہوئے وہ اپنے علاقے میں ہی مقیم رہا، یہ یقین رکھا کہ اسے صرف وہی تکلیف پہنچے گی، جو اللہ نے اس کے لیے لکھ رکھی ہے، تو اسے شہید کے اجر کے مساوی اجر ملے گا۔ ٨٤
ليس من نفسٍ تقتل ظلمًا إلا كان على ابن آدم الأول كِفْلٌ من دمها؛ لأنه كان أول من سن القتل ٨٦
جو شخص بھی ظلماً قتل کر دیا جاتا ہے، اس کے قتل کے گناہ کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی جاتا ہے؛ کیونکہ قتل ناحق کی ریت اسی نے ڈالی تھی۔ ٨٦
ليس منا من لم يرحم صغيرنا، ويعرف شرف كبيرنا ٨٨
وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کے شرف و فضل کو نہیں پہچانتا ٨٨
ليسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير ٩٠
چھوٹا بڑے کو، راہ گیر بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ ٩٠
لئن كنت كما قلت، فكأنما تُسِفُّهُمْ الْمَلَّ ، ولا يزال معك من الله ظهير عليهم ما دمت على ذلك ٩١
اگر تم ویسے ہی ہو، جیسا تم نے بتایا ہے، تو گویا تم انھیں گرم گرم راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس حالت پر رہو گے، اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ ایک مددگار متعین رہے گا۔ ٩١
مَرّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ، فقالَ: واللهِ لأُنَحِّيَنَّ هَذَا عَنِ المسلمينَ لَا يُؤْذِيهِمْ، فَأُدْخِلَ الجَنَّةَ ٩٣
ایک آدمی راستے میں پڑے درخت کی ایک شاخ کے پاس سے گزرا اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے ضرور ہٹاؤں گا تاکہ یہ مسلمانوں کو تکلیف نہ دے۔ اس نیکی کی وجہ سے وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔ ٩٣
مَرَرْتُ على رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وفي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فقال: يا عبدَ اللهِ، ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَرَفَعْتُهُ ثم قال: زِدْ، فَزِدْتُ، فما زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ، فقال بعضُ القَوْمِ: إلى أين؟ فقال: إلى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ ٩٥
میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ میری ازار لٹک رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ! اپنی ازار اونچی کرو" میں نے اسے اوپر اٹھا لیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اور اٹھاؤ" میں نے اور اٹھائی، میں اپنی ازار اٹھاتا اور اس کا خیال کرتا رہا یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے کہا کہاں تک اٹھائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "آدھی پنڈلیوں تک"۔ ٩٥
مَنْ أَكَلَ طَعَامًا، فقال: الحمدُ للهِ الذي أَطْعَمَنِي هَذَا، وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ له ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. ٩٧

جس نے کھانا کھایا اور پھر اس نے کہا : ''الحمدُ للهِ الذي أَطْعَمَني هٰذا، وَرَزَقَنِيهِ مِن غَيرِ حَوْلٍ مِنّي وَلَا قُوَّةٍ'' ۔ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھلایا اور بغیر کسی کد و کاوش کے مجھے یہ عنایت کیا'' ۔ اسے کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں ۔ ٩٧

مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ ٩٩

اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی ۔ ٩٩

مَنْ ترك اللباسَ تَوَاضُعًا لله، وهو يقدر عليه، دعاه اللهُ يومَ القيامةِ على رُؤُوسِ الخَلَائِقِ حتى يُخَيِّرُهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا ١٠٠

جو شخص اللہ کے حضور تواضع اختیار کرتے ہوئے قیمتی لباس چھوڑ دیتا ہے ، حالاں کہ وہ اسے پہن سکتا ہو ، تو روز قیامت اللہ اسے یہ اختیار دینے کے لیے سب کے سامنے بلائے گا کہ وہ جنتی لوگوں کے لباس میں سے جس لباس کو چاہے ، پہن لے ۔ ١٠٠

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ١٠٢

"جو شخص اپنے بھائی کی عزت (اس کی غیر موجودگی میں) بچائے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے ، بچائے گا" ۔ ١٠٢

مَنْ ضَرب غُلامًا له حَدًّا لم يأته، أو لَطَمَه فإن كَفْارَتَه أن يُعْتِقَه ١٠٤

"جس نے اپنے غلام کو کسی ناکردہ جرم کی پاداش میں مارا یا اسے طمانچہ رسید کیا ، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کر دے ۔" ١٠٤

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يوم مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ١٠٥

جس نے "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" سو مرتبہ کہا ، اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں ، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں ۔ ١٠٥

مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ ١٠٧

جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمات کہے : [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ، وہ اکیلا ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں ، اسی کے لیے بادشاہت اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں ، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔'' تو اس کا یہ عمل اس شخص کی طرح ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کیے ۔'' ١٠٧

مَنْ لَا يَرْحَم لَا يُرْحَمُ! ١٠٩

جو رحم نہیں کرتا ، اس پر رحم نہیں کیا جاتا ! ١٠٩

مَنْ لا يَرْحَمُ النَّاسَ لا يَرْحَمُهُ اللهُ ١١١

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا ، اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا ۔ ١١١

مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، أَوْ لِيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ؛ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ المُسْلِمِينَ منها بِشَيْءٍ ١١٢

جو شخص ہماری مسجدوں یا ہمارے بازاروں میں سے کہیں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیے کہ انہیں تھامے رکھے یا پھر اپنی ہتھیلی سے ان کے پھلوں (پیکان) کو پکڑے رکھے تاکہ مسلمانوں میں سے کسی کو ان سے کچھ گزند نہ پہنچے ۔ ١١٢

مَنْ يُرِدْ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ١١٤

جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے ۔ ١١٤

مَن خَافَ أَدْلَجَ، ومَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ المنْزِلَ، أَلَا إِنّ سِلْعَةَ اللهِ غَالِيَةٌ، أَلَا إِنّ سِلْعَةَ اللهِ الجَنَّةُ ١١٥

جسے (دشمن کے حملہ آور ہونے کا) خوف ہوتا ہے وہ اولین شب ہی میں سفر پر نکل پڑتا ہے اور جو رات کے ابتدائی حصے ہی میں سفر کا آغاز کر دیتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے ۔ آگاہ رہو کہ اللہ کا سودا گراں قیمت ہے ، جان لو کہ اللہ کا سودا جنت ہے ۔ ١١٥

مَن نَفَّسَ عن مؤمنٍ كُرْبَةً من كُرَبِ الدُّنيا نَفَّسَ اللهُ عنه كُرْبَةً من كُرَبِ يومِ القِيَامَة، ومن يَسَّرَ على مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عليه في الدُّنيا والآخرةِ، ومن سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ في الدُّنيا والآخرةِ ١١٦

جس نے کسی مومن کی دنیاوی مصیبت کو دور کیا ، اللہ تعالی قیامت کے مصائب میں سے اس کی کسی بڑی مصیبت کو دور کر دے گا ۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی ، اللہ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی کرے گا ۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی ، اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا ۔ ١١٦

ما الدنيا في الآخرة إلا مِثْل ما يجعل أحدكم أُصْبُعَهُ في اليَمِّ، فلينظر بِمَ يَرْجِع ١١٩
آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر (نکال کر) دیکھے کہ وہ سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لائی ہے! ١١٩
ما أكرم شاب شيخا لسنه إلا قيض الله له من يكرمه عند سنه ١٢١
جو جوان کسی بوڑھے کا اس کے بڑھاپے کی وجہ سے احترام کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے لوگوں کو مقرر فرما دے گا، جو اس عمر میں (یعنی بڑھاپے میں) اس کا احترام کریں۔ ١٢١
ما زالت الملائكة تظله بأجنحتها ١٢٣
ابھی تک فرشتوں نے ان پر اپنے پروں سے سایہ کر رکھا ہے۔ ١٢٣
ما سُئل رسول الله - صلى الله عليه وسلم- شيئا قطُّ، فقال: لا ١٢٥
ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے جواب میں ''نہیں'' فرمایا ہو ١٢٥
ما سمعت عمر -رضي الله عنه- يقول لشيء قط: إني لأظنه كذا، إلا كان كما يظن ١٢٨
میں نے جب بھی عمر رضی اللہ عنہ کو (کسی مسئلے میں رائے دیتے ہوئے) یہ کہتے سنا کہ ''میرے خیال میں یہ ایسے ہے تو وہ بات ویسے ہی نکلتی جیسے آپ کا خیال ہوتا''۔ ١٢٨
ما عَابَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ ١٢٩
رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ ﷺ کو وہ اچھا لگتا تو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے تھے۔ ١٢٩
ما على الأرض مسلم يدعو الله تعالى بدعوة إلا آتاه الله إياها، أو صرف عنه من السوء مثلها، ما لم يدع بإثم، أو قطيعة رحم ١٣٠
روئے زمین پر موجود کوئی بھی مسلمان اللہ سے کوئی بھی دعا مانگے تو اللہ تعالی اسے اس کی مراد عنایت کر دیتے ہیں یا پھر اس کے بدلے میں اس طرح کی کوئی مصیبت اس سے ٹال دیتے ہیں بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ ١٣٠
ما لكم ولمجالس الصُّعُدَاتِ؟ اجتنبوا مجالس الصُّعُدَاتِ ١٣٢
تم لوگوں کو کیا ہوا ہے جو راستے میں مجلسیں جمائے بیٹھے رہتے ہو؟ راستوں میں مجلسیں جمانے سے بچو۔ ١٣٢
ما ملأ آدميٌّ وعاءً شرًّا من بطن، بحسب ابن آدم أكلات يقمن صلبه، فإن كان لا محالة، فثلث لطعامه، وثلث لشرابه، وثلث لنفسه ١٣٤
کسی انسان نے اپنے پیٹ سے بُرا برتن کبھی نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند نوالے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھیں اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو ایک تہائی حصہ (پیٹ) کھانے کے لیے، ایک تہائی حصہ پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے مختص کر دے۔ ١٣٤
ما من قَوْمٍ يَقُومُونَ من مجلس لا يَذْكُرُون الله تعالى فيه، إلا قاموا عن مثل جِيفَةِ حمار، وكان لهم حَسْرَةً ١٣٦
جو لوگ کسی مجلس سے اٹھیں اور اس مجلس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو ان کا وہاں سے اٹھنا ایسے ہے جیسے وہ مردہ گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس (روزِقیامت) ان کے لیے حسرت ہوگی۔ ١٣٦
ما نقص مال عبد من صدقة، ولا ظلم عبد مظلمة صبر عليها إلا زاده الله عزا، ولا فتح عبد باب مسألة إلا فتح الله عليه باب فقر ١٣٨
کسی بندے کا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ اس ظلم و زیادتی پر صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جس شخص نے اپنے نفس پر سوال کا دروازہ کھولا (یعنی بلاضرورت مانگا)، اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ١٣٨
ما يَسُرُّنِي أن عندي مثل أُحُدٍ هذا ذهبًا تمضي عليَّ ثلاثة أيام وعندي منه دينارٌ، إلا شيء أرصده لِدَيْنٍ، إلا أن أقولَ به في عباد الله هكذا وهكذا وهكذا ١٤١
مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، پھر مجھ پر تین دن گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی موجود ہو، ماسوا اس شے کے جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال کر رکھ لوں۔ اس کے سوا جتنا کچھ بھی ہو میں اسے اللہ کے بندوں میں اس طرح، اس طرح اور اس طرح تقسیم کر دوں ١٤١
ما يُصيب المسلم من نَصب، ولا وَصَب، ولا هَمٍّ، ولا حَزن، ولا أَذى، ولا غَمٍّ، حتى الشوكة يُشاكها إلا كفر الله بها من خطاياه ١٤٥
ایک مسلمان کو جو بھی تھکان، مرض، پریشانی، صدمہ، تکلیف یا غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ١٤٥

مثل الذي يَذْكُر رَبَّهُ والذي لا يَذْكُره مثل الحيّ والميِّت ١٤٧
اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اسے یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ شخص کی سی ہے۔ ١٤٧
مرَّ علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ونحن نُعالج خُصًّا لنا ١٤٨
اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم اپنی جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے ١٤٨
من أحبَّ أن يُبْسَطَ عليه في رزقه، وأن يُنْسَأَ له في أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رحمه ١٥٠
جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کر دی جائے، تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔ ١٥٠
من أنْفَق زوْجَيْن في سَبيل الله نُودِي من أَبْوَاب الجنَّة، يا عبد الله هذا خَيْرٌ، فمن كان من أهل الصلاة دُعِي من باب الصلاة، ومن كان من أهل الجِهاد دُعِي من باب الجِهاد ١٥٢
جو اللہ کے راستے میں دوہری چیز خرچ کرے گا اسے جنت کے دروازوں پر سے پکار پکار کر کہا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے۔ پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا ١٥٢
من تَسَمَّع حديث قوم، وهم له كارهون، صُبَّ في أذنيه الآنُكُ يوم القيامة ١٥٤
جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کے لیے کان لگائے، جو اسے پسند نہیں کرتے، تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ ١٥٤
من تَكَفَّلَ لي أن لا يسأل الناس شيئًا، وأَتَكَفَّلُ له بالجنة؟ ١٥٦
کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا اور میں اسے جنت کی ضمانت دوں؟۔ ١٥٦
من خَرج في طلب العلم فهو في سَبِيلِ الله حتى يرجع ١٥٨
جو شخص طلب علم میں (اپنے گھر سے) نکلتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے۔ ١٥٨
من دلَّ على خير، فله مثل أجر فاعله ١٥٩
جس شخص نے نیکی کی طرف رہنمائی کی تو اس کو اس نیکی کا کام کرنے والے کے مثل اجر ملے گا۔ ١٥٩
من ذا الذي يتألى عليَّ أن لا أغفر لفلان؟ إني قد غفرت له، وأحبطت عملك ١٦٠
یہ کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں کروں گا؟ میں نے اس کی مغفرت کر دی ہے اور تیرے اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔ ١٦٠
من رآني في المنام فَسَيَرَانِي في اليقظة -أو كأنما رآني في الْيَقَظَةِ- لا يَتَمَثَّلُ الشيطان بي ١٦٢
جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے جاگتے ہوئے بھی عنقریب دیکھے گا، یا یوں کہا کہ گویا اس نے مجھے جاگتے ہوئے دیکھا، اور شیطان میری شکل میں نہیں آ سکتا۔ ١٦٢
من سَرَّه أن يَنْظَر إلى رجُل من أهل الجنَّة فَلْيَنْظر إلى هذا ١٦٥
جس شخص کو کوئی جنتی دیکھنا پسند ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے ١٦٥
من عاد مريضًا أو زار أخًا له في الله، ناداه مناد: بأن طبت، وطاب ممشاك، وتبوأت من الجنة منزلًا ١٦٨
جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے کسی دینی بھائی سے ملاقات کی، تو اس کو ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے: "تو خوش رہے، تیرا چلنا مبارک ہو اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا"۔ ١٦٨
من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة أنا وهو كهاتين ١٧٠
جس نے دو لڑکیوں کی پرورش و تربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے ١٧٠
من قال -يعني: إذا خرج من بيته-: بسم الله توكلت على الله، ولا حول ولا قوة إلا بالله، يقال له: هديت وكفيت ووقيت، وتنحى عنه الشيطان ١٧٢
جو شخص اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ کہے: "بِسمِ اللهِ تَوَكَّلتُ عَلَى اللهِ، وَلَا حول ولا قُوَّةَ إِلَّا بالله" تو (اس وقت) اس سے کہا جاتا ہے "تجھے ہدایت دے دی گئی، تیری طرف سے کفایت کر دی گئی اور تو بچا لیا گیا" اور (یہ سن کر) شیطان اس سے پرے ہٹ جاتا ہے۔ ١٧٢
من قال: أستغفر الله الذي لا إله إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه، غفرت ذنوبه، وإن كان قد فر من الزحف. ١٧٤

جو شخص یہ دعا پڑھے : أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ترجمہ : میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اسی سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اگرچہ وہ میدان جہاد سے ہی فرار کیوں نہ ہوا ہو۔ ١٧٤

من قال: سُبحان الله وبِحَمْدِه، غُرِسَتْ له نَخْلة في الجنة ١٧٦

جو شخص "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" کہے گا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا یا جائے گا۔ ١٧٦

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرًا أو ليصْمُت، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليُكْرِم جارَه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضَيْفَه ١٧٧

جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے، ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ١٧٧

من كَفَّ غضبه, كفَّ الله عنه عذابه ١٨٠

جو اپنے غصہ کو روک لے گا اللہ اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا۔ ١٨٠

من هَجَر أخَاه سَنَة فهو كَسَفْكِ دَمِهِ ١٨١

جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو اس کا ایسا کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ ١٨١

من وقاه الله شر ما بين لحييه، وشر ما بين رجليه دخل الجنة ١٨٢

جسے اللہ تعالی نے اس کے دونوں جبڑوں کے مابین موجود شے اور اس کے دونوں پاؤں کے مابین موجود شے کے شر سے بچا لیا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ ١٨٢

من يحرم الرفق، يحرم الخير كله ١٨٣

جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا ١٨٣

من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له الجنة ١٨٤

جو مجھے ان چیزوں کی ضمانت دیتا ہے، جو اس کے دونوں جبڑوں کے مابین ہے اور جو اس کے دونوں پاؤں کے مابین ہے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ١٨٤

نَهَى رَسُولُ الله عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلاَّ مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ، أَوْ ثَلاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ ١٨٥

رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے سوائے دو یا تین یا چار انگشت کے برابر۔ ١٨٥

نَهَى رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقاءِ أو القِرْبَةِ ١٨٦

رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے اور گھڑے کو منہ لگا کر اُن سے پانی پینے سے منع فرمایا۔ ١٨٦

نُهِينا عن التَّكَلُّف ١٨٧

ہمیں تکلّف سے منع کیا گیا ہے۔ ١٨٧

نهى رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- عن اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ ١٨٩

رسول اللہ ﷺ نے مشکوں کا منہ موڑ کر ان سے پانے پینے سے منع فرمایا۔ ١٨٩

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يتنفس في الإناء، أو ينفخ فيه ١٩٠

رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے ممانعت فرمائی ہے۔ ١٩٠

هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ به في النَّارِ مُنْذُ سبْعِينَ خَرِيفًا، فهو يَهْوِي فِي النَّارِ الآنَ حتى انتهى إلى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا ١٩٢

یہ ایک پتھر ہے، جو ستر سال پہلے دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور وہ لگاتار دوزخ میں گر رہا تھا، یہاں تک کہ اب اس کی تہ تک جا پہنچا ہے، جس کی گڑگڑاہٹ تم نے سنی۔ ١٩٢

هذا أَثْنَيْتُمْ عليه خيرا، فَوَجَبتْ له الجَنَّة، وهذا أَثْنَيْتُمْ عليه شَرًّا، فَوَجَبَتْ له النَّار، أنتم شُهداء الله في الأرض ١٩٤

یہ شخص جس کی تم نے اچھے الفاظ میں تعریف کی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور یہ شخص جس کی تم نے برے الفاظ میں تعریف کی، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ ١٩٤

هذا خَيرٌ من مِلءِ الأرض مثل هذا ١٩٦

یہ (فقیر) شخص اس (پہلے) شخص جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے بہتر ہے ١٩٦

هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم؟ ١٩٨

یہ تم میں سے کمزور لوگ ہی تو ہیں، جن کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے اور تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔ ١٩٨

وَاللهِ إني لأَسْتَغْفِرُ اللهَ وأَتُوبُ إليهِ في اليومِ أَكْثَرَ من سَبْعِينَ مَرَّةً ٢٠٠

اللہ کی قسم! میں دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ ٢٠٠

والذي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إنِّي لأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ وذَلِكَ أَنْ الجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إلا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ ٢٠١

اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں یقیناً امید رکھتا ہوں کہ تمہاری تعداد اہل جنت میں آدھی ہوگی، اس لیے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوں گے ٢٠١

والذي نَفْسِي بِيَدِهِ، لو لم تُذْنِبُوا، لَذَهَبَ اللهُ بِكُمْ، وجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ تَعَالَى، فَيَغْفِرُ لَهُمْ ٢٠٣

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو ختم کر دے گا اور تمہاری جگہ ایسے لوگ لائے گا جو گناہ کر کے اللہ سے مغفرت طلب کریں گے اور اللہ ان کو بخش دے گا۔ ٢٠٣

والذي نفسي بيده، لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا، ولا تؤمنوا حتى تحابوا، أولا أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم ... ٢٠٤

"قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہوسکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنا لو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے! آپس میں سلام کو عام کرو۔" ... ٢٠٤

واللهِ لو تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا ولَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، ومَا تَلَذَّذْتُمْ بالنِّسَاءِ عَلَى الفُرُشِ، ولَخَرَجْتُمْ إلى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إلى اللهِ تَعَالَى ٢٠٦

اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے، جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ، بستروں پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز نہ ہوپاتے اور اللہ سے فریادیں کرتے ہوئے گلیوں چوراہوں میں نکل آتے۔ ٢٠٦

ويحك أتدري ما الله؟ إن شأن الله أعظم من ذلك، إنه لا يستشفع بالله على أحد ٢٠٨

تیرا ناس ہو، کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی عظمت وجلالت کیا ہے؟ اللہ کی شان تو اس سے کہیں عظیم ہے۔ اللہ کو کسی کے لیے سفارشی نہیں بنایا جاتا۔ ٢٠٨

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا مَعَ عَبْدِي مَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ ٢١٠

اللہ تعالی فرماتا ہے جب تک بندہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر میں متحرک رہتے ہیں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ ٢١٠

يُجْزِئُ عن الجماعة إذا مَرُّوا أن يُسَلِّم أحدهم, ويُجْزِئُ عن الجماعة أن يَرُدَّ أحدهم ٢١٢

جب ایک جماعت کسی کے پاس سے گزرے تو ان میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا کافی ہے۔ اور جماعت میں سے ایک آدمی کا جواب دینا کافی ہے ٢١٢

يُسَلِّمُ الراكِبُ على الماشي، والماشي على القاعد، والقليلُ على الكثير ٢١٣

سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں ٢١٣

يُؤتى بأَنْعَم أهل الدنيا من أهل النار يوم القيامة، فَيُصْبَغُ في النار صَبْغَةً، ثم يقال: يا ابن آدم، هل رأيت خيرًا قطُّ؟ هل مَرَّ بك نَعِيمٌ قطُّ؟ فيقول: لا والله يا رب ٢١٥

قیامت کے دن سب سے زیادہ عیش وعشرت میں رہنے والے دنیا دار دوزخی کو لایا جائے گا۔ اسے آگ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم! تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی نعمت آئی؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! واللہ کبھی نہیں! ٢١٥

يا أبا بَطْنٍ إنما نَغْدُو من أجل السلام، فنُسَلِّمُ على من لَقِيْنَاهُ ٢١٧

اے ابو بطن! ہم لوگوں کو سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں، کہ جس سے ملیں اسے سلام کریں۔ ٢١٧

يا أَيُّهَا النَّاسُ، تُوبُوا إلى اللهِ واسْتَغْفِرُوهُ، فَإِنِّي أَتُوبُ في اليَوم مائةَ مَرَّةٍ ٢١٩

اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو، کیونکہ میں دن میں سو دفعہ توبہ کرتا ہوں۔ ٢١٩

يا أيها الناس، من عَلِم شيئا فَلْيَقُلْ به، ومن لم يَعْلَم، فَلْيَقُلْ: الله أعلم، فإن من العلم أن يقول لما لا يَعْلَم: الله أعلم ٢٢١

اے لوگو!جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ ہی کو زیادہ علم ہے کیوں کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ ۲۲۱

يا بُنَيَّ، إذا دخلت على أهلك فَسَلِّمْ، يكن بَرَكَةً عليك وعلى أهل بَيْتِك ۲۲۳

اے میرے پیارے بیٹے!جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کیا کرو، یہ سلام تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔ ۲۲۳

يا حكيمُ، إن هذا المال خَضِرٌ حُلْوٌ، فمن أخذه بِسَخاوَة نفس بُورِك له فيه، ومن أخذه بإشراف نفس لم يُبَارَك له فيه، وكان كالذي يأكل ولا يَشْبَع، واليدُ العُليا خيرٌ من اليد السُفلى ۲۲۵

"اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سر سبز اور میٹھا ہے۔ پس جس نے اسے دلی سخاوت کے ساتھ لیا، اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جس نے اسے دل کے لالچ کے ساتھ لیا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ڈالی جاتی اور وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے، جو کھاتا تو ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ۲۲۵

يا رسول الله إن شرائع الإسلام قد كثرت علينا، فبابٌ نتمسك به جامع؟ قال: لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله -عز وجل- ۲۲۹

یا رسول اللہ!امور اسلام تو بہت زیادہ ہیں۔ کوئی ایسا جامع عمل بتائیں جسے ہم لازم پکڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری زبان ہر وقت اللہ عز و جل کے ذکر سے تر رہے"۔ ۲۲۹

يا رسول الله، أيرقد أحدنا وهو جنب؟ قال: نعم، إذا توضأ أحدكم فليرقد ۲۳۱

یا رسول اللہ!کیا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب تم میں سے کوئی وضو کرلے، تو سو سکتا ہے"۔ ۲۳۱

يا رسول الله، مَنْ أحقُّ بِحُسْن الصُّحبة؟ قال: أمك، ثم أمك، ثم أمك، ثم أباك، ثم أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ ۲۳۳

اے اللہ کے رسول ﷺ!لوگوں میں کون شخص ہے جو بہترین ساتھی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں اور پھر تمہارا باپ، پھر اس سے قریب پھر اس سے قریب والا۔ ۲۳۳

يا رسول الله، هل بقي من بر أبوي شيء أبرهما به بعد موتهما؟ فقال: نعم، الصلاة عليهما، والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما ۲۳۶

اے اللہ کے رسول!کیا میرے والدین کی موت کے بعد، کوئی ایسی نیکی باقی ہے کہ میں ان کے ساتھ کرسکوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں، ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان (کی موت) کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔" ۲۳۶

يا سعد بن معاذ، الجنة وربِّ الكعبة إنِّي أجد ريحها من دونِ أُحُدٍ ۲۳۸

اے سعد بن معاذ!جنت، ربِ کعبہ کی قسم!میں اس کی خوشبو احد پہاڑ سے بھی زیادہ قریب محسوس کر رہا ہوں ۲۳۸

يا عباس، يا عم رسول الله، سلوا الله العافية في الدنيا والآخرة ۲۴۱

اے عباس!اے اللہ کے رسول کے چچا!اللہ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔ ۲۴۱

يا عبد الله بن قيس، ألا أَدُلُّكَ على كنز من كنوز الجنة؟ لا حول ولا قوة إلا بالله ۲۴۳

اے عبداللہ بن قیس!کیا میں تمھیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ"۔ (نہیں ہے طاقت و قوت؛ مگر اللہ ہی کی توفیق سے) ۲۴۳

يا غلام، سم الله، وكل بيمينك، وكل مما يليك ۲۴۵

اے بچے!بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو، جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ ۲۴۵

يا فلان، ما لك؟ ألم تك تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر؟ فيقول: بلى، كنت آمر بالمعروف ولا آتيه، وأنهى عن المنكر وآتيه ۲۴۷

اے فلاں!تجھے کیا ہوگیا؟ کیا تو نیکی کا حکم اور برائی سے رُکنے کی تلقین نہیں کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نیکی کرنے کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور گناہوں سے روکتا تھا لیکن خود نہیں رُکتا تھا۔ ۲۴۷

يا معشر الأنصار، ألم أجدكم ضُلاَّلاً فهداكم الله بي؟ وكنتم متفرقين فَأَلَّفَكُمُ الله بي؟ وَعَالَةً فأغناكم الله بي؟ ۲۴۹

اے انصاریو!کیا میں نے تمھیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی؟ کیا ایسا نہیں تھا کہ تم بکھرے ہوئے تھے اور اللہ نے میرے ذریعہ تمھیں باہم دگر جوڑ دیا؟ کیا تم محتاج نہیں تھے کہ پھر میرے ذریعہ سے اللہ نے تمھیں غنی کردیا؟ ۲۴۹

يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك ۲۵۳

اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ ۲۵۳
يتبع الميت ثلاثة: أهلُه ومالُه وعملُه، فيرجع اثنان ويَبقى واحد: يرجع أهلُه ومالُه، ويَبقى عمله ۲۵۵
میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں: اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل۔ دو تو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے؛ اس کے گھر والے اور اس کی دولت لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ ۲۵۵
يدخل الجنة أقوام أفئدتهم مثل أفئدة الطير ۲۵۶
"جنت میں کتنے ہی لوگ ایسے جائیں گے، جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے" ۲۵۶
يستجاب لأحدكم ما لم يعجل: يقول: قد دعوت ربي، فلم يستجب لي ۲۵۷
تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے، جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے: میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی، لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ ۲۵۷
يسروا ولا تعسروا، وبشروا ولا تنفروا ۲۵۹
آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، خوش خبری دو، متنفر نہ کرو۔ ۲۵۹
يقول الله -تعالى-: ما لعبدي المؤمن عندي جزاء إذا قبضت صفيه من أهل الدنيا ثم احتسبه إلا الجنة ۲۶۱
اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی مومن بندے سے، اہلِ دنیا میں سے اس کا کوئی عزیز لے لیتا ہوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرتا ہے، تو اس کے لیے سوائے جنت کے میرے پاس کوئی اجر نہیں ہے۔ ۲۶۱
يوشك أن يكون خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال ۲۶۳
عنقریب مسلمان کا سب سے بہترین مال بکریاں ہوں گی جنھیں لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے گا۔ ۲۶۳
أحاديث الدعوة والحسبة ۲۶۵
اسمعوا وأطيعوا، فإنما عليهم ما حملوا، وعليكم ما حملتم ۲۶۷
سنو اور اطاعت کرو۔ ان پر اس بات کی ذمے داری ہے، جو ان پر ہے اور تم پر اس بات کی ذمے داری ہے، جو تمھارے اوپر ہے۔ ۲۶۷
اصْبِرُوا، فإنه لا يأتي زمانٌ إلا والذي بعده شَرٌّ منه حَتَّى تَلْقَوا رَبَّكُم ۲۶۹
صبر کرو، کیوں کہ تم پر ہر بعد میں آنے والا دور پہلے سے برا ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ ۲۶۹
اعبدوا الله وحده لا تشركوا به شيئا، واتركوا ما يقول آباؤكم، ويأمرنا بالصلاة، والصدق ۲۷۱
ہرقل نے پوچھا: وہ شخص یعنی نبی ﷺ تمھیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ ابو سفیان کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: وہ کہتا ہے کہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، تمھارے آباواجداد جو کچھ کہتے ہیں، اسے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز اور صدق بیانی کا حکم دیتا ہے۔ ۲۷۱
الدين النصيحة ۲۷٤
دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ۲۷٤
اللَّهُمَّ من وَلِيَ من أمر أمتي شيئا, فشَقَّ عليهم، فاشْقُقْ عليه ۲۷۶
اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ انھیں مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما ۲۷۶
اللَّهُمَّ من ولي من أمر أمتي شيئا فشق عليهم، فاشقق عليه، ومن ولي من أمر أمتي شيئا فرفق بهم، فارفق به ۲۷۷
اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ ان کو مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما، اور جو میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے، پھر وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔ ۲۷۷
إِنَّ نَاسًا كانوا يُؤْخَذُونَ بالوَحْيِ في عَهْدِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وإِنَّ الوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وإِنَّمَا نَأْخُذُكُمْ الآنَ بما ظَهَرَ لنا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وقَرَّبْنَاهُ، ولَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ، اللهُ يُحَاسِبُهُ في سَرِيرَتِهِ، ومَنْ أَظْهَرَ لنا سُوءًا لم نَأْمَنْهُ ولم نُصَدِّقْهُ ۲۷۹

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ مواخذہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب چونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اس لیے ہم اب تمہارے ظاہری اعمال کے مطابق تمہارا مواخذہ کریں گے۔ جو کوئی ظاہر میں ہمارے سامنے خیر کرے گا، ہم اسے امن دیں گے اور اُسے اپنے قریب کریں گے اور اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اس کے باطن کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو کوئی ہمارے سامنے ظاہر میں برائی کرے گا تو ہم بھی اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے۔ ۲۷۹
إذا أراد الله بالأمير خيرا، جعل له وزير صدق، إن نسي ذكره، وإن ذكر أعانه، وإذا أراد به غير ذلك جعل له وزير سوء، إن نسي لم يذكره، وإن ذكر لم يعنه ۲۸۱
جب اللہ کسی حاکم کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے راست باز (خیر خواہ) وزیر عطا کر دیتا ہے۔ وہ اگر بُھولتا ہے تو وہ (وزیر) اُسے یاد کرا دیتا ہے۔ اور اگر حاکم کو یاد ہو تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جب اللہ اس کے ساتھ بھلائی کے علاوہ کسی اور بات (برائی) کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کے لیے بُرا وزیر مقرر کر دیتا ہے۔ اگر وہ بھول جائے تو اسے یاد نہیں کراتا، اور اگر اسے یاد ہو تو اُس کی مدد نہیں کرتا ۲۸۱
إذا مَرِض العَبد أو سافر كُتب له مثلُ ما كان يعمل مقيمًا صحيحًا ۲۸۳
بندہ جب بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان عبادات کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے جنھیں وہ حالتِ اقامت یا صحت میں ادا کیا کرتا تھا۔ ۲۸۳
إنَّ الله أذِن لرسوله ولم يأذن لكم، وإنما أَذِنَ لي ساعة من نهار، وقد عادت حُرْمَتُهَا اليوم كَحُرمتها بالأَمْسِ، فلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الغائب ۲۸۴
اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی ہے۔ اور مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لیے اجازت ملی تھی۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی۔ اب جو یہاں حاضر ہے اسے چاہئے کہ غیر حاضر کو یہ بات پہنچا دے ۲۸۴
إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أوشك أن يعمهم الله بعقاب منه ۲۸۸
لوگ جب ظالم کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف ان سب پر عذاب نازل ہو جائے۔ ۲۸۸
إن أول ما دخل النقص على بني إسرائيل أنه كان الرجل يلقى الرجل، فيقول: يا هذا، اتق الله ودع ما تصنع فإنه لا يحل لك، ثم يلقاه من الغد وهو على حاله، فلا يمنعه ذلك أن يكون أكيله وشريبه وقعيده ۲۹۰
سب سے پہلی خرابی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی، یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا تو کہتا کہ اللہ سے ڈرو اور جو تم کر رہے ہو اس سے باز آ جاؤ کیونکہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں، پھر دوسرے دن اس سے ملتا تو وہ اپنی اسی سابقہ (منکر) حالت پر برقرار رہتا، اس کے باوجود اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ ۲۹۰
إن لك ما احتسبت ۲۹٤
بلاشبہ تیرے لیے وہ ثواب ہے جس کا تو نے ارادہ کیا۔ ۲۹٤
إنا والله لا نولي هذا العمل أحدا سأله، أو أحدا حرص عليه ۲۹٦
اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو اس کام کی ذمے داری نہیں دیتے، جو اس کو طلب کرے اور نہ ہی ایسے شخص کو جو اس کا خواہش مند ہو۔ ۲۹٦
إنما هَلَكَت بَنُو إسرائيل حين اتَّخَذَهَا نساؤُهُم ۲۹۹
بنو اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح اپنے بال سنوارنے شروع کر دیے۔ ۲۹۹
إنه يستعمل عليكم أمراء فتعرفون وتنكرون، فمن كره فقد برئ، ومن أنكر فقد سلم، ولكن من رضي وتابع، قالوا: يا رسول الله، ألا نقاتلهم؟ قال: لا، ما أقاموا فيكم الصلاة ۳۰۱
تم پر (مستقبل میں) کچھ ایسے امیر مقرر کیے جائیں گے جن کے کچھ کام تمہیں بھلے لگیں گے اور کچھ برے۔ جس نے ان (کے برے کاموں) کو ناگوار جانا وہ گناہ سے بری ہے اور جس نے ان کے خلاف آواز اٹھائی وہ سلامت رہا۔ سوائے اس شخص کے جو (ان کے برے کاموں پر) راضی رہا اور اس نے ان کی پیروی کی (ایسا شخص انہی کی طرح ہلاکت میں پڑے گا)۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم ان سے قتال (مسلح لڑائی) نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (ایسا نہ کرنا) جب تک کہ وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں۔ ۳۰۱
إنها ستكون بعدي أثرة وأمور تنكرونها ۳۰۳
تم میرے بعد خود غرضی اور ایسے ایسے امور دیکھو گے، جنھیں تم برا سمجھو گے۔ ۳۰۳

أُمِرَ الناس أن يكون آخر عَهْدِهِمْ بالبيت، إلا أنه خُفِّفَ عن المرأة الحائض ٣٠٥
لوگوں کو اس کا حکم تھا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو (یعنی طواف وداع کریں) البتہ حائضہ سے یہ حکم معاف ہو گیا تھا۔ ٣٠٥
أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر ٣٠٧
سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے ٣٠٧
أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نتزل الناس منازلهم ٣٠٨
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھیں ٣٠٨
أي بني، إني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: إن شر الرعاء الحطمة، فإياك أن تكون منهم ٣١٠
میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بدترین راعی، سخت گیر اور ظلم کرنے والا ہوتا ہے، تم اس سے بچنا کہ تم ان میں سے ہو۔ ٣١٠
بايعنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على السمع والطاعة في العسر واليسر، والمنشط والمكره، وعلى أثرة علينا، وعلى أن لا ننازع الأمر أهله ٣١٢
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ مشکل اور آسانی میں، خوشی اور غمی میں اور خود پر ترجیح دیے جانے کی صورت میں بھی سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم اقتدار کے معاملے میں اصحاب اقتدار سے تنازع نہیں کریں گے۔ ٣١٢
حدثوا الناس بما يعرفون، أتريدون أن يُكَذَّب اللهُ ورسولهُ ٣١٦
لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیا جائے۔ ٣١٦
خذوا من العمل ما تطيقون، فوالله لا يسأم الله حتى تسأموا ٣١٧
تم عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود ہی اکتا جاؤ۔ ٣١٧
ذكرتُ شيئًا من تبر عندنا فكرهت أن يحبسني، فأمرت بقسمته ٣١٩
ہمارے پاس موجود سونے کے ایک ٹکڑے کا خیال میرے ذہن میں آیا۔ مجھے یہ برا لگا کہ میری توجہ اس کی طرف لگی رہے۔ چنانچہ میں نے اسے بانٹ دینے کا حکم دے دیا۔ ٣١٩
قصة الغلام مع الملك والساحر والراهب ٣٢١
لڑکے کی کہانی، بادشاہ، جادوگر اور راہب کے ساتھ ٣٢١
كان ابن مسعود -رضي الله عنه- يذكرنا في كل خميس ٣٢٨
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن ہمیں نصیحت کرتے تھے ٣٢٨
كل سُلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس: تَعْدِلُ بين اثنين صدقةٌ، وتُعِينُ الرجلَ في دابتِه فتَحملُهُ عليها أو تَرفعُ له عليها متاعَهُ صَدَقَةٌ، والكلمةُ الطيبةُ صدقةٌ ٣٣٠
ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، ہر آدمی کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے، آدمی کو اس کی سواری پر سوار کرنا، اس کا سامان اٹھانا یا اس کے سامان کو سواری سے اتارنا صدقہ ہے، پاکیزہ بات کرنا صدقہ ہے، نماز کی طرف چل کر جانے میں ہر قدم صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ ٣٣٠
مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ على عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مَخِيطًا فَمَا فَوْقَهُ، كانَ غُلُولًا يَأْتِي به يَوْمَ القِيَامَةِ ٣٣٢
تم میں سے جسے ہم کسی کام کی ذمے داری سونپیں اور وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کوئی کم تر چیز چھپائے، تو وہ خیانت ہوگی، جسے لے کر وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا۔ ٣٣٢
ما بعث الله من نبي، ولا استخلف من خليفة إلا كانت له بطانتان: بطانة تأمره بالمعروف وتحضه عليه، وبطانة تأمره بالشر وتحضه عليه.... ٣٣٤
اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ ایسا بنایا جس کے دو مشیر (قریبی رازدار) نہ ہوں، ایک مشیر اسے خیر و بھلائی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا اسے شر اور برے کام کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے۔ ٣٣٤
ما من عبد يَسْتَرْعِيْهِ الله رَعِيَّةً، يموت يوم يموت، وهو غاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ؛ إلا حرَّم الله عليه الجنة ٣٣٦

کوئی ایسا بندہ، جسے اللہ کسی رعایا کا نگران بناتا ہے اور مرنے کے دن وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ اپنی رعیت سے دھوکا کرنے والا ہے، تو اللہ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔ ٣٣٦
ما من مسلم يَغرس غَرسًا إلا كان ما أُكل منه له صدقة، وما سُرق منه له صدقة، ولا يَرْزَؤُهُ أحد إلا كان له صدقة ٣٣٨
جو مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے، تو اس میں سے جو کچھ کھایا جاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا، جو اس میں سے چوری ہو جاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا اور اس میں جو شخص بھی کچھ کمی کرتا ہے، وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوگا۔ ٣٣٨
مثل القائم في حدود الله والواقع فيها، كمثل قوم استهموا على سفينة فصار بعضهم أعلاها وبعضهم أسفلها، وكان الذين في أسفلها إذا استقوا من الماء مروا على من فوقهم ٣٤٠
اللہ کی حدود پر قائم رہنے والوں اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنھوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا جس کے نتیجہ میں بعض لوگ کشتی کے اوپر والے حصے میں اور بعض نیچے والے حصے میں آ گئے۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے، انہیں پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرنا پڑتا۔ ٣٤٠
من خرج من الطاعة، وفارق الجماعة فمات، مات ميتة جاهلية، ومن قاتل تحت راية عمية يغضب لعصبة، أو يدعو إلى عصبة، أو ينصر عصبة، فقتل، فقتلة جاهلية ٣٤٣
جو (امیر کی) اطاعت سے نکل گیا اور اس نے (مسلمانوں کی) جماعت چھوڑ دی اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جو شخص کسی جھنڈے تلے اندھی تقلید میں لڑے یا تعصب کی بنا پر غصہ کرے یا تعصب کی دعوت دے یا مدد بھی کرے اور پھر قتل کر دیا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ ٣٤٣
والذي نفسي بيده، لتأمرن بالمعروف، ولتنهون عن المنكر؛ أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه، ثم تدعونه فلا يستجاب لكم ... ٣٤٥
اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم معروف (بھلائی) کا حکم دو اور منکر (برائی) سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے۔ ٣٤٥
يا أبا ذر، إنك ضعيف، وإنها أمانة، وإنها يوم القيامة خزي وندامة، إلا من أخذها بحقها، وأدى الذي عليه فيها ٣٤٧
ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ (امارت) امانت ہے، قیامت کے دن یہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث ہوگی، سوائے اُس شخص کے، جس نے اسے حق کے مطابق قبول کیا اور اس نے متعلقہ ذمہ داری جو اُس پر عائد ہوئی تھی اسے (اچھی طرح) ادا کیا۔ ٣٤٧
يا أبا ذر، إني أراك ضعيفًا، وإني أحب لك ما أحب لنفسي، لا تأمرن على اثنين، ولا تولين مال يتيم ٣٥٠
اے ابوذر! میں تمھیں کمزور سمجھتا ہوں اور مجھے تمھارے لیے بھی وہی بات پسند ہے، جو خود اپنے لیے پسند ہے۔ دو آدمیوں پر کبھی حاکم نہ بننا اور نہ ہی یتیم کے مال کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لینا۔ ٣٥٠
يصلون لكم، فإن أصابوا فلكم، وإن أخطئوا فلكم وعليهم ٣٥٢
جو لوگ تمھیں نماز پڑھاتے ہیں، پس اگر صحیح پڑھاتے ہیں، تو تمھیں اس کا ثواب ملے گا اور اگر کوئی غلطی کرتے ہیں، تو تمھیں (تمھاری نماز) کا ثواب مل کر رہے گا اور ان کا گناہ ان کے ذمے ہوگا۔ ٣٥٢

أحاديث السيرة والتاريخ ٣٥٥

اللّٰهُمَّ اغفر لي وارحمني، وألحقني بالرفيق الأعلى ٣٥٧
اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلی میں شامل کر دے۔ ٣٥٧
انطلقَ ثلاثةُ نَفَرٍ ممن كان قبلكم حتى آواهم المبيتُ إلى غَارٍ فدخلوه، فانحدَرَتْ صخرةٌ من الجبل فسَدَّتْ عليهم الغار ٣٥٨
پہلی امت کے تین آدمی کہیں سفر میں جا رہے تھے۔ (رات ہونے پر) رات گزارنے کے لیے انھوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی اور اس میں داخل ہو گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ سب نے کہا کہ اب اس غار سے تمیں کوئی چیز نکالنے والی نہیں، سوا اس کے کہ تم سب اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کو یاد کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ ٣٥٨
إِنْ كَانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- لَيَدَعُ العَمَلَ، وهو يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ؛ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ ٣٦٢
رسول اللہ ﷺ بسا اوقات کسی عمل کو چاہتے ہوئے بھی محض اس ڈر سے ترک فرما دیتے تھے کہ لوگوں کے عمل کرنے سے کہیں وہ ان پر فرض نہ ہو جائے۔ ٣٦٢

إِنْ كان عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هذه الليلةَ في شَنَّةٍ وإِلَّا كَرَعْنَا ٣٦٣

اگر تمہارے پاس مشکیزے میں رات کا پڑا ہوا پانی ہے تو لاؤ ورنہ پھر ہم (ندی یا نالے سے) منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔ ٣٦٣

إِنَّ اللهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، ولم يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ٣٦٥

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تواضع وانکسار کرنے والا بنایا ہے، متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔ ٣٦٥

إِنِّي لَأَقُومُ إلى الصلاةِ، وأُرِيُد أَن أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّه ٣٦٧

میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے لمبا کرنے کا ہوتا ہے کہ میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، تو میں اپنی نماز میں اختصار سے کام لیتا ہوں، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں ٣٦٧

إذا قام أحدكم من الليل فَلْيَفْتَتِحِ الصلاة بركعتين خَفِيفَتَيْنِ ٣٦٨

جب تم میں سے کوئی شخص رات کو (نماز تہجد کے لئے) اٹھے تو وہ دو ہلکی رکعتوں سے نماز کا آغاز کرے۔ ٣٦٨

إن الزمانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ والأَرْضَ: السنةُ اثنا عَشَرَ شَهْرًا، منها أربعةٌ حُرُمٌ: ثلاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو القَعْدَةِ، وذُو الحَجَّةِ، والمحرمُ، ورَجَبُ مُضَرَ ٣٧٠

بے شک زمانہ پلٹ کر اسی حالت پر آ گیا جیسا اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں تین مسلسل مہینے؛ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، اور (چوتھا) رجب مُضَر ہے۔ ٣٧٠

إن الله زوى لي الأرض، فرأيت مشارقها ومغاربها، وإن أمتي سيبلغ ملكها ما زوي لي منها، وأعطيت الكنْزين الأحمر والأبيض ٣٧٤

اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا اور جہاں تک کی زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی تھی وہاں تک عنقریب میری امت کی سلطنت و حکومت پہنچ کر رہے گی اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا کیے گئے۔ ٣٧٤

إن الله كتب الإحسانَ على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسِنوا القِتلة وإذا ذبحتم فأحسِنوا الذِّبحة، وليحد أحدُكم شَفْرَتَه ولْيُرِحْ ذبيحتَهُ ٣٧٨

بے شک اللہ تعالی نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب (جانور) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو لہٰذا یہ ضروری ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص (جو جانور کو ذبح کرنا چاہتا ہو) اپنی چھری کو خوب تیز کر لے اور ذبح کیے جانے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ ٣٧٨

إن كانت الأمة من إماء المدينة لتأخذ بيد النبي-صلى الله عليه وسلم- فَتَنْطَلِقُ بِهِ حيثُ شَاءتْ ٣٨٠

(آپ ﷺ کے تواضع کا یہ حال تھا کہ) مدینے کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر (آپ ﷺ کو اپنے کسی کام کے لیے) جہاں چاہتی، لے جاتی۔ ... ٣٨٠

إنه ليس بك على أهلِكِ هوانٌ، إن شئتِ سَبَّعتُ لك، وإن سبعت لكِ، سبعت لنسائي ٣٨٢

اس میں آپ ﷺ کے خاندان (نبی ﷺ) پر بے عزتی نہیں ہے، اگر چاہو تو سات دن پورا کروں اور اگر تمہارے لیے سات دن پورا کیا تو اپنی دوسری عورتوں کے لیے بھی سات دن پورا کروں گا۔ ٣٨٢

أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بِلَبَنٍ قد شِيبَ بماءٍ، وعن يمينهِ أَعْرَابِيٌّ، وعن يَسَارِه أبو بكرٍ -رضي الله عنه- فَشَرِبَ، ثم أَعْطَى الأَعْرَابِيَّ، وقال: الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ ٣٨٤

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک اعرابی تھا اور بائیں طرف ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی کر اسے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے۔ پھر وہ جو اس کی داہنی طرف ہے۔ ٣٨٤

أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- دَخَلَ يومَ فَتْحِ مَكَّةَ وعليه عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ ٣٨٦

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ ٣٨٦

أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- كان يَتَنَفَّسُ في الشَّرَابِ ثَلَاثًا. ٣٨٨

رسول اللہ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔ ٣٨٨

أَوَ أَمْلِكُ إن كانَ اللهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوبِكُم الرَّحْمَةَ ٣٨٩

اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے شفقت نکال لی ہو تو میں بھلا کیا کر سکتا ہوں! ٣٨٩

أقام النبي -صلى الله عليه وسلم- بين خيبر والمدينة ثلاث ليال يبنى عليه بصفية ٣٩١
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور خیبر کے درمیان تین دن تک قیام فرمایا اور وہیں صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی ٣٩١
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى على قبر بعد ما دُفِنَ, فَكَبَّرَ عليه أَرْبَعاً ٣٩٣
نبی اکرم ﷺ نے ایک قبر پر دفن کیے جانے کے بعد اس میت کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔ ٣٩٣
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا صَلَّى فرّج بين يديه، حتى يبدو بياض إبْطَيْهِ ٣٩٥
نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو اس قدر کشادہ کرتے کہ آپ ﷺ کی دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی۔ ٣٩٥
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان في سفر، فصلى العشاء الآخِرَة، فقرأ في إحدى الركعتين بِالتِّينِ وَالزَّيْتُون فما سمعت أحدًا أحسن صوتًا أو قراءة منه ٣٩٧
نبی ﷺ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے نمازِ عشاء ادا کی تو اس کی (پہلی) دو رکعتوں میں سے ایک میں سورہ ''تین'' اور سورہ ''زیتون'' کی تلاوت کی۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ اچھی آواز والا یا آپ ﷺ سے اچھا پڑھنے والا کبھی نہیں سنا۔ ٣٩٧
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بعث بعثا إلى بني لحيان من هذيل، فقال: لينبعث من كل رجلين أحدهما، والأجر بينهما ٣٩٩
رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنو لحیان کے مقابلہ پر جہاد (کے لئے) ایک لشکر روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ ہر دو مردوں میں سے ایک جہاد میں جانے کے لیے نکلے جب کہ جہاد کا ثواب دونوں کے مابین تقسیم ہوگا۔ ٣٩٩
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دخل مكة عام الفَتح، وعلى رأسه المِغْفَرُ، فلما نَزعه جاءه رجل فقال: ابن خَطَلٍ متعَلِّقٌ بأستار الكعبة، فقال: اقْتُلُوهُ ٤٠١
رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے آ کر بتایا کہ ابن اخطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔ ٤٠١
أولم النبي -صلى الله عليه وسلم- على بعض نسائه بمدين من شعير ٤٠٣
نبی ﷺ نے اپنی کسی بیوی کا ولیمہ دو مد جو سے کیا تھا۔ ٤٠٣
بعثَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- سَرِيَّةً إِلَى نَجْدٍ فخَرَجَ ابن عمر فِيهَا ٤٠٥
رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک سریہ بھیجا جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی نکلے۔ ٤٠٥
خَرَجَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَاتَ غَدَاةٍ، وعليه مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ ٤٠٦
رسول اللہ ﷺ ایک صبح باہر نکلے، آپ ﷺ پر ایک چادر تھی جس پر سیاہ بال سے کجاوؤں کے نقش بنے ہوئے تھے۔ ٤٠٦
خرجنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في غزاة ونحن سِتَّةُ نَفَرٍ بَيننا بعيرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أقدامُنا وَنَقِبَت قَدَمِي ٤٠٧
ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہو گیا تھا ٤٠٧
دخل عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما- على النبي -صلى الله عليه وسلم- وأنا مسندته إلى صدري، ومع عبد الرحمن -رضي الله عنهما- سواك رطب يستن به فأبده رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بصره ٤١٠
عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دے رکھا تھا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک لیے اسے کر رہے تھے۔ آپ ﷺ مسلسل مسواک کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ٤١٠
رَأَيْتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- جَالِسًا مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا ٤١٣
میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سرین کے بل بیٹھے دونوں زانوں کھڑے کیے کھجوریں کھا رہے تھے۔ ٤١٣
رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وعليه ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ ٤١٤
میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (کے بدن مبارک) پر دو سبز کپڑے تھے۔ ٤١٤

صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة فافتتح البقرة ٤١٥

ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرۃ پڑھنی شروع کی۔ ٤١٥

عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ-صلى الله عليه وسلم- يَوْمَ أُحُدٍ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ؛ فَلَمْ يُجِزْنِي ٤١٧

غزوۂ احد کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے (جنگ میں شرکت کی) اجازت نہ دی۔ ٤١٧

فَلَم أَكُن لِأُفْشِي سِرَّ رسُولَ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- وَلَو تَرَكَهَا النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلم- لَقَبِلتُهَا ٤١٩

میں نہیں چاہتا کہ آپ ﷺ کا راز کھولوں ہاں اگر نبی ﷺ انھیں چھوڑ دیتے تو میں ان کو قبول کر لیتا۔ ٤١٩

قال رجل للنبي -صلى الله عليه وسلم- يومَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إن قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قال: "في الجَنَّة"، فأَلْقَى تَمراتٍ كُنَّ في يَدِه، ثم قاتل حتى قُتِلَ. ٤٢٣

ایک شخص نے اُحُد کے دن آپ ﷺ سے کہا: آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر میں مارا گیا تو میں کہاں رہوں گا (میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا)؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینکیں اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گیے۔ ٤٢٣

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يزور قباء راكبًا وماشيًا، فيصلي فيه ركعتين ٤٢٥

نبی ﷺ سوار اور پیادہ (مسجدِ) قباء تشریف لاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ ٤٢٥

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في صلاة الفجر يوم الجُمعَةِ: الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وهَلْ أتى على الإنسان ٤٢٧

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن فجر کی نماز میں سورہ (الم تَنزِيلُ السَّجدة) اور سورہ (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ) پڑھا کرتے تھے۔ ٤٢٧

كان أَحَبَّ الثِّيَابِ إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- القَمِيصُ ٤٢٨

رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ ترین لباس قمیص تھا۔ ٤٢٨

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أشد حياءً من العذراء في خدرها ٤٢٩

رسول اللہ ﷺ پردہ دار کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ ﷺ کو کوئی بات ناپسند گزرتی، تو ہم اس ناپسندیدگی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر پہچان لیتے تھے۔ ٤٢٩

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يبيت الليالي المتتابعة طاوياً، وأهله لا يجدون عشاء، وكان أكثر خبزهم خبز الشعير ٤٣١

رسول اللہ ﷺ مسلسل کئی راتیں بھوکے گزارتے اور ان کے اہل وعیال کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا اور اکثر ان کے کھانے میں جَو کی روٹی ہوتی۔ ٤٣١

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يعجبه التيمن في تنعله، وترجله، وطهوره، وفي شأنه كله ٤٣٢

رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، حصول طہارت، اور اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے آغاز کرنے کو پسند فرماتے تھے ٤٣٢

كان كلام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كلاما فصلا يفهمه كل من يسمعه ٤٣٤

رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کے کلمات الگ الگ ہوتے تھے، جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا۔ ٤٣٤

كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي، وإنه لا نبي بعدي، وسيكون بعدي خلفاء فيكثرون ٤٣٦

بنی اسرائیل کے معاملات کی تدبیر وانتظام پیغمبر کرتے تھے۔ جب ایک پیغمبر فوت ہو جاتا تو اس کا جانشین دوسرا پیغمبر بن جاتا۔ مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہونگے۔ ٤٣٦

كانت يد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- اليمنى لطهوره وطعامه، وكانت اليسرى لخلائه وما كان من أذى ٤٣٨

رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانا کھانے کے لیے اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت اور ان چیزوں کے لیے ہوتا تھا جن میں گندگی ہوتی ہے۔ ٤٣٨

كنت أغتسل أنا ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- من إناء واحد, كلانا جنب ٤٤٠

میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے، جب کہ ہم دونوں جنبی ہوتے۔ ٤٤٠

لا يُبَلِّغُني أحد من أصحابي عن أحد شيئا، فإني أحب أن أخرج إليكم وأنا سليم الصدر ٤٤٢

میرے صحابہ میں سے کوئی کسی کے بارے میں کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ صاف ہو۔ ٤٤٢

لمَّا كان غَزْوَةُ تَبُوكَ، أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فقالوا: يا رسولَ اللهِ، لَوْ أَذِنْتَ لنا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ ٤٤٤

غزوۂ تبوک کے موقع پر لوگوں کو سخت بھوک لگی، انہوں نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنی سواری کے اونٹ ذبح کرلیں تاکہ ان کا گوشت کھائیں اوران کے روغن سے فائدہ اٹھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کرلو۔ ٤٤٤

لما قَدِمِ النبي -صلى الله عليه وسلم- من غَزْوة تَبُوك تَلَقَّاهُ الناس، فتَلَقَّيتُه مع الصِّبْيَان على ثَنِيَّةِ الوَدَاع ٤٤٧

جب نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے آئے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا، اور میں بھی بچوں کے ساتھ آپ سے جا کر ثنیۃ الوداع پر ملا۔ ٤٤٧

لما قدم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه مكة قال المشركون: إنه يقدم عليكم قوم وهنتهم حمى يثرب، فأمرهم أن يرملوا الأشواط الثلاثة، وأن يمشوا ما بين الركنين ٤٤٩

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ: تمہارے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے قوت کا اظہار ہو) کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسب معمول چلیں ٤٤٩

لولا أن أشق على أمتي؛ لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة ٤٥١

اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔ ٤٥١

ليس على أبيك كرب بعد اليوم ٤٥٣

آج کے بعد پھر تمہارے ابا جان کو کوئی بے چینی نہیں لاحق ہوگی! ٤٥٣

مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ الله ٤٥٦

میں نے لٹکتی زلفوں والے، سرخ جبے میں ملبوس کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔ ٤٥٦

مَثَلِي وَمَثَلُكُم كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الجَنَادِبُ والفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيها، وهو يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُم عَنِ النَّارِ، وأنتم تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي ٤٥٨

میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی اور ٹِڈّے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور یہ شخص انہیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔ ٤٥٨

ما خُيِّرَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بين أمرين قط إلا أخذ أيسرهما، ما لم يكن إثمًا، فإن كان إثما، كان أبعد الناس منه ٤٦٠

رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا، تو آپ ﷺ ہمیشہ دونوں میں آسان کا انتخاب کرتے، بشرطے کہ وہ آسان کام گناہ نہ ہوتا۔ اگر وہ گناہ ہوتا، تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔ ٤٦٠

ما رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مستجمعًا قط ضاحكًا حتى ترى منه لهواته، إنما كان يتبسم ٤٦٢

میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے گلے کے کوے نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ تو بس مسکرایا کرتے تھے۔ ٤٦٢

ما ظنك يا أبا بكر باثنين الله ثالثهما ٤٦٤

اے ابو بکر! ان دو لوگوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ ٤٦٤

ما يَكُنْ عندي من خيرٍ فلن أَدَّخِرَهُ عَنْكُم، ومَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ، ومَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، ومَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وما أُعْطِيَ أَحَدٌ عطاءً خَيرًا وأَوسعَ من الصبرِ ٤٦٦

اگر میرے پاس مال ہو تو میں اسے تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھوں گا۔ (تاہم یاد رکھو کہ) جو شخص سوال کرنے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص بے نیاز ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر کی توفیق عطا کرتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں بھلائی نہیں ملتی۔ ٤٦٦

هل أتى عليك يوم كان أشد من يوم أحد؟ قال: لقد لقيت من قومك، وكان أشد ما لقيت منهم يوم العقبة ٤٦٨

کیا آپ پر کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا۔ ٤٦٨

يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ ٤٧١

اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤاوران سے کہوکہ ہم آپ کی امت کے بارے میں آپ کوراضی کریں گے اورآپ کورنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔ ٤٧١

يا عائشة إن عيني تنامان ولا ينام قلبي ٤٧٤

"اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرادل نہیں سوتا" ٤٧٤

الأحاديث العامة ٤٧٧

اتَّقُوا النَّار ولو بِشِقِّ تمرة ٤٧٩

آگ سے بچو خواہ کھجور کاایک ٹکڑادے کرہی سہی۔ ٤٧٩

اتقوا الظلم؛ فإن الظلم ظلمات يوم القيامة، واتقوا الشح؛ فإن الشح أهلك من كان قبلكم، حملهم على أن سفكوا دماءهم، واستحلوا محارمهم ٤٨١

ظلم سے بچو، کیوں کہ ظلم روزِقیامت (دلوں پرچھاجانے والی) تاریکیاں ہوں گی۔ 'شح' (بخل اورحرص) سے بچو، اس لیے کہ اس شح نے تم سے پہلے لوگوں کوہلاک کردیا ہے اسی شح نے انھیں اس بات پرآمادہ کیاکہ وہ آپس میں خون خرابہ کریں اورحرام کردہ چیزوں کوحلال کرلیں۔ ٤٨١

اتقوا الله في هذه البهائم المُعْجَمة، فاركَبُوها صالحة، وكُلُوها صالحة ٤٨٣

ان بے زبان جانوروں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرو۔ لہٰذامناسب طریقے سے ان پرسواری کرواورمعروف طریقے سے ان کوکھاؤ۔ ٤٨٣

احْلِقُوهُ كُلَّه، أو اتْرُكُوه كلَّه ٤٨٥

یاتواس کاساراسر مونڈدویاپھرساراچھوڑدو۔ ٤٨٥

استعمل النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلا من الأزد يقال له: ابن اللتبية على الصدقة، فلما قدم، قال: هذا لكم، وهذا أهدي إلي، فقام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المنبر فحمد الله وأثنى عليه ٤٨٦

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ ازد کے ایک شخص کو، جنھیں ابن لتبیہ کہا جاتا تھا، زکاۃ کی وصولی کے لیے عامل مقرر کیا۔ جب وہ (وصول کر کے) آئے، تو کہنے لگے : یہ مال تمھارے لیے ہے (یعنی مسلمانوں کا) اوریہ مجھے ہدیہ میں ملاہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اوراللہ کی حمدوثنا بیان کی ٤٨٦

اسمعوا وأطيعوا، وإن استعمل عليكم عبد حبشي، كأن رأسه زبيبة ٤٨٨

سنواوراطاعت کرواگرچہ تم پرکسی حبشی غلام ہی کوحاکم مقررکردیاجائے، جس کا سر کشمش کی طرح (چھوٹاسا) ہو ٤٨٨

اقرأ: قل هو الله أحد، والمُعَوِّذَتَيْنِ حين تمسي وحين تصبح، ثلاث مرات تكفيك من كل شيء ٤٩١

صبح وشام تین تین بار قل ہواللہ احداور معوذتین (سورۃ الفلق اورسورۃ الناس) پڑھا کرو۔ ایسا کرنا تمہارے لیے ہرچیز سے کافی ہوجائے گا۔ ٤٩١

الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ٤٩٣

لَاإِلَهَ إِلَّااللَّهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ، اَللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُلِلَّهِ اورلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ہی باقیات صالحات (باقی رہنے والی نیکیاں) ہیں۔ ٤٩٣

الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنْ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ ٤٩٥

وہ مومن جولوگوں سے مل جل کر رہتا ہے اوران کی ایذاپرصبر کرتا ہے، اس مومن سے بہتر ہے، جولوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اوران کی ایذارسانی پرصبر نہیں کرتا۔ ٤٩٥

الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ ٤٩٧

مومن اپنے مومن بھائی کاآئینہ ہے۔ ٤٩٧

البخيل من ذكرت عنده، فلم يصل علي ٤٩٨

بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میراذکرکیاجائے اوروہ مجھ پر درود نہ پڑھے ٤٩٨

الجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيطَان ٥٠٠

گھنٹی شیطان کی بانسری ہے ٥٠٠

الدنيا متاع، وخير متاعها المرأة الصالحة ٥٠١

دنیاایک متاع (پونجی) ہے اور اس کی بہترین پونجی نیک عورت ہے۔ ٥٠١
الراكب شيطان، والراكبان شيطانان، والثلاثة رَكْب ٥٠٢
اکیلا سوار ایک شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ہوں تو قافلہ بنتا ہے۔ ٥٠٢
السفر قطعة من العذاب ٥٠٤
سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ ٥٠٤
الشُّؤْم: سُوءُ الخُلُقِ ٥٠٦
نحوست بداخلاقی کا نام ہے۔ ٥٠٦
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعوذُ بك مِنْ زوالِ نعمتِكَ, وتحوُّلِ عافيتِكَ, وفُجَاءةِ نقْمتِكَ, وجَميع سَخَطِكَ ٥٠٧
اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے، تیری دی ہوئی عافیت کے پھر جانے سے، تیری ناگہانی گرفت سے، اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ٥٠٧
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مني ٥٠٩
اے اللہ میری خطاؤں، میری نادانی اور میرے معاملے میں میری زیادتی کو اور ہر اس بات کو جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرما۔ ٥٠٩
اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَارْزُقْنِي عِلْمًا يَنْفَعُنِي ٥١١
اے اللہ! تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع پہنچا۔ اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے نفع دے اور مجھے نفع بخش علم عطا فرما۔ ٥١١
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُك مِنْ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْت مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِك مِنْ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْت مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. ٥١٣
اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت کی ساری بھلائی کی دعا مانگتا ہوں، جو مجھ کو معلوم ہے اور جو نہیں معلوم، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور آخرت کی تمام برائیوں سے، جو مجھ کو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں۔ ٥١٣
اللّٰهُمَّ اشف سعدا اللّٰهُمَّ اشف سعدا ٥١٥
اے اللہ! تو سعد کو شفا دے۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا دے۔ ٥١٥
اللّٰهُمَّ اغفر لي ذنبي كله دقه وجله وأوله وآخره ٥١٦
اے اللہ! تو میرے تمام چھوٹے بڑے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے ٥١٦
اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من العجز، والكسل، وَالجُبْنِ، والهَرَمِ، والبخل، وأعوذ بك من عذاب القبر، وأعوذ بك من فتنة المحيا والممات ٥١٨
اے اللہ! میں عاجز ہونے، سستی، بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ٥١٨
اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من فتنة النار، وعذاب النار، ومن شر الغنى والفقر ٥٢١
اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے فتنے سے، آگ کے عذاب سے نیز مال داری اور محتاجی کے شر سے۔ ٥٢١
اللّٰهُمَّ ألهمني رُشْدِي، وَأَعِذْنِي من شر نفسي ٥٢٣
"اللهم ألهمني رُشْدِي، وَأَعِذْنِي من شر نفسي" ترجمہ: اے اللہ! مجھے راہ ہدایت سجھا اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما۔ ٥٢٣
اللّٰهُمَّ بارك لأمتي في بُكُورها ٥٢٥
اے اللہ! میری امت کو اس کے دن کے ابتدائی حصے میں برکت دے۔ ٥٢٥
اللّٰهُمَّ رب الناس، أذهب البأس اشف أنت الشافي ٥٢٧
اے اللہ انسانوں کے پروردگار! تکلیف دور کر دے۔ شفایابی سے نواز کہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ ٥٢٧
المُتَسَابَّانِ ما قالا فَعَلى البَادِي منهما حتى يَعْتَدِي المَظْلُوم ٥٢٩
آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ بھی کہیں گے، اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوگا، یہاں تک کہ مظلوم زیادتی کرے۔ ٥٢٩

المدينة حرم ما بين عير إلى ثور، فمن أحدث فيها حدثا، أو آوى محدثا؛ فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفًا ولا عدلًا ٥٣١

یزید بن شریک بن طارق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی-رضی اللہ عنہ-کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، چنانچہ میں نے انھیں یہ فرماتے سنا: "اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں، سوائے اللہ کی کتاب کے اور ان احکام کے جو اس صحیفے میں موجود ہیں"، پھر انھوں نے اسے کھولا تو اس میں: دیت میں دیے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان اور کچھ زخموں کی دیت سے متعلق احکام تھے۔ اور اس صحیفے میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'مدینہ' عیر سے ثور تک حرم ہے، جس کسی نے اس میں بدعت ایجاد کی، یا کسی بدعتی کو پناہ دی، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ مسلمانوں کا عہد وامان ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے، جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑ دیا، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی، یا جس نے اسے آزاد کیا اس کے علاوہ کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کی، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی نہ تو توبہ قبول کرے گا اور نہ ہی فدیہ۔ (متفق علیہ)۔ 'ذمۃ المسلمین' سے مراد مسلمانوں کا عہد اور ان کا امان دینا، و 'أخفرہ' یعنی اس نے عہد توڑ دیا، 'صرف' یعنی توبہ اور بعض نے اس کا معنیٰ حیلہ، بہانا بتایا ہے اور 'عدل' بمعنیٰ فدیہ ہے۔ ٥٣١

النَّاسُ مَعَادِن كَمَعَادِنِ الذَّهَب وَالفِضَّة، خِيَارُهُم فِي الجَاهِلِيَّة خِيَارُهُم فِي الإِسْلاَم إِذَا فَقُهُوا، والأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَة، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ ٥٣٤

انسان، کانوں کی طرح ہیں جیسے سونا اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں۔ روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ تھے۔ پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی، ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ ایک دوسرے سے ناآشنا رہتی ہیں۔ ٥٣٤

انتهيت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يخطب ٥٣٨

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، درآں حالے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ٥٣٨

إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا - أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلاَثًا وَثَلاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، واحْمِدا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ ٥٤٠

جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ- یا فرمایا جب تم سونے کے لیے جاؤ- تو تینتیس (٣٣) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس (٣٣) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس (٣٣) مرتبہ الحمد للہ پڑھ لینا۔ . ٥٤٠

إِنَّ اللَّعَّانِين لا يَكُونُونَ شُفَعَاءَ، وَلا شُهَدَاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ ٥٤٢

بہت زیادہ لعنت کرنے والے روز قیامت نہ سفارش کرنے والے ہوں گے اور نہ گواہی دینے والے ہوں گے۔ ٥٤٢